

heson

فَقِيَهُ وَاحْكَاشِدْ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ إِحْلَابِ

الْمَعْدَةِ وَالْمَنْتَقَةِ رَجُلٌ أَتَى قَلْبَهُ مَقْدَرُ مَذْهَبِ الْأَمِّ عَظِيمٍ مَسْتَدِ عَلَامٍ عَرَبٍ مَجْمُوعٍ مَغْنَمٍ خَوَاصٍ دَعَا مَدَارِ الْكَارِخِي

جلد پہلی غایۃ الاطوار

جزیرہ اردو دراختیار

ترجمہ و تفسیر علامہ سید محمد رفیع الدین کے اقوال و کلمات کی جامع و مکمل شرح و تفسیر علامہ محمد رفیع الدین صاحب دہلی

مطبعة دار الفکر بیروت

بھارتی ریاستیں

فہرست جلد اول غایۃ الاوطار ترجمہ و مختار

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۸۴	سجدا کوڑا سے کیا گیا ہے یا نہیں	۱	دیباچہ
۸۵	باب المیاء یعنی پانیوں کے مسائل	۲	بیان مصنفات اثنی
۹۸	پانی میں زہر درود کی مقدار کسی اصل سے اخذ نہیں	۶	مقدمہ تعریف اور موضوع اور غرض علم فقہ کے بیان میں
۱۰۱	فصل فی البیور یعنی کھجور کے مسائل	۹	بیان اسباب جہل و غیباں
۱۰۴	معنی استحسان	۲۰	اسباب عورت حفظ
۱۰۵	شب باطنی تقاریر	۱۰	تحصیل علم کے احکام کہ فرض کس علم کا سیکھنا چاہیے اور مستحب اور مکروہ کون
۱۰۷	باب التیمم یعنی تیمم کے احکام	۱۲	فتاویٰ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نقالے
۱۱۲	باب الاکل و الشرب یعنی کھانے پینے کے احکام	۲۰	فن علامہ کا ذکر جنہ فرمودہ کہ وقت معنی کو کار بند ہونا چاہیے
۱۲۲	باب المسح علی الخنثین یعنی دو نو موزوں پر مسح کرنا یا نہ	۳۱	مراتب سبوع مجتہد مقب
۱۳۲	باب الحيض یعنی حیض کے احکام و مسائل	۴۰	کتاب الطہارۃ
۱۳۸	اسامیٰ مستحاضہ		یعنی پاک صاف ہونے کے مسائل
۱۳۹	باب الخیاض یعنی بخاستوں اور ناپاکیوں کا بیان	۴۳	وضو کچھ اور پچیس مقام میں مستحب ہے
۱۴۷	کونجو اور چیل کی میٹ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا	۴۶	ارکان وضو
۱۵۰	دھڑیکے بعد برہی خجاسیت کا وضو نہ نہیں	۴۶	چھ یا آٹھ ناپاک ہون اور پانی نہ لے سکو تو کیا کرنا چاہیے
۱۵۱	طریقہ برطرح کے بجز دھونے کا	۴۷	طہر جزیرین نسبت کیا کی سنت ہیں
۵۲	فصل اس فصل میں استنجا کے احکام ہیں	۵۱	وضو میں ایک سو پچیس چیزیں ہیں
	مسئلہ عجیب	۵۲	مستحبات وضو
		۵۴	مقدار صلا و نماز بحساب وزن
	یعنی نماز کے احکام اور مسائل	۵۵	اذان وضو
	تعداد اوقات و نماز	۶۶	مسائل غسل
	جن مکانات میں نماز کر دہ ہے	۶۹	اقسام غسل
۱۵۳	باب الاذان اذان کے بیان میں اور	۸۲	جس صوف میں پڑھا نہ جائے اور سکودفن کیا جائے
	اسی جگہ سے پڑھا ہو مترجم ثانی کے ترجمہ کی	۸۸	ترتیب وضع کتب
۱۵۵	آخر کتاب السلام پڑھنا بعد اذان کے بعد یہ ہے	۹۰	تقدیر کو فساد دہے

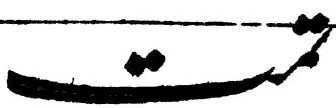
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۱	باب ادراک الفریضۃ یعنی جامعۃ نماز کے حاصل کرنے کا بیان	۱۸۰	باب شروط الصلوات یعنی نماز کی شرطوں کا بیان
۳۲۲	نماز کو توڑنا کہی حرام تھا جو کہی صحیح ہے یا حرام کہی واجب	۱۹۲	نماز نماز کا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں
۳۲۶	باب قضاء الغیبت یعنی فوت شدہ نمازوں کے قضا پر مبنی کا بیان	۱۹۳	جہت قبلہ کے معنوں کی تشریح
۳۲۷	باب تیمم یعنی ہر نماز کے بعد ہاتھوں کو دھونا	۱۹۹	باب صفة الصلوة یعنی نماز کی کیفیت کا بیان
۳۲۸	نماز میں ہاتھوں کا ہلکا ہونا	۲۰۵	وجہات نماز
۳۲۹	باب السجود یعنی سجدہ کے بعد ہاتھوں کا ہلکا ہونا	۲۱۵	ترکیب جماعتی کے دفع کی
۳۳۰	حکایت عجیبہ	۲۱۶	فصل اس فصل میں نماز کے ادا کرنے کا ذکر ہے
۳۳۱	باب صلوۃ المریض یعنی بیمار کی نماز کے احکام	۲۲۸	نماز کو اندر پھینکنا یا توغیر جہت مخالف سے روکنا
۳۳۲	باجور و بدوہ نماز میں سجدہ کی جگہ کا بیان	۲۳۶	اوقات درود پڑھنے کے
۳۳۳	باب سجود التلاوة یعنی تلاوت کے بعد سجدہ کے احکام	۲۴۲	فصل اس فصل میں قراءت کے احکام ہیں
۳۳۴	باب صلوۃ المسافر یعنی نماز مسافر کے احکام	۲۴۸	باب الامامة یعنی امامت کے مسائل
۳۳۵	باب الجمعة یعنی جمعہ کے احکام	۲۵۴	جب چند شخص کسی امر شرعی یا عادی میں فراہم ہوں تو بدولت مرجع کے کسی کو مستند کیا جائے
۳۳۶	درود و خطبہ کے درمیان دعا مانگنے کی جگہ ہے	۲۶۰	اکیدہ کا صف میں داخل کیا جائے
۳۳۷	باب العیالین یعنی درود عیدوں کے احکام	۲۶۲	باب الاستخلاف یعنی فیلینہ کر نیے کے احکام
۳۳۸	باب الکسوف یعنی سورج گرہن کی نماز کا ذکر	۲۸۰	باب ما فی الصلوة و ما یکرہ فیہا یعنی ان امور کے بیان میں جو نماز کو فاسد کرتے ہیں اور جو انکار کرنا جائز ہے یا تنزیہی ہیں
۳۳۹	باب الاستسقاء یعنی طلب بارش کی نماز کا ذکر	۲۸۱	جن لوگوں پر سلام کرنا کر وہ ہے
۳۴۰	باب الخوف یعنی بے خوفی کی نماز کا ذکر	۲۸۲	جن لوگوں پر سلام کا جواب واجب نہیں
۳۴۱	باب صلوۃ الجنائز یعنی جنازہ کی نماز اور احوال و احکام کے ذکر میں	۲۸۵	شہادت اہل کتاب ہر چیز میں مکروہ نہیں
۳۴۲	جن لوگوں سے سوال قبر نہ کرنا	۲۸۸	قاعدہ نماز کے فاسد ہوئی قراءت کی غلطی سے
۳۴۳	ظاہر علامات سلمان ہونے کی	۳۰۱	احکام مساجد
۳۴۴	قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشین و نشانی	۳۰۳	باب الوتر والنوافل نماز وتر و نوافل کے بیان میں
۳۴۵	باب الشہید یعنی شہید کے احکام	۳۰۶	پانچ چیزیں امام کا اتباع جامعوں اور عامرین نہیں
۳۴۶	باب الصلوة فی الکعبۃ یعنی کعبہ کے اندر نماز پڑھنا	۳۱۱	نماز شہید کی تحقیق
۳۴۷	کی کیفیت	۳۱۲	صلوۃ التسمیہ کی کیفیت شرح دار
۳۴۸	کتاب الزکوۃ یعنی احکام زکوۃ کے بیان میں	۳۱۴	مسائل غنائیہ
۳۴۹	شور پر ہر مومل یا نہ زکوۃ نہیں	۳۱۵	ریل پر نماز کا بیان
۳۵۰	باب المساکین یعنی غریبوں کے لئے زکوۃ کی کیا ضابطہ		

مضمون

۲۳۴	باب اس باب میں از تو کی زکوٰۃ کا بیان ہے
۲۳۵	باب زکوٰۃ البقر یعنی گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان
۲۳۶	باب زکوٰۃ الغنم یعنی زکوٰۃ بھیر بکری یا بچھ
۲۳۷	باب زکوٰۃ المال یعنی مال نقد کی زکوٰۃ کا ذکر
۲۳۸	معلوم ماہانہ سولہ میں طریق زکوٰۃ کا کیا ہے
۲۳۹	باب العاشر یعنی وہ کی وصول کرنا یا نہ کرنا کا بیان
۲۴۰	باب الحاکم یعنی فیہ کے احکام
۲۴۱	باب العشر یعنی وہ کی کے احکام
۲۴۲	باب المصروف یعنی زکوٰۃ اور عشر کے خرچ کرنا
۲۴۳	موقوف کا بیان
۲۴۴	رسم حید میں آثار کو کچھ دینا زکوٰۃ کی نیت سے جائز ہے
۲۴۵	باب صدقۃ الفطر یعنی صدقہ فطر کے احکام
۲۴۶	اسلام کے واجبات سات ہیں
۲۴۷	کتاب الصوم
۲۴۸	یعنی روزہ کے بیان میں
۲۴۹	باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ
۲۵۰	یعنی اون چیزوں کے بیان میں جو روزہ کی مفسد ہیں اور جو مفسد نہیں
۲۵۱	حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے
۲۵۲	فرق جلال و ذہنیت میں
۲۵۳	فصل فی العوارض یعنی اون امور کا ذکر جن سے روزہ نہ کہنا مباح ہو جاتا ہے
۲۵۴	باب الاعتکاف یعنی اعتکاف کے احکام
۲۵۵	شب قدر کا بیان
۲۵۶	کتاب الحج
۲۵۷	احکام حج کا بیان اور بیان سے پہلے ہدایہ مقررہ ہل کے ترجمہ کی

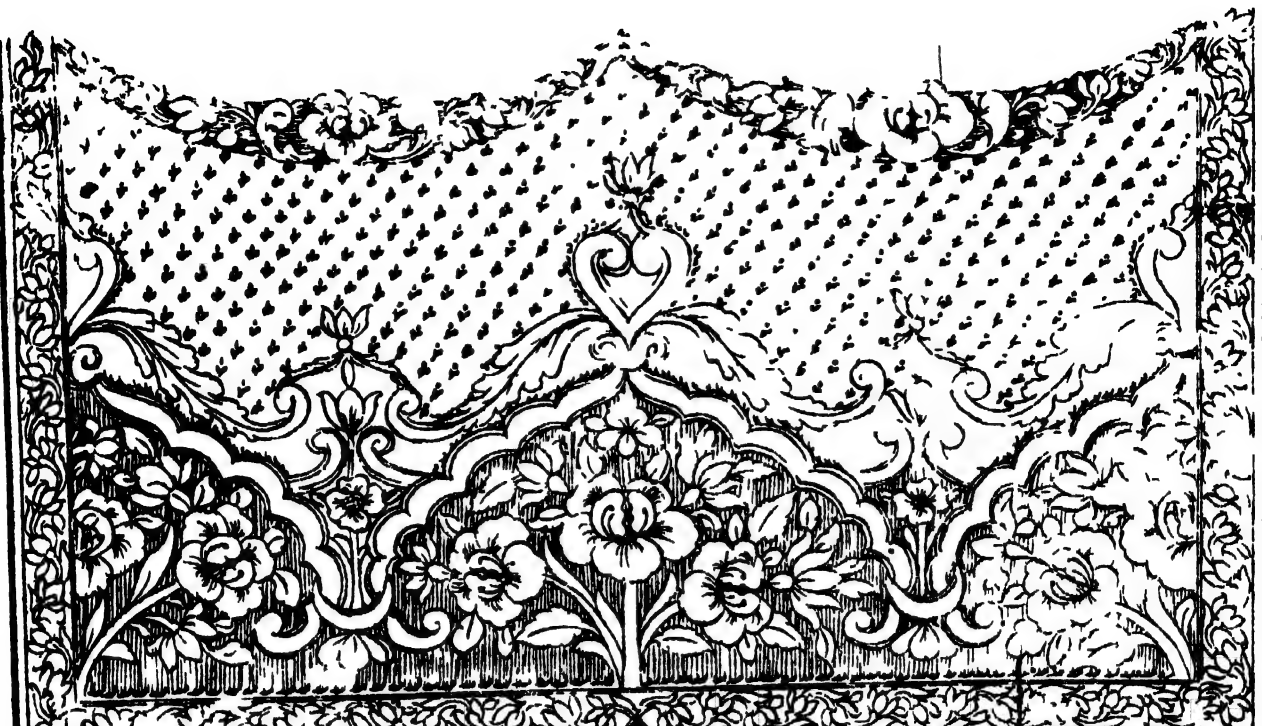
مضمون

۲۵۸	فصل فی الحجۃ المکرمہ اور فصل میں مسائل
۲۵۹	احرام اور حج مفصل کا بیان ہے
۲۶۰	دعائیں طواف کی
۲۶۱	دعائیں وقوف عرفات کی
۲۶۲	سوال وجواب بطور چستان کے
۲۶۳	باب القربان یعنی حج اور عمرہ کو ملکر ادا کرنے کا ذکر
۲۶۴	باب النتمیم یعنی عمرہ سے حلال ہو کر حج کے احرام باندھنے کا ذکر
۲۶۵	باب الجنایات یعنی حج میں جو باتیں منع ہیں اور کئے اور نہ کئے کی نواہی
۲۶۶	باب الإحصار یعنی اگر کسی وجہ سے تیار حج میں رک جاوے تو کیا کرے
۲۶۷	باب الحج عن الغیر غیر شخص کی طرف سے حج کرنے کا ذکر
۲۶۸	نفیلت حج کی ماہ اپ کی طرف سے
۲۶۹	باب الھکام یعنی اوس جانور کا ذکر جو حرم میں ذبح کیا جائے شکر یہ کے طور پر یا قصور کی عمن میں
۲۷۰	مسائل مختلفہ حج
۲۷۱	دعوت عرفہ جمعہ کے دن
۲۷۲	مسئلہ اقامت حرمین
۲۷۳	فصل کیفیت حج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
۲۷۴	فصل ادب زیارت مدینہ طیبہ
۲۷۵	علی صاحب الف الف تحفہ و سلام



باعث شرکت سے دست بردار ہوئی اسوقت جو کیفیت میں سے دل پر گذر فی نخی اور سکون خدا ہی جانتا ہے رات دن بجز التجار اور فروع
 کے جناب باری میں دوسرا کارنتہا اسیر صہ میں ایک اشتہار اسکی طبع کا مشہور کیا کہ شاید اس سو طبع میں کچھ مدد ملے قدرت
 قادر مطلق کو دیکھیے کہ جب اشتہار مذکور جناب مستطاب معلی القاب اعظم الامراء امیر العظام منقہ ذرہ شبہا بہت و جلال نقطہ دائرہ
 امارت و ایالت مؤید مراسم سیاست و عدالت متوہی دار کان ابحت و بسالت حامی دین متین ناصر اہل لغین طہا العلماء ملاذ الفضل
 مہدی قواعد خیر و سخا مونس قوانین علم و ہدی سے نظر از لطف اور سایہ دریا و کان پر توئی اندامی او پیرایہ خورشید و ماہ یعنی
 جناب نواب محمد کلب علیا نصاحب بھادر والی راہپور دامت دولہ بنزید النعم و طاکت مدنی فی نشیر آثار الکرم کے لکھنؤ
 فیض شوال سے مشرف ہوا تو احقر کے حاضر ہونے کا حکم دیا کہ نرن اسکو تاہد فیضی جانکر تسمیل ارشاد مشرف ملازمت سے مشرف ہر کمال
 قدر دانی حال اس کتاب کے طبع کا استفسار فرمایا حاجت سے سب کیفیت مفصل عرض کی اسوقت ارشاد ہوا کہ تم خاطر جمع رکھو کہ
 اسکی تکمیل کیسے مدت ابد دلت فرمائیں گے چنانچہ دوسری روز جس قدر کی کمی کہ حاجت سے عرض کی تھی اسکی دانید کا ارشاد فرمایا غرض کہ
 صرف ادنی توجہ جناب ممدوم سے بھہ کتاب انجام کو پہنچی اس کتاب کا غیر اتنا ہی ہے کہ اسکا دیباچہ ایسا امیر کیسے نام سوزین
 ہوا کریم کار ساز حقیقی نے بھہ محدث جاودانی جناب مخم البہم کے لکھنے فرمائی سے این سعادت بزور بازو نیست + تاہم خدا ہی
 بخشنہ + بھہ کترین اسکی شکر میں جو اسکی کھدنگ و عاکر و اور کیا کر سکتا ہو سے از دست فقیر منوانا یہ ہم + جز آنکہ بعدق دل دعا
 بکنہ + اللہم و قضاہ رب العزت و برفضی و اعطہ سؤ کہ فی الدیاد اجعل سئلہ منہ منہ اہل النبی و آخرتہ خیرا من اللہ فی بحر منہ سیدنا
 محمد المصطفی و آلہ البجٹی اب چند بائین متعلق اس ترجمہ کے عرض کرنا بہن اولی بھہ کہ چونکہ ترجمہ اول کو بہت سب کتاب کے پورا
 کرنے کی بھی غلی اسلو اس ترجمہ کا نہ کوئی دیباچہ لکھنی پائی اور نہ نام دیکھنی پائی اور از انجا کہ مترجم مرحوم نے ترجمہ کا شروع شدہ ۱۲۸۵ھ
 میں کیا اور سلسلہ تک سلسلہ ترجمہ کا جاری رہا اس کا طے میں نے اسکا نام تاریخی غایۃ الاطلاق لکھا کہ میں ۱۲۹۳ھ تک میں جو ۵۸ھ اور
 آٹھ کا درمیانی سال ہے جب نہیں کہ مترجم کی مدوح کو اس نام سوتا رہی ہو وہم بھیکہ جبارت مد مختار اور نور الالبصار کی بخط نسخہ
 لکھوائی گئی اور متن پر خط سیاہی کا کہیں نہ لکھا سو ہم بھہ کہ جبارت نسخہ عنوان کی جو قلم علی سے لکھی گئی جو وہ متن کی جبارت ہو بائین
 شارح نے جو شروع ہر باب کے آخر میں لکھی ہیں تو لفظ شروع کو بھی قلم علی سے لکھا ہوا اور اسکو بھہ ترجمہ میں لکھا ہوا کہ بھہ سالی شروع
 شارح نے اضافہ کئے ہیں اسطرح لفظ فائدہ جو کلام شارح میں کہیں آیا جو اسکو بھی قلم علی لکھا ہے اور اگر جبارت عنوان کی قلم علی
 سے نہیں لکھی گئی تو مہدار متن پر لکھ کر دی گئی جو چہار ہم بھہ کہ مترجم اول نے جہاں کہیں احوال محشیہ کے نقل کی تھی تو اس کے شروع میں
 بھہ جملہ لکھا تھا مترجم کہتا ہے میں نے اس جملہ کی جگہ پر ہم قلم علی سے لکھا ہوا جو البتہ ہر جملہ کے شروع میں ایک دو جگہ ہے جگہ بھی
 لکھا یا حتی کہ ناظرین جان جائیں کہ ہم قلم علی مختصر جملہ مذکور کا جو ہم قلم علی سے لکھا ہوا ہے کہ ترجمہ میں مترجم مرحوم نے اکثر جگہ فرد گناہت کر دی
 تھیں اور حاشیہ پر لکھا یا تھا کہ اس جبارت کا ترجمہ بعد نام لکھا جاوے گا اور اس حاجت سے پورا کر دیا اور جس جہاں ان میں

تامل تھا کتب مستداولہ کو دیکھو سو اسکو معاف کر دیا ستم یہ کہ بعض جہاں بارت درخت کی بالکل فرو گشت ہو گئی تھی یا تو سہو
 سر رکھی ہو یا جس ستم سے ترجمہ کیا تھا اس میں تہہ بہر حال میں نے مقابلہ کیوقت ایسی عبارتوں کو داخل ترجمہ کر دیا ہے
 ہنسی کہ نظر ثانی قرار واقعی مترجم سے ہونے پائی اسوجہ سے بعض جہاں ترجمہ غلط ہو گیا تھا ایسی مقامات کو اکثر میں نے بدل دیا ہے
 اور جہاں میں بدلاؤ مانع حاشیہ پر اشارہ کر دیا ہے کہ مترجم اول سے اسجگہ تسامح ہوا ہنسی کہ مترجم موصوفے اکثر جہاں
 آرد و لحاظ سے تذکرہ و ثابت میں غلطی کی تھی اور کہیں الفاظ فیرا نوس داخل ترجمہ کر دیو تھو ان سب کو میں نے حال کی بول چال کے
 موافق صحیح کر دیا جو ستم یہ کہ اشارہ ترجمہ میں جو عبارت عربی کی یا الفاظ مشکل نظر آئے انکے معانی حاشیہ پر بالفظون کے نیچے
 لکھ دیو ہیں وہ ستم یہ کہ اگر اشارہ ترجمہ میں کوئی آیت قرآنی یا کوئی دعا یا نسخ آگئی ہو تو اسکی دونوں طرف خط منوس لکھ دیا ہو اسطرح
 () تاکہ کوئی اس عبارت درخت کی نہ سمجھے یا تو وہ ستم یہ کہ ہم دونوں مترجموں نے اس بات کا التزام کیا جو کہ عبارت اردو کا
 محاذہ بھی ہاتھ سے نہ پائے پائے اور حنی الوسع الفاظ عربی کی رعایت بھی ملحوظ رکھی اسی جہت سے بیشتر قدیم و ناخر کرنی پڑی ہے شلا
 شارح نے مبتداء و فاعل اور فاعل کے درمیان میں کوئی قید بڑا دی تو بعض ترجمہ میں اول بعد سے جملہ کا ترجمہ کیا جو اسکو بشار
 کی تحقیق کو بیان کیا ہے اور جس مقام پر کہ ایک مبتدا کی کئی خبریں یا ایک شرط کی کئی جزائیں واقع ہوئی ہیں تو ان مقام میں ترجمہ کے اندر
 لفظ مبتدا یا شرط کو ہم طلب کے لٹو کر لکھا ہے اسطرح مقدمات اور محذوفات کو اکثر ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے حتی کہ ضمیر وں کی جگہ ان کے
 مزید لکھ دیو ہیں تاکہ عبارت کا مطلب بخوبی سمجھ میں آوے اور سطر علی گنجلک مسئلہ میں باقی نہ ہوا دے و و از وہم یہ کہ خوشی کی
 پوری عبارت کا ہم ترجمہ نہیں کیا بلکہ اتنی باتوں کا لحاظ رکھا ہے ۱ توضیح مطلب مسئلہ ۲ ترکیب نحوی اور اشتقاق کلمات اگر مسئلہ
 ہم شارح کا تسامح جگہ لایا ہو ہم کسی بیان کی تفصیل جسکو شارح نے بوجہ بیان کیا ہے ۵ جن مسائل کا حوالہ شارح نے دوسری
 کتاب میں پر کیا ہے انکے ان کرنا بشرطیکہ کوئی خاص فائدہ ان سے متعلق تصور کیا ہو ۶ اگر شارح نے کسی مسئلہ میں قول ضعیف لکھا
 ہو تو اس میں روایت نقل کتب مردہ سے ۷ جس جگہ شارح نے لکھا ہو کہ اس مسئلہ کا حکم میں نے نہیں دیکھا اسکی تصریح کرنا ہون
 ۸ تطبیق شارح کے احوال میں اگر مظاہر مختلف معلوم ہو ۹ عنوان ہر جگہ مناسب کوئی مسئلہ فردی جو خوشی میں نظر پڑا ۱۰ دلیل
 مسائل کی کتاب ادرست از اصول سے خواہ دلیل عقلی ۱۱ اختلاف نسخوں کا ذکر ۱۲ جس مسئلہ کو شارح نے اسم اور راجع لکھا ہے اسکا
 معتدل نقل کیا ہو اور اہل صحت یا مرجوح ہونے میں فقہاء کے قول نقل کو میں سمجھتا ہوں کہ کہیں کہیں الباس بھی ہوا ہے کہ خوشی میں
 ایک عبارت دوسری مقام پر نیچے لکھی ہوئی تھی اور ہمنوا سکو اور مقام پر ترجمہ کرنا مناسب جانا اسلئے ہمنویہ التزام نہیں کیا
 کہ ہر قول کا حاشیہ اسکو نہیں رہا دوسری جگہ نہ چھار و ہم یہ کہ اشارہ ترجمہ میں اگر کوئی قید ہمنو زیادہ کی ہو تو جس کتاب میں
 وہ قید نظر پڑی ہے اسکا حوالہ ترجمہ میں کر دیا ہو مثلاً اگر حوالہ اثنی سے نقل کیا تو اس قید کے بعد کذا فی البحر لکھ کر باقی عبارت کا
 ترجمہ کیا ہو یا تو وہ ہم یہ کہ حاشیہ سے ہمنو نقل کیا ہو آخر کو اسکا نام اور حوالہ کر دیا ہو جسکو کذا فی الشامی یا قال اللامی اور کذا فی الصحاح



جلد اول

بسم الله الرحمن الرحيم
شروع کرنا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

ترجمہ و اختصار

مترجم کہتا ہے: شائع ہو کر، یہ سید کیا باج کلام مجیدہ و مہربان حدیث مشہورہ جو امر و نہی پر شروع ہو کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پہنچا دینا اور پھر کلمہ
تخدا اللہ یا من شئت منہ ان یرزقنا بکون الہدایا یقیناً بہ تہدی سائل کرتے ہیں اور وہ ذات مقدس کہ تو نے ہمارے سینوں کو دل کشادہ کر دیا اور ہم
کی ہدایت سے رو ٹوڑ کر بے ہوش و غافل کر دیا اور بعد اس کے ہماری باطن کی مینائیوں کو تو نے نورانی کر دیا اور ہماری آنکھیں روشن کر دیں اور ہم
حلیتاً من اشعة شریک المظہرہ فیہ لایقاً اور تو نے اپنی پاک شریعت کی شفا عین مہر صاف فرما کر دیا یہاں اور اعداؤں کو دیکھنا میں یہ کلمہ
الموثرہ لایقاً اور تو نے غشی غش کی بہت بھڑکے دیا توں سے ہمارے نزدیک نہر عابد کو بکثرت روانہ کر دیا ہم شہادہ نے حمد الہی میں بطور برکت
استہلال کے کتب مقبہ کو ذکر کیسے یہ اور تہذیب البصار جو متن سے دانستہ کا اور بحر الرائق اور نہر الفائق جو کثر الدقائق کی شریعت میں اور منہ الفکار
شرح تہذیب البصار اثر کی شہرہ بالجلد اگر انکے معانی لغویہ پر نظر کیجیے تو بھی مطلب مجہ سے چنانچہ ترجمے میں مذکور ہو چکا اور اگر کتاب میں مراد لیجیے تو بھی
مرعہ درست ہے کہ اسے علی الطہر افین حاصل ہوا تو اس نعمت کا شکر واجب ہو گیا و انعمتک علینا حیث یشرئ ابتداء تبتیح ہذا
التشریح المختص شاکر وجہ حقہ الشریعہ الہیہ اور تو نے اپنا احسان پورا کیا ہمارا اس طرح کہ اس شرح مختصر کی ابتدا بتبیین تو نے آسان کر دی ذات
مقدس منہ شریعت اور دوزر سے متبیین مدینہ طیبہ میں وہ فہم طہر کے سامنے شاری نے در الفکار کو مسودہ سے صاف کرنا شروع کیا ہم حرف متبیین میں تبیین
اس سے عبارت ہے کہ کتاب محمد مرثوہ عجمیہ کے بعد غالباً اور دوزر یعنی مرتب سے مراد احکام فقہیہ میں اور اس میں اشارہ ہے اس کتاب کا جسکا نام دوزر ہے
کہ انی الطہران و حیدرہ صلیب الیک و خمس اور رسول کریم کے دو ساتھ بیٹھے اسے جلیل القدر کے سامنے یعنی ابی بکر صدیق اور عمر فاروق رضی
اللہ عنہما بعد الاذن منہ صلیبہ و سلمہ و انتمار کی تبیین شروع ہوئی رسول کریم کے فاذن کے بعد حق تعالیٰ اس ذات مقدس پر رحمت عام نازل
کری اور سلام در افتادہ میں منہ کا مئی ہے کہ باذن نبوی مؤلف ہوئی اور بعد کتاب لائق سے ہم کے اس طریقہ اہل مذہب سے اس طرح کی کتاب
نہیں ہوئی یعنی مسنفین نقل فلا اور اقوال پر حریص ہیں اور قول ضعیف کو قول قوی سے ممتاز نہیں کرتے اور بعضے اقوال اہل مذہب اور ان کے
مناہضین کے استدلال پر اس میں بعضی عبارت میں کمال بطور کہ باکر افراط تک نوبت پہنچی اور اس کتاب میں شامی علامہ نے مختصر غیر متکمل کا ارتقا
کیا اور اقوال منہ کا التزام کیا ایک ہی قول پر اقصاء کیا یا بس و دوزر پر جو دونوں مجہ میں اور کثرت استدلال سے اس میں تعرض نہیں کیا کیونکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جلد اول
ترجمہ و اختصار
مترجم کہتا ہے
شائع ہو کر
یہ سید کیا
باج کلام
مجیدہ و
مہربان
حدیث مشہورہ
جو امر و
نہی پر
شروع ہو کر
بسم اللہ
الرحمن
الرحیم
پہنچا دینا
اور پھر
کلمہ
تخدا اللہ
یا من شئت
منہ ان یرزقنا
بکون الہدایا
یقیناً بہ
تہدی
سائل کرتے
ہیں اور وہ
ذات مقدس
کہ تو نے
ہمارے
سینوں کو
دل کشادہ
کر دیا اور
ہماری
آنکھیں
روشن کر
دی ہیں اور
ہم
حلیتاً من
اشعة شریک
المظہرہ فیہ
لایقاً اور تو
نے اپنی پاک
شریعت کی
شفا عین
مہر صاف
فرما کر دیا
یہاں اور
اعداؤں کو
دیکھنا میں
یہ کلمہ
الموثرہ
لایقاً اور تو
نے غشی غش
کی بہت
بھڑکے دیا
تو نے ہمارے
دیکھنا میں
یہ کلمہ
استہلال کے
کتب مقبہ کو
ذکر کیسے
یہ اور
تہذیب
البصار جو
متن سے
دانستہ کا
اور بحر
الرائق اور
نہر الفائق
جو کثر
الدقائق کی
شریعت میں
اور منہ
الفکار
شرح
تہذیب
البصار اثر
کی شہرہ
بالجلد اگر
انکے معانی
لغویہ پر
نظر کیجیے
تو بھی
مطلب مجہ
سے چنانچہ
ترجمے میں
مذکور ہو
چکا اور اگر
کتاب میں
مراد لیجیے
تو بھی
مرعہ درست
ہے کہ اسے
علی الطہر
افین حاصل
ہوا تو اس
نعمت کا شکر
واجب ہو گیا
و انعمتک
علینا حیث
یشرئ
ابتداء
تبتیح ہذا
التشریح
المختص
شاکر وجہ
حقہ
الشریعہ
الہیہ اور تو
نے اپنا
احسان پورا
کیا ہمارا
اس طرح کہ
اس شرح
مختصر کی
ابتدا بتبیین
تو نے آسان
کر دی ذات
مقدس منہ
شریعت اور
دوزر سے
متبیین
مدینہ طیبہ
میں وہ فہم
طہر کے
سامنے
شاری نے
در الفکار
کو مسودہ
سے صاف
کرنا شروع
کیا ہم حرف
متبیین میں
تبیین
اس سے
عبارت ہے
کہ کتاب
محمد مرثوہ
عجمیہ کے
بعد غالباً
اور دوزر
یعنی مرتب
سے مراد
احکام
فقہیہ میں
اور اس میں
اشارہ ہے
اس کتاب
کا جسکا
نام دوزر
ہے کہ انی
الطہران و
حیدرہ
صلیب الیک
و خمس اور
رسول کریم
کے دو
ساتھ
بیٹھے
اسے جلیل
القدر کے
سامنے
یعنی ابی
بکر صدیق
اور عمر
فاروق
رضی اللہ
عنہما
بعد الاذن
منہ
صلیبہ و
سلمہ و
انتمار کی
تبیین
شروع
ہوئی رسول
کریم کے
فاذن کے
بعد حق
تعالیٰ اس
ذات
مقدس پر
رحمت
عام نازل
کری اور
سلام
در افتادہ
میں منہ
کا مئی ہے
کہ باذن
نبوی
مؤلف ہوئی
اور بعد
کتاب
لائق سے
ہم کے
اس
طریقہ
اہل مذہب
سے اس
طرح کی
کتاب
نہیں
ہوئی
یعنی
مسنفین
نقل
فلا اور
اقوال
پر حریص
ہیں اور
قول
ضعیف کو
قول
قوی سے
ممتاز
نہیں کرتے
اور بعضے
اقوال
اہل مذہب
اور ان کے
مناہضین
کے
استدلال
پر اس میں
بعضی
عبارت میں
کمال
بطور کہ
باکر
افراط
تک نوبت
پہنچی
اور اس
کتاب میں
شامی
علامہ نے
مختصر
غیر متکمل
کا ارتقا
کیا اور
اقوال
منہ کا
التزام
کیا ایک
ہی قول
پر اقصاء
کیا یا
بس و
دوزر پر
جو دونوں
مجہ میں
اور کثرت
استدلال
سے اس میں
تعرض
نہیں کیا
کیونکہ

میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے

بر دلیل کا مطالبہ نہیں اس لیے کہ دلیل قائم کرنا مجتہد کا کام ہے اور ہر علم اس شرح کی حق کی برتری فضیلت ثابت ہو چکی ہو یعنی ماننے والوں میں دیکھ کر
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں تشریف لائے اور زبان مبارک کو مسبک نہ میں داخل کیا بعد اس کے اس نے تائید اس حق کی شرح کی سبب
مزیّت ماننے اور اشارہ کے کمال اظہار کا ثمرہ ہو گا کہ فی الطحاوی مختصر و علی الآلہ وصحبہ الذین ساروا من حیث فتح کشف فیض فضائل الوافضات
اور رحمت خاص نازل ہو اذکی آل اور اصحاب پر پھر نہ تیرے فضل مانی کے فیض کے طایفہ کی نصرت کا ثمرہ ہو گا کہ ہر مسلمان و متبع کو جمع کیا اور گھیر لیا ہم اشارہ
اس میں کہ فقہ کی کتابوں کے بعد اشارہ کیا جسو شارح وغیرہ نے روایات کو نقل کیا یعنی تمام انفراد اور فہم القدر اور کثرت اور فیض اور دانی اور خفا و غیبت
فیقول فقیر حقہ فی اللطیف من جلالہ الذین الحفظ لہم اور مدار مسکو کے بعد کہتا ہے حسب لطف غنی کی رحمت کا تمام محمد علاء الدین حضرت با حسن کہیں کا رہے
وہام طحاوی نے لایا ہے نقل کیا کہ حضرت ایک شہر ہو دیکر مکر میں آئے اور بعد میں کہا یہ سبست جو حسن کہیں کی کثرت جو دائم ہے آئے اور بغیرہ ابن مسک کے مابین
میں شارح کا نام محمد ہے اور علاء الدین لقب ہو رحمت اللہ علیہ ابن الشیخ علی الامام جلیہ عمر بنی امتیۃ نور اللقی بن مشوق الحنفی محمد علاء الدین بیاضیخ
علی کا جو بنی امیہ کے جامع مسجد کا امام ہو رہی ہو کہ مشن کا حنفی مذہب ہم شارح کا نسب ہونے سے علاء الدین بن اشیم علی بن محمد بن اشیم علی بن اشیم
عبد الرحمن بن اشیم محمد بن اشیم جمال الدین بن اشیم حسن بن اشیم ذین العابدین الحسن بن اشیم ثمر الدمشقی و الغلب الحنفی کذا فی الطحاوی لکنا بیضت البحر والاول
سخر ایش الا سحر اریویدا اللہ الا فکیر فی شرح تنویر البصار وجامع البیان و ذکرہ فی شرح کبار کی جگہ پہلا جزو الاسرار الی آخرہ کا مسودہ ہے
کا فسادہ میں میں نے صاف کیا تو میں نے اس شرح کا بڑی بڑی دہش جلد میں اندازہ کیا ہم شارح نے اس حق کی پہلے ایک طرح لکھی جس کا نام خزان الاسرار
و جامع الافکار ہے شرح تنویر البصار و جامع البیان و ذکرہ فی شرح کبار کی جگہ پہلا جزو الاسرار الی آخرہ کا مسودہ ہے
جلد میں ہوگی فصرت حدائق العناقر فی الاختصار و سنیۃ بالذخائر فی شرح تنویر البصار و سیری میں نے ابتدا اور کوشش کی باگ مختصر
کیطرت اور اس شرح مختصر کا نام در النہار ہے شرح تنویر البصار میں نے رکھا ہم یعنی خوف لغوی شرح کو مختصر کیا ادا ثل جلد کا مطلب ایک جلد میں
کر دیا لہذا در النہار نہایت دقیق ہوا شرح نہیں بلکہ متن میں ہو گیا اختصار عبارت ہو تعلیل لفظ اور تفسیر معنی سے الذی فاوکت ہذا الفیض العظیم
و المتعین و الاختصار و تنویر البصار جو فائق اور عالیست ہے اس حق یعنی حق فقہ کی کتابوں کو ضبط اور تنظیم اور انہار عبارت میں ہم ضبط عبارت
ہے تحریر اور حفاظت فردم ہو یعنی تمام مسائل منہج الیہا کا جمع کر دیا و تنظیم عبارت ہو احوال مجملہ کے ذکر کرنے سے جو تنظیم ترتیب و کذا فی الطحاوی و لغوی
لقد اتممت روضۃ هذا العلوی معنیہ الا زہار و سلسلۃ الاسرار و رسم اپنی زندگی کی کہ منہج اس علم فقہ کا باغ اس کے ہونے سے کمال کیوں لا رہا
اختصار ہو گیا یعنی مسائل فقہیہ جو کلیہ کی اند مغلن اور سبب خود ہر لون کی اند شکستہ ہو گئے مان کے بیان دہم سے جو حاشیہ شراک الصغیر و کذا فی
من خراشہ ذخائر و فہم کذا فی اس حق کے جانب ہو تحقیق کے پہل پسند کو جانتے ہیں اور اس کو غراب برقیں کے وہ ذخیرے ہیں جسے
محول حیرت نگ میں لکھتے شیخنا شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ الشیرازی الحنفی القس علیہ السلام و کذا فی شرح و تنویر البصار و کذا فی
تصنیف ہو جاری شدہ کے استاد کا یعنی شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ شیرازی حنفی مذہب غزنی کا جو محدہ ہو طیار ترین صالحین میں ہم ترمذی
نامیم و مسکن و مدہ و دشین مجرہ خاندان کا قریہ ہے کذا فی الطحاوی اور غزہ ایک شہر ہے شام میں اسکو ناظم کہتے ہیں قانوس میں ہے کہ
غزہ شہر ہو طین میں مکان نام خاص ہو ہو اور شام میں منات و مان مگر کو انہو کسبات کا یون ہو محمد بن عبد بن محمد بن عبد بن محمد بن عبد بن
ابراہیم خطیب کذا فی النسخ شرح الامان معلوم کرنا چاہیے کہ مان رحمت اللہ علیہ کثیر التصانیف ہو از اہل نجد بعد من لا وکی شرح جو سنی سم النہار اور
منظومہ فقہ میں سنیہ تفسیر القرآن و حاشیہ و در غرر کا اور شرح کثر اور شیخ زاد الفقیر اور شرح و قاریہ اور نقلی و در جلد اور شرح منار کے اصول
میں اور شرح منظومہ ابن وہیلین اور حسین الغنی صلی جابہ مستفی و غیر ذلک من المصنفات المستوفیہ فلم فقہ کا صاحب شیخ زین ابن نجیم صاحب کمال الرائق اور
امین الدین ابن العالی جو ادبیت علماء نامدار نے ان سو علم حاصل کیا از اہل نجد شیخ صالح محشی شہادہ و ظائر ظہر شہادہ مان اشغال کیا مان نے ایک جلد

بیاضت ان

خارج نے کہا سبب اس کا یہ ہے کہ صاحب قصیدہ حاسد و ن کی حسد اور معاندون کے کرکمر میں مبتلا ہوا لیکن کہتے تھے کہ وہ بیانہ بد کتاب ہی اور بعض کہتے تھے کہ یہ کتاب قدیم ہے ابن وہبان نے اپنی کتاب نسبت کرتی انھوں نے اس طرح شارح مغفور بھی سپہام طعن صاحب بن کاشانہ ہوا کہ ان فی الخطاوی و اللہ ذل العاقل
 سے ہم غیثک و فی و شش الناس کلہم من حاسن فی الناس کاغذ میں لکھا تھا کہ اس کا حاسد میرا حسد کرنے ہیں اور سب سے
 میں بدتر وہ شخص ہے جو ایک دن بھی غیر محسوس دیا یعنی جس پر کسی نے حسد کیا ہم غیر محسوس ہو سکتے ہیں اور اگر حسد کیا ہو تو ہوا ہی جسمیں اوصاف حمیدہ ہوتے ہیں نہ
 جس پر حسد کو کون نے کیا تو معلوم ہو کہ اس میں کچھ خوبی نہیں چنانچہ شارح اس کے اشارہ کرتا ہو کہ لا یستویون سید ابی بن ودیہ یخسرو
 خصوصاً یقیناً اس واسطے کہ کوئی سردار سرداری نہیں پاتا ہ وہ اس دوست جو اس کی خوبی بیان کرے اور بدوں اس حاسد جو بد کوئی کرے ہم
 جب آدمی نے اپنی بدگوئی سنی اور اس پر غصہ کیا اور چشم پوشی کی تو اس کی عالی ظرفی اور سرداری ثابت ہو گئی لہذا من رحمہ اللہ حسن حصہ الحسن
 اس واسطے کہ جسے کیسوں کا کسبت بویار بخون کو خرمن کیا فاللہم یغفر الذنوب لیصلیہم و سونجہ اندکظرف غنیمت کرنا ہی اور شریف صاحب رحمہم
 دیکھا اور درست کر دیا ہر ہم جب کلام سابق ہی معلوم ہو کہ آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں تقسیم اور کریم سولیم تو عیب جوئی میں رہتا ہو اگر کریم صلاحت کرے
 اگر کچھ خلل پایا ہو بشرط قدرت یا چشم پوشی کرے لیکن یا آئیں بعد الوقوف علی حقیقتہ الحال ولا تظاہر علی ما سترہ اللہ استر و ن کصاحب البحر
 والہم والقیض والمنتصف وجہنا المرحوم وغیرہ زادہ و آخری زادہ وسعدنا اقلدوا الزلیلی ولا تخیلوا الکمال غایت الکمال لیکن
 ای بھائی خداد اس کتاب کی طبعی کرنا چاہیے بعد واقف ہونیکے حقیقت حال پر اور بعد مطلع ہونیکے علما و متاخرین کی تحریر اور تصحیح پر مانند صاحب بحر اور
 نہر اندیش اور منتصف احمد چاروی جہد مرحوم احمد عزمی زادہ اور انخی زادہ اور سعدی افندی اور ذیلی اور اکمل اور کمال و ابن الکمال کے ہم یعنی
 تراز ک خلل بعد مطلع ہونے کے کتب مذکورہ پر چاہیے اور مجروح نقطہ قلب کے اس پر جزات مناسب نہیں صاحب بحر الرائق زمین ابن نجیم مصری ہو اور صاحب
 نہر الفائق شیخ محمد بن نجیم بھائی صاحب بحر کا اور شاگرد نہر الفائق کو نصیحت کیا بھائی کی موت کے بعد اور بھائی پر اکثر مسائل میں مواخذہ کیا یوں غدر
 بیان کر کے کہ بھول چوک سے محفوظ رہنا آدمی پر دشوار ہے اور عزمی زادہ بخشی جو مذکورہ اور اکل غایہ شرح ہدایہ کا منتصف ہو اور کمال الدین ابن لہام
 صاحب فتح القدر محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید اسکندری جو ہام نسب ہو عبد الواحد کا مع تحقیقات شیخ بالمال و تحقیقات عن فحول الرجال
 ساتھ خط ان تحقیقات کے کہ بعض کو مسکرت دل نے پیدا اور ظاہر کیا اور بعض کو میں نے کمال مردوں سے حاصل کیا ہم اگر کوئی کہو کہ شارح جس طرح
 کی تحقیقات کا مسائل فقہ میں کچھ دخل نہیں اس واسطے کہ مجھ مذہب اور صاحب فتویٰ نہیں ہیں اور قیاس کر نیکا بھی اہل نہیں اس واسطے کہ قیاس کرنا مجری
 چار سو برس کے بعد متغیر ہو گیا پھر شارح کی تحقیقات سے کیا حاصل جواباً دے سکا یہ ہے کہ تحقیقات سے مراد نظائر کو جمع کرنا ہے اور منتصف کے قول کو لانا اور
 مشکلات کو عبارات لطیفہ سے دفع کرنا یا اسکا جواب دینا یا جواب اس قول کے کہ قوت مدک کا اعتبار ہو اور اسکو اہل پیدا ہو اگر فی حق قدرت کاملہ سے
 اللہ اعلم کذا فی الخطاوی ویاتی اللہ العیضہ لکننا یہ غیر کتابیہ اور حق تعالیٰ ہر کتاب کی عصمت کو کمرہ رکھتا ہو سوا اپنی کتاب کے یعنی کلام اللہ
 کے سوا آدمی کی کتاب ایسی لازم عصمت نہیں کہ اس میں خطا کا احتمال نہ ہو شارح نے اپنی بھول چوک کا غدر بیان کیا والمنتصف من خفف قلبہ ل
 خطا المعروف کثیر صوابہ اور منتصف وہ ہے جو آدمی کی تہذیبی خطا کو اسکی بہتری درست گوئی میں چھا دالے یعنی جب آدمی کا اکثر کلام حق اور صواب
 ہو اور اسکی خطا قلیل ہو پھر کرنا منصفوں کا کام ہو اور نقطہ خطا کو پکڑ لینا اور اسکی جواب گوئی چشم پوشی کرنا ظلم معزم اور عیبات ہو و معہذا
 اقر أنفسک ان هذا فهو الحق لا یلزم ان یسألہ باوجود عدم عصمت کو سو جو شخص کہ خوب سمجھتا میری اس کتاب کو تو وہ فہیم ماہری یعنی مسائل فقہ
 و خوب واقف ہو گا ومن لیس یألف فیقول بلا لہ کثیرا لا یقل لا یحس اور جو عیاب ہو گا اس کتاب کے مطلب پر وہ اپنا منہ بہرے کیسکا کہ بہت
 مطالب کو اظاہر کیا کہ اس طرح جو گیا ہم یعنی منتقد میں نے اکثر اشیا کی تصریح نہیں کی اور متاخرین نے اس پر آگاہ کر دیا اس واسطے کہ حادثہ مجدد
 اپنے جاتے ہیں زمانوں کے مجدد دوسری الواقع کہ کتاب در النما ضبط ربط مسائل حسن اختصار میں مدینہ النما ہو دلہنا عرب اور مجرمین طرح انظار

۱۰
 بچان شکر زلف
 نوجوبین مہر
 طاعت و عبادت
 غنیمت و کرم
 اسعدی و نور
 تو کما جود و کرم
 غنیمت و کرم
 شکر و حمد
 غنیمت و کرم

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

[illegible]

ارفیضہ جزی و غنیمت
 دینیت بنو اسلام
 وہو یوم اربعہ
 ساقیہ و درویش
 غامضہ و کرم
 جم
 ہفت روزہ جزی و غنیمت
 دینیت بنو اسلام

فردی که در این کتاب است

۱۰۰

پیشانی

امضای سید
ادبکو ادبکو
پیر جانی

اور جسے مسطور تھا پہلے ان کا حقیقۃ العظماء میں اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حاصل کلام یہ ہے کہ نے شک امام ابو حنیفہ نما
سجرات مصطفوی بن سو قان کے بعد پیدا ہوئے ہم سب کو کہا امام کو اس واسطے کہ اذکی نزدیکی قبل اذکی وجود کے ان احادیث میں جو مذکور ہیں
فقیر یہ ہو اسلئے کہ احادیث علم ثریا امام اعظم پر قطعا محمول ہیں بخلاف عالم فریش کی حدیث کے کہ اسکو مقبولین ابن عباس پر محمول کیا ہو اور عالم
مدینہ کی حدیث کو اور علماء مدینہ پر محمول کیا ہو بخلاف حدیث مذکور کے کہ اسکو کوئی محل واقعی صحیح نہیں سوائے ابو حنیفہ اور اذکی اصحاب کے اور بحال
معجزات سے مراد معجزات حقیقیہ نہیں ہیں اس واسلئے کہ معجزہ وہ ہے جو مقدر تجویزی ہو بلکہ معجزات سحر و کرات ہیں کذا فی الطحاوی و تحقیق
حسن مناقبہ اشیاء مذکورہ ما قال ہوا لا یستحبہ الا حق لا یمکن الا کلام اور امام کے کتاب میں جو کج گفایت کرتا ہے اور کچھ مذہب کا مشہور رہا
امام نے کوئی ایسا قول نہیں کیا جس کا کسی امام نے اسے اعلام نہ کیا ہو ہم اندر سزا و موافقت جو اجتہاد میں تظہیر ہو اسلئے کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد
کی تقلید نہیں کرتا و قد جعل اللہ لکل حکم لا یضارہ من حیث ان لا یأمر الا بالان لا یضارہ من حیث ان لا یأمر الا بالان لا یضارہ من حیث ان لا یأمر الا بالان
نے ٹھہرایا ہے حکم نزلت اور سیاست کا نقشہ میں امام کے اصحاب اور اتباع کو امام کے زمانے میں سوان دونوں تک تا ایک امام کے مذہب کے موافق جیسی
علیہ الصلوۃ والسلام حکم کر چکے ہم یعنی احکام مذہب خفی کے وہم اور دوران کی سلطنت میں تا زمانہ شام بلکہ اب تک جاری ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت
جیسی بھی اپنی مذہب کے موافق عمل کر چکے سولہ مثنیٰ نے اسکا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کر چکے اور اذکی اجتہاد ابو حنیفہ کے
اجتہاد کے موافق پڑ چکا لیکن شافعیہ تو اسی اجتہاد شافعی کے مدعی ہو گئے تھے اور سید احمد طحاوی خفی نے بعد نقل کلام علی کے کہا میں کہتا ہوں کہ
جماعت خنیفہ کو ایسے الفاظ میں مذکور ہوتا ہرگز لائق نہیں کہ ایسا اس سے نفی نہیں مذمت قائل کی ثابت ہوتی ہے ذکار رہبان کے معنی صاحب
اشاعت سونقل کیا کہ جسے جہاں خنیفہ نے دعویٰ کیا کہ جیسی اور مہدی دو دو بزرگ مذہب خفی کے متعلقہ ہوں گے اور اعلیٰ قاضی خفی نے اپنی
کتا با مشرب الودی فی مذہب الہدی میں اسکو خوب رد کیا ہے اور امام مہدی کو مجتہد مطلق کہا ہے لیکن صاحب فتوحات اذکی اجتہاد کے متعلقہ ہیں کیونکہ
اذکی احکام شریعت کے خدا کی طرف سے تعلیم ہو گئے بواسطہ ملک اور سیدہ دلائی اسحاق نقیب ان خلوت کی یہ ہے کہ جیسی علیہ السلام ہی معصوم ہیں مطلقا
اصدا امام مہدی معصوم ہیں احکام میں اور ابو حنیفہ مجتہد ہیں اور مجتہد نہ تھے ولہذا ان کے صاحبین اکثر علیہ احکام سوا کلا خلاف کیا ہے تو
کیونکہ نقیب کی روایت کے وہ شخص جو معصوم ہے کبھی خطا نہیں کرتا اس شخص کی جبکی مفت بخفی ویسبے سلم نظر جاہلین کا فرط تعصب اور عداوت کو کچھ نہیں کہ
ابو حنیفہ کی تفصیل اگرچہ اصل جبر سے ہو کہ وہ کلام توحیدی کے لئے کفر ہو اور ان جاہلین کو علم نہیں امام اعظم کے ان فضائل جمیلہ حقہ کا خنیفہ علماء
محققین نے کتاب تاریخ تصنیف میں لکھا انہوں نے اس کذب اور افترا کو پسند کیا جو جس سرائد اور اسکا رسول راضی نہیں بلکہ خود ابو حنیفہ راضی نہیں
اور اگر ابو حنیفہ ایسے اچھے تھے تو قاضی کے کفر کے قائل ہوتے امام کے دوستوں کو ان کے فضائل واقعیہ کافی میں اثبات تفصیل کیا اسلئے اس پر اذکی
کی حاجت نہیں جسے تحقیق انبیا علیہم السلام کی لازم آوے یا تائید و یا الیہ رجوع تو اسی مطالب تو اپنے اور پر انجام سنت غر لازم کر کہ وہ پناہ
ہوا پرستی سوا اس پر ہی سہام شیطانی سے اور چہرہ تعصب و ادعائے جانب داری کو کہ وہ باب عظیم پر ابواب شیطانیہ سے کذا فی الطحاوی متقطعا ہم کا شہید
طحاوی بن محمد بن حمزہ ایک کھیت طویل منخل ہو خلاصہ اسکا یہ ہے کہ احکام شرعی کو خضر علیہ السلام نے ابو حنیفہ سے ہم پر میں حاصل کیا ہے
تین سال میں ابراہیم قشیری کو تعلیم کیا انہوں نے مذہب خفی میں بزرگنا ہیں تصنیف کہیں اور صندوق میں بند کر کے نہر جموں میں امانت رکھیں جتنے
علیہ السلام قرب قیامت کے نزدیک کر دیں گے تو ان کی کتا ہو کو کھا کر اذکی کے موافق عمل کرینگے طاعلی قاضی اور صاحب اشاعت نے اس پر بیخ و بھر فرغ کو
تفصیل نام رد کیا جو حق قطری سے اتنے پر افتخار کیا جو اسکی تفصیل کا طالب ہو وہ طحاوی کی کتاب رجوع کرے اور خود تائید میں الا فرادہ انفسہ بطر
اع دوستی بخود خود دشمنی سے و خدا یکتا کے اس طریقہ خفیہ میں سائر علماء کرام اور ہم نے فیہ فتویٰ سابق مذکورہ اس امر
عظیم پر دلالت کرتا ہے جو خصوص امام حوائقی علماء عظام کے باب میں سے کیف کا کھوکھو کا تصدیق رہی اللہ عنہ کہ اگرچہ اس میں حق ہے

حيث كان معقلاً مذهباً عظيماً الشان ابن حنيفة الفقيه الشافعي...
 احكام الشريعة...
 کہا کہ میں کہتا ہوں معتد ہو کر عظیم الشان کے مذہب کا یعنی ابو حنیفہ جو انور نعمان کا چوتالیس سے مقدم سب اماموں سے علم اوروں میں امت محمدیہ
 کا چارم ایک جماعت کو نبی کے اصحاب سے اوپر پایا نے شک اور کجا پر ہو گیا اور چلا وہ طریقہ جس کی راہ کہی ہے سالم سے تارک گمراہی سے
 سے ترقی میں آئیں و جاوے۔ ولین ابوداؤد فی کتبہ عن علی بن ابی حمزہ اور تحقیق یہ کہ امام نے انس اور جابر اور عائشہ بن ابی اونی سے اس پر
 عامر سے ہم تبیین البصیغہ میں عامر کے بدلے مقل بن یسار مذکور ہے خوارزمی نے کہا کہ عامر سے روایت کرنے میں کلام ہے اسو اسطیکہ عامر
 کا انتقال ہوا معاویہ کی ریاست میں اور معاویہ کا انتقال ہوا ۴۰ ہجری میں پہر کیونکر او کی روایت منقول ہو کہ اس نے الطحاوی سے اعنی ابنا الطفل
 ذابن وائلہ۔ ولین ابی العقی و ولیدہ مراد عامر سے وہ ابو الطفل ہے جو دائلہ کا بیٹا ہے اور یہ روایت کی عبد اللہ بن انیس جو انور سوسو اور وہ
 بن اسف سے ہے عن ابی جریر قد مر فی کلامہ۔ وبعث عجزہ ہی التمام روایت کی امام نے عبد اللہ بن حارث بن جریر زبیدی سے
 اور عائشہ بنت جبر سے اسی پر آٹھ کا شمار تمام ہوا ہم ابن جریر بنعجم سکون زابجہ اور ہمزہ وہ عبد اللہ بن حارث بن جریر زبیدی سے امام عظیم
 مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ ہجری میں حج کیا تو میں نے قریب کعبہ حلقہ دیکھا میں نے والد سے کہا کہ یہ کیا ہے جوابدہ کہ میں ایک
 صحابی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حدیث بیان کرتا ہے تو میں نے جاکر سنا کہ تھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا عائشہ المسلم
 زبیدیہ علی کل مسلم یعنی وہ صحابی ابن جریر زبیدی سے ہے اور امام کے مسند میں خوارزمی نے ابن جریر سے اس حدیث کی روایت کی ہے عن نفقہ فی دین اللہ
 عائشہ زبیدیہ و زبیدیہ من حیث لا یکتسب ابن شاہین نے کہا سماعت امام کی جابر بن عبد اللہ سے صریح دہم ہے کیونکہ جابر با اتفاق روایات شراو چند
 سال میں مر گئے اور انہی تک زندہ نہیں رہے جس میں امام پیدا ہوئے انہو اسکا جواب یوں ممکن ہے کہ بعضے اہل تاریخ کے نزدیک امام کی
 ولادت ۲۰ ہجری میں ہو تو بموجب اس قول کے سات یا نو برس کی عمر میں سماع حدیث ممکن ہے کذا فی الطحاوی و نفی بعد اذ قل
 فی السیاحی لیس فی القضاہ ولا یستعمل سنہ تبارخ فی حدیثہ وادرا امام نے وفات پائی بغداد میں ایک سو پچاسویں سال ہجری میں اور انکی عمر
 برسی تھی بعضوں نے کہا بندی خانہ میں انتقال کیا اسو اسطیکہ جس سے ہوئے کہ عہدہ قضا کو قبول کریں ہم ابن خلکان وغیرہ مورخین نے کہا کہ ابو حنیفہ
 ۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۰ برس زندہ رہے اور ۲۰ھ میں وفات پائی اور بعضوں نے کہا ۲۰ھ میں اور بعضوں نے ۲۰ھ میں پیدائش سے لیکن
 پہلا قول صحیح تر ہے پیدا ہوئے صحابہ کرام کے زمانہ میں اور فقیہ ہونے تابعین کے زمانہ میں رجب یا شعبان میں انتقال ہوا قید خانہ میں اور
 کا منصب قبول کیا اور مقبرہ خیزران میں دفن ہوئے کذا فی البیرواقیت شہرستانی کی مل اور محل میں مذکور ہے کہ منصور و داغی نے امام کو اسو اسطیکہ
 قید کیا تھا کہ انہوں نے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے پردے سے بیت کی تھی طحاوی نے کہا کہ اگر
 کہ عدم قبول قضا اور بیت اہل بیت دونوں سب ہوئے ہوں مجوس کر نیکی قبل قیوم فوق ولید الامام الشافعی رضی اللہ عنہ معتد میں قضا
 بعضوں نے کہا کہ جسد امام ابو حنیفہ نے وفات پائی اوسیدین امام شافعی رحمہ پیدا ہوئے تو یہ ابو حنیفہ یا شافعی کے مناقب میں شمار کیا گیا ہم
 امام عظیم کی منقبت اسو اسطیکہ کہ حق تعالیٰ نے اس جہان کو ایسے امام کی مانند سے خانی کر کیا کذا فی الطحاوی اور شافعی کی منقبت یہ ہوئی کہ اسے
 کامل کے خلیفہ شمرے وقد قبل حکمہ فی حاکمۃ تلامذہ اللہ انہ رآی صبیحاً یبکی علی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما وکان من الشقوق فاجاب بان حدیث ان
 من الشقوق فان فی سقر علی علی بن ابی طالب فیکون فی کلامہ ان توجہ لکم دلیل فقولوا یہ فکان کلامہ فی حدیثہ وینہما ہذا من
 احتیاطہ وقرعہ وعلی بان الاختلاف من انہما لیس فی حدیثہما کلاماً کذا کانت مرعۃ وکی کما قال ابو البتہ کہا گیا کہ شاکردان امام کی مخالفت
 میں مکتبہ ہو کہ امام اعظم نے ایک لڑکا کہیلے دیکھا کچھڑ میں سوا سو کوڑا یا رپٹ پڑنے سے سوار کے نے امام کو جوابدہ یا کہ تم رپٹ پڑنے سے کچھ

یہ روایت صحیح ہے
 ابن جریر نے کہا کہ
 امام ابو حنیفہ
 کا انتقال
 ۲۰ ہجری میں
 ہوا

زبیدی اصل تھا
 مسند ابی حنیفہ
 میں ہے کہ وہ
 ۲۰ سال کا ہوا

یہ روایت صحیح ہے
 ابن جریر نے کہا کہ
 امام ابو حنیفہ
 کا انتقال
 ۲۰ ہجری میں
 ہوا

۴
 این کتاب در کتابخانه
 مجلس شورای اسلامی
 تهران
 ثبت شده است
 شماره ثبت ۱۳۵۷
 تاریخ ثبت ۱۳۵۷/۱/۱۰
 این کتاب در کتابخانه
 مجلس شورای اسلامی
 تهران
 ثبت شده است
 شماره ثبت ۱۳۵۷
 تاریخ ثبت ۱۳۵۷/۱/۱۰

مترجم اداس کے ترجمہ کرنے میں۔

ہوا ہو اسکو کہ غرض جب قضاء و حاجت کا ارادہ کرتے تو نسبت مکان کی طہارت جاتی ہے اور طہارت لغت میں ہاتھ لگانا ٹیکو بولتے ہیں یہاں مراد ہجوم ہے
 کہ جو ہجوم کا ارادہ کرتا ہے تو دوسرا دیکھا کر شرم کرتا ہو کہ انی الطہارۃ وکل من یسکن تلک البلاد لغیرہ وایضا و النجۃ ای جو نہ شہید
 من تلک علی الوضوء ما کانت اذکر فی الجوهرۃ اور دو بزرگیوں پر یعنی حق تعالیٰ نے اپنی مومن بندوں کو طہارت میں دو طرح کی بزرگی عطا
 فرمائی ہوئی ہے پاک کردینا فی قولہ تعالیٰ لیسطہ کتو اور نعمت کو پورا کر دینا فی قولہ تعالیٰ فتمتعوا علیکم تمام نعمت ہو اور سکی شہید ہو کہ میری اس شہادت
 دلیل ہو کہ جو وضو کرنے پر ہمیشگی کرے گا وہ شہید ہو گا اب ذکر کیا ہے جو ہرہ میں جو قدوری کی شرح ہو وایضا قال اصنوا بالعبادۃ وادون انتم
 کل من امن الی ہم الفیۃ قالہ فی الضمیر کون کا نہ جتنی علی ان فی الاقدار التفتان و التحقیق لافقا و نہ میں فرمایا آمنوا غائب کے صیغہ ہو
 مخاطب کو صیغہ ہے مگر اسوا اسکو کہ خطاب شامل ہو ہر ایک اس شخص کو جو ایمان لاتا جاو قیامت تک یوں کہا ہو ضیا میں اور شاید کہ یہ قول اسپرینی ہو
 وضو میں الصفات ہو حاضر سے غائب کی طہارت اور قول محقق اسکے مخالف ہے ہم الصفات اسکو کہتے ہیں کہ غائب بولنے کے مقام پر حاضر ہوا جاو اور حاضر
 میں غائب ہو یعنی عالم یا ایہا الذین آمنوا کو الصفات کے قبیل سے سمجھتے ہیں اسوا اسکو کہ آمنوا غائب کا صیغہ ہو اور آیت میں حاضر کا صیغہ ہو اور حق منا
 مخاطب ہونے کی وجہ سے یہ ہو کہ اسکی تفسیر حاضر کی ضمیر سے ہو اور قول مجاہد یہ کہ بیان الصفات نہیں ہو اسکو کہ آمنوا اصلہ ہو الذین کا اور موصولہ
 غائب کے ہیں اور جو ضمیر کہ صلہ سے راجع ہوتی ہے موصول کی طہارت وہ نہیں ہوتی ہے مگر غائب کذا نے العینی شرح الہدایۃ خلاصہ یہ ہے کہ صنعت ا
 اسوقت ہوتی کہ حاضر کے محل میں غائب کا صیغہ ہو تا سو یہاں غائب کا صیغہ انہو محل میں ہے وانی فی الوضوء عبادا للتحقیق و فی الجنائ
 التثکبیک مثلا لا مشاۃ لایات الصلوۃ من الاصول الا لزمتہ والجنابۃ من الامور العارضۃ اور حق تعالیٰ وضو کے بیان میں اذکا لفظ لا
 اور ثابت ہونے پر دلالت کرتا ہو اور جنابت میں ان کا لفظ لایا جو مشکوک اور تردد ہونے پر دلالت کرتا ہو تاکہ اسکی طرف اشارہ ہو کہ قیام الی
 امور لازمہ سے ہو اور جنابت امور عارضہ سے ہم اذکا اور ان شرط جزا پر آنے میں تو اگر وقوع شرط کا یقین ہو یا امید قوی تو وہاں اذکا
 بولتو میں اور اگر وقوع شرط کا یقین نہ ہو یعنی تردد ہو ہونے اور نہ ہونے میں تو وہاں ان کا لفظ بولتے ہیں جب یہ معلوم ہو ا تو دریافت کرنا چا
 کہ وضو میں حق تعالیٰ نے اذکم تم نے الصلوۃ فرمایا اسوا اسکو کہ نماز کی اسطو اور ہٹنا امور لازمہ سے ہو اور بظہر دیانت مسئلہ غالب جو یہ کہ
 وغیرہ پانچ بار نماز فرض ہو اسوا اسطو اذکا لفظ جو اثر ثابت پر دلالت کرتا ہو مذکور کیا اور جنابت میں ان کثرت متبا فرمایا کہ وہ نسبت نماز کو
 الوجود ہو اور امور عارضہ متروکہ سے کہ ہو یا نہ ہو اسوجہ سے ان کا لفظ جو شک اور تردد پر دلالت کرتا ہو ارشاد کیا کہ انی العینی وجہ
 بذکر الحدیث فی الفصل والقیام دون الوضوء لیعلم ان الوضوء مستثنی وخص والحدیث عن طریق اللہ ان لا لای فیقول فیقول الفصل علی
 الیقین علی التبعیر عینا والوضوء علی الوضوء اعلیٰ نواد اور حق تعالیٰ نے حدیث کو صراحتاً ذکر کیا غسل اور تیمم میں نہ وضو میں تا معلوم ہو کہ
 وضو سنت ہو بدو نہ حدیث کے اور فرض ہو حدیث کے ساتھ اور حدیث ثانی کی شرط ہو نہ اول کی یعنی فرض وضو کی شرط ہو نہ سنت وضو کی تو ایک غرض
 دوسرا غسل کرنا اور ایک تیمم پر دوسرا تیمم کرنا عبادت اور بقاء ہو گا اور ایک وضو پر دوسرا وضو کرنا نواد علی نواد ہے ہم طحاوی نے کہا شارح
 کلام سو تھلا ہو کہ تیمم اور غسل نہیں ہوتے ہیں مگر فرض اس میں غلط یہ ہے کہ غسل چند مواضع میں مستحب ہوتا ہو اور چند مواضع میں سنت اور اسطو تیمم
 قائم مقام ہوتا ہو یعنی عدم فرضیت میں خیانت ہونے کی وقت آمد بعد میں جانیسکے واسطو تو غسل اور تیمم کا فقط فرض ہونا ثابت نہوا اسرکان الوضوء
 اشرقیۃ وضو کے رکن چار ہیں ہم لغت میں رکن کہتے ہیں ہر چیز کی جانب قوی کو اور وضو ماخوذ ہو وضو کی جو معنی لطافت اور حسن کے جو
 وضو بالغیر مقصد ہے ادا بالغیر وہ پانی سے جس سے وضو کرتے ہیں ادا اصطلاح شرم میں وضو عبارت ہو اعضا و ملتہ کے دھونے اور کمر مس کرنا
 حیث بالامر کان لا یدہ اقیۃ معصیۃ کہ کان کہا فرض نہ کہا اور معصو کی مانند اسوا اسطو کہ رکن کہنا مقصد ہے ہم اسکو کہ رکن انصاف ہو فر
 ادا کہ معلوم ہو کہ جن کتابوں میں فرض وضو مذکور ہے وہاں فرض ہو ارکان مراد ہیں کذا فی شرح المصنف رکن فرض ہو اسطو خاص ہو کہ رکن

[illegible]

ہو یعنی پورا ہوا نہ ہو پانی لیکر یا بان نہ ہو دھوکہ ہم پھر لائق میں پورا بیان یوں کر کہ نہ ہو کہ وہ ہر ایک طرح سے یہ ہو کہ اگر چہ باریق الباقی
اٹھانا اُسکا ممکن ہو تو اوسمیں اتھ نہ ڈالے بلکہ بائیں ہاتھ سے اُسکو اٹھا دے اور دائیں ہاتھ پر پانی ڈالے اور تین بار اُسکو دھو دے پھر باریق کو
دائیں ہاتھ میں لے اے اور بائیں ہاتھ پر پانی ڈالے اور تین بار اُسکو دھو دے پھر باریق کو اٹھانا ممکن نہ ہو تو وہاں کہ جہاں کہ اشارت کیا اور باریق باریق
میں انگلیاں لگا کر اُسوقت ڈالے جبکہ دھان چھوٹا باریق نہ ہو اگر باریق نہ ہو تو وہاں کہ جہاں کہ اشارت کیا اور باریق باریق
بہاگوں لکھو حدیث میں منع ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ منع اُسوقت نہیں ہے جبکہ چھوٹا باریق ہو یا بڑا باریق ہو اور اُسکے ساتھ چھوٹا باریق ہی ہو اور اگر بڑے
باریق کے ساتھ چھوٹا باریق نہ ہو تو داخل کف ممنوع نہیں کذا فی الطحاوی عنی عن البحر وادخل الکلب ان ارا احدہما فصل صا لہما مستقلا و
اُتد کذا فی کتب کما اور اگر تہلیل کو ڈالا پانی میں اگر دھوے کا ارادہ کیا تو پانی مستعمل ہو جائیگا اور اگر چلو پیرنے کا ارادہ کیا تو پانی مستعمل نہ ہوگا
یعنی ضرورت کیوہو کہ چھوٹا باریق استعمال یعنی قربت اور رافع حدیث متفق ہو کذا فی الجلیبی ہم دہونے کے قصد سے وہ پانی مستعمل ہو جائیگا جو طاقی ہو کف
سے جبکہ جدا ہو اور باقی تمام پانی مستعمل نہ ہوگا اور قصد اخلاف سے پانی مستعمل نہ ہوگا اگرچہ صاحب جنابت ہو اور اسطرح اگر کوڑہ گر گیا بڑی گہری باریق
میں سوا اسکی لینے کو اتھ ڈالا کہ جسکی تک تو پانی مستعمل نہ ہوگا کذا فی البحر وادخل الکلب ان ارا احدہما فصل صا لہما مستقلا و
عسائری باریق ہو ممکن نہ ہو کسی چیز سے اور اُسکو دونوں ہاتھ ناپاک ہیں تو نیم کرے اور نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نہ کرے ہم توضیح اسکی سفیرات
میں اسطرح ہے کہ جب پانی نہ لے سکے اور ہاتھ ناپاک ہوں تو دوسری شخص سے کہو کہ وہ پانی لیکر اُسکو ہاتھ دھو لاری اور اگر کوئی دھان نہ ہو تو کھڑی
کا ایک ہیرا پانی میں ڈالے اور دوسرا اُسکا سر ہاتھ میں پکڑے پھر پانی سے نکال کر اُسکو قطرات سے دھانسان ہاتھ دھو دے پھر پانی میں دھو دے
یا دانوں سے کپڑا پکڑے و دونوں ہاتھ ساتھ ہی دھو دے تین بار اور اگر بڑا ہوا نہ ہو تو نیم سے پانی لیکر دونوں ہاتھ دھو دے اور اگر اسپر بھی قادر ہو
تو نیم کرے اور نماز پڑھے اور اس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب نہیں دھو سُنَّہ کما اَنَّ النفاختہ واجبہ بین کعب عن الحسن اور وہ یعنی بند
دست تک ہاتھوں کا دھونا ایسی سنت ہے کہ قائم مقام ہونا ہے فرض کے جیسے الحمد پڑھنا ایسا واجب ہے کہ قائم مقام ہو جانا ہے فرض کے یعنی اس محل کا دھونا
کہ فرض تھا اس سنون دھونے سے اور ایسی جیسے قرآن کا پڑھنا کہ نماز میں فرض ہو الحمد پڑھنے سے کہ واجب ہو اور ہو جانا ہے وین غشکما ایضا معطوف
اور نہ ہمیں کے ساتھ انکا بھی دھونا سنون ہے یعنی اگرچہ بند دست تک ہونے سے سنت اور فرض دونوں ادا ہو گئے لیکن کہیں تک ہاتھ دھونے کے ساتھ
انکا بھی دھونا دوسری بار سنت ہے پھر لائق میں نہ کہہ دے کہ غسل تین میں تین فول میں ایک قول ہے کہ بعض فرض سے اور تقدیم کی سنت ہے اور نعم القدر
اور صلوات اور خبابہ میں سب کو پسند کیا ہے و دوسرا قول یہ ہے کہ وہ سنت ہے قائم مقام فرض کے ہو جانا ہے انھم کی مانند اور اسکو کافی میں پسند کیا ہے کہ
تیسرا قول سرخسی کا ہے کہ وہ سنت ہے قائم مقام فرض کے نہیں ہونا تو انکے ظاہر و باطن کا دوبارہ دھونا چاہیے سرخسی نے کہا ہے ہاں ہم جو میرے نزدیک
ادب شائستہ کے ظاہر کلام سے قول اہل غریب معلوم ہوتا ہے آخر مختصر طحاوی نے کہا کہ ہمارے کلام میں غلطی ہو تو قول کا اسو اسکو کہ جو کہتا ہے کہ غسل
بہر سنت عباد قائم مقام سے فرض کے وہ نہیں کہنا کہ غسل میں دوسری بار سنت ہے بلکہ دوبارہ دھونا سرخسی کا قول ہے اور اشارت کے موافق
نہ لائق میں ذخائر شریفہ سے منقول ہے و التیواللہ سنۃ مؤکدہ کما فی البحر وادخل الکلب ان ارا احدہما فصل صا لہما مستقلا و
چنانچہ جوہرہ میں مذکور ہے کہ اگر نہ کہ وقت سنت عباد مطلق ضعیف ہے کہ کوئی سے پہلے سنت ہو ہم مسو لکرنیکی تاکیدات اور اسکو فضائل عباد
میں بکثرت ہیں از بخلا و حدیث صحیح جو امام ملک کے موطنین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت شرف
ہو تا تو میں انکو مسو لکرنیکا حکم کر تا ہر غزو کے ساتھ اور احمد اور ابن عمرہ اور عاکم اور حارث قطنی اور یحییٰ احمد ابو نعیم نے عائشہ صدیقہ رضی
پر شاف نے فرمایا کہ اگر مسو لکرنیکا حکم کر تا ہر غزو کے ساتھ اور احمد اور ابن عمرہ اور عاکم اور حارث قطنی اور یحییٰ احمد ابو نعیم نے عائشہ صدیقہ رضی
سے روایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس نماز کی فضیلت جسکو دھو مسو لکرنیکا گئی اُس نماز پر جسکو دھو مسو لکرنیکا نہیں گئی اُس نماز

کی کراہت اور بیزاری پر دلالت کرنا ہو گا۔ اے اللھم! و جئتک مسوفاً لعلی انی اجد عندک سبباً یسیراً و انا اذکر انما کا پڑھنا وضو کے بعد شارع منیہ نے بہر
بہت ثواب ذکر کیا ہے کذا فی الطحاوی و صلوٰۃ من کھٹکے فی غیر وقت گراہت اور سبب ہو بعد وضو کے و رکعت کا پڑھنا سوا ہی وقت کراہت کے
ہم اس نماز کو سمجھنا چاہتے ہیں سبب مسلم وغیرہ میں معتبر بن ماحسوس مدنی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی ایسا مسلمان جو وضو کر
اچھی طرح ہو پھر کھڑا ہو اور دو رکعت نماز پڑھے وہ نور کھنڈ پر منور ہو کر اپنے دل اور چہرہ سے گراؤ کو دھو جنت واجب ہو گئی کذا فی تیسیر الوصول للشیخ
جاسع الاصول منی حصہ ظاہری اور باطنی پر جنت کا وعدہ ہو و مکر وہ لکھو فی حجبہ و غیرہ لکھا و معتبر لیساً اور کمرہ تنزیہی سے چہرہ وغیرہ پر
پانی کو زبردستی مارنا و التفتیر و الاستراحت اور حاجت سو کم و بیش کرنا ہم کی کھنڈ میں ہے کہ غسل اعضا میں نیل کی مانند پانی پھیرے بلکہ اچھی طرح
اعضاء پر تین بار پانی کو روانہ کرے و حیثہ الی یأکل الثلث اور مجملہ اسراف کے ہر تین بار سے زیادہ دھونا لیکن تسکین دل یا وضو پر دوسرے وضو
کو قصہ سے زیادہ دست ہو چنانچہ مذکور ہو چکا ہم بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی میں حدیث صحیحہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک تہی وضو کرنے اور ایک صلاہ سو غسل فرماتے تھے اور نہ روایات میں کم بیش بھی آیا ہے اور صلاہ چار دہا ہوتی ہے اور تہ وضو کا اور
دھونے میں استسار کا اور ہر استسار ساڑھ چار شغال کا اور تہ شرعی ایک ہی چیز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام خود پانی وضو کا کم تر کرنے
اور بہت پانی بہانے سے منع فرماتے اور فرماتے کہ میری امت میں وہ لوگ پیدا ہو گئے جو وضو میں نقدی اور بخاؤ وضو کریں اور فرماتے نہ کہ وضو
کا ایک طبقہ ہے نام اس کا دلہان سے تر پانی کے دسواں سو پر ہنر کر دنا فی سفر السعاده و شرعاً اب چونکہ ہر شغال ساڑھ چار ماشو کا ہوتا ہے تو تہ اور
میں شہر بھی گھنٹہ کے سیر کے حساب سے تین یا چوتھ کا ہوا اس واسطے کہ گھنٹہ کا چوتھ سیر ۹۶ روپیہ کا ہے اور ہر روپیہ گیارہ ماشہ کا اور عام جس سے
غسل سنت ہو تین سیر نقدی یا ماشہ کا ہوا عادت ہو گئی ہے پانی کے استسار کی لہذا اکثر لوگ اس قدر پانی میں سمیر ہوتے ہیں اگر رنگ ٹوٹنے کے لئے
سے با احتیاط وضو کریں اس طرح سے کہ دہر پانی کرے زمین پر بیٹا نہ لگے اگر سے تین یا پانی سے بخوبی وضو ہو سکتا ہے اسکا ضرر اہتمام کرنا چاہیے
کہ سنت پر عمل کرنا ثواب حاصل ہوا اور اسراف کر دینا جہنم کی آگ کا پانی ہے پانی میں استسار کر دہ غریبی سے اگر نہ کرے
پانی سے یا پھر ملوک پانی سے وضو ہو ہم کہہ کر غریبی نہیں کے نزدیک حرام نہیں حرام سو قریب اور محمد کے نزدیک کر دہ غریبی حرام ہے بعینہ احتیاط
الموقوف علی من یطہر و منہ ماء لک ما یس فی اقم اور وہ پانی جو طہارت کرنے والوں پر وقف کیا گیا اور وقف کی قسم سے درسون
کا پانی سوا اس میں نو استسار کرنا حرام ہے بالاتفاق و تثلیث للشیخ بہاؤ جلیل اور تین بار رسم کرنا پانی سے کر دہ ہو یا چار بار و احد
فمنعہ و من شقی اور ایک ہی پانی سے تین بار رسم کرنا تو سب سے بامسنون چنانچہ منہ الغفار میں نے بیسی سے منقول ہم ہا یہ میں اسکو
مشروم کہا ہے اور معنی نے کہا کہ مسنون ہونے کی بھی امام سے روایت ہوا ہم قول امام سے ترک تثلیث کا ہے انہو و من منہ یتا کیۃ التوحید
بفضل طو لک آقا اور وضو کی منوعات سے محدث کی وضو یا غسل کے باقی رہی پانی سے وضو کرنا ہم اس واسطے کہ شاید ایسی صورت ہو کہ کچھ تیز و حال
ہو یا یہ وجہ سے کہ اکثر صورتوں کو نہایت سے محافظت کمتر ہوتی ہو اور یہ کہ کراہت تنزیہی پر دلالت کرنا ہو کذا فی الطحاوی و فی صحیح بخاری
لا ینالک الوضوء من حیثہ یا کر دہ وضو کرنا پاک مکاحین اسکو کہ وضو کے پانی کی کچھ حرج ہے ہم خطاوی نے کہا کہ وجہ بھی وجہ ہے
کہ وہ ان نجاست کی چھٹیوں کے پڑنا خوف ہوا فی المسجد لانی یا باکر دہ وضو کرنا مسجد کے اندر اگر مسجد میں تین کو اندر وضو جائز ہوا ہے
موضعیاً لانی لا یجوز وضو جائز ہو مسجد کے آسکان میں جو وضو کرنا پاک یا گیا چنانچہ ہر ملک میں مسجد کے اندر وضو کے واسطے ہا یہ میں اسکو
الاحتیاط فی العبادہ اور کر دہ وضو کرنا اور مسئلہ پانی میں یعنی اگر چہ آب جاری ہو خطاوی نے کہا کہ کراہت تنزیہی سے اس واسطے کہ
انکے ترک کرنے کو مستحبان میں شہد کیا ہے و بیضاوی نے صریحاً کہ خارج ہے عنہ ای من المنہی الخ اور وضو کو نورنا ہر
مختار ہر پاک چیز خطے والیا زندہ وضو کرنا اسے سو شام نے کہا کہ جس نعمت ہم سے اور کسی جسم کو کسر یعنی زیر بھی دیا جاتا ہے ہم

مسند احمد

المنہج

احداث بدنی سے آگاہ تھا اور طلوع آفتاب کا ادماک دل پر متعلق نہیں آگاہ کا یہ کام ہے سو آگاہ نرسوتی بھی ایسا مشہور ہے محدثین اور فقہاء کی کتابوں میں علامہ ابو سہیل نے کہا علاوہ یہ کہ نوم کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ نوم کے سوا اور نواقض کا بھی حکم ہے تو ہر وقت میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا رضو کرنا امتوں کی تشریع کیو اسطر تھا مگر منجملہ نواقض کے انما اور غشی مستثنیٰ ہیں کذا فی الطحاوی **وَلَا يَحْضُّ أَحَدٌ وَهُوَ غَشِيَتُهُمْ** ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا انما اور غشی نواقض و ضروری یا نہیں جواب ہمسکا ظاہر کلام مبسوط ہے کہ ہر ایک نافر ہے انما یعنی بیوشی بیماری کی ایک قسم ہے جس سے قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور عقل زائل نہیں ہوتی بلکہ عقل کو چھپاتی ہے بر خلاف جنون کے کہ وہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اور غشی ہے کہ قوت مجھ کے اور جیسا یہ عقل ہو جائے بسبب قلب ضعیف ہو جائے کہ کسنگی و غیرہ سے چنانچہ ہستانی میں ہے تو غشی نوم کی برابر سے زوال اختیار اور قوت قدرت میں بلکہ نوم سے زائد ہے اسو اسطر کہ تاہم جگانے سے ہوشیار ہو جاتا ہے اور غشی جو انما کی ایک قسم ہے اسکا صاحب ہوشیار کرنے سے بھی ہوشیار نہیں ہوتا کذا فی الطحاوی **وَيَفْضُهُ إِخْلَافُ وَحْدَةِ الْغَشِيِّ** اور رضو کو نورنا ہو انما اور ایک قسم سے غشی یعنی انما اور غشی دونوں نواقض ہیں **وَجَنُونُكَ** اور جنون یعنی دیوانگی نافر و ضروری عبارت ہے جنون عبارت ہے زوال عقل سے اور اسکا نافر ظاہر ہو باعتبار عدم مبالغت کے اور عدم تیز حدت کی غیر حدت سے کیونکہ جنون سلو العقل ہو جاتا ہے لہذا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جنون کا ہونا صحیح نہیں اور انما صحیح ہے اسو اسطر کہ عقل اوسمیں منسوب ہے: **مَسْلُوبٌ كَذَانِي الْعَيْسِي وَتَمَكُّنُ كَذَلْ فِي حَشِيَّةٍ تَمَّا كَيْفِي وَلَوْ بَاكِلِي الْحَيْثِيَّةِ** اور نافر و ضروری وہ نث کہ مست اپنی جال میں اور ہر او ہر جھکتا جاتا ہو اگر یہ ہنگ کے کہانے سے نث حاصل ہوا ہو ہم نث اور سستی عبارت ہے اس سرور سے جو عقل پر غالب ہو جائے بعض مبالغت کے استعمال سے تو آدمی عقل کے موافق عمل نہیں کر سکتا مگر اسکی عقل زائل نہیں ہو جاتی اسو اسطر وہ خطاب شرح کے لائق باقی رہتا ہے یہی قول تحقیق ہے اور بعضوں نے کہا کہ مسنی کا سرور عقل کو زائل کر دیتا ہے اور باوجود زوال عقل کے اسکا تکلف ہونا بطریق زجر اور توبہ کے سے کذا فی الطحاوی **وَمِنْ مَقَاتِلِهِ أَوْ قَبْلَهُ لِيَنْفَعَهُ مَا رَكَبَ** ہنسنا نافر سے بشرط آیندہ ہم قیاس اسکو چاہتا ہے کہ قہقہہ نافر ہو اسو اسطر کہ وہ حاجت نجس نہیں اور یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد وغیرہم کا اور جاری مذہب کی دلیل وہ حدیث ہے جو چہ صحابیوں سے مراد ہے جو انکسملہ ایک طریق ہے جو ہم طبرانی میں ابو العالیہ ابو موسیٰ اشعری نے فرمادے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے کہ ایک کمزور آدمی آیا اور اس گڑھے میں گر پڑا جو مسجد میں تھا پس بہت لوگ جو نماز میں تھے ہنس پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسنے والوں کو فرمایا کہ وضو اور نماز کا اعادہ کریں اور یہی غلافیہ میں ماخذ اسکے روایت کی پہر اس حدیث کو معلول کہا اسطر کہ ثقات کی جماعت نے اس حدیث کو عن ابی القاسم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل روایت کیا یعنی تابعی نے سحالی کا نام نہیں لیا میں کہتا ہوں یہی اس حدیث کے رد کرنے پر قادر نہ ہوا سواے مرسل کہنے کے اور حدیث مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے اور مرسل ابو العالیہ کا صحیح ہے اور محجب ہے احمد بن حنبل سے اسو اسطر کہ انکا مذہب یہ ہے کہ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف کو تقدیم دیتے ہیں قیاس پر سو بیان ادھون نے قیاس کو حدیث مرسل پر مقدم کیا کذا فی ابی حنیفہ رحمہ اللہ امام ابو یوسف فیہ **حَيْثُ كَانَ يَحْتَجُّ بِحَيْثُ قَبْلَهُ** وہ ہنسی ہو جسکو پاس کے لوگ سنیں اور ضحک وہ ہنسی ہو جسکو آپ آدمی سنی اور کوئی نہ سنی اور ضحک کا حکم یہ ہے کہ وہ رضو کا نافر نہیں نماز کا باطل ہے اور ہنسی جو ہنسی میں طلاق آواز نہ ہو بلکہ فقط دانت کھل جاوے اور اسکا حکم یہ ہے کہ نہ رضو اس سے جاتا ہے نہ نماز باطل ہے **وَلَوْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ لَعَلَّكَ** قہقہہ جاکتو جو ان کا نافر ہے اگرچہ عورت ہو کہ ہو لکر قہقہہ کیا ہو **فَلَا يَحْضُّ مَنْ حَضَّ وَتَوَضَّعَ لِيَصْلُوَ تَحَابُّ** نور کے اور مرنے کا قہقہہ وضو کو باطل کر گیا بلکہ دونوں کی نماز کو باطل کر گیا اسی قول کا نفی ہے جس کے دل جھکا کا لیکن نافر و ضروری قہقہہ اس جاکتو جو ان کا جو نماز پڑھتا ہے خواہ احوال نماز کے بالفعل اور اگر تاہو یا نمازی کا حکم کہتا ہے باقی کی تاہد باقی وہ شخص ہے جسکا وضو نماز میں ٹوٹا ہو وضو کرنے کو گیا اس نصد ہے کہ وضو کے بعد نماز نہ کور کو تمام کر دے اسو وضو کر کے بعد قہقہہ مار کے ہندا وضو ٹوٹ گیا کذا فی فادوی قاضیان **بِطَهَارَةِ صُغْرَى** ولو فی حاکم مستقلة نماز پڑھتا ہے اس طہارت صغری کے ساتھ جو بالاستقلال کی ہونہ در ضمن غسل اگرچہ تیمم ہو ہم طہارت

سفر سے عبارت ہو و خود اور نیم سے اور طہارت کبری عبارت ہو فصل میں خلا بقیل و صومع فی حیض العنقل تو باطل نہر گادہ و وضو فقہہ مستحکم تمام بدن کے دھونے کے ضمن میں حاصل ہوا اور اگر اول وضو کر کے غسل کر لیا تو ظاہر و مستعمل ہے کذا فی الطحاوی لیکن لیسیم فی الحاکمۃ و النقص و النقص عقوبۃ و علیہ السلام کما فی الذکر و لا یستحب لیکن غایہ اور نہ الفائق میں وضو ضمنی کے نقص کو راجع کہا ہے ہنسی و البکون و سزا و دیگر کو اسطر و غائر اشرفہ میں کہا کہ جب ہر کسی قول پر ہیں کہ وضو نہیں رہتا صلوٰۃ کا حلالہ بانہ مذکور پوری نماز پڑھتا ہو وہ ہم نماز کا مل سوا در کرم سجدہ والی نماز سے یا جو کرم سجدہ کے قائم مقام ہے چنانچہ اشارہ مسطور کا یا سوار کا تو نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں فقہہ سجدہ وضو نہ تو بیگا لیکن وہ نماز اور سجدہ باطل ہوگا و لو عند السکام عدل فانہا کما یصل الوضوء لا الصلوٰۃ خلاف کما یصل کما یصل فی الشرح فیما لیتہ اگرچہ سلام کی وقت عدل فقہہ کیا اسوا سجدہ کہ یہ فقہہ وضو کو باطل کرتا ہے نہ نماز کو برخلاف زور کے چنانچہ شریک لہ شرح و بیابہ میں اسکو لکھا ہے ہم عدل کی قید اسوا سجدہ گامی تا خروج یقینہ متفق ہو تو اس میں نماز باطل نہ ہوئی اور وضو ٹوٹ گیا اسوا سجدہ کہ نماز کی جزا میں ہنسی یا بگیا و لو قفۃ امامہ و احدثت عدلۃ فقہہ المتکرم و لو مسجودا فلا نقض اور اگر مقتدی کے امام نے فقہہ کیا یا عدا حدث کیا یہ مقتدی کی فقہہ کیا اگرچہ مقتدی ہی عقوبت ہو تو مقتدی کا وضو نہیں ٹوٹا اسوا سجدہ کہ امام کے فقہہ یا حدث فقہہ نماز باطل ہو گئی تو مقتدی کا فقہہ خارج نماز کے واقع ہوا اور خارج نماز کے فقہہ ناقض نہیں بخلاف بعد کلاہر مع عدل فی الاصلہ برخلاف اس فقہہ مقتدی کے جو واقع ہوا امام کے عدل کلام کرنے کے بعد قول اس میں ہم یعنی اگر امام نے فقہہ کلام کیا یہ مقتدی نے فقہہ مارا تو سیم تر قول میں مقتدی کا وضو ٹوٹ جا دیا وہ فرق فقہہ اور کلام میں ہے کہ کلام قاطع ہے نماز کا نہ مقتدی اسوا سجدہ کلام نماز کی شرط یعنی طہارت فوت نہیں ہو گئی تو اس میں مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوئی تو فقہہ مقتدی کا نماز کے اندر واقع ہوا لہذا وضو نماز برخلاف فقہہ یا حدث کے کہ اس میں طہارت کو فاسد کر دیا تو مقتدی کی بھی نماز فاسد ہو گئی تو اب فقہہ مقتدی کا بعد نماز کے واقع ہوا تو وضو نہ ٹوٹا کذا فی الطحاوی و من مسائل الاختیار لولسی علی المسیح فقہہ هل قبلہ للصلوٰۃ انتقض کل عمل البطلان یا بالہتمام البطلان اور آواز اش کے مسکون سو ایک یہ مسئلہ ہو کہ اگر بانی مثل مسیح کرنا سر یا موزی کا بھگ گیا پھر اس میں فقہہ یا نماز میں بشر و م کرنے سے پہلے تو اسکا وضو ٹوٹ گیا یعنی اسوا سجدہ کہ نماز کے اندر فقہہ واقع ہوا اسوا سجدہ کہ بانی کا وضو کیا اسوا سجدہ آتا یا نماز میں داخل ہے اور جو بعد شروع کرنے نماز کے ہوتا وضو نہیں ٹوٹا بسبب باطل ہو جانے نماز کے شروع کرنے سے کیونکہ نہ بیان سیم سو طہارت نہ ہوئی تو نہ طہارت نماز پڑھنے سے نماز باطل ہو گئی تو فقہہ خارج نماز کے ٹھہرا ہم یعنی اگر سائل چاہے کہ رسول کو آواز دے کہ اسکو علم اس مسئلہ کا حق یا نہیں تو یوں پوچھے کہ وہ فقہہ کونسا ہے کہ جب نماز کے اندر واقع ہو تو ناقض نہ ہو اور جب خارج نماز کے صادر ہو تو ناقض ہو لاکہ امر بالمعسر ہے کذا فی الطحاوی و مباشرۃ فاحشۃ بقایا الفحش و لایین و الرجلین مع الانتشار علی البیض و المباشر و علیا کشر و لا بلا لایل حیل للعتقہ اور ناقض وضو ہی کہلی مباشرت دون شرمگاہوں کے بھڑ جانے سے اگرچہ مجھ امر و حور تو نہیں واقع ہو یا د و مردون میں ہستائی کے ساتھ جانبین یعنی لگایا والا درجہ لگایا دونوں کے وضو کی ناقض ہے اگرچہ مباشرت مذکورہ میں مذہبی کی تراوت نہو بنا برہنہ قول ہم مجھ قول شیعین کا ہوا و محمد نے کہا کہ مباشرت فاحشہ ناقض نہیں جب تک کچھ نہ ملے اور صاحب خفا نے اسکو صحیح کہا ہے لیکن یہ مقتدی نہیں اسکو صحیح مقتدی میں تصریح کی چنانچہ اسکو شارح منیہ نے نقل کیا کہ شیعین کا قول صحیح ہے اور یہی قول متون فقہ میں مذکور ہو کذا فی الطحاوی و من البعیرین کہنا ہوں فدا دی عالم گیری میں جو بیابہ سیم محمد کے قول پر فتویٰ اور نصاب سیم اسکی نقل کی ہے وہ بھی قول صاحب کسر متون کے مخالف ہے کسی لائق اعتماد کے نہیں تنسیہ میں ہو کہ حور کے وضو ٹوٹنے میں انتشار آکر مرد معتبر نہیں کذا فی العالم گیری لا ینقضہ حشۃ کی لکن حیثیل بدلتہ لکھا نہیں توڑنا وضو کو نازہ کا چھو نا لیکن مستحب ہو کہ اتھ دھو ڈالے ہم بشرہ بنت صفوان کی حدیث میں مست ذکر سو نقص وضو مذکور حواور طلق بن علی عن ابیہ کی حدیث میں جسکو سوا و ابن ماجہ کے اصحاب سنن نے روایت کیا جو نقص وضو مذکور نہیں نزدیکی نے کہا کہ مجھ حدیث ہم

۴۰
نماز میں وضو کی ضرورت

۴۱
نماز میں وضو کی ضرورت

۴۲
نماز میں وضو کی ضرورت

عین

اور احسن جو اور بھی تین معین وغیرہ نے بسرہ بنت صفوان کی حدیث کو ضعیف کہا مگر کذا فی الطحاوی مختصراً و آخرہ اور ناقض وضو نہیں
عورت کا چونا اور ٹکے پریش کا ہم امام شافعی کے نزدیک عورت کا چونا ناقض وضو ہے بدلیل قولہ تعالیٰ (وَلَا تَسْمُرُوا) ہماری دلیل یہ ہے
کہ بس جب مقارن ہو عورتوں سے جو جام ہلاد ہوتا ہے اور صبح مسلم حضرت عائشہ کا چونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پانوں کا تار کے اندر نہایت ہی
اور صحیحین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہٹانا عائشہ صدیقہ کے پانوں کا تار میں ثابت ہے لیکن یہ دلیل للخرج من الخلاف لا یتبعہا لا یمام
لیکن وضو کر لینا مس ذکر اور مس عورت سے مستحب ہو تاکہ باتفاق مجتہدین کے طہارت حاصل ہو خصوصاً امام کے زمین لینے اس واسطے کہ امام کے چھو موافق اہل
مخالف سب نماز پڑھتے ہیں تو مقتد ہوئی رعایت کرنا خوب بات ہے لیکن بشرط عدم کونہ عوارض کا یہ ممکن ہوئے مگر یہ دلیل نہیں بلکہ ارشاد کر دیا
اپنے مذہب میں لازم نہ آوے ہم شام نے استدلال کیا اس مفہوم سے جو اس کلام سے بھی کہا گیا کہ امام کو مراعات مقتد ہوئی کی مستحب ہے خواہ اس
مستل میں یا اسکے غیر میں والا اس مسئلے میں تو اپنی مذہب کے کر دہ کا کچھ بھی ارشاد نہیں کذا فی الطحاوی عن العجلی کہا لا ینقض وضو خروج من
مذہبہ وغیرہا کہینہ و تذکرہ فی حق کھنڈید و کما سترہ فی غیرہ لا یجمع بیسے وضو نہیں تو تار اگر ترموئی کے کان سے اور اندر کو چنانچہ
اوسکی آنکھ با پستان سے بدن درد کے پیب نکلا اور اوسکی تاند چنانچہ زرد آب اور ناف کا پانی وغیرہ یعنی ناف کا پیب اور زرد آب نکلا ناقض نہ ہوگا
بدن درد کے و ان خرج بہ ای جمع نقض لآئہ دلیل الجرح اور اگر پیب وغیرہ درد کے ساتھ نکلا تو وضو کا ناقض ہوگا اس واسطے کہ درد کو
ساتھ نکلا جو زخم کی دلیل ہے ہم بحر الرائق میں کہا کہ پانی میں یہ تفصیل البتہ خوب ہے اور پیب اور زرد آب تو بدن زخم کے نہیں ہوتا نہ ہر العائق
بدن کا جواب یا کہ ممکن ہے کہ زخم چٹا ہو کر پیب نکلا ہو اور درد کا نہ ہوا بھی صحت کی علامت ہو قنادی عالم گیری میں ماتن کی تفصیل کے موافق محیط
شمس اللہ حلوائی کا ترموئی نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس بطور وغیرہ اور زلیلی اور سراج و دایج میں مذکور ہے تو صاحب بحر کا شبہ لائق التفات کے
نہیں راہد مع موت بعینہ سر و لا وعشش ناقض فان استقر ہذا رد اعلیٰ صحتی والناس عندنا قلن جب معلوم ہو کہ جو درد کے ساتھ خارج
ہو وہ ناقض ہے تو اس واسطے شخص کا جسکی آنکھ اوٹھی آئی اور وہ کہتی ہے یا ایسی چہ ہے اور چٹری کہ اکثر پانی بھاگتا ہے ناقض وضو ہو
اور اگر آنسو بہنا دہی ہو گیا تو یہ شخص معذور ہو گیا اور معذور کا حکم باب بعض میں معلوم ہو گا اب اند کوڑے مجتہدین اور لوگ اس مسئلے کے حکم
سے غافل ہیں یعنی اس آنسو کو ناقض وضو نہیں جانتے ہیں ہم فقہانے کہا ہے جسکی آنکھ زرد یا عیش سے آنسو جاری ہو ہو سو کو ہر وقت نماز
کے وضو کر نیک امر کیا جاوے صاحب بحر نے کہا یہ تعلیل اسکی متفق ہے کہ یہ استحباب کا امر ہے صاحب نہر نے کہا بلکہ وجوب کا امر ہے بقرینہ
مرض اس بطور فہم القدر میں ہے اور مجتہدین اسکی وجہ یوں بیان کی ہے کہ شاید لکھن کے زخم سے آنسو آنا ہو کذا فی الطحاوی لکھا
ینقض حیثاً حیثاً یقطنہ و البطلان الظاہر من الاقطنۃ علیہ او حیثاً یقطنہ من الاقطنۃ علیہ ان منسقطاً عنہ لا ینقض حیثاً
وضو سے اگر مرد نے شتاب کے سوراخ میں روئی بہر دی ہو اور روئی کی ظاہر نہ ہو گئی ہے نقض وضو کا حکم اس صورت میں ہے کہ اگر روئی سوراخ
کے سر سے روئی ہو یا برابر ہو اور اگر سوراخ کے سر سے روئی ہو مگر ظاہر نہ ہو جاوے تو نہ ہونا ناقض نہ ہوگا اس واسطے کہ غرض تحقیق نہ ہو و کذا
الحکم فی التبری والفرج الداخل اور اس بطور کا حکم ہے مقتد اور فرج داخلی کی روئی کا یعنی اگر دمان کی روئی وغیرہ اوچھی یا برابر ہو تو طرف
ظاہر نہ ہونے سے وضو ٹوٹیکا ورنہ وضو قائم ہے ہم مسئلہ اصلی میں حوالہ اگر روئی یا کچھ افرج خارج میں ہے اور نہ ہو گیا تو وضو ٹوٹا نا مذہب
یا نہ کذا فی الطحاوی وان البطلان الظاہر من الاقطنۃ علیہ لا ینقض اور اگر روئی وغیرہ کی اند کھٹ نہ ہو گئی تو ناقض وضو نہیں ولو سقطت
فان سوطیہ انتقض و کذا اگر روئی وغیرہ ساقط ہوئی یعنی گری ہو تو اگر زخم سے تو وضو ٹوٹا اور اگر نہ نہیں تو وضو ٹوٹا و کذا فی الاصل فی
ادب کا و یقتضی اور اس بطور کا حکم اگر اچھی متعین داخل کی اور ساری اچھی غائب نہیں کی یعنی اگر زخمی تو وضو ٹوٹا اور اگر خشک اچھی تو
نہیں تو ماتن حسناً او دخلہ عند الاستنجاء بطل وضو و صحتہ پیرا و اچھی تمام غائب کر دی یا پانی سے استنجاء کرنے داخل کی تو

بیان کی ہے تو اشکال سا قہ ہو گیا ہم یعنی جب حرم کو علت قرار دیا تو ذلیلی کا اقرار حاصل ہو گیا حاصل اعراض کا یہ ہے کہ اگر داخل تعلقہ کا مثل
 من و منہ واجب نہیں باوجود صیغہ مبالغہ فاقہ ہو کے تو اسکو جنہل بدن کا حکم دیا تو اس میں پیشاب کے قطرہ آنے سے کیوں وضو ٹوٹتا ہے قول
 صحیح پر سقوط اعراض کی وجہ سے کہ عدم وجوب غسل دین حرم کی وجہ سے حرم اس واسطے کہ یہ ظاہر بدن نہیں ہے و فی المسعودی ان ممکن
 فتح العلقۃ بلا مشقۃ یجب الا لا اور سو دی میں جو کہ اگر کہوں تعلقہ کا بدن مشقت کے ہو سکتا تو اندر کا دھونا واجب ورنہ واجب نہیں
 ہم اسی تو کو شریعت نے پسند کیا ہے اور یہی لفظ نعم اللہ پر کلام شریعہ اس واسطے کہ سقوط کو مقید کر دیا ہو تو جہاں حرم نہیں وہاں
 دھونا بھی سا قہ نہیں کذا فی الطحاوی و کفی بل اصل صغیرہا کہ غسل لیس الا لضعفہ فی الجرح اور کفایت کرنا ہی ترک کرنا اور بیگناہی عورت کی
 گوندہی چوٹی کی جڑ کا یعنی گوندہی بالون کا دھونا عورت پر فرض نہیں جڑوں کا ترک کرنا کفایت کرتا ہے تکلیف اور مشقت کی وجہ سے صغیرہ سے مراد عورت
 کے گوندہی بال میں ہم صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہو کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں وہ عورت ہوں کہ اپنی سر کی گوندہی چوٹی خوب مضبوط کر کے
 باندھتی ہوں کیا حیض اور جنابت کے غسل کی واسطہ اسکو کہہ لا کر دن فرمایا نہیں مجھ کو تو میں بارہ دن ہوتا ہوں پانی لیکر سر پر ڈالتا کفایت کرتا ہے یہ
 اپنا دھوپ پانی کا بہانا اور پاک ہونا اور ابو داؤد میں ثوبان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کا سوال ہوا تو فرمایا کہ مرد تو اپنے
 بال کہہ لے اسے اور بالونکو دھو دھوپ پانی سے نہانے کہ بالون کی جڑ تک دھوپ اور عورت پر تو بالون کا کہہ لے ضرور نہیں اسکو تو میں چلو مجھ کے پانی سر ڈالتا
 کفایت کرتا ہے کہ انی التیسیرا للضعف فی غسل کلہ اتفاقاً اور عورت کو کھسے بالون کا تو بالکل دھونا فرض ہے بالاتفاق یعنی یہاں
 فقط جڑوں کا ترک کرنا کافی ہو گا و لکن یستلزم اصلہا یجب نقصہا عطاء موصی علیہ اور اگر گوندہی چوٹی کی جڑ سے بیگے تو چوٹی کا کہہ لے واجب
 ہر جس سے چوٹی میں چیم ہر طرح کہوں تعلقہ واجب ہے خواہ اس میں تکلیف ہو یا نہ ہو اور غیر صحیح و قول ہے کہ بالون کا پھڑپھڑا دھونیکے بعد ضرور ہر خواہ بال
 گوندہی چوٹی یا ہلے کذا فی الطحاوی ولو ضحک غسل لیس لہا ترکہ اور اگر سر کا دھونا عورت کو ضرر کرنا ہو تو سر کا دھونا چوڑ دھوپ یعنی دھوپ
 سر پر کا دھونا اس میں کرنا بھی غسل جنابت وغیرہ میں سا قہ ہے سر کو چوڑ کے باقی بدن دھوپ پاک ہو جاوے گی و قبل تحسینا دھوپ چوڑ
 کہ اگر سر کو مسح کرے اگر دھونا ضرر کرنا ہو ولا تمنع زوجا وسیع فی التیمہ اور نہ منع کرے اپنی زوج کو جماع سے اور اسکا ذکر آگے آچکا ہے
 مسلم میں یعنی اگر عورت کو سر کا دھونا ضرر کرنا ہو اس قدر سر اسکو اپنی شوہر کا روکنا حرام ہے نہیں پونچھا ہے اس واسطے کہ وہ شوہر کا حق ہے اور
 اسکو دفع ضرر کا علاج ہے یہ کہ بقول اول غسل اور ہم دونوں کو ترک کرے یا بقول ثانی سر کو مسح کرے کذا فی الطحاوی لا یكفی بل صغیرہ
 فینقصہا وجہا ولو علیہا و ذلک لہک ان حلق کفایت نہیں کرنا ہے مرد کی گوندہی چوٹی کا بیگناہ تو واجب یعنی فرض ہے اسکا کہہ لے
 اگر چہ مرد و عورت کی ہر اس واسطے کہ مرد کو سر کا موندنا یعنی بدون قباحت اور بدنامی کے ممکن ہے حرم خلاف عورت کے ہم علوی یعنی سادہ
 نہ تعلقہ اور نہ کیوں کی عادت ہے بال رکھنے اور چوٹی گوندہی کی اس واسطے کہ انکو باختر من ذکر کیا ولا یجوز الطہارۃ وینویسہا وینویسہا و
 بر غوثہ لو یقبل لئلا یحتمل الطہارۃ کا مانع نہیں کہی اور پھر کا وہ گوندہی چوٹی پانی نہیں پونچھا اس واسطے کہ اس سے بچا ممکن نہیں کذا فی الطحاوی
 و حیثا و یجوز نہ یقول اور نہ مہندی طہارت کی مانع ہے اگر چہ مہندی کا حرم لگا ہو سبکافنوی ہے ہم لیکن اگر مہندی کا حرم ہو گا تو
 اسکو نیچے پانی کا پونچھا ضرور ہے اور اگر نہ پونچھا تو طہارت حاصل ہوگی و لہذا بحر الرائق میں کہا ہے کہ اگر عورت نے اپنی سر میں خوشبو چھائی ہے
 اس طرح کہ پانی بالون کی جڑوں میں نہ پونچھا ہو تو اس پر واجب ہے اسکا دھونا کذا فی الطحاوی و غیرہ و شیخ عطف تفسیر و کذا
 ذکرہ و سوسمہ اور نہ میل بدن کا مانع طہارت ہے اور اس طرح تیل اور چکنائی مانع طہارت کی نہیں شارح نے کہا و شیخ کا عطف تفسیر ہے
 یعنی وزن اور وزن و وزن یک منی ہیں و ذلک طہارۃ و لو فطخ مطلقاً و شیخ و ناو مدنی کا لایحہ اور خشک مٹی اور گیلی مٹی مانع
 طہارت کی نہیں اگر چہ ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گونا ہو یا شہر کار ہے والا دنوں برابر میں قول اصح میں ہم اور غیر صحیح قول صحیح ہے

عورت نے سر پر
 دھوپ چھائی ہے
 مٹی یا گیلی مٹی
 سے سر پر دھونا
 طہارت کی مانع نہیں

کہ شہری کے حق میں ناخن کی مٹی مانع طہارت ہے وگرنہ اس کے حق میں اسو اسکو کہ شہری کا بدن چکنا ہوتا ہے تو پانی نفوذ نہیں کرتا طہارہ ہی نے کہا
 قول اصح کی وجہ یہ ہے کہ بہر صورت پانی نفوذ کر جانا جو بخلاف غرضتین بر خلاف گوشتے آنے کی مانند وہ طہارت کا مانع ہے عدم نفوذ کی
 وجہ سے ہم کو نحو آنے کی مانند وہ چیزیں ہیں جن میں پانی سرایت نہیں کرتا چنانچہ چھلانی ہوئی روٹی اور میل کے پڑے ناکھین اور کھال مچلی کی کذا
 فی البحر وکما یجمع ما علیہ طہر صلیح اور مانع طہارت کی نہیں وہ چیز جو رگ ریز کے ناخن پر چکلی ضرورت کو جو ہم سے اور لیضون کے نزدیک مانع ہے
 منہرات میں کہا کہ اول قول پر فتویٰ ہے کہ کذا فی النسخ ہم عورتیں ہندوستان کی جو سی لگاتی ہیں اگر قطر رنگ ہے بدون جرم کے تو ظاہر اسندی
 کی مانند مانع طہارت نہیں اور اگر جرم ہے جسکو دھری کہتے ہیں تو ظاہر اچھین کی مانند مانع طہارت ہے وانشاء علم وکما حکم بین استنباطہ اور
 فیستہ البقیہ بہ یعقوب وبتل ان صلیحاً منع وبعی الا حقا در مانع طہارت کا نہیں وہ کہا ناجو دانہن کے اندر بجانا ہو یا پلے دانت کی
 اندر گھس جانا ہے یہی قول کا فتویٰ ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر وہ سخت اور خشک ہے تو طہارت کا مانع ہے یہی قول صحیح تر ہے ہم رسم سختی
 میں مذکور ہو گیا کہ فتویٰ مقدم ہے اصم و غیرہ سو تمام مابین الاسنان اسو اسکو مانع طہارت نہیں کہ پانی لطیف چیز ہے ہر جگہ غالباً سرایت کر جاتا
 ہے البناد کر ہے تجنیس میں بحر الرائق میں فیہ ابو اللیث اور فتاویٰ فضلی سے نقل کیا کہ حسب ما یصحہ کہ اسکو نکال کے پانی اس پر جاری
 کذا فی الطحاوی ولو کان خائفاً صلیحاً نہ صلیحاً کہ وجہ کا ذکر اگر غل کرنے والی اگھوٹھی تنگ ہو تو واجب ہے کہ اسکو نکالے الیٰ الیٰ بلا دی
 جب تک پانی کا حنا پاگھانا واجب ہے یعنی اگھوٹھی اور بالی کا اتنا بلانا اور گھانا چاہیے کہ دان پانی پونہم جانیکا گمان حاصل ہو و لیسو نیک
 یثقیب اذنیہ و قد حل الماء فیہ اے الثقب عند من و قد حل اذنیہ اذنیہ اور اگر اسکو کان کے سوراخ میں پانی ہو سو پانی پونہم کیا
 سوراخ میں کان پر پانی ہے کیونکہ تو فاسل کو کفایت کرتا ہے کس قدر و اذنیہ داخلہما الماء جیسو ناف اور کان میں پانی داخل ہو گیا اور
 سائل ہونے سے تو کفایت کرتا ہے یعنی ادھلی وغیرہ داخل کرنا ضرور نہیں والا یدخل اذنیہ ولو باصبعہ وکلیکلفہ فثقیب و فیہ لیسو
 غلبت خنیہ بالصلوٰی مگر سوراخ میں پانی نہ گیا تو قصد داخل کرے اگر اپنی ادھلی سو اور لکڑی اور مانند اسکو سینک وغیرہ سے پانی
 داخل ہونے کے لئے تکلف کرے اور پانی پونہم میں اپنی گمان کا غلبہ معبر ہے یعنی جب اپنی انگلی میں آگیا کہ پانی دان پونہم گیا ہو گا تو زیادہ
 تکلف اور سواس نکرے و فرس مسائل لمحہ شارح کے یشی المصنوعہ وجرع من بدنیہ فصل فی تدریج فلو نزلت لیسو بعد
 صحیحہ شفیقہ بخانہ الا کلی کرنا یا کچھ بدن کا دھونا بھول گیا پھر اسنو نماز پڑھی پھر اسکو یاد آیا تو اگر وہ نماز نقل تھی تو اسکا اعادہ کرے و شروع
 نماز کے میم پڑھے یعنی بسبب ناپاکی کے نماز کا شروع کرنا صحیح نہ ٹھہرے تو نماز اسپر لازم نہ ہوتی تو اسکا اعادہ بھی لازم نہ ہو گا علیہ غسل و تمہ جلی
 لا یدعہ و ان سراقہ مرد پر غسل کرنا واجب ہے اور وہاں لوگ ہیں تو نہانے کو نہ چھوڑے اگر ہر لوگ اسکو دیکھیں ہم یہ تصور نہیں ہے کہ پردہ
 وہاں نہیں ہو سکتا اور نماز کے فوت ہو جائیکا ڈرے اور جو عہد اسکو دیکھیا وہ گنہگار ہو گا نہانیا لامعذور ہے والمرء یؤدین برجلہ و جلی
 و لیسو توجہ لا بدین لیسو فقط اور عورت درمیان مردوں کے یا درمیان مردوں اور عورتوں کے نہانے میں تاخیر کرے اور تاخیر کرے
 فقط عورتوں میں ہم اسو اسکو کہ نظر کرنا جنس کا ہم جنس کی طہر خضیف تر ہے بر خلاف غیر جنس کے و یختلف فی الرجل بین رجل و لیسا و لیسا
 فقط کما یستطابن الشیخہ اور اختلاف ہے اس مرد کے غسل کرنے میں جو درمیان مردوں اور عورتوں کے یا فقط درمیان عورتوں کے و اقم کر
 چنانچہ ابن شہ شام و ہبانیہ نے اسکو مشرود غایبان کیا ہے ہم ظاہر کلام شارح اسکا متفق ہے کہ یہ مسئلہ مذہب میں منصوص ہے اور اس میں اختلاف
 واقع ہے حالانکہ ایسا نہیں اسکو کہ شارح و ہبانیہ نے تصریح کی ہے کہ میں اس مسئلہ کی نقل پر موقوف نہیں ہوا اگر قیاس یہ چاہتا ہے کہ مرد عورتوں میں
 مردوں اور عورتوں میں غسل کو تاخیر کرے اور جنسی کو کس بعد میں کشف حدت جائز نہیں کذا فی الطحاوی مختصر و یلیغ لہا ان تلتیم و
 نصیحتہا کاش علیہا اور حدت کو چاہیے کہ تیم کرے بعد نماز پڑھے اسو اسکو کہ عورت مرد و عورت پانی کے استعمال سے عاجز ہے

اگر چند لذت اور انزال کے ساتھ خواب یا دہواور حالانکہ عادی سرور پر رطوبت کو نہیں دیکھا ہم اتفاق سے وہاں شہین اور محرم کا اتفاق اور خلافت نہیں مگر حدیث میں کذا نے لفظ عادی سے ذکر کی قید اتفاقی سے تو یہی حکم ہے اگر کپڑے وغیرہ پر رطوبت کو نہ دیکھا و کذا لفظ عادی سے الیٰ علیٰ اللہ علیہ السلام اور اسطر عورت کا حکم ہے مرد کی مانند بنا برہنہ مذہب یعنی بدون و کپڑوں رطوبت کے اختلام یا دہونے سے عورت پر غسل نہیں جب مرد پر غسل نہیں لٹھا وہی نے کہا یہی مذہب منقول ہے سبکے نزدیک اور وہ جو محمد سرور دین پر عورت کے وجوب غسل کی وہ افتاد کے لائق نہیں شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ ہم اس روایت کو نہیں لیتے ہیں یا تحفہ مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور اس مسئلہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُمّ سلمہ ابوطالب کی عورت تھی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ مجھ کو اختلام ہوا یا رسول اللہ حق تعالیٰ شرم نہیں کرتا حق سے کیا عورت پر غسل ہے جبکہ اس کو اختلام ہو فرمایا کہ ان جبکہ وہ پانی کو دیکھو یعنی جبکہ منی نظر آوے تو وہی نے شرح مذہب میں اس پر اجماع نقل کیا ہے اگر کوئی کہے کہ تمہارے مذہب میں منہم شرط کا مستثنیٰ نہیں ہم جواب دینگے کہ حکم غسل کا معلق بشرط ہے تو غسل کا حکم منہم ہوا عدم اصلی سے اور یہ نہیں کہ عدم شرط کو عدم حکم میں اثر ہے لہذا فی المنہم منہم ولو وجد بین الزوجین ماء ولا یمیز ولا یندکروا فامروا قبلہما حیضاً وعتلاً اور اگر درمیان زوجہ اور زوج پانی یعنی منی یا ذی پائی گئی یعنی زوجه میں بشرط ننگے سونے تھو جب بیدار ہو تو بستر پر منی یا ذی پائی اور تیز کی کوئی وجہ نہیں جس سے مرد یا عورت کی منی متاثر ہو اور نہ دونوں کو اختلام یا دہواور ان دونوں کو پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سویا تھا تو دونوں پر نہانا واجب ہے احتیاطاً کذا نے النہایہ ہم وجہ تیز کی یہ ہے کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی منی تلی اور نہ اور مرد کی منی طول میں واقع ہوتی ہے اور عورت کی عرض میں توجہ کی علامت پانی جادی اور غسل لازم ہو گا اور جبکہ اختلام یا دہواور غسل لازم ہو گا اور جو اس بستر پر لول کوئی سویا ہو گا اور منی خشک ہوگی تو ظاہر کسی پر زوجه میں غسل واجب نہ ہو گا کذا فی البیہرۃ فی حاشیۃ حشفۃ او قدھا معلقۃ فی حشفۃ ان وجد لہا الجماع وجب العسل والا علی الاطلاق لا یجوز حشفۃ کبریمیں پسند نہیں یا دہر میں داخل کیا یا بعد حشفۃ منقطع حشفۃ نے اسطر ع داخل کیا اگر لذت جماع کی پائی تو نہانا واجب ہوا اور اگر لذت اور گرمی کذا فی المنہم نہیں پائی تو غسل واجب نہیں یا ایہ قول کے اور نہ یا وہ ترا احتیاط ہے غسل کے واجب ہونے میں دو صورتیں لذت حاصل ہو یا نہ ہو کذا فی البیہرۃ عند الفطاع حیضیٰ نفاسیٰ خدا و ما قبلہ من اضافۃ الحکم الی الشرط اے تجھے عندہ کا بیل بوجوب الصلوۃ او ارادۃ کمالا یجوز کما حقہ اور غسل فرمیں سے حیض اور نفاس کے منقطع ہونے کی وقت شارح نے کہا یہ یعنی انقطاع حیض و نفاس اور جو اس سے پہلے نہ کر ہو چکا یعنی خروج منی اور ادخال حشفۃ اور رویت مستفیضہ من قبیل نسبت کرنے حکم کے ہر طرف شرط کی یعنی غسل واجب ہے خروج منی اور ادخال حشفۃ اور رویت مستفیضہ اور انقطاع حیض اور نفاس کی اوقات میں نہ ان اشیاء کے سبب بلکہ غسل واجب ہے سبباً جب بوجہ نماز کے یا سبب ارادہ کرنے اور فعل کے جو بدون غسل کے حلال نہیں چنانچہ تلاوت قرآن مثلاً صیبا کہ مسائل و ضویر گذر گیا ہم یعنی نفع کی جن کتابیں خروج منی وغیرہ کو غسل کا سبب کہا ہے تو وہ ان حکم کو شرط کی طرف نسبت کیا ہے کیونکہ امد مذکورہ سبب غسل کے نہیں ہیں بلکہ غسل ہی شرط ہیں اور غسل کا سبب نہ ہونے کی حقیقت وجوب صلوۃ ہوا ارادہ تلاوت قرآن مثلاً لا عند حیضیٰ و کذا ہے غسل فرض نہیں مذی اور وہی کے نکلنے کی وقت اور مستفیضہ کو جو مذہبی کے دیکھو سو غسل لازم ہوتا ہے تو اس احتمال سے کہ بدن کی یا ہوا کی گرمی منی رقیق ہو گئی بل انصاف حشفۃ و منیٰ لیکول حیضاً ہے لفظ طہر بلکہ ضرور لازم ہے وہی بعد بول و زور منی سے بنا برہنہ روایت کے ہم اور اس کا نظیر طہر بعد البول ہے یا بول بعد الرغاف تو اگر فرض کیا جائے و ضرور بگاڑ طہر سے میرا اس کو طہر ہر پیشاب کیا یا اسکے بالعکس تو وہ خود دونوں سزاوت ہو گا اور وہ شخص طہر ہو گا اگر کوئی کہے کہ یا فائدہ ہے وہی عادی سے تو وہ خود واجب ہو گیا اس کی پانچ جواب بخار الیقین میں مذکور

کا علامت ہو مرد کے انزال کی اگرچہ لوگوں کو معلوم نہ ہو جن کہتا ہوں اور فرض نہ کہ تمام ہندو لاکھ جبکہ بکارت خود منی کی مانع ہو اور حالانکہ
برخلاف اس کی ثابت ہو اس واسطے کہ حیض اسی محل سے خارج ہوتا ہے وہاں فی الطحاوی و یحییٰ اے یحییٰ علی الاحوال مسلمین کہتے
اجماعاً ان یسئلوا بالتیغیث المیت المسلم الا الخیلة للشک فیہم اور واجب ہو منی فرض سے زندہ مسلمانوں پر بطور فرض کفایہ جام
کی دلیل سے یہ کہ زندہ مسلمان کو سوا مردہ کے جو خنیثے مشکل ہو تو اس کو غسل نہ پڑھو بلکہ اس کو غسل کے عوض نیم کہ دو ایوہم
شارح نے وجوب کی تفسیر فرض کی تا معلوم ہو کہ یہاں وجوب اصطلاحی مراد نہیں جس واسطے مسئلہ میں بھی وجوب سے فرض مراد ہے مصنف نے اپنی
شرح میں قسم القدر سے نقل کیا کہ یہ فرضیت اجماع سے ثابت ہو اور غسل میت کی صحت میں نیت شرط نہیں ہاں وہ مسکین سے سوا ساقط فرض کا ہوا
بدون نیت کے تو فرض کو بھی تین بار غسل دینا زندہ پر لازم ہو گا مگر خانیہ میں زندہ دن پر بھی نیت کو لازم نہیں کہا انتہی شارح نے یسئلوا
میں تخفیف کی قید لکائی حالانکہ تخفیف و تشدید دونوں متعدی ہیں کذا فی القاموس تو مترجم نے ذہن ناقص میں آتا ہے کہ بالتخفیف کا لفظ بعد
لفظ میت کے ہو گا شاید کہ کاتب سے تقدیم واقع ہو گئی اس لیے کہ طحاوی وغیرہ نے نصیر کی ہے کہ نیت بالتخفیف وہ ہر جہ مرگیا اور میت
انتہی یہ وہ ہر جو زندہ ہے آگے مرگیا کما یجب علی من اسلم جثتاً او حیاً او کفناً و لو بعد الا لقطع علی الاصل کما
فی شریعہ بلائہ عن البقرہ ان و علی ما بان الکمال بقولہ الحدیث املکے مسی واجب یعنی فرض نہ ہاں اس شخص پر جو مسلمان ہو حالت جثہ
یا حی یا قیاس میں اگرچہ حیض اور نفاس کے متوفت ہو جانے کے بعد اسلام قبول کیا یا برصم ترقول کے چنانچہ شریعہ لایہ میں بران پر متوفت
ہے درابن کمال نے وجوب غسل بعد الانقطاع کی دلیل بیان کی ہر حدیث حکمی کے اپنی رہنمائی یعنی جب کہ حدیث بانی رہا تو وہ اہل ہوا کا بدو غسل
کے اذ بلع لا یسئل علی جثتہ او حیض او ولدت ولو قد کاف او اصابہ کل بدائیہ خائستہ و بعضہ و کما یطالعہ او ان ہوا آدمی
عمر کے تیسویں نہیں بلکہ انزال یا حیض کے آیسے یا کہ عورت جنی اور اسو خون کو نہ کیا یا آدمی کے تمام بدن پر سخت لگی یا تھوڑے بدن پر
سخت لگی اور سختی کا مکان مخفی رہا تو ان پانچوں صورتوں میں غسل کرنا لازم ہو گا اور اگر بلوغ عمر کے حساب سے ہو گا تو غسل واجب نہیں
ستہم چنانچہ غفر ربنا جبر اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس میں اسی قول پر فتویٰ ہے فی الاصل راجع للجمع فی غسل لازم ہر صحت
قول میں شارح نے کہا اصح ہوا سب پانچوں صورتوں کی طے راجع ہر وہ فی التثار خانیہ معنیاً للعنائیۃ والاحتار و وجوبہ علی جثتہ
افاق قلت و هو فی کلف کما بان مثلاً لک ان یجلی لک فی حدیثنا اور تا ما را غایۃ غایۃ کی طے منسوب ہو کہ قول شمار و وجوب غسل کا
ہے اس مجنون پر جو ہوشیار آگیا میں کہتا ہوں یہ قول مخالف ہے اس قول کے جو میں آگیا یعنی استحباب غسل کا اگرچہ کہ وجوب غسل کو اس پر
معمول کیجئے کہ مجنون نے بعد افاقہ اپنے بدن یا کپڑے پر منی دیکھی اور استحباب کے قول کو عدم رویت پر محمول کیجئے تو اب خلاف باقی نہ ا و حل
الستکران و المعنی علیہ کذا لک ہی اجمع اور کیا مست اور صاحب غشی کا حکم اسطرح مجنون کی مانند ہی ہوشیار ہونے کے بعد کتا بون میں آگیا
حکم دیکھنا چاہی یعنی ہننے اس کا حکم نہیں دیکھا تو تلاش کرنا چاہیے ہم محالاً ان من مذکور ہو کہ مست جب ہوشیار آیا اور اسو مذہبی کو دیکھا تو
اس پر بالاتفاق غسل نہیں اگر مذہبی نہ دیکھا تو بطریق اولیٰ اس پر غسل لازم نہ ہو گا اور صاحب غشی کو تو خود شارح نے مستحبات میں غرلا و کا
سے نقل کیا ہے کذا فی الطحاوی و لا یأتی ان اسلم طاهر او بلیغ بالیقین فہذا وجب اور اگر وہاں نہیں یعنی جنابت یا حیض یا نفاس سے
پاک صاف مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جوان ہوا تو غسل کرنا مستحب فرض نہیں و سنن لصلوۃ جمعہ و لصلوۃ عید یھو العجم کما فی
غیرہ لادکا و غیرہ اور غسل کرنا سنت ہی جمہ کی نماز کیو اسطرح اور عید کی نماز کیو اسطرح بھی قول صحیح ہے چنانچہ غرلا و کا رد وغیرہ میں ہر جم
ابو یوسف کے نزدیک جمہ کا غسل نماز کیو اسطرح ہوا حسن بن زیاد کے نزدیک جمہ کے دن کیو اسطرح اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اس
شخص میں جسو جمہ کے دن غسل کیا پھر اس کا وضو ٹوٹا اور اسو وضو کیا اور جمہ کی نماز پڑھی تو ابو یوسف کے نزدیک سنت نہ ادا ہوئی اور حسن

مرد و عورت کے انزال کی اگرچہ لوگوں کو معلوم نہ ہو جن کہتا ہوں اور فرض نہ کہ تمام ہندو لاکھ جبکہ بکارت خود منی کی مانع ہو اور حالانکہ
برخلاف اس کی ثابت ہو اس واسطے کہ حیض اسی محل سے خارج ہوتا ہے وہاں فی الطحاوی و یحییٰ اے یحییٰ علی الاحوال مسلمین کہتے
اجماعاً ان یسئلوا بالتیغیث المیت المسلم الا الخیلة للشک فیہم اور واجب ہو منی فرض سے زندہ مسلمانوں پر بطور فرض کفایہ جام
کی دلیل سے یہ کہ زندہ مسلمان کو سوا مردہ کے جو خنیثے مشکل ہو تو اس کو غسل نہ پڑھو بلکہ اس کو غسل کے عوض نیم کہ دو ایوہم
شارح نے وجوب کی تفسیر فرض کی تا معلوم ہو کہ یہاں وجوب اصطلاحی مراد نہیں جس واسطے مسئلہ میں بھی وجوب سے فرض مراد ہے مصنف نے اپنی
شرح میں قسم القدر سے نقل کیا کہ یہ فرضیت اجماع سے ثابت ہو اور غسل میت کی صحت میں نیت شرط نہیں ہاں وہ مسکین سے سوا ساقط فرض کا ہوا
بدون نیت کے تو فرض کو بھی تین بار غسل دینا زندہ پر لازم ہو گا مگر خانیہ میں زندہ دن پر بھی نیت کو لازم نہیں کہا انتہی شارح نے یسئلوا
میں تخفیف کی قید لکائی حالانکہ تخفیف و تشدید دونوں متعدی ہیں کذا فی القاموس تو مترجم نے ذہن ناقص میں آتا ہے کہ بالتخفیف کا لفظ بعد
لفظ میت کے ہو گا شاید کہ کاتب سے تقدیم واقع ہو گئی اس لیے کہ طحاوی وغیرہ نے نصیر کی ہے کہ نیت بالتخفیف وہ ہر جہ مرگیا اور میت
انتہی یہ وہ ہر جو زندہ ہے آگے مرگیا کما یجب علی من اسلم جثتاً او حیاً او کفناً و لو بعد الا لقطع علی الاصل کما
فی شریعہ بلائہ عن البقرہ ان و علی ما بان الکمال بقولہ الحدیث املکے مسی واجب یعنی فرض نہ ہاں اس شخص پر جو مسلمان ہو حالت جثہ
یا حی یا قیاس میں اگرچہ حیض اور نفاس کے متوفت ہو جانے کے بعد اسلام قبول کیا یا برصم ترقول کے چنانچہ شریعہ لایہ میں بران پر متوفت
ہے درابن کمال نے وجوب غسل بعد الانقطاع کی دلیل بیان کی ہر حدیث حکمی کے اپنی رہنمائی یعنی جب کہ حدیث بانی رہا تو وہ اہل ہوا کا بدو غسل
کے اذ بلع لا یسئل علی جثتہ او حیض او ولدت ولو قد کاف او اصابہ کل بدائیہ خائستہ و بعضہ و کما یطالعہ او ان ہوا آدمی
عمر کے تیسویں نہیں بلکہ انزال یا حیض کے آیسے یا کہ عورت جنی اور اسو خون کو نہ کیا یا آدمی کے تمام بدن پر سخت لگی یا تھوڑے بدن پر
سخت لگی اور سختی کا مکان مخفی رہا تو ان پانچوں صورتوں میں غسل کرنا لازم ہو گا اور اگر بلوغ عمر کے حساب سے ہو گا تو غسل واجب نہیں
ستہم چنانچہ غفر ربنا جبر اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس میں اسی قول پر فتویٰ ہے فی الاصل راجع للجمع فی غسل لازم ہر صحت
قول میں شارح نے کہا اصح ہوا سب پانچوں صورتوں کی طے راجع ہر وہ فی التثار خانیہ معنیاً للعنائیۃ والاحتار و وجوبہ علی جثتہ
افاق قلت و هو فی کلف کما بان مثلاً لک ان یجلی لک فی حدیثنا اور تا ما را غایۃ غایۃ کی طے منسوب ہو کہ قول شمار و وجوب غسل کا
ہے اس مجنون پر جو ہوشیار آگیا میں کہتا ہوں یہ قول مخالف ہے اس قول کے جو میں آگیا یعنی استحباب غسل کا اگرچہ کہ وجوب غسل کو اس پر
معمول کیجئے کہ مجنون نے بعد افاقہ اپنے بدن یا کپڑے پر منی دیکھی اور استحباب کے قول کو عدم رویت پر محمول کیجئے تو اب خلاف باقی نہ ا و حل
الستکران و المعنی علیہ کذا لک ہی اجمع اور کیا مست اور صاحب غشی کا حکم اسطرح مجنون کی مانند ہی ہوشیار ہونے کے بعد کتا بون میں آگیا
حکم دیکھنا چاہی یعنی ہننے اس کا حکم نہیں دیکھا تو تلاش کرنا چاہیے ہم محالاً ان من مذکور ہو کہ مست جب ہوشیار آیا اور اسو مذہبی کو دیکھا تو
اس پر بالاتفاق غسل نہیں اگر مذہبی نہ دیکھا تو بطریق اولیٰ اس پر غسل لازم نہ ہو گا اور صاحب غشی کو تو خود شارح نے مستحبات میں غرلا و کا
سے نقل کیا ہے کذا فی الطحاوی و لا یأتی ان اسلم طاهر او بلیغ بالیقین فہذا وجب اور اگر وہاں نہیں یعنی جنابت یا حیض یا نفاس سے
پاک صاف مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جوان ہوا تو غسل کرنا مستحب فرض نہیں و سنن لصلوۃ جمعہ و لصلوۃ عید یھو العجم کما فی
غیرہ لادکا و غیرہ اور غسل کرنا سنت ہی جمہ کی نماز کیو اسطرح اور عید کی نماز کیو اسطرح بھی قول صحیح ہے چنانچہ غرلا و کا رد وغیرہ میں ہر جم
ابو یوسف کے نزدیک جمہ کا غسل نماز کیو اسطرح ہوا حسن بن زیاد کے نزدیک جمہ کے دن کیو اسطرح اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اس
شخص میں جسو جمہ کے دن غسل کیا پھر اس کا وضو ٹوٹا اور اسو وضو کیا اور جمہ کی نماز پڑھی تو ابو یوسف کے نزدیک سنت نہ ادا ہوئی اور حسن

کے نزدیک ادا ہوئی کذا فی النسخ وفي الحاشية لو اغتسل بعد صلوٰۃ الجمعة لا يعتبر له كمالاً اور غائبہ میں ہو کہ اگر بعد نماز جمعہ کے غسل کیا تو وہ غسل معتبر نہیں باتفاق ابو یوسف اور حسن کے ہم حسن کے نزدیک عدم اعتبار غسل کی یہ وجہ بحر الرائق میں بیان کی کہ غسل اس واسطے مشروع ہوا کہ اگر کسی نے بدن کا میل و درہو جس سے اجتماع میں تکلیف ہوتی ہو اور یہ بات حاصل نہیں نماز جمعہ کے بعد نہانے سے اور حسن کے نزدیک گو غسل دینے سے پہلے نماز کے سبب لیکن یہ شرط ہو کہ غسل نماز سے پہلے ہو اور بعضوں کے نزدیک اتفاق مذکور کی حکایت صحیح نہیں ہو اسطرح کہ عینی نے تصریح کی کہ غسل کر نیکی بعد نماز جمعہ سے حسن کے نزدیک سنت ادا ہوگی کذا فی الطحاوی وغیرہ اور کیف غسل واحد لعیید و محبة اجتماع جمع جنک اور کفایت کرتا ہو ایجاب غسل کرنا اس میں اور جمعہ کیو اسطرح جنابت کے ساتھ جمع ہوئی ہم یعنی جمع کے دن عید واقع ہوئی اور ایک شخص کو جنابت بھی ہو تو ایجاب نہا غسل سنت اور غسل فرض سبکو کفایت کرتا ہے کذا فی النسخ عن معراج الدارین کما لفرض جنابة و حیض حیض جنابت اور حیض دونوں فرضوں کے واسطہ ایک غسل کفایت کرتا ہو اجتماع حیض اور جنابت کی صورت یہ ہے کہ انقطاع حیض کے بعد جام یا غلام واقع ہو اور لا یجلی الخ

اور غسل معتبر احرام حج یا عمرہ کیو اسطرح وفی حاکم علی عقیقۃ بعد الذی لا یرى اور غسل سنت ہو عرفات کے پہاڑ میں دو پہر ڈھلنے کے بعد ہم شارح نے پہاڑ کا لفظ زیادہ کر کے اشارہ کیا کہ غسل عرفہ اور وقت سنت ہو جبکہ داخل عرفات ہو ابن امیر حاج نے کہا کہ یہ غسل فقط دن کیو اسطرح نہیں بلکہ ظاہر و قریب عرفات کیو اسطرح ہے کذا فی الطحاوی وقد تبطلون انفاق اور غسل کرنا مستحب ہو اس دوازہ کیو اسطرح جو پوشین اگیا ہم غسل میں نہیں ہو سے فرض سنت مستحب فرض غسل چار قسم سے اتنا ہی ہو بشہوت و دوسرے داخل حشفہ سے تیسرے انقطاع حیض سے چوتھے انقطاع نفاس سے پانچویں غسل میت چوتھو ساری بدن میں بجااست لگنو سے بعض بچیں اور بجااست کا مکان مخفی ہو اور غسل سنت چارہن نماز جمعہ کیو اسطرح اور جمعہ کی نماز کے لئے اور احرام کیو اسطرح اور قریب عرفات کے لئے اور مستحب غسل کا بیان اب شروع ہوا جنون سے و کذا المتع علیہ کما فی غیر الاحکام اور اسطرع صاحب غنی کا غسل مستحب ہو افاقہ ہونیکے بعد چنانچہ مندر الاکار میں مذکور ہے و جل الشکر ان کذلک لم آسہ اور کیا کا بھی اسطرع کا حکم میں نے اسکو کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہم شارح سے ہم کلام کر دافع ہوا اور یہی لنگو بحر الرائق سے مذکور ہوئی و عینہ

تجاء اور غسل مستحب ہو بچنے لگانے کیوقت یعنی بچنے لگانے بعد وفی لیلۃ بدوۃ اور غسل مستحب ہو شب برات میں جنی شعبان کی بندر ہونی رات میں اس رات کی تعلیم کے واسطہ اور شب بیداری کے لئے اس واسطہ کہ اسپین ازراق اور آحال کی تقسیم ہوتی ہو اور ہر مومن کیو اسطرح براۃ من النار اور براۃ من الذنوب حاصل ہوتی ہے کذا فی الطحاوی وغیرہ اور غسل مستحب ہو شب عرفہ یعنی نوین رات ذی الحجہ میں وقت ذیہ اذ لا اھا اور غسل مستحب ہو شب قدر میں جبکہ اوسکو کیو یعنی جبکہ اوسکو جانا ہو بظن غالب اور شربلانی کی امداد انتفاع میں ہو کہ غسل مستحب ہو جبکہ شب قدر کو یقیناً دیکھو یا ان اعاذ بربہم کرے جریان اوقات شب قدر میں وارد ہیں کذا فی الطحاوی ہم اکثر احادیث صحاح میں شرب اخرہ رمضان المبارک کی طاق راتوں میں طلب کرنا شب قدر کا وارد ہو علی الخصوص کیسویں اور تیسویں اور ستائیسویں والشداعلم وعینہ

الوقوع یوم کذا فی غداۃ یوم اللیل قوت اور غسل مستحب ہو نزدیک ٹھہرنے مزدلفہ کے روز قربانی کے صبح کو دکان ٹھہرنے کیو اسطرح ہم مزدلفہ ایک مکان سے عرفات اور سنی کے درمیان وعند دخولہ یوم النحر یعنی الحمرۃ و کذا البقیۃ الخ اور غسل مستحب ہو نزدیک داخل ہونے منی کے قربانی کے دن جمعہ کو پیران مارنے کیو اسطرح اور اسطرع بانی سنگساری کیو اسطرح یعنی یوم النحر کے بعد تین دن حرات ثلثہ کی سنگساری جو ہوتی ہے تو ہر روز کا نہا سنگساری کیو اسطرح مستحب ہو وعند دخولہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یامکہ اور غسل مستحب ہے نزدیک داخل ہونے مکہ معظمہ کے طواف الزبارہ کیو اسطرح کہ فرض ادا ہو اکل طہارتین کے ساتھ اور اسطرع ہر بار اس مکان مقدس کے دخول میں بلا نسک غسل مستحب ہو حرمت مکان کی تعلیم کیو اسطرح کذا فی امداد الفلاح و صلوٰۃ کسوف و خسوف اور غسل مستحب ہو سورج مگھن اور چاند مگھن کی نماز کیو اسطرح ہم کسوف اور خسوف نشانیاں میں بندہ دن کے ڈانے کیو اسطرح تو اقرب حالات نعرہ طہارت کا طہر ہو نماز کیو اسطرح کذا فی

مجلس عمومی
مجلس خصوصی
مجلس عمومی
مجلس خصوصی
مجلس عمومی
مجلس خصوصی
مجلس عمومی
مجلس خصوصی

تخلیل براتصارا و لے نہیں کچھ طواف میں طہارت واجب نہ کر دیاں مسجد ہوتی تو بھی طواف جب پر حرام ہو گا کہ اسے ایسے فعل و قول سے
 با کھر دیا کہ حضرت مشہور ہے **مَا مِنْ آيَةٍ إِلَّا فِيهَا حِكْمٌ** و جدا یہ اور حرام ہونا ہی حدیث کبر اور حدیث اسیر سے چرنا مسحت کا حکم
 سے بیان مراد وہ چیز ہے جس میں قرآن شریف کی آیت مرقوم ہو جائے سو یہ اور دوبار ہم جب حدیث کو مسحت مجید کا چرنا حرام ہو گا کہ وہ خط
 فارسی میں لکھا ہو بھی صحیح ہے اتفاق امام اور صاحبین کے چنانچہ نہیں ہے بتقریب سے اور حضرت میں کو قطع کتابت اور غیر موضع کتابت حدیثوں
 پر ابر میں اور بعضوں نے کہا غیر مرقوم کا چرنا درست ہے اور محض خط مسحت مجید میں اور غیر مسحت میں اگر آیت لکھی ہو تو اس میں حرام نہیں مگر مرقوم کا
 چرنا نہ اسے باب البص من البصر و حل مشق فی التوراة و کذا کذا ظاہر کلاھما اور تورات اور آئندہ اس کی چنانچہ انجیل اور تورات اور
 چرنا بھی مسحت کی مانند حرام ہے یا نہیں خط کا ظاہر کلام ہر دلت کرتا ہے کہ اس کا چرنا حرام نہیں ہم بسطرم ہر الفاظ میں مذکور ہے اور
 قہستانی میں ذخیرہ مسخوفی جو کہ تورات وغیرہ میں جہاں تحریف اور تبدل واقع نہیں ہوئی اس کا چرنا بہ دن طہارت کے کردہ سے کون
 نے الطحاوی **الاصحاح فی اختلاف مسحت فی التوراة و غیر ذلک** یہ فقہکر جدا کا اختلاف کے ساتھ کہ مسحت پر چکا نہیں پس مسحت حرام نہیں
 یا درم کی پہلی کے ساتھ اس دم کا چرنا جس پر آیت لکھی حرام نہیں پس کیا فتویٰ ہے ہم خلاف جدا کا چنانچہ مسحت کا چرنا ان اور خلاف میں
 اور چکا چنانچہ مسحت کی چولی تو جزدان کے ساتھ چرنا جائز ہے اور چولی کے ساتھ جائز نہیں پس فتویٰ ہے سراج میں اور کافی میں چولی کو
 ساتھ بھی چرنے کو اصح کہا جو تو یہاں دونوں قولوں کی تصحیح واقع ہوئی اور انہیں کے ساتھ چرنے میں اختلاف جو تو بوجہ کافی کے جائز
 اور بوجہ سراج کے جائز نہیں بایں میں سے کو صحیح کہا ہے اور خلاصہ میں ہے کہ اسی پر اکثر متابعین اور کراہت سے مراد کراہت تحریری حکم نہ
 نے الطحاوی **من التوراة و حل مشق فی التوراة و کذا کذا** اور بعض مسحت کے مدق اکثری سے طلال جو و اختلاف اخصتہ لا غیر اعضاء و اعضاء و کذا
عجل منها و فی التوراة بعد المسح و طالع اور علانیہ اختلاف کیا مسحت کے چرنے میں غیر اعضاء طہارت سے اور انہیں سے سبکو
 دہر لیا اور جنب کے قرآن پڑھنے میں کئی کریم کے بعد اور جائز کہنا صحیح مرقوم ہے ہم اعضاء طہارت سے اعضاء و ضرور اذہن اسو اسکو کہ حدیث
 کبر میں تمام اعضاء طہارت کے میں **و لا یکرہ النظر الیہ ای القرآن یجب و یجوز فیہ و یجوز فیہ و یجوز فیہ** کا محل البدن اور وزن
 کا دیکھنا جنب اور حیض اور نفاس والی عورت کو کردہ نہیں اسکو کہ نا پاکی آگاہ میں نہیں کسبائی کما لا یکرہ **ادعیۃ** اسے طہارت جیسے
 دھاؤ کا پڑنا نے طہارت کردہ نہیں یعنی کردہ بکراہت تحریری نہیں **و لا قالو من یطوف الذکر مستدوی و لا خلاف لانی**
و هو من جملة النجس اگر تحریری کراہت مراد نہ لیجے تو صحیح میں اسو اسکو کہ مطلق ذکر کبر اسکو دھاہو یا غیر دھاہو مستحب ہے اور جنب کا
 ترک کرنا خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ قل کار جو کہ کراہت تحریری کا ہم اور بعضوں کے نزدیک کراہت تحریری تو سنت کو کردہ کے مقابلہ میں
 اور خلاف اولیٰ میں تو اسکو کراہت نہیں کہ اتنی الطحاوی **و لا یکرہ مسح جوی یصنف و یصح** اور کردہ نہیں چرنا اڑ کے نے نہ مسحت
 اور اس سختی کو جس پر قرآن لکھا ہے **و لا یکرہ بدقہ و یکرہ بدقہ و یکرہ بدقہ و یکرہ بدقہ** فی الضیق النقیض فی الجہر اور کچھ درجہ
 بالغ یا ذوق مسحت کے بد نہیں یہ ضرور کہ اسکو کہ مسحت کے ٹھکانے میں اس سے چنانچہ کو لافاق میں جو مسحت کا دیکھنا جائز ہے اسبب ضرورت کے
 اسو اسکو کہ یاد کرنا کہ میں جس وقت نہیں ہم چنانچہ ذکر کبر اسکو کہ دھاہو یا غیر دھاہو مستحب ہے اور انہیں سے سبکو
 تو اس ضرورت سے اسکو کہ مسحت اور دھاہو یا غیر دھاہو مستحب ہے اور انہیں سے سبکو
خلافا لہ و یصح ان یصل الیہ و یصل الیہ و یصل الیہ و یصل الیہ و لا یضرک انما الذکر علی الخلق
 اور کردہ نہیں جو نہ کو لکھا قرآن کا اس طرح کہ کا نہ یا سختی جس پر کہنا جو زمین پر ہر ابو یوسف کے نزدیک بر خلاف قول محمد کے اور یوں کہنا
 مناسب ہے کہ اگر کا نہ پڑوہ چرنا کچھ یا جو مرد میان کا خداوند خدا کے حاکم جو تو ابو یوسف کا قول لیا جائے اور اگر یہ نہیں ہے تو محمد کا قول

لما جاء اليها جلي في هم اورد و سري وجه تو مني چه جو که ابو بونت کا قول کرا بت تخریج کی تھی بر محمل جو اورد محکا قول تخریج بر بیل
 قول محمد آج ای کی لکھت یعنی میرے نزدیک پسندیدہ نہ عدم کتاب ہو کہ انی المطاوی و تخریج لہ قرآن حق و جلیل و جلیل و جلیل و جلیل
 کلام اللہ و کتاب غیر متعین اور جب وغیرہ کو مکروہ پڑھا عورت اور انجیل اورد بعد کا اسو اسلو کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور میں لفظ
 میں تبدیل اور شریف واقع ہوئی یہود اور نصاریٰ سید و یہ معلوم نہیں بالخصوص ہم نسخ القدر میں فتاویٰ غیر رسمی اسی قول پر فتویٰ منقول ہے
 لکھانی نسخ و غیرہ یعنی نسخہ الجمع یا نسخہ ادر مینی نے کس طرح مجمع میں حرمت فرات بر زمین کیا ہے و نسخہ اللہ تعالیٰ کا لکھنا و تبدیل
 اور غیر الفاظ میں حرمت فرات کو خاص کیا ادر کے ساتھ حسین تبدیل اور نسخہ نہیں ہوئی لاقولہ فتوٰی مکروہ نہیں جب وغیرہ کو پڑھنا فتوٰی
 کا اسی پر فتویٰ ہے کہ لے نسخ ادر مراد کرا بت منعی سکر ارا بت تخریج جو نہ نسخ بھی و لا کلام و شریک بعد غسل یا چھو ادر مکروہ نہیں جب وغیرہ
 کو کہا ادر یہ نسخہ ادر شہ کے دہر التو کے بعد و معاوۃۃ اقبلہ قبل اغتسالہ الا اذا احتلم لیت آتھلہ اور مکروہ نہیں جب
 تو یہ محبت کرنا اپنی اہلیہ کا ہانے سے پہلے کہ جبکہ جنابت اعلان کے ہونے سے پہلے ہوئی ہو تو بدون نہانے کے اپنی اہلیہ سے محبت کرے ہم
 روایت نسخ القدر میں بہت سے منقول ہو گئے اس لئے ظاہر الحاکمیت ثانیاً بقید الذنب لافہ الجواز لہذا من کلامہ جلی نے
 کہا کہ ظاہر احادیث نوالت نہیں کرنا مگر استحباب ترک جامع پر قبل غسل کے نہ عدم جواز جامع پر جو حاصل ہوتا ہے نسخ القدر کے کلام مطاوی
 نے کہا کہ یہ شرط شرم کا مناسب نہیں اسو اسلو کہ غیر کامر مع چلے نہ ذکر نہیں کر دیا و التفسیر کے مختلف لکھت الشرعیۃ فانہ
 شرعاً مستحباً بالیکو لا لتفسیر کما فی اللہ عن جمیع الفتاویٰ اور تفسیر مصنف کی بات نہ شرعی کتاب میں اسو اسلو کہ بدون طہارت کے
 شرعی کتابوں میں ہاتھ لگانے کی رخصت دیکھی ہے نہ تفسیر میں ہاتھ لگانے کی چنانچہ درین ہی مجمل الفتاویٰ سے منقول ہم شرعی کتابوں سے
 مراد جب نسخہ حدیث اور فقہ کی کتاب میں و فی التفسیر المستحب ان لا یأخذ أحد بالکتاب الشرعی قبل ان یصلیٰ علیہا و اسراج میں کہا کہ جب
 یہ حدیث کہ شرعی کتابوں کو استینس کر بھی نہ پڑھ کر تعلیم کرے جو ہم یہ قول مخالف نہیں ہو قول سابق کے اسو اسلو کہ استحباب فنی وجوب کے مخالف نہیں
 لکن فی الاشباہ من فائدۃ اذا اجتمع الحلال والحرام و قد جاز انما یستحب کتب التفسیر للحدیث و قولہ لیس فی
 بین مکاتبات التفسیر و قولہ لا یؤقیل بہ اعتباراً بالغالب لکان حسناً قلت لکنہ بحالہ ما عرفت لکن اشباہ من
 شمولہ مسائل اس فائدہ کے کہ جب طلاق ادر سراج یکجا ہو تو حرام ہی غالب ہو جاتا ہے اور البتہ ہمارے عالموں نے تفسیر کی کتابوں کا چرنا محدث
 کو اسلو جائز کہا اور تفصیل نہیں کی تفسیر کے زیادہ ہونے میں یا قرآن میں یعنی یہ نہیں کہا کہ اگر تفسیر کی عبارت زیادہ ہو قرآن سے تو جائز ہے
 ادر اگر قرآن کے الفاظ زیادہ ہوں تفسیر سے تو جائز نہیں ادر اگر اس تفصیل کے قائل ہو جو غالب چیز کا اعتبار کر کے تو البتہ خوب بات ہو میں
 کتابوں کہ اشباہ کا قول مخالف ہی من کے جو گذر گیا تو اسے مخاطب ہوتا ہے ہم خلاصہ یہ کہ اہل مذہب کی وہ عبارتیں مطلق ہیں نسخ اور جواز
 میں اور ظاہر اشباہ کا اس پر دلالت کرتا ہے کہ جواز من تفسیر سب طلاق کا قول ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بات نے جو رد کے قول پر افتاد کیا ہے قابل
 افتاد کے نہیں بسبب مخالفت اجماع کے اور علامہ نو م نے جو ہر ادر سراج منقول کیا کہ کتب تفسیر میں موضع قرآن کا چرنا جائز نہیں اور اس
 سراج کا چرنا درست ہے بر خلاف مصنف کے کہ اسکا بالکل چرنا طہارت درست نہیں اور فقہ القدر میں ہے کہ مکروہ چھو اکتب تفسیر اور فقہ
 اور سن کا اسو اسلو کہ جب کتابین آیات قرآنی سے غالی نہیں اور مسئلہ اصلی میں ہے کہ مکروہ یعنی محدث وغیرہ کو چھو ا تفسیر اور فقہ کی کتابوں کا بھی
 انھے تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ عالموں کا کلام تفسیر میں کرا بت کی وجہ سے حرم نسخ اور حرمت کے سبب سے تو صاحب حدیث کا یہ کلام لا التفسیر
 اس پر محمل ہے کہ تفسیر کا چرنا مریض نہیں بلکہ مکروہ اور یہ مطلب نہیں کہ ادا چرنا حرام ہے جیسا کہ باتن سبحان اسو اسلو کہ اس میں حرمت کی تفسیر
 نہیں میں کتابوں سب عبارتوں سے بہتر وہ عبارت ہی جو کہ جو ہر ادر سراج میں جو اسو اسلو کہ وہی تولاہ فقہی سے موافق نہ ہو کہ انی المطاوی

و جلی فی ہم اورد و سری وجه تو منی چه جو کہ ابو بونت کا قول کرا بت تخریج کی تھی بر محمل جو اورد محکا قول تخریج بر بیل
 قول محمد آج ای کی لکھت یعنی میرے نزدیک پسندیدہ نہ عدم کتاب ہو کہ انی المطاوی و تخریج لہ قرآن حق و جلیل و جلیل و جلیل و جلیل
 کلام اللہ و کتاب غیر متعین اور جب وغیرہ کو مکروہ پڑھا عورت اور انجیل اورد بعد کا اسو اسلو کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور میں لفظ
 میں تبدیل اور شریف واقع ہوئی یہود اور نصاریٰ سید و یہ معلوم نہیں بالخصوص ہم نسخ القدر میں فتاویٰ غیر رسمی اسی قول پر فتویٰ منقول ہے
 لکھانی نسخ و غیرہ یعنی نسخہ الجمع یا نسخہ ادر مینی نے کس طرح مجمع میں حرمت فرات بر زمین کیا ہے و نسخہ اللہ تعالیٰ کا لکھنا و تبدیل
 اور غیر الفاظ میں حرمت فرات کو خاص کیا ادر کے ساتھ حسین تبدیل اور نسخہ نہیں ہوئی لاقولہ فتوٰی مکروہ نہیں جب وغیرہ کو پڑھنا فتوٰی
 کا اسی پر فتویٰ ہے کہ لے نسخ ادر مراد کرا بت منعی سکر ارا بت تخریج جو نہ نسخ بھی و لا کلام و شریک بعد غسل یا چھو ادر مکروہ نہیں جب وغیرہ
 کو کہا ادر یہ نسخہ ادر شہ کے دہر التو کے بعد و معاوۃۃ اقبلہ قبل اغتسالہ الا اذا احتلم لیت آتھلہ اور مکروہ نہیں جب
 تو یہ محبت کرنا اپنی اہلیہ کا ہانے سے پہلے کہ جبکہ جنابت اعلان کے ہونے سے پہلے ہوئی ہو تو بدون نہانے کے اپنی اہلیہ سے محبت کرے ہم
 روایت نسخ القدر میں بہت سے منقول ہو گئے اس لئے ظاہر الحاکمیت ثانیاً بقید الذنب لافہ الجواز لہذا من کلامہ جلی نے
 کہا کہ ظاہر احادیث نوالت نہیں کرنا مگر استحباب ترک جامع پر قبل غسل کے نہ عدم جواز جامع پر جو حاصل ہوتا ہے نسخ القدر کے کلام مطاوی
 نے کہا کہ یہ شرط شرم کا مناسب نہیں اسو اسلو کہ غیر کامر مع چلے نہ ذکر نہیں کر دیا و التفسیر کے مختلف لکھت الشرعیۃ فانہ
 شرعاً مستحباً بالیکو لا لتفسیر کما فی اللہ عن جمیع الفتاویٰ اور تفسیر مصنف کی بات نہ شرعی کتاب میں اسو اسلو کہ بدون طہارت کے
 شرعی کتابوں میں ہاتھ لگانے کی رخصت دیکھی ہے نہ تفسیر میں ہاتھ لگانے کی چنانچہ درین ہی مجمل الفتاویٰ سے منقول ہم شرعی کتابوں سے
 مراد جب نسخہ حدیث اور فقہ کی کتاب میں و فی التفسیر المستحب ان لا یأخذ أحد بالکتاب الشرعی قبل ان یصلیٰ علیہا و اسراج میں کہا کہ جب
 یہ حدیث کہ شرعی کتابوں کو استینس کر بھی نہ پڑھ کر تعلیم کرے جو ہم یہ قول مخالف نہیں ہو قول سابق کے اسو اسلو کہ استحباب فنی وجوب کے مخالف نہیں
 لکن فی الاشباہ من فائدۃ اذا اجتمع الحلال والحرام و قد جاز انما یستحب کتب التفسیر للحدیث و قولہ لیس فی
 بین مکاتبات التفسیر و قولہ لا یؤقیل بہ اعتباراً بالغالب لکان حسناً قلت لکنہ بحالہ ما عرفت لکن اشباہ من
 شمولہ مسائل اس فائدہ کے کہ جب طلاق ادر سراج یکجا ہو تو حرام ہی غالب ہو جاتا ہے اور البتہ ہمارے عالموں نے تفسیر کی کتابوں کا چرنا محدث
 کو اسلو جائز کہا اور تفصیل نہیں کی تفسیر کے زیادہ ہونے میں یا قرآن میں یعنی یہ نہیں کہا کہ اگر تفسیر کی عبارت زیادہ ہو قرآن سے تو جائز ہے
 ادر اگر قرآن کے الفاظ زیادہ ہوں تفسیر سے تو جائز نہیں ادر اگر اس تفصیل کے قائل ہو جو غالب چیز کا اعتبار کر کے تو البتہ خوب بات ہو میں
 کتابوں کہ اشباہ کا قول مخالف ہی من کے جو گذر گیا تو اسے مخاطب ہوتا ہے ہم خلاصہ یہ کہ اہل مذہب کی وہ عبارتیں مطلق ہیں نسخ اور جواز
 میں اور ظاہر اشباہ کا اس پر دلالت کرتا ہے کہ جواز من تفسیر سب طلاق کا قول ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بات نے جو رد کے قول پر افتاد کیا ہے قابل
 افتاد کے نہیں بسبب مخالفت اجماع کے اور علامہ نو م نے جو ہر ادر سراج منقول کیا کہ کتب تفسیر میں موضع قرآن کا چرنا جائز نہیں اور اس
 سراج کا چرنا درست ہے بر خلاف مصنف کے کہ اسکا بالکل چرنا طہارت درست نہیں اور فقہ القدر میں ہے کہ مکروہ چھو اکتب تفسیر اور فقہ
 اور سن کا اسو اسلو کہ جب کتابین آیات قرآنی سے غالی نہیں اور مسئلہ اصلی میں ہے کہ مکروہ یعنی محدث وغیرہ کو چھو ا تفسیر اور فقہ کی کتابوں کا بھی
 انھے تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ عالموں کا کلام تفسیر میں کرا بت کی وجہ سے حرم نسخ اور حرمت کے سبب سے تو صاحب حدیث کا یہ کلام لا التفسیر
 اس پر محمل ہے کہ تفسیر کا چرنا مریض نہیں بلکہ مکروہ اور یہ مطلب نہیں کہ ادا چرنا حرام ہے جیسا کہ باتن سبحان اسو اسلو کہ اس میں حرمت کی تفسیر
 نہیں میں کتابوں سب عبارتوں سے بہتر وہ عبارت ہی جو کہ جو ہر ادر سراج میں جو اسو اسلو کہ وہی تولاہ فقہی سے موافق نہ ہو کہ انی المطاوی

میرے قول میں جیسو خشکی کے سانپ کی موت سے پانی نجس ہو جاتا ہے اگر اوس میں خون سائل ہو اور اگر خون نہ ہو یا خون سائل نہ ہو تو ناپاک نہیں ہوتا اور
 کذا لکے کہ لو مات لا یجوز خراجه وانی فیہ فی الا حتم فلو تفتت فینہ عن صندق جازا لوضوہ لاشیء یصلی فیہ حلوہ اور
 اسطر حکا حکم سے یعنی پانی ناپاک نہیں ہوتا اگر مر گیا وہ جانور جو مذکور ہوا پانی سے باہر اور پانی میں ڈالا گیا بھی میرے قول میں تو اگر پانی میں میٹھک
 کی مانند جانور ریزہ ریزہ ہو گیا تو وہ وضو اور پس جو جائز ہے پنا اور سکا جائز نہیں اور اگر گوشت کے حرام ہونے سے ہم میٹھک کی مانند وہ جانور جو
 جو ناپاک نہیں مگر اس کا کھانا حرام ہے و یجوز للمکول القلیل بموت طائی مع ما ینزل من مولد فی الا حتم کبھی مولد ہو پڑے اور ناپاک ہوتا ہے
 سمجھو پانی میں میرے قول میں اس جانور کے مرنے سے جو پانی میں رہتا ہو خشکی میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ بطاویء میں بطعم پانی کی چیزوں میں نسیم
 مختلف ہے لیکن نسیم جامع منیر فاضی خان کی نصیم موجود ہے لہذا متن سے اوس پر اعتماد کیا کہ ان کے انس و حکم سے سائر لکھائے گئے گائے
 فی الا حتم اور پانی کے سوا باقی سائل اور روان چیزوں کا حکم پانی کی مانند ہے میرے قول میں یعنی وہ قوم نجاست سے طہیل خاصہ ہوتا ہے نہ کثیر
 حتم لوقوع بولہ و عصیر عسیر فی عسیر لم یستنجانک کہ اگر آدمی کا پیشاب پڑا اس میں جس میں وہ درودہ رس ہو کسی چیز کا تو وہ
 خاصہ یعنی ناپاک نہ ہو گا جیسو اتنا پانی ناپاک نہیں ہوتا و لو سأل دمر رجلا مع الصید لایستنجی خالف لہ ذک الشیء غلیظہ اور اگر پانوں
 کا خون بہا رس کے ساتھ یعنی جاری رس کے ساتھ کذا فی الطحاوی تو وہ ناپاک نہ ہو گا برخلاف محمد کے ایسا ذکر کیا ہے خشکی وغیرہ نے
 ہم انگورو وغیرہ کا پانوں سے داب کر رس پھڑٹے ہیں تو اگر پانوں کا خون جاری رس کے ساتھ بھیگا ناپاک نہ ہو گا جیسے آب روان کے ساتھ
 خون کا بہنا ناپاک نہیں کرتا و ینتقی أحد او صافہ من لکین و طحیر و یجوز یستنجی لکثیرا و ایک وصف کے بدلے پانی کے تین اوصاف
 میں سے کہ رنگ اور فزا اور برہے ناپاک ہو جاتا ہے بہت پانی اور اسطر م رس ہم شارح نے کثیر کا لفظ ذکر کر کے اشارہ کیا کہ نجس کا لفظ فعل
 مضارع ہے اور کثیر اس کا فاعل ہو سو یہ بات ٹھیک نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ قولہ و یخیر عطف ہو موت مائی پر تو وہ متعلق ہو نجس موت مائی کا
 اور جس کو شارح مضارع سمجھا ہے وہ جار مجرور ہو یعنی بار بار ہونے یا رہنا نہ اور یہ جار مجرور متعلق ہے بہ تغیر کا تو مطلب یہ ہے کہ ناپاک ہو جانا سے
 پانی ایک وصف کے تغیر ہونے سے سبب واقع ہونے نجاست کے اور شارح کے بیان میں یہ خلل ہے کہ فاعل کا حذف کرنا بدین قرینہ جائز نہیں اور
 یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ پانی کا تغیر کس چیز سے ہو یا ناپاک چیز سے یا ناپاک سوکھانے الطحاوی مختصر و لو جار یا اجتماعا ایک صفت کا بدلنا
 نجاست سے پانی کو نجس کرنا جو اگرچہ جاری اور بہتا پانی ہو بالاتفاق ہم علما کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ جب پانی کا ایک صفت ہی نجاست
 سے بدل گیا اوس سے طہارت جائز نہیں خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر جاری ہو یا غیر جاری اسطر م منقول ہے ہم خفیون کی کتاب میں اور امام نووی
 شافعی نے بھی شرح مہذب میں اسطر م نقل کیا ہے اور اگر نجاست سے تغیر نہیں ہوا تو اتفاق ہے عامہ علما کا اس پر کہ قلیل ناپاک ہو جاتا ہے نہ کثیر لیکن
 حد قلیل اور کثیر میں اختلاف ہے چنانچہ آگے معلوم ہو گا کہ ان فی البحر انس و اما القلیل فینجس و لا یستنجی خلافا لعلہ قلیل پانی تو ناپاک
 ہو جاتا ہے نجاست کے واقع ہونے سے اگرچہ پانی رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے برخلاف امام مالک کے مذہب کے ہم امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ
 وہ قوم نجاست سے قلیل پانی نجس نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ یا مزہ یا بو اس کی تغیر نہ ہو لیکن اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جو پانی تغیر نہ ہو کثیر جو
 امام مالک کے نزدیک نہ قلیل کذا فی البحر لا یقتضی بطلان ما کثرت ناپاک نہیں ہوتا پانی اگر اس کا مزہ وغیرہ بدل گیا زیادہ ٹھہرنے سے خشکی
 علم نکتہ بنیاسیہ کہ پھر تو اگر اس کی گندگی معلوم ہوئی نجاست کے سبب سے تو طہارت جائز نہیں و لو شئت فالاصل الطہارۃ اور اگر
 گندگی میں شک پڑے معلوم نہیں کہ زیادہ ٹھہرنے کے سبب سے نجاست کے سبب سے تو اصل طہارت ہے تو اصل ہی کا اعتبار کرنا چاہیے لوگوں سے
 اس کی تحقیق اور نقیض ضرور نہیں کذا فی انس و التوضی من الخوض افضل من النہر لیسما للتعثر لکہ اور وضو کرنا عرض سے بہتر ہے نہر سے
 مستتر لکے تو پھر ہم مستتر لکے ایک فرقہ ہے اسلام میں اہل سنت کے مخالف ہیں اصول میں اور فردہ میں خفی ہیں مگر اس مسئلہ میں مخالف ہیں

جاری پانی مستعمل نہیں ہوا استعمال کرنے سے اس طرح منقول ہے شیخ زاد ابوالحسن رستغنی سے علامہ نوح نے کہا کہ مجھ فرم مبنی پر آب مستعمل کو نجس ہونے پر اور فتویٰ سے آب مستعمل کے طہر ہونے پر کذا نے الخطا دی لأن التویر لیس یلزم اثره فلو فيه حیفة وابل فيه رجل فتوضا آخر من استعمله جازاً لم یوقی بنفسه اثره آب جاری و قوم نجاست من نجس نہیں ہوا جب تک نجاست کا اثر نہ معلوم ہو تو اگر آب جاری میں مردار یا پڑا ہو یا اوسین کسی مرد نے پیشاب کیا سو دوسرے مرد نے اوسکی جانب نشیب میں وضو کیا تو جائز ہے جب تک کہ جانب نشیب میں اوسکا اثر معلوم نہ ہو ہم شارح نے مردار اور پیشاب کی مثال دیکر اشارہ کیا کہ نجاست مری اور غیر مری میں کچھ فرق نہیں وهو اما طعم وکون او بیح اور وہی نجاست کا اثر یا مزہ ہو یا رنگ یا بوطاھر کفیم الحیفة وغیرھا ویمسح بالکمال وقال تلکذا تلعم انه التحا ووقا فی انفسه اقره المصنف وفي القصة عن المضارب عن النصاب وعلیهما وادھر کلام مصنف کا مردار ووسکو غیر دونکو شامل ہو یعنی آب جاری میں بدون ظہور اثر کے نجاست نہیں ہوتی جس چیز مردار ہو یا غیر اوسکا اور اسی قول کی ترجیم دی ہو محض کمال کے اور اوتکے شارح کو قاسم کہا کہ یہی قول مختار ہے اور اسکو قوی کہا ہے نہ الفائق میں اور اسکو ثابت رکھا ہے مصنف نے اپنی شرح منع الغبار میں اقدستانی بن مضرت سے روایت کیا ہے کہ اس نے یہی قول پرستی ہو قبل ان جری علیہ ایضاً فاکثر لم یجد دھواً حوطاً اور قول دوسرا ہے کہ اگر بانی جاری ہو مردار کے نصف بدن پر یا زیادہ پر تو اسکو طہارت جائز نہیں اور یہ قول زیادہ تراصیاط والا ہے اور اکثر فتاویٰ میں بھی مذکور ہے والحق بالجارائی حیض الحکم والعماء فانزلوا الغرض متداخلاً اور فقہانے آب جاری کے ساتھ لایا جو حمام کے حیض کو نجس نہونے میں بدون اثر کے بشرطیکہ حیض میں اوپر سے پانی نازل ہو اور حیض سے پانی کا لیسنا پے در پے ہو اس طرح کہ ابین الفرقین سلم پانی کا ساکن نہو گیا ہو تو اگر نایا کبرن یا باک یا تھہ اوس حیض میں ڈالا جاوے گا تو وہ نایا ک نہو گا بدون ظہور اثر کے کذا نے السحر کی صنف صغیر یحل الماء من بجانیه ویشح من الخس فی النصوص من کل الجوانب مطلقاً فیہ اُس جوڑے حیض کی مانند حسین ہانی داخل ہونا ہو ایک طرف سے اور خارج ہونا ہو دوسری طرف سے تو وضو کرنا جائز ہو اوسکی برطرفی ہر طرف سے اسکا فتویٰ جو ہم ہر طرف یعنی وہ حیض چار در چار ہو یا یکم یا زیادہ اسکو اور قول شیعہ یہ ہے کہ اگر چار در چار سے زیادہ ہو تو نجاست سے ناپاک ہو گا کذا نے البیہر معلوم کرنا چاہیو کہ حیض مذکور کا مسئلہ مبنی پر آب مستعمل کی نجاست پر اور مفتی نے قول پر چونکہ آب مستعمل پاک ہو تو وضو مطلقاً درست ہو کہ یہ مستعمل مطلوب ہو اور مطہر غالب وکعبین ہی خمس فی خمسین جمیع الماء منه ببقی قسماً من الماء اندر ماند اوس جگہ کی کہ وہ پھر درپہ سے اوسین سے پانی جو شرا کے ٹھکانا ہو اوسکو برطرفی وضو جائز ہے اسکا فتویٰ دیا گیا ہے چنانچہ ہستانی نے سکو تہہ کیفیت منسوب کیا ہے ہم اپنی کفیدہ اسوہ طے لگائی کہ یہی قول محل نزاع ہو اور اگر پانچو تھہ سے حیض یا پشہ کہم ہو تو بالاتفاق وضو جائز ہے وجہ اختلاف یہ ہے کہ چوڑے حیض یا پشہ میں آب مستعمل جگہ جگہ سے اور بڑے حیض میں گوشون میں ٹھہر جاتا ہے اور یہ مسئلہ بھی آب مستعمل کی نجاست پر متفرع ہے اور فتویٰ اسکو برخلاف ہے وکذا لیس لکھنؤ کی کتاب وقع فیہ نجس لم یزلوا وروی موضع وقوع التریقہ یعنی جی اور اس طرح وضو جائز ہو اُس بستہ ٹھہر کر کثیر پانی سے جو اسطر کا ہے یعنی حسین بنی نجاست پڑی جسکا کچھ اثر نمودار نہیں اگرچہ نجاست مرہ کے مکان وقوم میں وضو کیا اسی قول کا فتویٰ ہے بحوالہ اراق بین ہم اور بعضوں نے یکجہ ہتیار کیا کہ اصل کریمو اگر اصل میں جہ آدمی کی نجاست خالص نہیں ہوئی تو وضو کرے یعنی موقع نجاست میں در نہ وضو کرے ابن امیر حاج نے کہا یہی سمجھتے ہیں اور کفری وغیرہ نے نجس کی ترجیم دی ہے بدائع میں کہا کہ بھی ظاہر الروایہ ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ موضع نجاست کو چار در چار گز چوڑ کر وضو کرے اور شایع بخار ادا واد التہر کہا کہ غیر مری نجاست میں موضع وقوم نجاست سے وضو کرے و ہر الاصح تو معلوم ہو گا کہ نجاست احوال کی تصحیح واقع ہوئی ہے مگر فتویٰ اسی پر جو شارح نے ذکر کیا یعنی اگر نجاست مری کا اثر معلوم نہ ہو تو موضع وقوم سے وضو جائز ہے منتم القدر میں ہے کہ اسی قول کی تصحیح لائق ہے اب مذکور ہے نہ الفائق میں کہ انی الخطا والمعتد فی معتدات الکرانی المبتدئ فان غلب علی طہہ عدم خلوصہ ووصول النجاسة الی الجنب لکن جازاً ولا لای ظاہر لروایۃ عن الکام والیہ رجح محمد وهو الاصح كما فی التالیة وغیرھا وحقق فی البحر اللذہب وبیعزل اور اُس آب بستہ مگر جاری کی

ترجمہ شارح نے فرمایا ہے کہ اگر بانی جاری ہو مردار کے نصف بدن پر یا زیادہ پر تو اسکو طہارت جائز نہیں اور یہ قول زیادہ تراصیاط والا ہے اور اکثر فتاویٰ میں بھی مذکور ہے والحق بالجارائی حیض الحکم والعماء فانزلوا الغرض متداخلاً اور فقہانے آب جاری کے ساتھ لایا جو حمام کے حیض کو نجس نہونے میں بدون اثر کے بشرطیکہ حیض میں اوپر سے پانی نازل ہو اور حیض سے پانی کا لیسنا پے در پے ہو اس طرح کہ ابین الفرقین سلم پانی کا ساکن نہو گیا ہو تو اگر نایا کبرن یا باک یا تھہ اوس حیض میں ڈالا جاوے گا تو وہ نایا ک نہو گا بدون ظہور اثر کے کذا نے السحر کی صنف صغیر یحل الماء من بجانیه ویشح من الخس فی النصوص من کل الجوانب مطلقاً فیہ اُس جوڑے حیض کی مانند حسین ہانی داخل ہونا ہو ایک طرف سے اور خارج ہونا ہو دوسری طرف سے تو وضو کرنا جائز ہو اوسکی برطرفی ہر طرف سے اسکا فتویٰ جو ہم ہر طرف یعنی وہ حیض چار در چار ہو یا یکم یا زیادہ اسکو اور قول شیعہ یہ ہے کہ اگر چار در چار سے زیادہ ہو تو نجاست سے ناپاک ہو گا کذا نے البیہر معلوم کرنا چاہیو کہ حیض مذکور کا مسئلہ مبنی پر آب مستعمل کی نجاست پر اور مفتی نے قول پر چونکہ آب مستعمل پاک ہو تو وضو مطلقاً درست ہو کہ یہ مستعمل مطلوب ہو اور مطہر غالب وکعبین ہی خمس فی خمسین جمیع الماء منه ببقی قسماً من الماء اندر ماند اوس جگہ کی کہ وہ پھر درپہ سے اوسین سے پانی جو شرا کے ٹھکانا ہو اوسکو برطرفی وضو جائز ہے اسکا فتویٰ دیا گیا ہے چنانچہ ہستانی نے سکو تہہ کیفیت منسوب کیا ہے ہم اپنی کفیدہ اسوہ طے لگائی کہ یہی قول محل نزاع ہو اور اگر پانچو تھہ سے حیض یا پشہ کہم ہو تو بالاتفاق وضو جائز ہے وجہ اختلاف یہ ہے کہ چوڑے حیض یا پشہ میں آب مستعمل جگہ جگہ سے اور بڑے حیض میں گوشون میں ٹھہر جاتا ہے اور یہ مسئلہ بھی آب مستعمل کی نجاست پر متفرع ہے اور فتویٰ اسکو برخلاف ہے وکذا لیس لکھنؤ کی کتاب وقع فیہ نجس لم یزلوا وروی موضع وقوع التریقہ یعنی جی اور اس طرح وضو جائز ہو اُس بستہ ٹھہر کر کثیر پانی سے جو اسطر کا ہے یعنی حسین بنی نجاست پڑی جسکا کچھ اثر نمودار نہیں اگرچہ نجاست مرہ کے مکان وقوم میں وضو کیا اسی قول کا فتویٰ ہے بحوالہ اراق بین ہم اور بعضوں نے یکجہ ہتیار کیا کہ اصل کریمو اگر اصل میں جہ آدمی کی نجاست خالص نہیں ہوئی تو وضو کرے یعنی موقع نجاست میں در نہ وضو کرے ابن امیر حاج نے کہا یہی سمجھتے ہیں اور کفری وغیرہ نے نجس کی ترجیم دی ہے بدائع میں کہا کہ بھی ظاہر الروایہ ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ موضع نجاست کو چار در چار گز چوڑ کر وضو کرے اور شایع بخار ادا واد التہر کہا کہ غیر مری نجاست میں موضع وقوم نجاست سے وضو کرے و ہر الاصح تو معلوم ہو گا کہ نجاست احوال کی تصحیح واقع ہوئی ہے مگر فتویٰ اسی پر جو شارح نے ذکر کیا یعنی اگر نجاست مری کا اثر معلوم نہ ہو تو موضع وقوم سے وضو جائز ہے منتم القدر میں ہے کہ اسی قول کی تصحیح لائق ہے اب مذکور ہے نہ الفائق میں کہ انی الخطا والمعتد فی معتدات الکرانی المبتدئ فان غلب علی طہہ عدم خلوصہ ووصول النجاسة الی الجنب لکن جازاً ولا لای ظاہر لروایۃ عن الکام والیہ رجح محمد وهو الاصح كما فی التالیة وغیرھا وحقق فی البحر اللذہب وبیعزل اور اُس آب بستہ مگر جاری کی

کے یہ قول میں اور اسطر میں سواہر میں کہ تو جو جگہ غن میں گھنڑاؤ دس گز کا ہر جہت قول میں ہم طہل یا عرض میں اختلاف ہو ایک قول ہو کہ اگر اسکا پانی قدرہ درود کے سے تو وہ دروم نہایت سونا پاک نہیں ہوتا چنانچہ سابقین میں گندہ اور عیون ذائب اور محیط اور استیار وغیرہ میں اسکی نصیم کی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہو جائے فاضی خان نے اسکو مادہ مشائخ کی نسبت کیا ہے اور نسخہ القدر میں اسکی نجس کیا ہے اور خاصہ نے اسکو صیح کہا ہے تو دونوں قول صحیح ہیں کذا فی المطلاوی وحیثین خلقا وھا بقدر العشر لو نجس کما فی اللہیۃ اور اسوقت میں یعنی جبکہ عین کا اعتبار ہو تو اگر اسکا پانی وہ درود کی برابر ہے تو نہایت کوڑے سے وہ کذا ان پاک نہ ہو گا چنانچہ غیبہ اعلیٰ میں ہر دم یہ قول ضعیف ہے چنانچہ شارح ضریب اسپر آگاہ کر گیا وحیثین خلقا وھا بقدر العشر الا فی وثلاث ما کی واما عین ما من العباد الصالحی ولیس عین علی کل صلیح من صلوٰۃ فصحا واما ذراعی وثلاث ذراعی ذراعی ووضعت اصبعی فی کل ذراعی اربعہ عشر وثلاث اصبعی اور اسوقت میں یعنی جبکہ عین کنوان عرض کبریٰ ہوتی ہو تو پانچ او کلیرن کا عین وہ درود کے عرض میں ۳۱۲ سیر صاف پانی کا ہو اور گھٹا شکر کرنا ہو اسوقت پانی کو وہ عرض کی ہر جانب طول اور عرض اور عین میں دو گز اور پون گز اور آدمی اعلیٰ سے تنہا ہر گز نہ اعلیٰ کا عین ہو گیا کلام ہستانی کا قلت و فیہ کلاما فی المعتدل عدم اعتبار العین وحقہ متبصر من کہتا ہوں اور قہستانی کے اس کلام میں کلام سے یعنی مسلم نہیں اسواسطو کہ خط عین کا اعتبار کرنا بدون طول اور عرض کے مستند قول نہیں تو اسی خطاب پر شیارہ ہو ہم ہر ازان میں منہ القدر سے منقول ہے کہ عین تنگ جو اسکو آب کثیر قرار دینا موجبہ نہیں اسواسطو کہ مار کثرت اسپر ہو کہ دوسری جانب کو نہایت نہ پونہو اور تقارب جو انب میں بلا شک وصول غالب ہو اور پانی کا استعمال تو اوپر کی سطح سے ہوتا ہے عین سے کذا فی المطلاوی لضعاف مدہ بڑا نالاب ہو کہ ایام کرنا میں خشک ہو جاتا ہے اور جو پائے کو حسین پسید کرتے ہیں پیراوسمین پانی آیا اور بھر گیا تو نظر کرنا چاہیے اگر نہایت ہو پانی داخل ہونے کے مابین تو سب پانی نجس ہو اور اگر وہ پانی نبتہ ہو گیا وہ بھی ناپاک ہو گا اسواسطو کہ جو پانی اس راہ سے آیا وہ ناپاک ہو گیا تو اب وہ پاک نہ ہو گا اور اگر نہایت موضع دخول آب میں نہیں ہر وہ پاک پانی جمع ہوا پاک مابین جو وہ درود ہی ہر وہان سے بڑا موضع نہایت تک تو سب پانی پاک ہو اور جو پانی اس سے جو وہ بھی ظاہر ہے جب تک کہ اوسمین نہایت کا اثر ظاہر نہ ہو اور اسطر میں سب نالاب کا پانی کم ہو کر چار در چار ہو گیا اور اوسمین نہایت پانی پر آیا پانی آیا اگر نیا پانی وہ درود ہو گیا نجس پانی کے طہر سے سب نالاب کا پانی پاک ہو کذا فی النہایہ یعنی فاضی خان کا یہ قول صحیح ہے بالعموم طہرۃ وہی شیلان والا قواد والا نیا شیلان سب طہر کر کے دھوا با قیاد الا بما حصیہ الشطیہ کثرت وصابون فیہ من لائن کثیر ہر وقت اور جائز نہیں طہارت وعود غسل کی اس پانی سے جسکی طبیعت یعنی اسکی بدلتی صفت کہ ہیا اور یاس کا کہوتا اور نباتات کا اور گاناگر زائل ہو گیا پکانے کے سبب ہی چنانچہ شور با در آب با قیاد مطہر کر دہ پانی جو پاک یا گیا اس چیز کے ساتھ جس سے میل کا صاف کرنا مقصود ہے چنانچہ آستان اور مابون تو اس سے طہارت جائز ہے مگر اسکی رفت پانی ہو یعنی گاڑا نہ ہو چنانچہ سابقین مذکور ہو گیا چنانچہ استعمال لاجل حق ہے اسے ثواب و لو ہم قضی حدیث با جائز نہیں طہارت اس پانی سے جسکو استعمال کیا قرب یعنی ثواب حاصل کرنے کو اگرچہ ہر قربت رقم حدیث کے ساتھ معلوم کرنا چاہیے کہ استعمال پانی میں کلام واقع ہوتا ہے ہر مقام میں اول استعمال کے سبب میں سو مصلحت اسکو بیان کیا بقول لقرۃ اور فی حدیث مقام ثانی ثبوت استعمال کے وقت میں سو مصلحت نے اسکا اشارہ کیا بقول اذا انفصل مقام ثالث استعمال کی صفت میں سوا اسکو بیان کیا بقول ہا ہر مقام رابع استعمال کے حکم میں سوا اسکو ذکر کیا بقول غیر تقریر قرب کہ اسکو ذکر کرنے سے اتفاق نہیں دھوکے استعمال ثابت ہو خواہ غلطی ہو یا قربت رفع حدیث کے ساتھ ہو کذا فی المطلاوی غلط قرب بلا ازالہ حدیث کی یہ صورت ہو کہ غیر موش یعنی با وضو آدمی دوسرا وضویت کے ساتھ کرے یا غرسل کرے اور غلط ازالہ حدیث کی یہ صورت ہے کہ محدث یعنی جو وضو آدمی وضو کرے و بدون نیت کے تو یہاں ازالہ حدیث تو ہو اگر قربت یعنی ثواب نہیں اسواسطو کہ بدون نیت کے ثواب نہیں ہوتا محمد کے نزدیک سبب استعمال کا غلط قرب ہو ادا نام اعظم اور ابوہریرہ

کو جو شک میں گر گیا ہے تو البتہ اسے نہ پانی مستعمل ہو جائیگا نہ وضو کے ساتھ جو جائز ہے بلکہ اتفاق یعنی اگر وضو پانی میں پلے ہو کر نہ ہو تو کافی ہے ہم یہ صورت حدیث اصغر اور اکبر دونوں کو شامل ہے لیکن تھیل میں ابو یوسف سے مشہور ہے کہ پورا عضو پانی میں ڈالنا مستعمل ہو جانے میں بشرطہ اور ایک دو داغ کی کے ڈالنے سے مستعمل ہو گا اور داغ کف سے مستعمل ہو گا چنانچہ عالم گبری میں ہے تہیر پانی لینے کی یہ صورت جو کہ مٹی یا غیر اتھ میں مچھرا تھا اس کو دھوئے کہ اس سے اتھہ شک میں ڈالنا تو معلوم ہوا کہ اگر پانی لینے کے قصد سے اتھہ شک میں ڈالنا تو پانی مستعمل ہو گا نہ وضو کے سبب سے اور بشرطہ جس اتھہ ڈالنا کو نہ کھانے کو یا کھنکھ میں اور نہ ڈال دینے کو اس سے بھی پانی مستعمل نہیں ہوتا اور اتفاق سے یہ بیان مراد ان فقہاء کا اتفاق ہے جو تجزی حدیث کے قائل اور جو کہ قائل نہیں کہ ان فی الطهارة وان لم یکن حدیث عضوہ او حناتہ مالم یقرب لعلہ علیہما لکنا و شوقا علی المستعمل اگرچہ شخص مذکور کے عضو کا حدیث یا اس کی جانب زائل نہ ہوگی جب تک کہ اسقاط فرض کا پورا نہ ہوگا بسبب تجزی ہونے کے حدیث اور جانب کے زائل ہونے اور ثابت ہونے کی راہ سے قول معتد پر ہم یعنی زوال حدیث اور جانب کا اور داغ ثابت ہونا تجزی یعنی بارہ بارہ نہیں ہوگا کہ دونوں زائل ہونے کو بالکل زائل ہونے اور جبکہ ثابت ہو کر تو بالکل ثابت ہو کر تو سقوط فرض کا مثلاً اتھہ سے اسکا مقتضی ہے کہ اتھہ کا دھونا وضو یا باقی اعضا کے ساتھ واجب نہ ہو اور حدیث کا زائل ہونا باقی اعضا کے دھونے پر موقوف ہو یا یہاں سے بجز الاذن میں شیخ فاسم حاشی میں کہا ہے کہ حدیث کا اطلاق وہ عضو پر ہوتا ہے اول یعنی بالقیہ شرعی یعنی شرعاً ممنوع ہونا اس فعل کا جو حلال نہیں بدون طہارت کے اور یہ تجزی نہیں اتفاق امام اور صاحبین کے اور ثانی یعنی نجاست عکبہ اور یہ تجزی سے ثبوت اور ارتقاء میں بلا خلاف اور پانی کا مستعمل ہو جانا نجاست عکبہ کے اندر سے ہو فاسم نے کہا کہ یہ تحقیق یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ان فی الطهارة ویسے آر جگہ اوستنیہ لیغیر المصحة والاخصیة فتأمل اور چاہو کہ زیادہ کیا جائی لفظ اوستنیہ بالبد اسقاط فرض کے کہ مصنفہ اوستنیہ کو بھی شامل ہو تو اس میں تامل کر ہم یعنی یوں کہنا چاہیے کہ اول اسقاط فرض اوستنیہ تو مطلب یہ ہے ٹھہر گیا کہ مستعمل ہونا پانی کا فرض یا سنت کے اسقاط سے تو اب کئی اور ناک کا پانی بھی مستعمل ٹھہر گیا جلی محشی نے کہا سنت کے زیادہ کرنے کی کچھ حاجت نہیں کہ وہ تو زہد میں داخل ہے اس واسطے کہ سنت ادا نہیں ہوتی بدون نیت کے پر جب سنت میں نیت ہوئی تو عزت ٹھہری اتھے بھی وجہ ہونا کی جس کی تشریح نے اشارہ کیا اذ الفصل من عضو وان لم یستعمل فی سنی عن الصادق علیہ السلام ان سبب صورت پانی مستعمل ہو جانا ہے ہوتی جبکہ جدا ہوا عضو اگر کسی چیز میں نہیں ٹھہرا یا بزمب درست کے وہی مثل اذ استعمل فی سنی الخ اور قول ضعیف یہ ہے کہ جب عضو جدا ہو کر کسی مکان میں یعنی زمین یا کپڑے میں ٹھہر جائے اور حرکت سے باز رہے تب مستعمل ہو گا اور اس قول کی ترجیح دیکھی ہے حرج کے سبب ہم یعنی اگر مجرد انفصال کے عضو سے استعمال ثابت ہو تو اس میں مشقت ہو اس لئے کہ کپڑے پر گرنے سے نجس ہو گا نجاست مستعمل کے قول پر اور ذرہ اختلاف ظاہر ہوتا ہے بصورت میں کہ جب پانی عضو سے جدا ہوا اور ہنوز کہیں نہیں ٹھہرا بلکہ وہ ہوا میں ہے پھر وہ اگر کسی آدمی کے عضو پر اور اس پر بجا بدون اس کے کہ اس کو اپنی تہبیل میں لیا ہو تو اول قول پر اسکا وضو صحیح نہیں اور قول ثانی پر صحیح ہو کہ ان فی الطهارة عن البرص وجمادات ما یصیب من ذلک الموضعی وشیاء یسقطها کما ذکرنا ورجع مردی سے اسطر حسی کہ جو مستعمل پانی وغیرہ زالیہ کے رد مال اور کپڑوں کو لگتا ہے وہ معاف ہو اتفاق میں نہیں اور محمد کے اگرچہ مقدار دم سے زیادہ ہو یعنی جب معاف ہوا تو حرج ثابت نہ ہوا ہم محمد کے نزدیک مستعمل پانی پاں ہو تو اول قول پر معاف کہنا مناسب نہیں اور شیخین کے نزدیک اگرچہ بعضی روایت میں وہ نجس ہے مگر یہاں ضرورت کی وجہ سے نجاست ساقط الاعتبار ہے وہو جائز فی وجہ نجس کے الظاہر اور وہ مستعمل پانی پاک ہو اگرچہ وہ جانب والیا ہو ظاہر بزمب پر ہم مثلاً عراق نے کہا کہ مستعمل پانی بالاتفاق ظاہر ہو اور دوسرے قول یہ ہے کہ طہارت عمدہ کا قول ہے اور امام سیوطی بھی مروی ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس مطلق ہو اس کو جس نے روایت کیا اور چوتھا قول یہ ہے کہ نجس مخفف ہو اور اس کو ابو یوسف نے امام سے روایت کیا اور اسی پر ادخال ہے لیکن علمائے طہارت کی روایت کو صحیح کہا ہے یہاں تک کہ مجتہب میں ہے کہ مقرر امام

عن ابی ہریرۃ
عن ابی یوسف

اور صاحبِ کرم مدایات ہی ہیں کہ وہ ظاہر فرمودہ ہو کہ حسن کی روایت قرآنِ معلوم ہے کہ ہا کہ ظاہر ہو ناغذا ہو ہر روز یک اور ہی مذکور ہو محمد کی تمام
 کتابوں میں جو مروی ہیں ہا ہی عطا سو اور اسکو تحقیق ہا دار النہر نے اختیار کیا ہو اور محیط میں ہو کہ ہی قول مشہور ہو اہم سو اور اگر کتا بو نہیں ظاہر ہوئے ہو
 مستوی مذکور ہو بلا تفصیل میں المشد و البتہ کذا فی المخطوطی صبی نے کہا ہی قول سے احمد بن حنبل کا امد نہ ہا شامی میں ہی ہی قول صحیح ہو اور وہا جو
 امام مالک سو نو دی شافعی نے کہا ہی قول ہا ہارت کا جہر سلف امد خلف کا قول ہو کتب کو مستویہ و الحجج بہ تنزیہا للہ المستقل و علیہ سلفہ
 الخ استعملت ہا لیکن مستقل پانی کو ہا اور اس سو کو نہ ہا کردہ تنزیہی سے کہنے کے کہ ہا سو اور اسکی نجاست کی روایت مکر وہ خوری سے
 مستعملہ اہل سنت و الجماعہ علی ارجح العقول امد مستقل پانی کا حکم یعنی اثر مرتب جہر ہو کہ وہ حدث اصغر اور اکبر کا پاک کرنا ہا
 نہیں یعنی وضو اور غسل کے لائق نہیں بلکہ بابر قول راجع منہ کے نجاست خفی کا پاک کرنا ہا جو ہم جہتی امد شرح ارشاد میں ہو کہ ازالہ نجاست کا
 مستقل پانی سے جائز ہے بابر روایات ظاہر ہے کہ کذا فی النہم فر دوسم اختلاف فی حدیث النفس فی بئر لدک و اویتیر مستعملہ بالکلام
 ولا یجس علیہ ولم یثو ولم یثد لک ولا یجس آتہ طاهر و الماء مستعمل لا یسترد اطلہ الا لفصلی لا استعملی اختلاف واقع ہو اس حدیث
 کے حکم میں جسے غوطہ مارا کنوئین میں ڈول نکالنے کو یا ٹھنڈک حاصل کر نیکو غوطہ مارا پانی سے استنجا کر کے اور لوہے کی بدینہ نجاست نہیں اور نہ
 اہل سنت و جماعہ غسل کی نیت کی اور نہ بد نکو طہ اور صحیح تر قول یہ ہے کہ وہ شخص پاک ہو امد کنوئین کا پانی مستقل ہو اسو اسکو مستقل ہو نیکے و سطر جہا
 ہو نا پانی کا مشر و ماحو یعنی جب شخص کنوئین سے نکلا تو انفعال پایا گیا ہم محدث حدیث اکبر کو بھی شامل ہے خواہ جنابت ہو خواہ حیض یا نفاس سے
 یعنی جیکہ عورت بعد انقطاع حیض یا نفاس کے کنوئین میں گہسو اور اگر قبل انقطاع جاوگی بشرطیکہ اسکی مضایر نجاست نہ ہو تو عورت اور پانی دونوں ظاہر
 کی مانند ہیں ہو طہیکہ وہ خارج نہیں ہوئی حیض اور نفاس سو تو پانی مستقل نہ ہو گا چنانچہ غایہ اور خلاصہ میں ہے اور کنوئین سو وہ مراد ہو جو وہ در
 سے کم ہے ڈول نکالو اور سرد ہو نیکے فید اسو سطر لگائی کہ اگر غوطہ مار گیا نہانے کے قصد سو تو پانی بلا نفاق مستقل ہو گا اسو اسکو ازالہ نجاست
 اور نیت قربت کی پائی گئی امد اگر ڈھیلون سو استنجا کیا ہو گا تو پانی بلا نفاق ناپاک ہو گا اور سطر مگر اوسکی بدینہ نجاست ہوگی یا ازالہ حدیث
 کی نیت کر گیا اور عدم دلک کی قید محیط اور خلاصہ میں مذکور ہو بحر الرائق میں کہا اسو اسکو کہ لغایت فستال کے قائم مقام ہو تر طو سطرانی بلا نفاق
 مستقل ٹھریگا امد اصح کے مقابل خبر اصح ایک جہ کہ مراد پانی دونوں ناپاک میں اور جہا امام سو روایت ہو امد و کسرا قول جہ کہ مراد کا حدیث
 بحال سابق قائم ہے اور پانی ظاہر اور مطہر ہے جہ روایت ہو ابو یوسف سو اور جہ جو شارح نے کہا کہ پانی مستنج سے سو بغیر کا قول ہو اسو اسکو سطر
 نکالنے کی ضرورت سو اصل استعمال نہیں چاہیے محدث اگر پانی ہاتھ سے لے تو پانی مستقل نہ ہو گا بلا خلاف کذا فی المخطوطی و النفاذ العرا انا ما انفصل
 یا انفصل و الانفصل عنہا مستعمل لا کل الماء علی حاقہ امد مراد جہ کہ جو پانی کہ منہ سے کے احصا سطر امد ہر طہ جہا سو وہ مستقل ہو
 نہ تمام پانی کنوئین کا مستقل ہو بابر اس قول کے جو گند گیا ہم یعنی ایسی صورتیں جن کا اعتبار ہی یعنی جو پانی کہ سا قہ ہو اھ احصا سو وہ مغلوب ہو
 نہایت کم ہے کنوئین کے پانی پانی سے و کل اھاب و ضلہ النساء و الا کنتی قال الفستک فاکا وک و ما کج و لا یستمنی ہو غلط
 طہر فیصلہ بہ ویتوہا احتیاد جو کتا چمڑا و باغت کیا جاوے ہی پکا جاوے اگر پھو پھو پن ڈالکر اور وہ و باغت کے لائق ہو تو وہ پکانے سو
 پاک ہو گا خواہ وہی پوستیں چمکر لاوے ہو اور چمڑے کی ٹوپی وغیرہ بنا کر اوس سو وغیرہ جو شارح نے کہا اور چمڑے کی مانند و باغت قبول کرنے
 میں چمڑا اور اھ چمڑی سو ہستانی نے کہا تو بجا و کل اھاب کی دما و قہ کہنا ہر خاص یعنی جس چیز کی و باغت ہو وہ پاک ہوگی تاکہ چمڑی اور چمڑکی اور
 اور چمڑی سکیو شامل ہو ہم چمڑے کی و باغت سو تین مطالب متعلق ہیں اوسکا پاک ہونا جہ متعلق کیابہ صبیہ اور اوسمین نماز کا جائز ہونا یہ
 متعلق کتابا ہلوة سو مراد اس سو وضو کا جائز ہونا جہ متعلق ہو پانی سو لہذا معتقد پانی کی بحث میں اوسکو ذکر کیا و باغت و دفعہم سے
 حقیقی اور علمی حقیقی وہ جو چمڑکی یا بھول کے پتہ وغیرہ سو ہو وہ پانی پونچھو سو ناپاک نہیں ہوتی با نفاق روایات اور حکمی و باغت وہ ہے جو

وہو پھر ہوا حسین ہانی پہنچے سو درود تین ہیں ایک روایت یہ ہے کہ وہ ناپاک ہو جاوے گی دوسری روایت یہ ہے کہ ناپاک نہ ہوگی وصالا
بجائے تھا فاکا علیہ الفتنے اور جو چڑاؤ غیرہ دباغت پذیر نہیں وہ پاک نہوگا اور اسی قول پر سنو می حوالہ لایطہر جلد میں صغیر
ذکر الایلیع اما فنیضہا فظاہر پاک نہوگی دباغت سے چوڑے سانپ کی کھال ایسا ذکر کیا ہے زمینی نے لیکن سانپ کی کھال تو پاک ہے
وفاکتہ اور پاک نہیں ہوتی چوڑے کی کھال یعنی عدم احتمال دباغت سے کہما کہ لا یطہر بدکا کا لفظ تکرار کیا گیا ہے جس سے کہ سانپ
اور چوڑے کی کھال پاک نہیں ہوتی ذہم کرنے سے اس واسطے کہ دباغت اور ذہم میں احتمال اور لیاقت کی تفسیر یعنی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے
وہ کھال جو دباغت کی لیاقت رکھتی ہے اور ذہم کرنے سے اس جانور کی کھال ظاہر ہو جاتی ہے جو ذہم کرنے کے لائق ہے حلالہ جلد خنزیر
فلا یطہر وہاں کہ ان المقاح للہا انت ہر چڑاؤ دباغت سے پاک ہوتا ہے سونڈ کی کھال کے سوا سو وہ پکانے سے پاک نہیں ہوتی اور سونڈ
کو بھیلے ذکر کیا آدمی سے اس واسطے کہ یہ ذلت اور خواری کا مقام ہے یعنی نجاست کا تو یہاں دلیل اور خوار چیز کو بیان کرنا متفقہا دباغت
فادعی فلا یدفع دیکر امتہ اور آدمی کے سوا تو آدمی کی کھال کو دباغت نہیں دیکھتی اس کی تعلیم اور توفیر کے سبب ہم بعضوں کے
نزدیک سونڈ اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی اس واسطے کہ پرت پرت ہونے سے دباغت پذیر نہیں اور بعضوں نے کہا کہ آدمی کی کھال پاک
ہو جاتی ہے دباغت سے لیکن اس کا استعمال جائز نہیں اور بھی منقول ہے مذہب میں شارح کا کلام قول ثانی پر مبنی ہے ولودہ یغظہ وان
سحرہ استعملہ حشو طعن عظمہ فی تحقیق الحکمۃ الاحتمال اور اگر آدمی کی کھال دباغت کیجا تو پاک ہوگی اگرچہ اس کا استعمال
میں جس سے یہاں تک کہ اگر آدمی کی ہڈی پیسی گئی آئے میں تو اس آئے کو کھائی ہو سمجھ کر تول میں اس کی تعلیم کیوہ سے وفاقا کلامہ طہارۃ جلد کلیہ
وہیل وہو للفقہاء اور مصنف کے کلام نے فائدہ دیا کہ اور ہتھی کی کھال کے پاک ہو گیا یعنی دباغت سے اور بھی قول متعدد ہے ہم جبکہ سب
کھالوں کی طہارت سے سونڈ اور آدمی کو استثنا کر لیا تو معلوم ہو گیا کہ ان کے سوا سب چڑی دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں وما ای اہاب طہر
بہ بدل باع طہر و ذکا علی المدھب لا یطہر جمیعہ قول اکثر الذین کان غیرہا کولی هذا احکم کھیلے بہ وای قال فالمنیض
الفتنہ علی طہارۃ اور جب کھال کے پاک ہوتی ہو دباغت کرنے سے سو وہ پاک ہو جاتی ہو جانور کے ذہم کرنے سے مذہب میں پاک نہیں ہوتا اس کا
گوشت اکثر علماء کے نزدیک اگر وہ جانور جسکو ذبح کیا غیر اگول اللحم سے اقوال منفی ہیں یہی قول عدم طہارت کا سمجھ کر قول ہے اگر فیض میں
کہا کہ گوشت کی طہارت پر فتویٰ ہے ہم سراج الدیابہ میں کہا کہ عدم طہارت کا قول محققین کا قول ہے افضل تفصیل کے مینہ سے طہارت
کے قول کی بھی تصحیح معلوم ہوتی مگر عدم طہارت زیادہ ترجیح ہے کذا فی الطہارۃ وہل یشتد علیہا مرقہ جلد ہوں الذکاۃ شرعیۃ
بان نکون من الاھل فی الخان یا شتمتہ قبل ان یقتلہ والاولیٰ لظہر کانت ذبح الجوریتہ ونازل النسمیۃ علی کلا ذبح و
ان صحیحہ الثانی صحیحہ لا اھل فی البینۃ والھجۃ واقعہ فی الجلس سوال اور کیا شرط ہے اس کی کھال کے پاک ہونے میں بطور حکم شرم کے
ذہم کرنا اس طرح کہ ذہم کرنا صابرا ہل سے یعنی مسلم عاقل یا کٹائی سے ذہم کرنے کے مقام میں بسم اللہ کے ساتھ جواب ایک قول یہ ہے کہ ان
ذہم شرمی شرط ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ شرط نہیں اور پہلا قول ظاہر ہے اس واسطے کہ ذہم کرنا مجوسی کا اور اس مسلمان اور کٹائی کا جس
بسم اللہ کہنا عموما ترک کیا عدم ذہم کی مانند ہو اگرچہ قول ثانی کی زاید ہی نے تفسیر اور محنت میں تصحیح کی جو اور بحر الرائق میں اس تصحیح کو ثابت رکھا ہے ہم
اشتراط ذہم شرمی اکثر کتب معتدہ مذہب میں مسئلہ ہے کذا فی النسخ زایدی امام مشہور جو تفسیر اور محنتی کا مصنف ہے تفسیر فتاویٰ اور محنتی شرح جو
قدوری کے زاید ہی مفاد میں معتزلی مذہب ہے اور فردم میں حنفی جو فروع مسئلہ طہارۃ شارح کا مآخذ ہے من ذالہ لیس کے نسخہ ہے
ان علیہ لنبہ بطاہر و ظاہر انہما یجس فیہ وان شئت فقلہ فضلہ جہم کہ اگر کسی ملک سے نکلتا ہو اور دارالاسلام میں آتا ہو چنانچہ
سجائب اگر اس کی دباغت پاک چیز سے معلوم ہو جائے تو وہ چڑاؤ پاک ہے یعنی اس کو پسینہ نماز درست ہو اور اگر اس کی دباغت ناپاک چیز سے مثلاً مرد

بعض علماء کا
مذہب یہ ہے کہ

کی جہتی سے معلوم ہو تو وہ ناپاک ہو اور اگر شک واقع ہو یعنی معلوم نہ ہو کہ پاک چیز سو دافت ہوئی یا ناپاک سو تو اس کا دھوا بہتر سے یعنی وہ نہیں
 و شغل الحاشیہ غیر الحاشیہ علی المدھیہ اور بال مردار جانور کے پاک ہیں سو اسے سو کے مذہب درست پر ہم بال وغیرہ کی طہارت پانی کی بحث میں
 اس واسطی بیان کی تا معلوم ہو کہ اس کو پانی میں واقع ہونے سے پانی ناپاک نہیں ہو جاتا یہ جب مردہ جانور کے بال وغیرہ پاک ٹھہرے تو زندہ کے بطور
 اولے پاک ہیں اور خاک کے تو بال اور ہڈی اور تمام اجزا اس کو ناپاک ہیں ابو یوسف کے نزدیک اگر قلیل پانی میں واقع ہوں ناپاک ہو گا کذا فی المطاوع
 وعظمہا وعصبہا علی المشہور اور مردار کی ہڈی اور ٹھکانا پاک ہو مذہب کے مشہور قول پر ہم عصب یعنی پٹھے میں دو روایتیں ہیں سراج و ماہ میں
 کہا کہ اس کی نجاست میسر ہے مگر صاحب فتح القدیر بدائع کا تابع ہمارے اس کی طہارت میں اور بھی قول مشہور ہے اور قایہ اور ذرر میں اسی پر یقین کیا
 ہے کذا فی النسخ و حاکم و ترمذی و تاج الدین عن الدسوقی و المدردار کا شہم اور سینک خالی چکناٹی سے پاک ہو ہم یعنی بال اور ہڈی اور ٹھکانا
 اور سم اور سینک اور سوخت پاک ہیں جبکہ انہیں چکناٹی نہ لگی ہو اور اگر چکناٹی ہوگی تو ناپاک ہیں بجز ناپاکی ذاتی نہیں بلکہ چکناٹی کے گنے سے و کذا کل
 ما لا یحلہ الحیوۃ صلی اللہ علیہ وسلم و اللہ اعلم بالصواب اور اسی طرح پاک ہو مردار کی ہر ایک وہ چیز جس میں زندہ کی نہیں سمائی یعنی جاندار کے بدن میں وہ
 چیزیں بجان ہیں چنانچہ بال اور پر اور چونچ بھانٹ کہ پتیر یا یعنی چبستا اور مردار کا دودہ بابر قول راجح کے ہم انھیں بکسر ہنر و دفعہ قایدہ دودہ
 جوشیر خوار بچے کے پیٹ میں ہوتا ہو یعنی پتیر یا جس کے ڈالو سو دودہ جتنا ہو وہ امام کے نزدیک پاک ہو جبکہ مردار سے نکلے خواہ بسنہ خواہ سائل اور زمین
 کے نزدیک سائل نجس ہو اور بسنہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہو اگر گندہ دم جانور سے خارج ہو تو بالاتفاق پاک ہو کذا فی المطاوع و شغل الحاشیہ
 غیر المشقوقہ اور انسان کا بال جو اکھاڑا نہیں پاک ہو یعنی اکھاڑے بال ناپاک ہیں اور اس کی بیج کا جائز نہ ہونا تعلیم کے سبب سو نہ نجاست کی وجہ سے
 وعظمہ و سنیہ مطلقاً علی المدھیہ اور آدمی کی ہڈی اور دانت مطلقاً پاک ہیں مذہب درست پر ہم مطلقاً خواہ اپنا دانت ہو یا غیر کا و اختلاف
 فی اذنیہ نفی البدایہ الثمینیۃ فی الحاشیہ اور اختلاف آدمی کے کان میں سو بدائع میں ہو کہ وہ ناپاک ہو اور خانیہ میں ہو کہ ناپاک نہیں و
 فی الاشباہ والنفس من الحاشیہ کہ مکتبہ الاذنی حق صاحبہ فکھاہ و ان کثر اور اشباہ میں ہو کہ جو چیز کہ زندہ شخص سے جدا ہو گئی وہ مردار کی ہڈی
 ہے مگر اسی شخص کے حق میں جگہ رہے جو پاک ہو اگرچہ قدر درہم سو زیادہ ہو ہم منفصل سو مراد وہ عضو جس میں جان سے تو ناخن اور بال منفصل ہو
 سے ناپاک نہ ٹھہریں اور یہ جو کہا کہ منفصل و سیکر حق میں پاک ہو یعنی بالخصوص نماز میں یا دسکا محل درست حوزہ پانی وغیرہ میں اس واسطی کہ پانی فاسد ہو گا
 اس کے بقدر ناخن کے پڑنے سے کذا فی المطاوع من الی السوود و یفسد الماء بوجہ قد الظہر من جلدہ لا بالظہر اور ناپاک ہو جانا سے قلیل
 پانی بقدر ناخن کے آدمی کی کھال کے گرنے سے ناخن کے گرنے سے سو یعنی آدمی کی کھال یا اس کا جھکا پانی میں گرنا اور زیادہ کثرت میں آیا پانی ناپاک ہو گا
 اس واسطی کہ کھال اور جھکا آدمی کے بعد گوشت کے جو اور ناخن کے گرنے سے ناپاک نہ ہو گا اس واسطی کہ ناخن عصب یعنی پٹھا ہے کذا فی البحر و دھرم علیہ
 حاکم اور خون پھیلی کا پاک ہو ہم اس واسطی کہ پھیلی کا خون حقیقت میں خون نہیں ہو اس واسطی کہ جب وہ خشک ہوتا ہو تو سفید ہو جاتا ہو کذا فی النسخ
 واعلم انہ لیس الکلب یجس العین عند الامام و علیہ الفتوی وان سجد بعضهم القاسۃ کما تبسط الشیۃ اور اس کو جان رکھ کہ کتاب غسل العین
 نہیں یعنی اس کی نجاست ذاتی نہیں خاک کی مانند امام اعظم کے نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہو اگرچہ بعض نے علمائے چنانچہ زاہدی اور غیبی بالیث فی غسل العین
 ہونے کو زہیم دی ہو چنانچہ ابن شہ شام و بیانیہ نے اس کو شرح بیان کیا ہے ہم کئی سو حفاظت اور شکار کرنا مشرقاً درست ہو اگر وہ بخش العین ہوتا تو
 اس سے نفع حاصل کرنا درست نہ ہوتا خاک کی مانند بحر الرائق میں ہو کہ کتے کی ہڈی اور بال اور عصب اور جو چیز کہ ماکول نہیں وہ پاک ہو اور گوشت اس کا ناپاک
 ہے قبیح و یجس ویفسد جلد و عصب و دلو جبکہ کتا بخش العین نہ ہو تو اس کا بھنا اور اجارہ دینا اور اس کی تلف کرنی اسے پرانا
 لازم ہونا اور اس کی کھال کا جاننا اور ڈول بنانا جائز ہے ولو شرب من جملہ و لو شرب من الماء یفسد الماء البذر لا التوریب لیسوا جہ و
 لا یجس ما لم یرتقہ اور اگر کتا کھو سو زندہ نہ لا گیا اور اس کا کھنہ پانی میں نہ لگا تو کھو پانی ناپاک نہ ہو گا اور نہ کپڑا ناپاک ہو گا بیکے کتے

کی چھینٹوں سے اور نہ اس کو کتا سے جب تک اس کی مال کا کتا نہیں معلوم ہو ہم یعنی اگر کتہ میں کتا منہ ڈالے یا کتا میں اس کی مال پھینکے تو پاکی
اور بدن ناپاک ہوگا اس واسطے کہ مال پیدا ہوتی ہے گوشت سے اور گوشت اس کا ناپاک ہے اور اس کو حاکمہ و لوکیہ اور نہ فاسد ہوگی نماز اس کی جو
نماز پڑھنے میں کئے کو لٹو اگر جب بڑا کتا ہو ہم یعنی اس واسطے کہ ظاہر اس کا ناپاک نہیں اور باطن کی نجاست نماز کی مانع نہیں شام نے بقولہ و لو
کبیرا اشارہ کیا کہ یہ جو بعض روایت میں کلب مغیر کی قبیلہ سے سوائے قید حوزہ اعزاز میں و قد ظللوا فی مشگھہ اندک من اللہ طہارۃ کے لئے
منہ بند کر لینا شرط کیا ہے یعنی حامل شک کی نماز اس شرط سے فاسد نہیں کہ اس کا منہ بند ہونا کہ اس کا لعاب صلی کے بدن ادا ہو کر نہ لگے اس واسطے کہ
ظاہر بدن ہر جانور کا پاک ہے جس میں ہوتا بد دن موت کے اور اس کی باطن کی نجاست اپنے معدن میں قائم نہ ہو اس کا حکم ظاہر نہیں ہونا جس باطن
مصلے کی نجاست کا کذا نے البحر والاحیاء فی نجاستہ و طہارۃ کا مفسر اور امام اور صاحبین کا اختلاف نہیں کئے کے گوشت کے
ناپاک ہونے میں اور اس کو بال کے پاک ہونے میں ہم بعضوں نے دہم کیا کہ جب کتا جس العین بنوا تو اس کا پس خوردہ کیونکر ناپاک ہوگا حالانکہ بالیہ
حرام ہے اس کا جواب یہ ہے کہ طہارت عین اس کی مسئلہ نہیں کہ اس کا ہر خیز پاک ہو تو خوردہ اس کا اسوہ ہو ناپاک ہو کہ اس کے ساتھ لعاب کا مصلی
اور لعاب پیدا ہوئے گوشت سے اور گوشت ناپاک ہے دم سفوف کے خنثی اور اس کے مصلی اور شک پاک مصلی ہے ماکول
ہر حالت میں یعنی خواہ غذا میں خواہ درو میں خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو ہم طہارۃ کے بعد حلال کا لفظ اس واسطے زیادہ لگا دیا کہ طہارت کو علت اکل و شرب
نہیں اس واسطے کہ مٹی پاک ہے مگر اس کا کھانا حلال نہیں و کذا فی نجاستہ طہارۃ مطلقاً علی الاطلاق و کذا فی نجاستہ طہارۃ مطلقاً علی الاطلاق
الطیبة اور اس طرح مشک کا نافہ پاک ہے مطلقاً یعنی خواہ پانی کے گتے سے فاسد ہو یا نہ ہو بنا بر قول ائمه کے کذا فی النعم اور اس طرح زباد پاک
ہے کذا فی الاشباہ و نجس ہو جانے ہر ایک مشک اور زباد کے ہم یعنی چرند مشک اصل میں خون تھا اور زباد و غیر ماکول کا پسینہ ہی لیکن آپ استعمل
بجو مشبوہ ہو گیا حیثیت اس کی بد لگتی و دون پاک ہیں اور غیر اص اص زلیلی کا قول ہے کہ اگر نافہ مشک پانی گتے سے فاسد ہو تو پاک ہے اور یہ اختلاف
مردار جانور کے نافہ میں ہے اور زندہ غزال کا نافہ بالاتفاق پاک ہے زباد و زبیر و مجرہ و بار و مودہ و بردن و سحاب و خوشبو و داریہ سے یعنی ایک قسم کی
تلی کا پسینہ اور مٹی سے کہ اس کی ذم کے نیچے خرم کے پاس جمع ہو جاتا ہے اس کو کڑے کڑے لیتے ہیں فاموس میں جو کہ جس سے زیادہ کی تفسیر ماکول
کی اس سے قطعاً کذا فی الطہارۃ و یقول ماکول لایحکم فی نجاستہ و طہارۃ و لایحکم فی نجاستہ و طہارۃ و لایحکم فی نجاستہ و طہارۃ و لایحکم فی نجاستہ و طہارۃ
بکری و ادا وٹ اس کا پیشاب نجس ہے و نجاست خفیہ اور محمد بن حسن اس کو پاک کہا ہے و لایحکم فی نجاستہ و طہارۃ و لایحکم فی نجاستہ و طہارۃ و لایحکم فی نجاستہ و طہارۃ
ابن حنیفہ اور ماکول اللحم کا پیشاب نہ پیا جائے پرگز نہ و داکبہ اس واسطے کہ سوائے دوا کے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہم اور محمد کے نزدیک مطلقاً جائز ہے
اور ابو یوسف کے نزدیک و داکبہ اس واسطے کہ سوائے دوا کے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہم اور محمد کے نزدیک مطلقاً جائز ہے
لکن اقل المصنف ثمة و هذا عن طحاوی و یقول یحکم اذا عرفه التیفاء و لم یعلم و لکن استمر کما یحکم لیس لیس طحانی
علی نقض حرام چیز سے دوا کرنے میں علما کا اختلاف ہے اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ درست نہیں جو چاہے بحوالہ کتاب الرضاع میں جو لیکن مصنف
نے اپنی شرح میں دوا یعنی کتاب الرضاع میں ادبیہاں عادی قدسی کو نقل کیا ہے جس طرح اس طرح اور بعض نے کہا کہ حرام سے دوا کرنے کی نعمت دہی
جاتی ہے جبکہ معلوم ہو کہ حرام شفا ہو اور کوئی دوسری دوا معلوم ہو جو حیوانیت یا سو کو شراب پی کر نعمت دہی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے
ہم خانیہ میں ہے قل طیبہ و لا یصلوہ و لا یصلوہ ان الله تعالیٰ لم یجعل شفا کریم فاما حرم علیکم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے
جہاد و اسطو شفا نہیں ٹھہرائی اس چیز میں جو تمہارے حرام کی یہ نعمت ہے لکن چیزوں کے حق میں فرمایا جنہیں شفا نہیں ہے اور جنہیں شفا ہو اس کو
دوا کرنا کچھ منافیہ نہیں کیا تو نہیں جانتا کہ پیاسے کو شراب کا پینا حلال ہے ضرورت کے سبب انتہا اس کی قول کو اختیار کیا ہے صاحب ہ آ
نے تجھ میں اس واسطے کہ حرمت ساقط ہے شفا حاصل ہونے کی وقت اور عادی قدسی میں جو کہ جب خون آدمی کی ناک سے روان ہو اور بند نہ ہو

نہی ہے کہ ماکول
علی ہر جانور کی
پاک اور ماکول ہو
اس کا پسینہ نجس
ہے اور اس کا کھانا
حلال نہیں و کذا فی
نجاستہ طہارۃ
مطلقاً علی الاطلاق
و کذا فی نجاستہ
طہارۃ مطلقاً علی
الاطلاق

جب میں سراج نہ تو نماز کا اعادہ کر دینی بہرے کی وقت سوا اگر جب میں سراج ہو تو میں دن کی نماز پیرے اگر چہ باجھلا یا خشک ہو اگر
چرا جھولا یا خشک نہ تو ایک دن کی نماز پیرے ہم رومی بہرے کے وقت سوا وقت اعادہ ہو گا جبکہ ہمیشہ اس کو چھڑا ہو گا زانی الطہارۃ سے
ولا ینحرفی بولی فاری فی الاصل فیض اند کو نہیں پانی کا لازم نہیں جو ہے کی پشاب میں صبح تر قول میں کذا فی فیض ولا یجوز
تکلیف و غیرہ و کذا سبب طہرۃ الا حقیقتہا صحتہا و ہذا فی طہرۃ لازم نہیں کہ تر اور کجنگ کی بیٹ پڑنے کو کو نہیں تر
اور اسطر حکم سے پڑنے و نہ کی پانی کا صبح تر قول میں اسو اسطر کہ حفاظت کند و ان کی ان سے نہیں ہو سکتی و لا یبقا طہرۃ کو فیض اس
غبار طہرۃ فیض عنہا اور اس پشاب کے ٹپکوں جو کی چستین نہایت صغیر ہیں چنانچہ سرسوزن اور نہ پاک خیار کے پڑنے سے اسو اسطر کہ
یہ دونوں معاف ہیں و بقی ابل و غیمہ اور نہ اونٹ اور بیڑ کر می کی دو میگنیر کے پڑنے سے کو نہیں پانی کا لازم ہے کما یقینہ کو
و صنفی محلب وقت حلیہ قویا قویا قبل یقینہ و کذا جطر معاف ہو اگر دو میگنیر پڑ گئیں دو دہ کے برتن میں ہوں
کی وقت پیر پڑنے اور دو دہ کے رنگین ہونے سے پہلے نکال کر پھینکی گئیں ہم یہ معافی سے ضرورت کے سبب اسو اسطر کہ وہ نہ کی وقت میگنی
کرنے کی عادت ہو تو سوا اس وقت کے غو نہیں کذا فی النہر و التبعیہ بالبعثتین اتفاقاً لات مافوق ذلک کذا فی فیض
و غیرہ اور دو میگنیر کا ذکر نہ صنف کا اتفاق سے نہ اعراضی اسو اسطر کہ دو میگنیر سے زیادہ کا بھی بھی حکم سے عفو کا کذا فی فیض
و غیرہ و لذلک قبل القلیل المعقونہ ما یستقلہ الناطق بالکثیر بعکسہ و علیہ الاعتقاد کما فی اللہ الذی و غایہا لات آک حقیقتہا
یصلح شیشا بالاقوی اور پیرے یعنی اسو اسطر کہ دو زیادہ میگنیر بھی غویہ صنف یا کیا کہا گیا ہو کہ تھوڑی میگنی وہ میں جنکو دیکھو والا تھوڑی سمجھو اور تھوڑا
بالکسر یعنی جسکو نظر بہت سمجھو اور اسی قول پر اعتماد ہو چنانچہ باریہ و غیرہ میں مذکور ہے اسو اسطر کہ امام ابو حنیفہ کسی چیز کا اندازہ اپنی تھوڑی سے
نہیں ٹھہرا کرتے ہم معراج الدریاء میں کہا کہ بھی قول غماز ہو کذا فی الطہارۃ اور غیر متعدد اور غیر مختار میں قول میں ایک جھہ ہو کہ جہر و ول میں
میگنی آوی تو کثیر سے والا قلیل دوسری جھہ کہ اگر چہ غمازی پانی پر میگنیر ہوں تو کثیر سے والا قلیل اور تیسری جھہ کہ تھائی پانی پر ہو تو کثیر
والا قلیل و ہذا مسئلہ شراح کا المعجل بالیقین و الباقی بقدرہ کما یقینہ لیسر آش پانی کے کو نہیں اور نجاست کے کو نہیں اور زعمی
میں اعتقاد دور ہونا متبر ہو کہ نجاست کا اثر پانی کے کو نہیں میں ظاہر ہو ہم جب پانی میں نجاست کا اثر یعنی رنگ اور براور مزہ ظاہر نہ ہو تو کو نہ ان پاک ہے
اگر چہ دو نو میں ایک گز کا فرق ہو اور اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو تو پاک ہو اگر چہ دو نو میں دس گز کا فرق ہو کذا فی الطہارۃ و یعتبر سنو سنو سنو
اسم فاعل من لیسار ای یفلاخت لاجلہ بلعابہ اور جو شو کی طہارت اور نجاست میں جو شو کا نیرالے جائدار کا اعتبار کیا جاتا ہو اسو اسطر کہ
جو شو چیز میں اس جائدار کا لعاب بلحاظ شراح نے کہا کہ تیسرا اسم فاعل کا صنف مشق ہو انسا ر فعل باضی ہو یعنی اتقی سے ہم جب صنف نے
پانی کے فساد اور عدم فساد کے بیان سے نسبت واقع ہونے جو انات کے فراغت پائی تو اب اسکا بیان شروع کیا جو حیوانات سے پیدا ہوتا ہو یعنی
اونکا جو تھا اور سپنہ سور مہر العین یعنی جو تھا اسکو کہتی ہیں جو پیو مالے سورتن یا حوض میں پانی پانی رہی ہو بقیہ امام و غیرہ کو بھی سوز بولتے
ہیں بطریق استعارہ کے اور چونکہ لعاب متولد ہوتا ہو جائدار کے گوشت سے تو اسکو معتبر رکھا طہارت اور نجاست اور کراہت اور شک میں
کذا فی الطہارۃ و فی سنو ادنی مطلقاً ولو جثاً او کافراً و احراً توجہ تھا آدمی کا مطلقاً اگر چہ وہ جنب یا کافرا عورت ہو پاک ہو
ہم کافری نجاست اعتقاد ہی جو نہ حسی اسو اسطر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو مسجد میں شب بائیں ہونے کا کذا فی البحر مستم
تکونہ سنو کما لاجل کعبہ للاستئذان و استعمال مرئی القاد و ہذا فی نجاست
کو یعنی اجنبی مرد اور عورت کے حق میں لذت گیری کے سبب سوا وغیرہ کی رال کا استعمال کرنا جائز نہیں کذا فی البحر مستم ہم یعنی جھہ کراہت استعمال
کیو یہ سے نہ نجاست کے سبب طہارۃ دی نے کہا اس سے نکلتا ہو کہ اگر طہارۃ ہو اور مخلوق اپنی سر میں اسکو اٹھہ لگانے سے لذت پا دیتی تو

بات یہ ہے کہ مستحق فوائد ناجیسہ و اشباہ و بون نقل کیا ہو کہ جس حیران کا آمد الا بون ماکول حواد و دوسرا غیر ماکول جو خودہ خلال تہن اص قول میں
مدم افتاد اس قول کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اعتبار کرنا متعین میں شہرہ قول ہے کہ ان فی الطہارۃ مشکوک فی طہورتہا کی طہارت کا حصہ کو قطع
حاکم قلیل احتیاط کیا کہ جو کہ حوادہ کے جو ٹھوکے مطہر ہونے میں شک اور اس کا ہونے میں شک نہیں یہاں تک کہ اگر اس کا جو ٹھوکا پانی قلیل پانی میں
پڑ جائے تو اجزا کا اعتبار ہو گا یعنی اگر نصت ہو کہ سے زود فوہ اس کی جائز ہے چنانچہ آب متعل میں جب نماز کا اعتبار ہو م دلیل شک یہ ہے کہ ثبوت ضرورت میں
تعدد و حواسط کو کہ اسکا مات میں ہوتا جائے تو شرط میں پانی پتا حواد ضرورت کو اسقاط نجاست میں اثر ہے چنانچہ پانی اور جو سے میں مرگہ جی کی
ضرورت پانی اور جو سے کو کتر سے کہونکہ وہ دونوں ہر جگہ گہر میں آمد و رفت رکھتے ہیں برخلات گد سے کے اور اگر مطلق ضرورت ثابت نہ ہوئی چنانچہ کلیہ و اشباع
تو نجاست کا حکم ہوتا بلکہ اسکا نالوجیک ضرورت کی وجہ سے ثابت ہوتا اور دوسری وجہ سے ثابت نہ ہوئی تو جہرت اور نجاست دونوں ساقط ہو گئی تعارض کی وجہ سے
کہ اس نے البعد و حل الجس فی کائنات اور گد سے کا جو ٹھوکا پانی پاک چیز کو پاک کرنا ہی باطن میں اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ کہ ہاں پاک کر دیتا ہے اور دوسرا
قول یہ کہ پاک نہیں کرتا یعنی قضا ہے او یستبیل و یستقیم لے مجمع بینہما احتیاطاً فی صلیقہ واحداً فی حالک و واحدہ ان ہذا ما و مطلقاً جب کہ
اور غیر کا جو ٹھوکا مشکوک ہوتا اور اس سے وضو کر دیا نہ ہو اور تیمم بھی کرے یعنی دونوں کو حیاط کی راہ پر جمع کرے ایک نماز میں نہ ایک حالت میں بشرطیکہ وہ
مطلق غیر مشکوک کو بنا دے ہم نماز واحدہ میں جمع بین الوضوء تیمم حیاط ہے نہ اور واحدہ میں تو اگر گد ہی کے جو ٹھوکا پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر دوسرا
ٹوٹا اور اوسنی تیمم کیا اور وہی نماز پھر پڑھی تو جائز ہے بھی قول جمع ہے اگرچہ ادایہ واحدہ میں جمع کیا کہ ان فی الطہارۃ و صحیح تقدیم و صحیح استثناء فی الاحتمال
اور وضو اور تیمم میں جسکو چاہی مقدم کرے بھی تر قول میں ولو یتیم و صلیقہ تراکب قتلہ احادہ التیمم و الصلوۃ لاحتمال طہور یتیمہ اور اگر تیمم کیا اور
پڑھی پھر گد سے کا جو ٹھوکا پانی گر دیا تو اوسپر تیمم کرنا اور وہی نماز کا پڑھنا لازم ہو گا اس پانی کے مطہر نہ کیے خیال سے یعنی تیمم کا اعتبار اس وقت جبکہ پانی
مطہر نہ لہذا یہاں گرانے کے بعد نماز اور تیمم کا اعادہ لازم ہوا کیونکہ اسکا مطہر ہونا متعین ہے و یقیدم التیمم علی سبیل الغسل علی اللہ حبیب المستحبین
بہکان التیمم اذا رجع عن قولہ لا یجوز الاکل اور تیمم کو مقدم کرنا چاہیے شرب خراکی طہارت پر یعنی نقطہ تیمم نہیں جو وضو اور تیمم جائز نہیں بنا پر
قول تیمم ٹھوکا کو مفتی بہ مذہب پر اس واسطے کہ جب تک جو کہ ایک قول سے تو اس پر عمل کرنا متعلق کو جائز نہیں ہم فہم خرا اس سے جانتے ہو کہ خرو پانی
میں ڈالے جاوین اور وہ پانی مٹھا اور سائل باقی رہی تو امام کا اول قول یہ تھا کہ غلبہ سے وضو متعین ہے یعنی تیمم کرنا چاہیے اور ابو یوسف کا کہ نقطہ تیمم
کرنا چاہیے اور محمد کے نزدیک جمع بین الوضوء التیمم ہے اور فہم خرا جیکہ کاٹا اور ٹھوکا جو جائز تو بالاتفاق وضو جائز نہیں شرم مجہد اور ابو الرائق میں جو
کہ امام کے نزدیک تیمم متعین ہے اسی قول کی طرف امام نے رجوع کیا جو کہ تیمم کرے اور اس سے وضو کرے بھی مذہب صحیح فہم خرا ہے کہ ان فی النسخ لم یضرب حکم لہم فی
کسوف اور پسینہ جو ٹھوکا کی مانند ہو حکم میں ہم اس واسطے کہ جو ٹھوکا مخلوط ہوتا ہے لعاب سے اور لعاب اور پسینہ دونوں پیدا ہونے میں گوشت سے تو ہر جان
کا پسینہ اور گوشت جوٹھے کے ساتھ متبر سے طہارت اور نجاست اور کراہت میں کہ ان فی النسخ حق الجہاد اذا وقع فی الماء صارت مشکوکاً علی اللہ
کمال المستصنف تو کہ مو کا پسینہ جیکہ پانی میں ٹپکا تو پانی مشکوک ہو گیا صحیح مذہب پر چنانچہ مستصنف میں مذکور ہے فی الجہاد عن الجہاد
حق فی الثوب والبدن اور محیط میں ہے کہ ادث وغیرہ ماکول اللحم نجاست خود کا پسینہ معاف ہو کر ہے اور بد نہیں یعنی ہر خند کس جو کہ غرض
اور ظہر تقسیم اس پر وال ہو کہ پانی میں معاف نہیں فی الحائضہ انہ طاهر علی الظاہ اور فنادی فاضی خان میں ہے کہ اس کا پسینہ پاک ہے ظاہر ہے
یہ یعنی جس مضمون میں اور ظہر اس کو چھوئے سو پانی بھی پاک رہیگا واللہ اعلم **باب تیمم** یہ باب جو تیمم کے احکام میں ثلاث
بدناً علیہ بالکتاب مصنف نے تیمم کو بعد وضو فصل کے تیسری درجہ میں ذکر کیا قرآن مجید کی پردہ سی ہم قرآن مجید میں تیمم دو مقام میں
ذکر ہے سورہ نسا اور سورہ اذہ بن سوحن تعالیٰ نے پہلے وضو کو بیان کیا پھر غسل کو پھر تیمم کو سو مصنف نے بھی قرآن مجید کی اقتدا کی وہو میں
حصہ کثیف لہذا الاذی لا یتأسیب اور تیمم اس محمدی امت کی خصوصیات سے بلاشبہ یعنی اگلی امت کو اسکا حکم نہ تھا حق تعالیٰ نے مزید رحمت سے

تیمم

طہارت میں پانی کی مقدار
میں سے پانی کی مقدار
میں سے پانی کی مقدار
میں سے پانی کی مقدار
میں سے پانی کی مقدار

کی شرط الاسلام اور اسکی شروع بن بن نے وہ دیکھا جو ہم لائق کے کلام کی تائید کرنا ہے کہ حسین طہارت مشروط نہیں اور حسین نیم جائز ہوتا ہے
 اپنے کی قال و طہارۃ و وجوب الماء وان لم یصلح لصلوۃ یا صابح یحرمہ یا صاحب یحرمہ کہہ کہ طہارۃ واجبہ جائزہ نیم جائزہ کہ اگر چہ نیم
 واسطے باوجود ہونے پانی کے اگرچہ اس نیم سے نماز جائز نہیں ہم اکثر مسنون بن طہارۃ واجبہ اور ایک نسخہ مطبوعہ مصر میں طہارۃ واجبہ سے
 قلت یستوی الذکر لکما من الضابطۃ لیس فی کل ما لا یستوفی طہارۃ لہ ولیعمر وجوب الماء من کتھا ہون بلکہ وہ جس بلکہ اکثر کے
 واسطے نیم مذکور جائز ہے اسو اسکو کہ بعد فائدہ گذر گیا کہ نیم جائز ہے ہر ایک اس عمل کیو اسکی حسین طہارت مشروط نہیں اگرچہ پانی موجود ہو یا
 ما تشترکہ فیستوفی طہارۃ الماء کیلئے میں معصفت فلا یصلح لوجوب الماء واما للفقراء فان تھنا کلا لای وجوباً کلا لک اور
 فعل کیو اسکی طہارت شرط ہے سودان تو پانی کا نہونا نیم کیو اسکی مشروط و خواجہ معصفت کیو اسکی اسو وہ جائز نہیں پانی کے
 پانی والے کو اور اگر قرآن پڑھنے کیو اسکی اسو اگرچہ نووہ اول کی مانند ہے یعنی باوجود پانی کے اسکو نیم جائز ہے بلکہ وہ شخص
 ہے تو ثانی کی مانند ہے یعنی پانی کے ہونے اسکو نیم درست نہیں وقالوا لیتعمد لخلع مسجدی و لیتقرأ و لیتوضئ و لیتبہ اوکتابہ
 او تعلیمہ و لیزادہ فقیر اصحابہ مدنی اودقی میت اذ ان و اتفاقاً و الاسلام اسکا اور شرط کہ لیس لصلوۃ ب
 عند العامة بخلاف صلوۃ جنازہ و صلوۃ تلاوۃ و فتاویٰ مشیخہ ائمہ میں طہارۃ واجبہ کہہ کہ اگر نیم کیا دخول مسجد کیو اسکی
 قرآن پڑھنے کیو اسکی اگرچہ معصفت دیکھا کہ نیم کے چہرہ نکو یا اسکی کہنے کو یا اسکی تعلیم کو یا زبانت نمبر کے لئے یا بار پرسی کیو اسکی یا مرد
 دفن کرنے کو یا اذان یا اقامت کیو اسکی یا مسلمان ہونے کو یا اسلام کرنے کو یا اسلام کے جواب دینے کو تو ایسے نیم سے نماز پڑھنا جائز نہیں اکثر
 علماء کے نزدیک برخلاف نماز جنازہ یا مسجد و تلاوت کے یعنی اگر نماز جنازہ یا مسجد و تلاوت کیو اسکی نیم کیا تو اس نیم سے نماز پڑھنا جائز
 بشرطیکہ پانی موجود نہ ہو یہ ہمارے استاد غیر الدین ربلی کے فتاویٰ میں مذکور ہے قلت و طہارۃ لہ یجوز لفضل ذلک فخال میں کتھا ہون
 فتاویٰ مذکورہ کا ظاہر کلام یہ ہے کہ اسکو اسکا کرنا جائز ہے یعنی نیم کرنا مسجد و تلاوت کیو اسکی درست ہے سو اسکی مخاطب مل کر ہم جلیبی مٹھی لے کہا کہ
 جتنے تامل کیا سو اسکو صحیح یا مخطاوی نے کہا میں کتھا ہون کہ اگر شارح کی مسجد مراد ہو کہ مسجد و تلاوت کے واسطے نیم باوجود پانی کے جائز ہے
 تو یہ بالاتفاق جائز نہیں اور اگرچہ مراد ہے کہ پانی نہ ہونے کی وقت جائز ہو اسکا جواز بالاتفاق ہے تو شارح کے اس کلام کی حاجت نہیں ہے
 کلامہ کلیمہ لفقوت جمعہ و وقت و لو وقت و فی حق لفقوت لای بدلی نیم کرے نماز جمعہ اور نماز وقتی کے فوت ہونے سے اگرچہ پندر
 کا وقت ہو بسبب فوت ہونے ان نمازوں کے اپنا بدلہ چھوڑ کر یعنی جمعہ کا بدلہ اور پنجگانہ نماز اور وتر کا بدلہ فضا ہی برخلاف جنازہ اور مسجد
 کے اسو اسکو کہ ادنیٰ تغا نہیں و قیل ینقض الوقت اور قول نصیب بعد حرم کہ نیم کرے وقت کے فوت ہو جانے کے ٹہرے
 ہم فقیہ میں کہا کہ بعد روایت ہی ہمارے مشائخ سے اور اسپر چند فردم کو متفرع کیا از الجملہ یہ ہے کہ اگر چہت پر ہورات کو اور کو ٹھہری کے
 اند پانی سے اور اند ہیری میں اسکی اندر جانے سے ڈرنا تو نیم کرے اگر فوت وقت کا خون ہو کذا فی البحر قال الحلیہ فاکو حط ان
 یتیم و یصلیٰ فرجید جلیبی شارح فنیہ لصلیٰ نے کہا تو ایسی صورتیں احوط یہ حرم کہ نیم کرے اور نماز پڑھے پھر وضو کر کے اس نماز کا
 اعادہ کرے یعنی نفا پڑھے و یجب ای یفرض طلبہ و لو یسئلوا فقد غلوا قلنا کذا فی ذریعہ من کل جانب ذکرہ الحلیہ اور وجوب
 ہے یعنی فرض جو نماز کرنا پانی کا اگرچہ اپنا آدنی صیگر تلاش کو بقدر ایک نیر کے جانبیے یعنی نیم گز ہر جانب سو الباقی ذکرہ جلیبی نے
 ہم نیز بہاب نیم گز تک کذا فی المنع شرعی لایہ میں ہر ایک سو منقول ہے کہ جسطرف پانی کا گمان ہو فقط و سیرت استفاد
 کلام کرنا چاہیے نہ ہر جانب سو تو شارح کا مطلب یہ ہے کہ ہر جانب سو جہر گمان ہو اور ہر تلاش کرنا چاہیے کذا فی الطحاوی و فی البدایہ
 الا حطیہ قدرہ لایصل فیہ و یجوز لک لا یستطاع اور ہر ایک میں سے کہ نیم تر فو ل یہ ہے کہ پانی کا تلاش کرنا استفادہ نہ ہونے

تو میں اس کی ذات کو اور اس کو سفید کرنے سے پہلے اگر ایک کو بھی اور نہیں سو ضرر ہو تو عدم طلب مباح ہے ان ظنی
 طہارت کا یہ دونوں حیل یا مکارے اور اختیارات تلاش فرض ہے اگر گمان قوی ہو پانی کے پاس ہو نیکا ایک میل سے کم کسی ملامت سے واپس
 متقی آدمی کے خبر دینے سے ہم غن میں اور غن غالب میں فرق یہ ہے کہ اگر احد الطرفین قوی اور اہم ہو دوسری قوی اور دلی نہ جم راہم ہو
 اور نہ چوڑی دوسری کو تو اس کا نام غن اور گمان ہے اور جبکہ احد الطرفین دلیں ہم جادوی اور دوسری جانب کو چوڑی ہو اس کا نام اکثر غن
 اور غالب الراہی ہے میل کی قید اسو اسطر لکائی کہ میل اس وقت تک میل ہے جبکہ اس کی طلب واجب نہیں قرب پانی کی علامت یہ ہے کہ سب سے نظر آوے اور
 پڑیاں گہو متی ہوں کذا فی الطہارۃ والاکھیل علی خطہ قریبہ لا یجب بل یندب الی حاکم والا لا اور اگر پانی کے نزدیک ہو نیکا اس کو
 غن غالب نہ ہو یعنی شک ہو یا غیر قوی غن ہو تو تلاش واجب نہیں بلکہ مستحب ہو اگر اسید ہو نزدیکی کی اور اگر اسید نہ ہو تو تلاش مستحب بھی نہیں ہے
 لوصحہ بتیمیم و تہنہ من یسألہ ثم یسألہ یسألہ و لا یسألہ الا اذا و لا الا اذا اگر نماز پڑھی نیم سے بدو نہ چھنے کو اور حالانکہ وہاں وہ شخص تھا جس کو
 پوچھا پھر نماز کے بعد اس شخص نے پانی کے نزدیک ہونے کی خبر دی تو نماز کو پھر پڑھے ورنہ اعادہ نہ کرے کذا فی الزیلعی ہم بحر الرائق میں ہراج
 سے منقول ہے کہ نیم کیا بدو طلب ہے اور طلب واجب بھی اور نماز پڑھی پھر تلاش کی سو پانی پایا تو اعادہ واجب ہے طرفین کے نزدیک مطلقا خواہ
 اسکے پانی کی کوئی خبر دی یا نہ دی خلافاً لابی یوسف کذا فی الطہارۃ و شریطہ اے للقیوم فی حق جلالہ العزیز مینہ عبادۃ فی اور مشروط ہو نیم
 کیو اسطر نماز جائز ہونے کے حق میں عبادت کی نیت کرنا ہم جواز نماز کی قید اسو اسطر لکائی کہ نماز کے سوا چنانچہ سلام یا جواب سلام کیو اسطر
 فقط نیم کی نیت کفایت کرتی ہے اور عبادت کی نیت کی مانند طہارت یا استیحات نماز یا رفع حدث یا رفع جنابت کی نیت ہو کذا فی البحر و صلوٰۃ
 جنائزۃ و حیدرۃ و تلاوۃ کاشف فی الاصل اگرچہ عبادت نماز جائزہ ہو یا سجدہ تلاوت کا نہ سجدہ شکر کا امام کے صحیح قول میں یعنی اگر نماز جائزہ
 یا سجدہ تلاوت کی نیت ہو نیم کیا تو اس نیم کو اسطر میں مطلق نماز جائزہ اور اگر سجدہ شکر کیو اسطر نیم کیا تو اس نیم کو نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ وہ عبادت
 نہیں یا امام کے نزدیک حلی نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک سجدہ شکر مستحب ہے اور اسی پر فتویٰ چنانچہ سجدہ تلاوت کے باب میں مذکور ہو گا تو جب
 عبادت ہو تو اس نیم کو نیم نماز صحیح ہوگی مقصود یہ نیم کیو اسطر اس عبادت کی نیت مشروط ہو جو مقصود بالذات ہو یعنی دوسری عبادت کا وسیلہ
 نہ ہو دخول مسجد و شمس و غیرہ عبادت مقصودہ کی قید سو مسجد کا داخل ہونا اور مسجد کا چھو داخل کیا یعنی دخول مسجد اور اس مسجد خود
 عبادت مقصودہ نہیں بلکہ نماز اور قرآن پڑھنے کے وسیلہ ہیں اگر کوئی کہے کہ دخول مسجد قطع نظر نماز کے احکام کیو اسطر ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے
 ہے کہ عبادت تو احکام ہے اور دخول مسجد اس کا تابع ہے تو عبادت مقصودہ نہ ٹھہرا اور قرأت کی نیت سو نیم کرنے میں تفصیل حق ہے چنانچہ بدو نیم
 میں ہے کہ اگر جب قرأت کیو اسطر نیم کیا تو اس کو اور نماز میں پڑھنا جائز نہیں کذا فی الطہارۃ والاکھیل اے لا یحل لیم قراءۃ القرآن للجنبین
 طہارۃ نیم کیو اسطر وہ عبادت مقصودہ مشروط ہو جو صحیح نہیں یعنی حلال نہیں بدو طہارت کے لاکھیم کی تفسیر لا یحل اسو اسطر کی تاکہ عبادت مقصودہ
 جنب کی قرآن خوانی کو بھی شامل ہو جائے زلیحی اور سراج و لیج وغیرہ میں مطلق مذکور ہے کہ صحیح ہے کہ قرآن خوانی کے نیم سے نماز پڑھنا درست
 نہیں لیکن بدائع اور غایۃ البیان اور بہتے میں کہا کہ اطلاق صحیح نہیں تفصیل حق ہے یعنی اگر جنب قرآن خوانی کیو اسطر نیم کرے تو اور نماز میں پڑھنا درست
 ہیں چنانچہ بحر الرائق میں ہے کہ شرط یہ ہے کہ نہوی عبادت مقصودہ ہو یا عبادت مقصودہ کا جز ہو اور وہ حلال ہو بدو طہارت کے تو قرآن خوانی
 عبادت مقصودہ یعنی نماز کا جز ہے لیکن اگر قرآن خوانی جب ہو تو شرط غیر یعنی عدم طہارت فعل الا طہارۃ پائی گئی تو نیم کی شرط پوری ہو گئی تو نماز
 اس سے درست ہوئی اور اگر قرآن خوانی جب نہیں بلکہ جو مفروض ہو تو شرط اخیر پائی گئی تو اس نیم کو نماز جائز نہ ہوئی کذا فی النسخ شامی نے لایح کی
 تفسیر لا یحل کی تاکہ اشارہ ہو اس تفصیل حقیقی کی بشرط خروج المسلم و شرط اخیر سے سلام کرنے اور سلام کے جواب دینے کا نیم خارج ہو گیا
 یعنی سلام اور جواب اگرچہ عبادت مقصودہ ہیں لیکن بدو طہارت کے بھی صحیح ہیں تو ان کے نیم سے نماز پڑھنا جائز نہیں فلما سلم و جواب دینے کی

از غن اہم

حلال ہونا داخل ہو
 یا طہارت نہ ہو

نَسِيحَةُ الْفَتْوَى

1000

[illegible]

سہر کاتب سو کندہ ساقط ہو گیا تو یہ کلام اُن کے مولف کی عبادت اسطرح مناسب تھی وہاں ان قصاص میں عطف قرار دینا ہی اجتماع نہیں درمیان قصاص
 اور کندہ کہہ سوا سوا کہ قصاص جو نام پر قتل محمد بن ابراہیم کا تھوڑا نہیں اور کفارہ ہونا چاہیے عمدہ اور خطا اور اس کی جاری مجرا میں اس کا
 قصاص نہیں آئے مافی الطحا کہ اور بعض نسخوں میں یوں عبارت ہو اور قصاص میں اودیت یعنی جمع نہیں درمیان قصاص اور دیت کو والدہ مسلم و
 لا حاکم فی قطع اولیٰ اور اجتماع نہیں تا دین اور قطع میں یا تا دین اور اجتماع میں یعنی جب سارق کا تھوڑا گیا تو اس پر مال مسروقہ کا تا دین
 نہیں اور جس فرد پر پل کے ٹٹ کرنے سے توان ہو اس کو اسطرح فردی نہیں اور جس کی فردوری لازم ہو اس پر تا دین نہیں ولا جلیٰ ہم جن
 لوں نے اور نہ در و مارنا سنگساری یا ترمیم کے ساتھ یعنی اخراج از وطن ہم اسو اسکو کہ کتلا کی کی حد درجہ میں اور یا ہی کی حد سنگساری
 اور در و مارنا ترمیم کے ساتھ جمع نہیں ہونا مگر تجوز حاکم لیکن در و مارنا قید کرنے کے ساتھ جمع ہو سکتا ہو کذا فی الطحا دی ولا حقیق
 متعہ اصحاب و اصحاب اقصایہا و موثر ہا میں جہاں اور اجتماع نہیں مہر اور متعہ میں یا مہر اور حد میں یا مہر اور عورت کی ضمانت یا
 یا اس کی موت میں زوجه کے جماع سے ہم مہر اور متعہ میں اسو اسطرح اجتماع نہیں کہ مطلقہ قبل از دخول کا اگر مہر سی سے نہ نصف مہر و جب مہر
 اگر مہر سی نہیں تو متعہ واجب ہے بیان متعہ کی مراد کرنی اور اوڑھنے اور چادر مراد سے اور مہر اور حد میں عدم اجتماع کی وجہ یہ ہے کہ اگر دوطی
 صحیح یا مشیہ سو سے تو مہر واجب ہو اور حد نہیں اور اگر دوطی زنا کی سے تو حد ہو اور مہر نہیں اور انصاف کی حقیقت یہ ہے کہ زوجه کے جماع سے
 حدت کے بدل اور برازی کی دونوں میں بھٹ کر ایک ہو گئیں تو یہاں زوجه پر ضمان ہو نہ مہر اور اسی طرح اگر اس کو جماع سے زوجه مگر نہ تو دین
 سے نہ مہر ولا مہر مثل و شقیۃ اور اجتماع نہیں مہر مثل اور مہر میں بن اسو اسکو کہ اگر مہر جائز کا نہیں ہو گیا تو وہی واجب ہو اور اگر مہر کا ذکر
 نہ ہوا یا غیر جائز کو معین کیا چاہے شراب یا سونہ مہر مثل واجب ہو گا ولا حدیۃ وینالہش اور اجتماع نہیں وصیت اور میراث میں یعنی واث کی
 و اسطرح وصیت کرنا صحیح نہیں الا باجازت باقی در کذا فی الطحا دی وغیرہا کسبہ و محملہ ان مثلہ اللہ تعالیٰ امان اشارہ کو کر کہ صحیح
 اور جہیزین حد میں اجتماع میں جہاں ذکر کے آدھا اپنی موقع پر اگر حق تعالیٰ نے جائز بہ وجہ راسی لا یستطیع معہ مستحقہ و لا ولا غسلہ
 جب تک فی الفیض عن غریب الروایۃ ینتقم و افعی قاری الیہ لایاۃ ینکطع عنہ فوض محضہ جگہ سر میں ایسا سخت درد ہو کہ اس کو کھینچ
 مسیح نہیں کر سکتا برضو ہونے میں اور نہ اسکو دہر سکتا ہو نہانے کی حاجت میں تو فیض میں ظاہر الروایۃ کے خلاف غریب الروایۃ سے یہ مذکور
 کہ وہ شخص تیس کر ہی یعنی نہ خود اور غسل کے عوض اور قاری دہانے اسکا فتویٰ دیا ہو کہ اس شخص سے سر کی تربیت دفع میں ساقط ہو ولا غلیہ
 جہیز فی حقہ مسکحی لان اور اگر سر پر کیا چون کی پٹی سے نواد سو سر میں دو تول میں سر کرنا اور نہ کرنا ہم اور وجہ ہم کا قول ظہر سے
 کذا فی الطحا دی و کذا ینکطع غسلہ فیکسب علی جہیزین لم یضرب ولا یسقط اصلہ و اصلہ علی کذا لایستطیع کما لایستطیع العبد ان یضرب
 اور اسطرح غسل میں دھوا سر کا ساقط ہونا ہو تو سر کر کے کر کے پٹی پر سر ہو لے بلکہ سر اسکو ضرر کرنا ہو اور اگر ضرر کرنا ہو تو دہنا اور سر کرنا
 دونوں بالکل ساقط ہیں اور یہ شخص حکم شرع میں بدون اس قصہ کے شہرہا گیا کہ یا اسکو سر ہی نہیں جہیز فی حقہ مدہم الطحا دی و ہذا اور
 سر کرنا ساقط ہونا **باب المند علی الخلق** یہ باب ہو دونوں مندوں پر ہم کرنا اگر لاشعوبہ لاشعوبہ
 منصف نے مندوں پر ہم کرنا تیمم کے بعد ذکر کیا بسبب یہ ہونے مسیح کے حدیث سوا حدیث ثابت ہو تو ان مجید سے و مولیٰ انہ لم یضرب
 اللہ تعالیٰ اس سے لفت عروہ میں ہاتھ کا پیرنا کسی چیز پر خواہ وہ چیز موزہ ہو یا عضو یا دیوار و غیرہ الا صلیٰ علیہ السلام و غیرہ محض ہونا
 نہ میں محض ہونا و شرم کی مطلق میں ہم عبارت ہو تراوت کے پونہا نے سے خاص مند کو زنا خاص میں ہم خاص موزہ جس میں شرم و عار
 موجود ہیں اصداۃ خاص ہو و ایک نداد ایک ان جو ہم کو اسطرح انہن طوات اور دونوں ساقط ہونا و شرم السائر لکبیدہ و اکثر میں
 جلد و طویۃ اللہ شرم میں مندہ اسکا نام ہو و ایک کے دونوں مندوں کو پیرنا ہونا نہ کرنا ہو پیرنا ہونا سکی لغت اور پیرنا ہونا شرم و عار

وہاں ان قصاص میں عطف قرار دینا ہی اجتماع نہیں درمیان قصاص اور دیت کو والدہ مسلم و لا حاکم فی قطع اولیٰ اور اجتماع نہیں تا دین اور قطع میں یا تا دین اور اجتماع میں یعنی جب سارق کا تھوڑا گیا تو اس پر مال مسروقہ کا تا دین نہیں اور جس فرد پر پل کے ٹٹ کرنے سے توان ہو اس کو اسطرح فردی نہیں اور جس کی فردوری لازم ہو اس پر تا دین نہیں ولا جلیٰ ہم جن لوں نے اور نہ در و مارنا سنگساری یا ترمیم کے ساتھ یعنی اخراج از وطن ہم اسو اسکو کہ کتلا کی کی حد درجہ میں اور یا ہی کی حد سنگساری اور در و مارنا ترمیم کے ساتھ جمع نہیں ہونا مگر تجوز حاکم لیکن در و مارنا قید کرنے کے ساتھ جمع ہو سکتا ہو کذا فی الطحا دی ولا حقیق متعہ اصحاب و اصحاب اقصایہا و موثر ہا میں جہاں اور اجتماع نہیں مہر اور متعہ میں یا مہر اور حد میں یا مہر اور عورت کی ضمانت یا یا اس کی موت میں زوجه کے جماع سے ہم مہر اور متعہ میں اسو اسطرح اجتماع نہیں کہ مطلقہ قبل از دخول کا اگر مہر سی سے نہ نصف مہر و جب مہر اگر مہر سی نہیں تو متعہ واجب ہے بیان متعہ کی مراد کرنی اور اوڑھنے اور چادر مراد سے اور مہر اور حد میں عدم اجتماع کی وجہ یہ ہے کہ اگر دوطی صحیح یا مشیہ سو سے تو مہر واجب ہو اور حد نہیں اور اگر دوطی زنا کی سے تو حد ہو اور مہر نہیں اور انصاف کی حقیقت یہ ہے کہ زوجه کے جماع سے حدت کے بدل اور برازی کی دونوں میں بھٹ کر ایک ہو گئیں تو یہاں زوجه پر ضمان ہو نہ مہر اور اسی طرح اگر اس کو جماع سے زوجه مگر نہ تو دین سے نہ مہر ولا مہر مثل و شقیۃ اور اجتماع نہیں مہر مثل اور مہر میں بن اسو اسکو کہ اگر مہر جائز کا نہیں ہو گیا تو وہی واجب ہو اور اگر مہر کا ذکر نہ ہوا یا غیر جائز کو معین کیا چاہے شراب یا سونہ مہر مثل واجب ہو گا ولا حدیۃ وینالہش اور اجتماع نہیں وصیت اور میراث میں یعنی واث کی و اسطرح وصیت کرنا صحیح نہیں الا باجازت باقی در کذا فی الطحا دی وغیرہا کسبہ و محملہ ان مثلہ اللہ تعالیٰ امان اشارہ کو کر کہ صحیح اور جہیزین حد میں اجتماع میں جہاں ذکر کے آدھا اپنی موقع پر اگر حق تعالیٰ نے جائز بہ وجہ راسی لا یستطیع معہ مستحقہ و لا ولا غسلہ جب تک فی الفیض عن غریب الروایۃ ینتقم و افعی قاری الیہ لایاۃ ینکطع عنہ فوض محضہ جگہ سر میں ایسا سخت درد ہو کہ اس کو کھینچ مسیح نہیں کر سکتا برضو ہونے میں اور نہ اسکو دہر سکتا ہو نہانے کی حاجت میں تو فیض میں ظاہر الروایۃ کے خلاف غریب الروایۃ سے یہ مذکور کہ وہ شخص تیس کر ہی یعنی نہ خود اور غسل کے عوض اور قاری دہانے اسکا فتویٰ دیا ہو کہ اس شخص سے سر کی تربیت دفع میں ساقط ہو ولا غلیہ جہیز فی حقہ مسکحی لان اور اگر سر پر کیا چون کی پٹی سے نواد سو سر میں دو تول میں سر کرنا اور نہ کرنا ہم اور وجہ ہم کا قول ظہر سے کذا فی الطحا دی و کذا ینکطع غسلہ فیکسب علی جہیزین لم یضرب ولا یسقط اصلہ و اصلہ علی کذا لایستطیع کما لایستطیع العبد ان یضرب اور اسطرح غسل میں دھوا سر کا ساقط ہونا ہو تو سر کر کے کر کے پٹی پر سر ہو لے بلکہ سر اسکو ضرر کرنا ہو اور اگر ضرر کرنا ہو تو دہنا اور سر کرنا دونوں بالکل ساقط ہیں اور یہ شخص حکم شرع میں بدون اس قصہ کے شہرہا گیا کہ یا اسکو سر ہی نہیں جہیز فی حقہ مدہم الطحا دی و ہذا اور سر کرنا ساقط ہونا **باب المند علی الخلق** یہ باب ہو دونوں مندوں پر ہم کرنا اگر لاشعوبہ لاشعوبہ منصف نے مندوں پر ہم کرنا تیمم کے بعد ذکر کیا بسبب یہ ہونے مسیح کے حدیث سوا حدیث ثابت ہو تو ان مجید سے و مولیٰ انہ لم یضرب اللہ تعالیٰ اس سے لفت عروہ میں ہاتھ کا پیرنا کسی چیز پر خواہ وہ چیز موزہ ہو یا عضو یا دیوار و غیرہ الا صلیٰ علیہ السلام و غیرہ محض ہونا نہ میں محض ہونا و شرم کی مطلق میں ہم عبارت ہو تراوت کے پونہا نے سے خاص مند کو زنا خاص میں ہم خاص موزہ جس میں شرم و عار موجود ہیں اصداۃ خاص ہو و ایک نداد ایک ان جو ہم کو اسطرح انہن طوات اور دونوں ساقط ہونا و شرم السائر لکبیدہ و اکثر میں جلد و طویۃ اللہ شرم میں مندہ اسکا نام ہو و ایک کے دونوں مندوں کو پیرنا ہونا نہ کرنا ہو پیرنا ہونا سکی لغت اور پیرنا ہونا شرم و عار

دھونے کی مانند ہونا جبکہ مسح کرنا لاتعداد ستون کی است کرنا حیثی اسو اسطو کہ وہ صاحب نہیں کذا فی الطهارة وی ولو لم یلکھا یا حیثی ان سقطت
 علیا لیجب احاداً المسح بل یتطلب اور اگر ایک جبرہ کو بد لکھ دو مسج جبرہ کو باندھایا اور پر کے جبرہ فط ہو گئی تو دوسری بار مسح کرنا واجب نہیں
 ہے بلکہ سب سے پہلے جبرہ پر مسح کرنا چاہیے اور جب مسح کرنا چاہیے تو اس کی پٹی کا مسح دوسری پانوں کے دھونے کے
 ساتھ یعنی اگر مسح جبرہ کا مسح ہوتا ہو تو غسل کے ساتھ مسح ہوتا جیسو ایک قدم کا دھونا اور دوسری قدم کے موزی پر مسح کرنا جائز نہیں کذا فی الطهارة
 لا یستحب مسحاً مع نہیں کیا جانا جبرہ کے موزی کا مسح دوسری قدم کے جبرہ کے مسح کے ساتھ یعنی اگر دھون قدم پر جبرہ سے سو اسو سنی ایک قدم
 کے جبرہ پر مسح کیا اور دوسرے قدم کے موزی پر مسح کیا تو جائز نہیں طحاوی نے کھا اسو اسطو کہ اصل اور بدل میں مسح کرنا لازم آیا بل حقیقتہ
 بلکہ دھون موزوں کا مسح جمع کیا جانا ہی ہم صورت اس کی بھی ہے کہ اگر ایک پانوں پر جبرہ سے سو اسکا مسح کیا اور دوسرے پانوں کو دھوپا
 دھون قدم پر موزی پہنے پر دھونو تا تو دھون پر مسح کرنا جائز ہے اسو اسطو کہ جمع مقدم بیان نہیں ہے یعنی اصل اور بدل میں بیان اجتماع نہیں
 کذا فی الطهارة وی ویلغو فی المسح ولو شئت بل لا یقضی غسل دفعا للرجل اور جائز ہے یعنی مسح جبرہ کا مسح ہی اگر کہ جبرہ بدھون
 دھونا اور دھونے کے باندھ ہی گئی ہو تو محقق کیو اسطو ویلغو فی المسح کا لغو لکن ان یقضی لا بد لکن اور ترک کیا جانا ہی جبرہ کا مسح جیسو دھونا یا کھا
 متروک ہو لکھ ضرر کرنا ہو اور اگر ضرر نہ ہو تو ترک کیا جائی ہم ضرر سے مراد وہ ضرر ہے جو اعتبار کے لائق ہے مطلق ضرر اسو اسطو کہ عمل اونسے ضرر سے غالی
 نہیں اور یہ ترک کو مباح نہیں کرنا کذا فی الطهارة وی وھو ای مسحاً مشتملاً علی کل عضو من الأعضاء اور وہ یعنی جبرہ کا مسح کرنا مشروط ہے
 ساتھ عاجز بننے کے مسح کرنے نفس موضع سے یعنی عضو کو جب مسح کر کے تب جبرہ کا مسح ہی ہے ہم عاجز بننے کی صورت بھی ہے کہ موضع جبرہ کو پانی ضرر کرنا ہو
 یا پٹی بند ہی ہو جسکو کہنا ضرر کرنا ہو کذا فی الطهارة وی وان قد رجليه فلا مسح علیہا سو اگر عضو کے مسح پر قادر ہو تو پٹی پر مسح کرنا بھی نہیں ہم محققین
 سے کہ اسکو بادر کہنا چاہیے کہ لوگ اس شرط سے غافل ہیں کذا فی الطهارة وی والحاصل ان مسح الرجل ولو لم یلکھا یا حیثی فان مسحہ ولو مسح
 مسحاً اسقط اصلاً ما مل کلام بھی ہے کہ دھونا ممل کسو کا لازم ہے اگر کہ گرم پانی سے یعنی اگر سرد پانی سے دھونا ضرر کرنا ہو تو گرم پانی سے دھونا چاہیے
 اور گرم پانی سے بھی دھونا مان کا ضرر کرنا ہو تو عضو کو مسح کرے اور اگر نفس عضو کا مسح ضرر کرنا ہو تو اس کی پٹی پر مسح کرے اور اگر پٹی پر مسح کرنا بھی ضرر
 کرنا ہو تو بالکل ساقط ہو گیا یعنی نہ دھونا لازم رہا نہ مسح کرنا ویکسیر فی مفتنہ وجعل علی کل عصابة مع فتیلتی الا حقان خیر الماکون
 اور مسح کرے فسد یعنی والا اور زخمی اور جو کہ انکی مانند ہی ساری پٹی پر اس مکان کے ساتھ جو پٹی کی گرہ کی دھون طرف کشا وہ بھی صحیح تر قول میں اگر اسکو
 پانی ضرر کرنا ہو یا پٹی کا کہنا ضرر ہو ہم مصنف استیجاب ہم میں صاحب کثر کا تابع ہوا اور قول اصح جبرہ فتونی سے بھی ہے کہ اکثر عصابة کا مسح کافی ہو
 اور گرہ کے پاس کی کشا دگی مسح کرنا کافی ہے ذخیرہ میں کہا کہ بھی قول اصح جبرہ فتونی سے بھی ہے کہ اکثر عصابة کا مسح کافی ہو
 فی الطهارة ومنہ ان لا یلکھا بنفسہ ولا یلکھا من یلکھا اور بخیر ضرر کے بھی ہے کہ اس شخص کو خود پٹی کا باندھنا ممکن نہیں اور نہ اس شخص کو
 پانا ہی جو پٹی کو باندھ دی انکس طہرہ ففعل علیہ دواء او صنعہ علی شقی رجلا آجیہ الما علیہ ان قد رجليه لا یلکھا ولا یلکھا ایک شخص
 کا ناخن ٹوٹا سو اسو اسنی دوا کر کہی یا پانوں کی پڑائی پر دوا لگائی تو دھون میں اس پر پانی کو بھاوی اگر ہو سکے اور اگر سپر قادر نہ ہو تو اسکو مسح
 کرے اور اگر جبرہ بھی نہ ہو سکے تو چوڑ دی یعنی تو دھونا اور مسح کرنا دھون ساقط ہو گیا فذر مسح والمسح یبطله سقوطه لکن یجوز والا لا اور مسح کو
 باطل کرنا ہو گر پٹی کا زخم کے چکے ہو جانے سے اور اگر بدن صحت کے پٹی ساقط ہو گئی تو مسح باطل نہیں ہوتا بر خلاف مسح نوزہ فان سقطت
 فی الصلوات استأنفها پر اگر پٹی صحت کے بعد نماز میں ساقط ہو گئی تو نماز کو پھر شروع کرے وکذا الحکم لو سقط الداء او برء موضعها ولو سقطت
 جعبہ اور اسطر حکم فضلی کی گردا ساقط ہو گئی یا پٹی کا مکان اچھا ہو گیا اور ہونو پٹی نہیں کذا فی الطهارة وی لکن ہم یعنی اگر دوا صحت کے بعد نماز میں ساقط
 ہوئی یا پٹی کا ممل اچھا ہو گیا تو نماز کو پھر شروع کرے ویبغی نقیض لیس انما الذل لیس انما فان خذوا فیہ اور حکم مذکور کو مفید کرنا چاہیے اس

صورت کے ساتھ جبکہ بی کا دانا ضرر کرے تو اگر مضر ہو تو مسح باطل نہیں کذا فی الجرح یعنی بی کے ساتھ ہونے سے بعد صحت کے احوال صحیح
باطل ہوا جو جبکہ بی کا کہو لڈ النافض نہ کرنا ہو اور اگر مضر ہو اسطرح کہ بی نہایت چکی سے گشت ہو اور اس کے جدا کرنے میں نازی نہ خرم کا احتمال ہو تو اس
صورت میں مسح باطل ہو گا والرجل والعملاق والحدیث والجنف فی المسح علیہا کہلے تو ایسا مسح اتفاقاً اور مرد اور عورت اور محدث
اور جنب جبرہ کے مسح میں اور اس کے توابع میں برابر ہیں بالاتفاق ہم توابع جبرہ سہا اور نصد کی بی اور داغ کا موضع اور وہ تندرست مقام جو
ضرورت کے سبب سے بی کے نیچے آگیا ہے ولا یشتد فی مسح الاستیعاب وکرار فی الاغفر فیکل مسح اکثرہا مکررہ یغفر اور بی کے
مسح میں پوری بی پر مسح کرنا اور مسح کو کرنا شرط نہیں سمجھو قول میں تو بی کا ایک بار آدھی سوزیادہ مسح کرنا کفایت کرنا ہے اسی قول پر فتویٰ عوام
یہ قول مخالف صحیح قول سابق کے کہ وہاں پوری بی کا مسح مذکور ہے اور اگر اسی قول اخیر پر اقتضایا ہوتا تو بہتر تھا اس واسطے کہ فتویٰ اسی قول پر ہے
کذا فی الطحاوی وکذا لا یشتد فیہا ثبوت اتفاقاً کما فی الخلاف فی قولی اور اسی طرح بی کے مسح میں نیت شرط نہیں برخلاف
مسح سوزہ کے کہ اوسمین ایک قول میں نیت شرط ہے اور اصح قول یہ کہ سوزی کے مسح میں نیت شرط نہیں و کافی تفسیر لاتی سر جمع عنہ
المصنف فی شرحہ اور جو عبارت کہ متن کی نسخہ میں سے مصنف نے اسکو ترک کیا ہے اپنی شرح میں ہم یعنی شرح منہ الغفار میں وہیم کو مضمون
جو بیچ سے آخر تک ساقط ہو طحاوی نے کہا تو اسکا ذکر نہ کرنا بہتر تھا کہ تا فیض کا مصنف پر اعتراض نہ لگتا **باب الحیض**
یہ باب ہر حیض کے احکام اور مسائل میں عتق بہ اکثر لکھتا ہے والصلوات الفی ثلثہ حیض نفاسی سفیاضہ مصنف نے حیض کو عنوان قرار
دیا اسباب کا حیض کی کثرت اور اصالت کے سبب سے ورنہ عورت کے خون تو تین قسم ہیں حیض اور نفاس اور استحاضہ یعنی ہر ضد اسباب میں
حیض اور نفاس اور استحاضہ تینوں خرفوں کے احکام مذکور ہیں مگر مصنف نے اسباب کو فقط باب الحیض کر کے آغاز کیا تو اسکی وجہ یہی ہے کہ حیض اکثر خرفوں
اور اصل سے برخلاف نفاس کے کہ ہمیشہ نہیں ہوتا بوجہ یہاں ہونیکے بعد ہوتا ہے اور استحاضہ بھی بار عورت کو ہوتا ہے نہ ہر عورت کو ہوتا ہے فہیض
وشرح علی القول بانہ من الاحداث ما یفتش عنہ بسبب اللہ واللذکو وہ یعنی حیض لغت عرب میں روانگی اور بہنے کو کہتے ہیں اور اصطلح
شرع میں بنا براس قول کے کہ حیض حدث ہو منجد حدث اور احداث کے شرعی روکا ہے خون مذکور کے سبب سے یعنی جن عبادات میں طہارت
شرط ہے چنانچہ نماز اور مسحت اور دخول مسجد وغیرہ شارح نے حیض کو مانع طہارت اعتبار کیا ہے اگرچہ مانعیت حسبہ نہیں علی القول بانہ من
الاتحایس دھرم حرام اور بنا براس قول کے کہ حیض ناپاک چیز ہے منجد اور نجاسات کے تو وہ خون ہو کہ عورت کے رحم یعنی بچہ دان سے جاری
ہو تا ہے خج الاستحاضہ رحم کی فید سے استحاضہ حیض کی تعریف سے نکل گیا اسواسطے کہ استحاضہ رحم کا خون نہیں بلکہ رگ کے پھٹانے سے
نکلتا ہے اور اسی طرح نکسیر اور خون کا خون اور جو کہ متعدد سے خارج ہو وہ رحم کی فید سے خارج ہو گیا ومنہ ما تہ صغیرہ والنسبہ وہ
مشکل اور منجد استحاضہ ہی وہ خون ہے جسکو نوربس کو رحم کی چوٹی لڑکی دیکھتی ہو اور وہ بڑھی عورت جسکو حیض کی امید نہ رہی اور جو خون کہ نفث
مشکل دیکھے قول مختار یہ ہے کہ وہ برسکی عورت آئے ہو کذا فی اکثر الاعتبار لا لولا لادۃ خرج النفاست نہ ولادت کے سبب سے اس
فید سے نفاس خارج ہو گیا حیض کی تعریف سے اسواسطے کہ نفاس خارج ہوتا ہے رحم سے ولادت کے سبب سے برخلاف حیض کے وسببہ ابتداء
ابتداء اللہ علی النبی اور حیض کے ہونیکا پہلا سبب خدا کا مبتلا کرنا تھا خوا علیہا السلام کو درخت منی جن کے کہا لیتو سوزہ درخت
گہون تھا یا انجیر یا انگور ورنہ بنی زلدھم من النبی اور حیض کا رکن خون کا باہر نکل آنا ہے رحم سے یعنی فرج داغ کی کناری کی برابر ہو جا
یہی قول مسند جو اور محمد کے نزدیک ہے اس رکن جو حیض کا دشرہ اختلاف ہے صورت میں ظاہر ہو کہ عورت نے وضو کیا پہر گدی رہی پر نزول خون کا جسکو
ہر اقبل غزو کے پہر گدی جدا کی اسکو بعد تو محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹا برخلاف شیخین کے یعنی جبکہ کدہ فرج کے محاذی ہو اور اگر محاذی ہو گا تو
الاتفاق حیض یا نفاس ثابت ہو گا کذا فی الطحاوی عن النہو وشرطہ تقدم لصاب الظہر والوجہ اور حیض کی شرط مقدم ہونا ہی نصاب طہر

اور محمد کے نزدیک اس نے مدت تصدین کے ساتھ دن اور ایک ساعت ہو ایک ساعت نفاس کی آمد پندرہ دن طہر کے اور تین جیسے نو دن کے اور باہر کے
طہر کے ۳۰ دن کے لئے الطحاوی و اکثرہ اسرہولت یوماً کذا من اہل الترمذی وغیرہ و لکن اکثرہ اربعة اثنی عشر اور اکثرہ مدت نفاس کی
۳۰ دن بن جابر طبرستان و غیرہ محدثین نے روایت کی ہے اور اس واسطے کہ اکثر نفاس اکثر جیسے کا چار چند ہر ۳۰ دن جیسے دس دن کا ہو تو اس کا
چرگنا ۳۰ دن ہو تو چار چند ہر نیکی یہ وجہ ہو کہ چار جیسے کے بعد بچے میں جان پڑتی ہے تو اس وقت سے جیسے کا خون اس کی غذا ہوتا ہو اور پہلو جو
چار جیسے خون بند رہا وہ نفاس ہو کر نکلتا ہے واللہ اعلم ولا یتدعی علیکم الاستخاضہ کو مبتداء اور جو خون کہ زیادہ ہو اکثر نفاس یعنی
۳۰ دن سے وہ استخاضہ ہو اگر وہ عورت مبتداء سے یعنی پہلی پہلی عادت ہو اس کی عادت مقرر نہیں ہوئی ائماً المعتادة فتدلی بالادقہا اور عادت
مولیٰ زچا تو اپنی عادت کی طہر پھر جی جادوی کی یعنی اگر اس کی عادت ۳۰ دن کے نفاس کی ہو اور خون ۳۰ دن جاری رہا تو ۳۰ دن نفاس کے ہیں
اور باقی استخاضہ ہو و لکن الطحاوی اور طبرستان حکم یہ یعنی اگر مبتداء میں دس دن سے زیادہ خون جاری ہو تو زائد استخاضہ ہو اور عادت دلی
تو اپنی عادت کی طہر پھر جی جادوی کی کہ انہی طحاوی و اکثرہ جملہ کذا من اہل الترمذی و لکن اکثرہ ۳۰ دن کے نفاس کی عادت مقرر نہیں ہوئی ائماً المعتادة فتدلی بالادقہا اور عادت
بند ہو گیا نفاس اور جیسے کی اکثریت پر باہر سے اس کو تو سارا خون نفاس میں نفاس ہو اور جیسے میں تمام جیسے ہو اگر ہر ایک نفاس اور جیسے کے بعد پوری
طہر کا یعنی پندرہ دن کا اتصال ہو والا فقد اتقوا اور اگر ایسا نہیں ہو یعنی اگر اس خون کے بعد پندرہ دن کا طہر نہوا تو عادت کے موافق نفاس
اور جیسے سے اور عادت سے زیادہ استخاضہ ہو ۳۰ جیسے کیفیت یہ ہو کہ عورت کی عادت تہی ہر جیسے میں مثلاً پانچ دن کی سواد سکو چہ دن خون آیا تو
چہاں جیسے کے بعد ۳۰ دن طہر رہی پھر خون آیا تو اپنی عادت کی طہر پھر جی جادوی کی اور زائد استخاضہ ہو گا اور اگر پندرہ دن طہر رہا تو
اب چہ دن کی اس کی عادت ٹھہری اور نفاس کی طہر پھر جی جادوی کی اس کی عادت تہی ہر نفاس میں ۳۰ دن کی پھر اس کو ایک بار ۳۰ دن خون آیا پھر چودہ دن
طہر رہا پھر خون آیا تو اپنی عادت کی طہر پھر جی جادوی کی اور بوم زائد پندرہ دن کے طہر میں شمار ہو گا کذا فی الطحاوی و لکن اکثرہ ۳۰ دن کے نفاس کی عادت مقرر نہیں ہوئی ائماً المعتادة فتدلی بالادقہا اور عادت
بدینہ و تمامہ فیما کتفوا علی الملتق اور عادت ثابت ہوتی ہو اور بدلتی ہو ایک بار کسی اسی قول پر فتویٰ ہو اور اس کا پورا بیان مطلق الا بحر
کی ہمارے شرم میں ہو ۳۰ مثلاً مبتداء کو چار دن خون آیا یہ اس کی عادت ٹھہری پھر جبکہ پانچ دن مثلاً خون آیا تو اب بھی عادت ٹھہری پہلی عادت
جگہی دوبار ایک طرح پر اثبات اور اتصال عادت میں ابو یوسف کے نزدیک شرط نہیں اسی قول پر فتویٰ ہو اور طرفین کے نزدیک عادت ثابت نہیں
ہوتی بدو بار کے و النفاس لا یوم فیہما و لکن بینہما دون نصف حیولی اور دو جو روانہ ہون کی مان کا نفاس
پہلے بچے کے پیدا ہونے سے ثابت ہوتا ہے تو ائین ذہ و ذہبم میں جس کے باہر میں آدمی برس کو کم زمانہ سے یعنی اس واسطے کہ ولدا دل سے الفتح
رحم طہر ہوا تو اس کے بعد کا خون نفاس ٹھہرے گا و کذا الثلثہ ولو بین الاول والثالث اکثر منہ فی الاصحہ اور طبرستان حکم تین بچوں کا اگر چہ
ماہین ولدا دل اور ولدا ثالث کے نصف سال سے زیادہ زمانہ ہو گیا ہو صحیح تر قول میں یعنی اول اور ثانی میں اور ثانی اور ثالث میں نصف سال سے
کم ہو تو اول اور ثالث کے زیادہ ہو نہیکامصح قول میں چہ ہر بار نہیں منصف نے اپنی شرح میں بحر الرائق سے نقل کیا کہ جو خون کہ ولدا ثانی کے بعد
آیا اگر ۳۰ دن سے پہلے ہو تو وہ ولدا دل کا نفاس ہو پوری ۳۰ دن تک اور ۳۰ دن کے بعد استخاضہ ہو تو عورت غسل کرے اور نماز پڑھے پھر وضو
ثانی کے وہاں صحیح انہو و فوضہ الیہ من الاصحہ و لکن اکثرہ ۳۰ دن کے نفاس کی عادت مقرر نہیں ہوئی ائماً المعتادة فتدلی بالادقہا اور عادت
ہونے انصاف اور احتتام کے رحم کے خالی ہو جانے سے و یوسف و مثلث السبک ای مسبق خلق کید و جل و اصبر و انظر و مشعر و لا
یستین خلقہ الا بعد ما یوحش منہ و یما و لکن اکثرہ ۳۰ دن کے نفاس کی عادت مقرر نہیں ہوئی ائماً المعتادة فتدلی بالادقہا اور عادت
یا دنگی یا ناخن یا بال نوہ بچہ پر حکم شرح میں شمار نے کہا کہ سقط کے سین میں تینوں حرکات زبر زیر پیش رفت میں جائز ہیں اور بدہ یعنی سقوط
کے جو اور ظہر اعضا نہیں ہوتا مگر ایک سو تیس دن کے بعد ہم بحر الرائق میں ہو کہ سقط کی تعبیر ساقط کے ساتھ جی ہو لفظاً و معنی اس واسطے کہ

[illegible]

نہایت سے

والتسل بالمدح الی ان یقع فی قلبہ بانہ لہم کالمیکن مؤمنون متا حقیقۃً بالثبوت کما ذکر اور پانی سے دھونا یا نہانک کہ استنجا کرنا ایک دلیل
 میں ہے گاٹھ حاصل ہو کہ موضع استنجا کا پاک صاف ہو گیا جس سے اس کی حق میں سے جو شخص دیکھی نہیں خود سو کسی کے حق میں نہیں بار کا دھونا
 شہر یا جاسیہ کہ نجاست غیر مرئیہ میں گذر ابدی ای الجلی بلا کشف علی یقیناً احیاً پانی سے دھونا ڈھیلون کے بعد بدوین شہر کا گھر
 کے کچے رو برو یعنی اس شخص کے رو برو جس کی طہارتی کو مراد سے ہم مردہ مرئیہ سے کہ ڈھیلون کے بعد پانی سے دھونا پھر اسکے بعد غلطی پانی
 پر انگارنا پھر اسکے بعد نقطہ ڈھیلون پر کفایت کرنا کذا فی الطحاوی اعمالہ وذلک کما اقول کشف عورت کے ساتھ تو ہو نیکو ترک کر دینا
 غسل کی سنتوں سے پہلے نہ کر ہو چکا غلو کشف لہ حیا فلیستہ اذکر وہ ہونے کیو اسلو اور سو بدن کھولا تو گنگنا ہو جاو گا ہم بحر الاق میں ہر
 کہ ایسی صورت میں ڈھیلون پر کفایت کرے پانی سے استنجا کر دینا نہیں تو گنگنا ہو گا اور عوام غازی اکثر ایسا کرتے ہیں یہ بھی کشف کا حکم
 اوفیٰ کما لکنہ ابن النعمان گنگنا نہ ہو گا اگر غسل واجب یا گنو کیو اسلو شہر کا گھر کوئی خانہ یا بنی شعیبہ شام و بیانیہ نے اسکو کشف کی راہ سے
 روایت کی راہ سے بیان کیا ہے مستند مطلقاً یعنی اسلو ڈھیلون کے بعد پانی سے دھونا سنت ہی ہزار نے میں اسکا فتویٰ ہو کذا فی اسراج ہم
 یعنی ہمارے زمانے اور صحابہ کرام کے زمانے میں کیا سنت ہو اور قول ضعیف ہے کہ ہمارے زمانے میں سنت ہو صحابہ کرام کی وقت میں مستحب تھا
 وجب ایضاً من مسئلہ ان جاء و لہ من جنس کا دفع اور واجب یعنی فرض سے محل استنجا کا دھونا اگر مخرج سے نکال کر گئی ہو وہ نجاست
 جو نماز کی طہ سے یعنی اگر قدر درم سے زیادہ سے مخرج عام سے قبل ہو یا ذر و یستبرئ للقدس المأخوذ منہ و یا من حیث منہ الاستنجا
 لان ما علی الوجہ ساقطاً منہ وان کثر لہذا لا ذکرہ المأخوذ منہ اور مانع نماز کی مقدار نجاست ما درای موضع استنجا میں مستحب ہے
 اسوا اسلو کہ جو نجاست کہ مخرج پر سے وہ شرعاً ساقط الا اعتبار سے اگرچہ دنان بکثرت ہو یعنی درم سے زیادہ ہو وہ لہذا اس نجاست کے ساتھ نماز
 پڑھنا مکروہ نہیں ہم قدر درم سے زیادہ نجاست کا ہونا منہج پر اسوا اسلو ممکن ہے کہ ایک شخص کی مقعد بڑی ہو اور صدم کراہت ہو مگر اگر اس
 مخرجی سے نہیں تو ترک استنجا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ استنجا سنت ہو کذا فی الطحاوی ولکن کما یقال علیہ وعلیہم ویراقب یا ایس کذا فی
 یا ایس و یحییٰ استنجا بہ الا جلی کفی استنجا اور مکروہ و تحوی ہے استنجا کرنا بڑی اور کھانے کی چیز اور خشک لیدر سو جس سے مکروہ ہو آدمی
 خشک کو سو اور اس ڈھیلے سے جس سے ایسا استنجا کیا گیا ہو اسکی دوسری نوک سے کہ آلودہ نجاست سے نہیں استنجا کرنا مکروہ نہیں و اسکی
 و خرف و منہاج و شیخ محمد بن کثیر و دیگرین و کما ذکر فی کتبہا اور مکروہ و تحوی ہے کی ایٹھ اور ٹھیکری اور کاجا اور مستدالی چیز سے
 ریشمی کپڑے سے اور دھونا تھا سو اس حالت میں کہ اسکی بائیں ہاتھ میں کچھ عذر نہیں ہم اینٹ و غیرہ سے استنجا کرنے میں جرات موضع کا غیر
 سے اور محرم چیز سے اسکی تصنیع بھل سے اور دھونا تھا سو استنجا اور مس ذکر حدیث میں ہے تو چاہیے کہ پیشاب کے بعد ذکر کو بائیں ہاتھ
 سے کپڑی اور دیوار یا زمین سے گرے اور اگر نہ ہو تو دھونا تھا سو دھیلے اور اسکو حرکت نہ دی بلکہ ذکر کو اوپر گرٹی بائیں ہاتھ سے
 کذا فی البیرونی مشاغلہ و لہ حدیث کہ جارتا ولا صاباً اذک العاصی پھر اگر بائیں ہاتھ لہجا ہو اور وہ شخص جاری پانی نہ پاوے اور نہ اس شخص کو
 جو اوپر پانی ڈالے تو پانی سے استنجا کرنا ترک کرے ہم اور اگر جاری پانی ہو یا پانی کا ڈالنے والا جس سے شرعاً بدہ نہیں تو دھونا تھا سو
 استنجا کرے ولو سئلنا سقنا اعملاً کم یجوز صیغۃ یجوز و یجوز اور اگر دونوں ہاتھ لہجو ہوں تو استنجا بالکل ساقط ہو گیا
 یعنی ڈھیلون سے بھی اور پانی سے بھی اس بیمار مرد اور عورت کی مانند جنہوں نے اس شخص کو نپا یا جسکا جام کرنا احلال ہے کہ نہ ہی بھی استنجا مطلقاً
 ساقط سے یعنی اگر بیمار مرد کو زہر یا طحال نوڈھی اور بیمار عورت کو زہر یا پسر ہو تو اسکی استنجا کرنا اذک و یجوز حیوان و حق تعالیٰ کی
 حکایت سے ہے اور مکروہ و تحوی ہے استنجا کرنا کیو اسلو اور جانور کے چاروں طرف سے اسکی چھائی ہو کر دیکھا جائے اور جو چیزیں طہار
 اس سے چھائی کا بعد پنا بعد نزل اور پس اور دھوی اور کپڑا ان سے کھانا کرنا کذا فی الطحاوی من البیرونی مشاغلہ و لہ حدیث کہ

والتسل بالمدح الی ان یقع فی قلبہ بانہ لہم کالمیکن مؤمنون متا حقیقۃً بالثبوت کما ذکر اور پانی سے دھونا یا نہانک کہ استنجا کرنا ایک دلیل

ولا یجوز وقت وجوب الا و علی الطهر بالکفایت فلا یلزم من حیث یتبع فی غسله من غسله فیه قبله الا ان یشترطه اور چنانچه
 نہیں موقوف ہوتا وجوب ادا کا کیفیت نماز کی دانست پر تو سب سے پہلے اس میں سے اللہ علیہ وسلم نے جو کئی نماز کی تفصیل کی شب سوا کی سب کو ہم سمجھا
 سے سوال مفید کا حاصل سوال یہ ہے کہ جب فجر کی نماز چکا نماز کے اول شہری تو نبی سے اللہ علیہ وسلم نے کیونکر ترک کی شب سوا کی سب کو ہر دو
 وہ واجب ہو گئی تھی رات کو خطا مہر جواب یہ ہے کہ طریقہ ادا نماز کا معلوم تھا اور بدو ان کو یاد نہ کرنا واجب نہیں اور بعد سوال ہمارے اور ہر دو شہر
 رہا بت پر نہ غیر شہر پر اگر کوئی کہے کہ وجوب کیونکر ثابت ہو گا بدو ان کے ہم جواب دینگے کہ اس میں کچھ استنباط نہیں اس واسطے کہ جو شخص ہر دو
 من اسلام لایا اور شراک کو اوسنی مجمل معلوم کیا تو اس پر وجوب ثابت ہو گا اور اگر نا بلا علم کیفیت وہ جب ہو گا کذا فی الطحاوی فی شرح کلمات
 حئل اللہ فی تعقیب الشریعۃ احیاء المیتات عندنا کما لای کان کل جماعۃ من الکفایت الصادقین میں شریعت میں غیر پر ہر دو
 کرنا چاہیے کہ ہمارے حضرت نبوت سے پہلے کسی نبی کی شریعت پر عبادت کوئی نہ تھی یا نہیں جواب پسند یہ ہم خفیون کے نزدیک ہے کہ کسی شریعت نماز
 پر عمل نہ کرتے تھے بلکہ اس پر عمل کرنے سے پہلے جو کشف صادق ہو یا ظاہر ہو یا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کی شریعت سے وہ ہم جتنے فی حق الہی
 اور صحیح ہو انھیں سے اللہ علیہ وسلم کا عبادت کرنا غار میں جسکا حرام ہے کذا فی الجرح من اسحق وغیرہ نے ذکر کیا کہ نبی علیہ السلام
 ہر سال ایک مہینہ حرام میں شریعت لیجاتے تھے عبادت کرنے کو بعضوں نے کہا عبادت آہلی ذکر تھی اور بعضوں نے کہا فکر تھی واللہ اعلم کذا نے
 الطحاوی من اول خلق اللہ التالی و ہوالسبیل المستقیم المستطیل نماز فجر کا وقت ہے ابتدا طلوع کرنے پر تا غروب سورہ اور وہ
 یعنی فجر تا غروب ہے جو پہلی کنارہ پہان میں عرض اور چڑھی نہ لہی ہم فجر دو قسم سے اول اور ثانی فجر اول طویل ہوتی ہے جسکو حدیث میں بلند یا
 جیسے بڑے کی دم وہ منصفی مثل سیاحی وہاں ہر جاتی ہے بعد اوسکو صبح کا ذب کہتے ہیں اور وقت تک عشا کی نماز کا وقت ہے اور صائم کو سحر
 کہا نا درست ہے کہ نماز اوس وقت جائز نہیں اور فجر تا ان میں منقرض اور شریعتی دانت اور بائیں پھیلی اور چڑھی ہوتی ہے وہ صبح اُسکی روشنی
 زیادہ ہوتی ہوتی ہے اوسکو صبح صادق بولتے ہیں وہی وقت ہے ابتدا نماز فجر کا اوس وقت صائم کو سحر کہا نا درست نہیں الی قبل منقول
 ذکا کا کا فی حدیث من صرح اسم الشمس نماز فجر کا وقت شروع فجر تا ہے ہر نماز کے پہلے نماز سا پہلے شارح نے کہا ذکا کا و بعض ذکا کا
 فی حدیث آفتاب کا نام ہے ہم چونکہ حدیث امامت جبریل موافقت نماز میں اصل ہے اور مشہور لہذا اسکا ذکر کرنا یعنی شرح ہدایہ سے مناسب مقام
 ہے اور وجوب برکت معلوم کرنا چاہیے کہ اُس حدیث کو بہت صحابیوں نے روایت کیا ہے از انہما ابن عباس اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ اور
 عمر بن حزمہ اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور ابن عمر اور بریدہ اور ابو موسیٰ اشعری اور بار بن عازب اور جابر بن رضی اللہ عنہم سورہ
 ابن عباس کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ان سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امامت کی جبریل
 علیہ السلام نے بیت اللہ کے نزدیک دو بار تو ظہر اور اکی پہلی بار صوقت کہ سایہ اصلی مثل شراک یعنی بندہ فعلین کی مانند تھا پہر عصر شریعت کی
 سایہ ہر جز کا اوسکی برابر تھا پہر مغرب پڑھی جبکہ آفتاب ڈوبا اور روزہ کہو لیا کا وقت آیا پہر عشا پڑھی جبکہ شفق ڈوبا پہر فجر کی نماز پڑھی جبکہ فجر کی آواز
 پر کہا حرام ہوا اور دوسری بار ظہر پڑھی جبکہ سایہ ہر جز کا اوسکی برابر ہو گیا کل کی عصر کو وقت پہر عصر پڑھی جبکہ سایہ ہر جز کا اوسکو دھند تھا پہر مغرب
 پڑھی پہلے دن کی وقت پہر عشا پڑھی جبکہ عشا کی رات گئی پہر صبح پڑھی جبکہ زمین روشن ہو گئی پہر جبریل علیہ السلام میری شریعت گفت ہو تو اور کہا ان خود
 بعد وقت سے چھ برس پہلے نبیا کا اور وقت ہے ما بین ان دونوں وقتوں کے نزدیکی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اسکو ابن عباس نے اپنی صحیح میں
 اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کذا فی البدایہ شرح البدایہ للعلینی وقت الظہر من مرفا الی صلی
 ذکا کا عن کید السماء الی بلوغ الظل مثلیہ اور ظہر کا وقت آفتاب کے زوال سے یعنی آفتاب کے ٹوٹنے سے وسط آسمان سے ہر شو کے سایہ کے
 دو چند ہونے تک ہم ظہر کے اول وقت میں غلات نہیں آخر وقت میں اختلاف ہے امام اعظم کے نزدیک مثلین تک جو یعنی دو سایہ ہونے تک

طہ صائغہ
 کچھ نہیں کہہ سکتا
 ہے غریب طہ صائغہ
 کی اور منصفیہ
 ان کی کا وسیلہ
 ہوئی تو اس سے
 نہ سبقت لے سکتا
 ہو گا وہ شے کہنا
 شکیبہ سے

اسکو انجد متواتر شب سراج سو زینت صلوات نمہ جیسے اتفاق پر با تفصیل شریعت عام ہو اور سبطرم حدیث میم مسلم و دلیل دعا ہو کہ سخت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا صحابہ نے کہا کہ وہ زمین میں کتنا ٹھہرے گا فرمایا تم دن ایک دن سال کی برابر اور ایک دن بیسے کی برابر ایک
 دن بیسے کی برابر اور باقی دن تیسارے دنوں کی مانند صحابہ نے کیا رسول اللہ سر جو دن کہ سال کی برابر ہے اس میں ہوا ایک دن کی نماز کفایت کرے گی فرمایا
 نہیں اور سبطرم اندازہ کر لیا کہ زمانہ تھے تو اس دن میں ۳۰۰ سوزیادہ عصر کی نماز واجب ہوئی مثل یا شلین کے سایہ ہو جانے سے بھلا نہ ہو کلام اللہ
 خلاصہ جو پہلی جگہ ہو کہ جیسی صلوات نمہ ٹھہر چکی ہیں اس سبطرم وجوب کیو اسلوب اسباب اور شرط ٹھہر گئی ہیں کہ بدون او کو وجوب نہیں پایا جا تا اگر تو اگر
 صلوات نمہ کا حکم عام اسباب اور شرط کے ساتھ مراد ہو تو مسلم ہو اور ٹکو مفید نہیں اور اگر ہر فرد مکلف کا محوم مطلقا مراد ہو تو باطل ہو اسکو کہ
 مانع اگر بعد طلوع آفتاب کے ظاہر ہو مثلاً تو اس پر اسدن نقطہ چار نمازین واجب ہیں نہ پانچ اور حدیث دجال کی مخالفت قیاس ہو تو اس پر فریق
 قیاس نہیں کر سکتو و تمامہ فی الطحاوی وغیرہ من البسوط قلعت ولا یستأخذ حدیث الدجال لآلہ وان وجب بالقرین ثلاثۃ ظہری
 مثلاً لعل ان یس کسئلینا لان المعقود فیہ العلامۃ لان ان واما فیہ فقد خفدا لامرات من کتاہون اور کمال الدین حدیث
 نہیں کرتی دجال کی حدیث اسو اسکو کہ اگرچہ وہ ان میں سوط ظہر سے مثلاً زیادہ تر وجوب ہوئی زوال آفتاب سے پہلے ہماری اس سبطرم کی مانند وہ دن نہیں
 اسو اسکو کہ یوم دجال میں فقط علامت اوقات مفقودے زمانہ مفقود نہیں اور بلغاری عشا اور وتر میں علامت اوقات اور زمانہ و دون مفقود
 ہیں یعنی نہ علامت عشا کی موجود ہو اور نہ اس قدر زمانہ مندر ہے کہ مغرب اور عشا اور صبح کے اوقات کی برابر ہو بلکہ ما بین غروب اور طلوع آفتاب کے
 فقط بقدر غرب اور صبح کے زمانہ ہوتا ہو ہم شارح کا بحد کلام مسلم نہیں اسو اسکو کہ یوم دجال سال بھر کا ہو تو جو میں جو میں ساحت یعنی نہ گھنٹے
 میں پانچ نمازین اور یونگی اور بلغار کا دن بھی اپنی رات کے ساتھ نہ گھنٹے کا ہو تو اس میں بھی پانچ نمازین واجب ہوگی تو زمانہ پایا گیا اور بتدریج یوم
 دجال کے ہو گیا میں کتاہون الحاصل وجوب اور عدم وجوب عشا میں و دون تو کوئی نصیح ثابت ہو کر یہ کہ دلیل تقدیر کی مشرق ہو اور مجھو بلغار
 کے رہنما نے خبر دی کہ جلد ایام گزرا میں شفق سرخ کے غائب ہونے سے فجر طلوع کرتی ہو اور وہ ان کے لوگ صوم میں رات کی مدت میں ایک با
 یاد بار کہاتے ہیں قبل ظاہر ہونے فجر کے اور وہ ان سے بھی دور کے رہنما نے شخص نے محسوس کیا کہ وہ ان طلق اندر نہیں ہوتا اور بعض اور
 بلا میں ہمیشہ اندر رہتا ہے وہ ان روشنی نہیں گر چراغ کی نسیان العظیم یحفلن الاحوال کذا فی الطحاوی والمصنف للجلال لا ابتداء فی
 الفجر لا سفایہ والخمر بہ فی الخمر لا یحیت فی کل امر یحیۃ ایۃ فی عیدہ لیلۃ فی فسد اور مرد کو مستحب ہو شرم کرنا نماز فجر کا روشنی میں اور
 ختم کرنا روشنی میں بھی قول نماز سے اس طرح کہ ہم آیت کو ادا جو سجد کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کے دو نور کون میں پڑے ہو بہر نماز کو ادا ہو کہ مری طہارت
 کے ساتھ اگر نسا نماز کا ظاہر ہو ہم نسا کی صورت یہ ہے کہ بدون طہارت کے سہرے نماز پڑھی یا نماز میں کوئی نسا واقع ہوا قبل پڑھنے
 لان الفساد یوم اور قول نصیف یہ ہے کہ فجر کی نماز کو بہت تاخیر کرے اسو اسکو کہ نسا ہو جانا نماز کا امر ہو ہم جو ہم بحال اذان میں ہو لیکن بقدر
 تاخیر نہ ہو کہ طلوع آفتاب میں شک واقع ہو اگرچہ بجز لیلۃ فالتعلیل افضل کما فی مطلقا اگرچہ حاجی کو غرضہ میں روز روشن میں نماز پڑھنا
 مستحب نہیں تو وہ ان اندر میری میں نماز افضل ہے جیسو عورت کو مطلقا خواہ جم میں یا غیر جم میں اندر میری میں نماز بہتر ہے یعنی اسو اسکو کہ نار حال اسدن
 پردہ داری میں جو سو وہ اندر میری میں حاصل ہے وفی غیر الفجر لا افضل لہا انتظار کما فی الجملۃ اور بجز کے سوا اور نماز نہیں عورت کو فراغت
 جماعت کا انتظار کرنا افضل ہے یعنی جب مرد و عورت ہر جگہ جماعت ہو عورت مسجد میں نماز پڑھے و تاخیر لیلۃ فالتعلیل افضل کما فی مطلقا
 کذا فی الجملۃ و حین کا ی بلا اللہ اللہ اللہ و سجدۃ اللہ و سجدۃ اللہ اور بجز ہی دیگر اگر مری کی ظہر کا اسطر کہ دیوار دن کے سایہ میں
 پہلے مسجد جانے کی وقت مطلقا ایسا ہو جم وغیرہ میں مطلقا کی تفسیر یہ ہے کہ تاخیر مذکور میں شرط نہیں شدت موسم گرما کی اور نہ گرمی شہر کی اور نہ
 جماعت کا ہم صیف کی قید میں اشارہ ہو کہ ربیعہ اندر صیف کے موسم میں عجل ظہر کی مستحب ہو اور تاخیر کی حد یہ ہے کہ قبل از مثل نماز ہو اسکو بلکہ

خزانہ میں ہو کہ وقت کر دے جو اختلاف کی حد میں داخل ہو اور جبکہ سایہ ہرشو کا اوکی برابر ہو تو حد اختلاف میں داخل ہوا اور مجھ قول شارح کلام سے بہتر ہے اسو اسطر کہ مصر کی دیواروں کا سایہ اوکی بلند کی سبب جلد حاصل ہوتا ہے کہ ان فی الطمادی من الجلی ومافی الجورۃ وغیرہا من شدا
 خلاف منقوۃ اور جو کہ جو ہرہ وغیرہ میں جو مشروط ہوتا ہے کہ اسطر اسطر مذکورہ کا یعنی شدت حرارت وغیرہ کا سوسلم نہیں اوسمین نخل جو وجمہ
 کظہ اصلہا استجابا فی الزمان لا غاۃ لہ اور جبکہ طہر کی مانند ہے اصل اور استجاب کی راہ سے دونوں موسم گرمی اور جاڑی میں اسو اسطر کہ مجھ
 خلیفہ جو طہر کا ہم یعنی اصل وقت جو طہر کا ہے وہی جمعہ کا ہے اور جیسو صیف میں طہر کی تاخیر مستحب ہے اور تعمیل اور ایام میں ویسایہ جین کے شایانہ کہ مجھ
 کو سرد وقت میں پڑھنا سنون نہیں سوشاید اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور جو کہ کہا کہ جمعہ خلیفہ ہے طہر اسو احد القولین اور دوسرا قول منہو مجھ
 کہ جمعہ فرض مستقل ہے طہر سے زیادہ نرمو کہ ہو کہ ان فی الطمادی و تاخیر عصر صیقا و شتا کہ توسیعہ للنوافل اور مستحب ہے تاخیر کرنا عصر کا گرمی اور
 جاڑی میں نوافل کی گنجائش کو اسطر ابو داؤد میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو تاخیر کرتے تھے جب تک کہ آفتاب سفید اور صاف
 رہتا تھا کہ انے اجماع ما تفسیر ذکاء بان لا یأمر العباد فی الاصل تاخیر مصر کی مستحب ہے جب تک کہ آفتاب تغیر نہ ہو اسطر حر کہ آنکہ بہت میں
 آفتاب میں حیران ہو تو طہر مراد مجھ ہے کہ آفتاب کی روشنی کی چمک جاتی رہی تو بصارت کو اس سو حیرت حاصل نہ ہو اور تغیر روشنی کا اعتبار نہیں اسلو
 کہ وہ تو زوال کے بعد حاصل ہوتا ہے اور قول ضعیف مجھ ہے کہ شمع دیواروں پر بد لجا ہے اور بعضوں نے کہا فرض میں آفتاب تغیر ہو جائی کہ انے
 الطمادی من السراج و تاخیر عشر سلیو لا تلت لللیل قیۃ فی الحائۃ وغیرہا بالشتاء اما الصیف فینبغی تعیلہا اور مستحب ہے دیر کر پڑھنا
 عشا کا نہائی رات تک خانیہ وغیرہ میں اس تاخیر کو مفید کہا ہے جاڑوں کے ساتھ اور گرمیوں میں تو جلد پڑھنا عشا کا مستحب ہے یعنی اس خوف سے کہ
 عشا کا وقت خارج ہو جائی قلبہ خواب ہو کیونکہ رات بہت کم ہوتی ہے فَاِنْ اَخَّرَهَا اِلٰی طَرَا حِطَّ الْمَصْرَفُ کہ تعیل المکملۃ اما الصیف فینبغی تعیلہا
 کی تاخیر کی بیان تک کہ آدمی رات سے زیادہ ہو گئی تو مجھ تاخیر کر دے تعیل جماعت کیو مجھ سو اور آدمی رات تک تو تاخیر صباح ہو مجھ نصف شب سے
 زیادہ تاخیر کر دے تحریمی ہے کہ ان فی الطمادی عن الہم والہم شمس عشا کی تاخیر اسو اسطر مستحب ہے تاخیر خوانی کر دے قطع ہوا اور نامہ اعمال نماز پر
 ختم ہو جیسو شروع ہوا تھا صبح کی نماز سے تاکہ در بیان کی خطائیں مٹ جا دیں حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الْحَسَنَاتِ کِیْفَ تَکُنِ السَّیِّئَاتِ یَسْکُنُ بَرُّ اَوَّلِکُمْ
 دفع کرتی ہیں اور عشا سے پہلے سونا کر دے فوت جماعت کے خوف سے اور بعد نماز کے نہ جانے حاجت گفتگو کر دے ورنہ کر دے نہیں چنانچہ قرآن پڑھنا اور
 ذکر کرنا اور حکایات صالحین اور مذاکرہ فقہ اور گفتگو کرنا مہمان اور اپنی جو روسو اور کر دے کلام بعد فجر ہونے کے پہر جب نماز پڑھ چکے تو کر دے نہیں
 کہ ان فی الطمادی و کس العصر الی اصغر اذ ذکاء اور اگر عصر کی تاخیر کی آفتاب کے نزدیک نہ ہو جانے تک تو کر دے موقوف شیخ دینہ قبل التجرؤ ذکاء
 الیہ لکن اگر عصر شروع کی آفتاب کے تغیر ہونے سے پہلے پہر نماز کو بڑا یا زردی آفتاب تک تو کر دے نہیں واصل المغرب الی استیبات اللہ
 کہ نہ تکرر التاخیر الفعل لانه کامی ہے اگر مغرب کی تاخیر کی ناردن کے چمک جانے تک یعنی اوکی بکثرت نمود ہونے تک تو مجھ تاخیر کرنا کر دے جو مذکور
 نماز پڑھنا اسوقت کا اسو اسطر کہ نماز خوانی کا تو حکم ہے وہ کیونکر کر دے کہ حق میما اللعین کہ کسفر کن علی اکل تاخیر شازائہ از نصف شب اور تاخیر عصر
 تا زردی آفتاب اور تاخیر مغرب تا ظہور نجوم کر دے تحریمی ہے کہ سفر اور کہا نا کہانے کے خد سے تاخیر کر دے نہیں ہم کہ اہم تحریمی تینوں مسئلوں سے متعلق
 ہے کہ ان فی الطمادی لہذا ترجمہ میں اسکی تصریح کر دی و تاخیر الوتر الی اخر اللیل لانی یا لا یتبک یا اور تاخیر کرنا و تراک آخر شب تک مستحب ہے
 اسکو جو اسوقت کے جاگنی پہر و سنا کہتا ہے والا فقبل الفجر اور اگر جاگنے پر اعماد نہ ہو تو سونے سے پہلے وتر کا پڑھنا افضل ہے فَاِنْ
 اَفَاقَ فَالْاَفْضَلُ پہر اگر ادا دل وقت وتر پڑھ کر سونے کے بعد جاگا تو امر مستحب فوت ہو گیا ہم ظاہر فرمادہ کے جاگنی سے استجاب فوت نہیں
 ہوتا بیل قول فاجان کہ جسکو فوق نہ ہو اسکو مطلقا تعمیل افضل ہے کہ ان فی الطمادی و المستحب تعیل ظہر شتا کہ اور مستحب ہے جلد پڑھنا طہر کی تاخیر
 کا جاڑی میں ہم شتا وہ زمانہ ہے جس میں سردی شدید ہو اور صیف وہ جس میں گرمی سخت ہو اور بعضوں نے کہا کہ شتا وہ ہے جس میں دوسری حالت

ہوتا چوکی اور دینی بھری کپڑوں کی اور صیف و بہ جو حسین و دونوں چیزوں کی حاجت نہوا اور ربیع اور خریف وہ جو حسین ایک چیز کی حاجت ہو نہ دونوں چیزوں کی کذا فی المطاوی و بالکلیف الحقیقت موسم سرما کے ساتھ ربیع مطلق جو اور موسم گرما کے ساتھ خریف مطلق ہے ہم یہ بحث ہو صاحب بحر کی اور منقول مذہب کے مخالف جو اسو اسکو کہ شرعیہ لای نے مجمع الروایات سے نقل کیا کہ ربیع اور خریف میں تعمیل نظر کی مستحب ہو حالانکہ نقل کے ہوتے بحث کا کچھ استبار نہیں کذا فی المطاوی و بتعمیل عصر و عیشیہ جو عمر کے مستحب جو تعمیل عصر اور عشا کی ابر کے وغیرہ یعنی اسو اسے کہ تاخیر عصر میں احوال سے مکروہ وقت کے آجائیکا اور عشا کی تاخیر میں تعمیل حاجت کا احتمال ہے بانی برتے اور کچھ کے خوف سے و بتعمیل مغرب مطلقاً اور جلد پڑھنا مغرب کا ہر موسم شنا اور صیف میں مستحب جو ہم اور اطلاق سے بھی مراد نہیں کہ ابر ہو یا تعمیل مغرب کی مستحب جو اسو اسکو کہ ابر کے دن تاخیر مغرب کی مصرع سے و تاخیر قدر لکھتین دیکھ کر دیکھا اور مغرب کی تاخیر کا بقدر در کوئی مکروہ تخریبی ہے و تاخیر غیر ہا فیکلا اور عصر اور عشا کے سوا اور نماز و نہیں ابر کے دن تاخیر کرنا مستحب ہو یعنی نماز و نہیں میں تاخیر ابر کے دن میں افضل ہے اسو اسکو کہ نماز و نہیں کے وقت میں کراہت نہیں تو تاخیر مغرب نہیں اور مغرب کی تعمیل میں یہ خوف ہو کہ قبل از غروب مباح و اہم یہ ہذا فی دیکھا دیکھتے ہو و بتعمیل عشا و عشا کا ابر کے دن آن ملک نہیں ہو جنین جارا بکثرت ہوتا ہو اور رعایت اوقات نماز ابر کے سبب کو کہ ہوتی ہے چنانچہ بخارا وغیرہ ماوراء النہر کے ملک میں اتنا فی دیکھا دیکھا نافی دیکھا اول اور ہمارے ملک میں یعنی مصر اور شام میں تو بھلا حکم مرعی ہے یعنی تاخیر عصر کی مطلقاً اور عشا کی ثالث لیل اور تعمیل نظر سے ماوراء اور ابرا و نماز صیف ہے آخر مقدم یہ بحث جو معنی کی اور صاحب نے اسکو پسند کیا کہ کذا فی المطاوی و حکم الاذان کا حکم لائق تعمیل و تاخیر اور اذان کا حکم نماز کی مانند جو تعمیل اور تاخیر میں تفصیل سابق کے موافق دیکھ کر لکھا و کل ما لا یجوز مکرراً و مطلقاً و لو قضی او و اجبہ و اذنا و علی جناح و یصلیٰ و لا یؤدی و سہو لا شک فیہ مہم سنو فی اور طلوع آفتاب کے ساتھ مکروہ تخریبی جو مطلق نماز اگر چہ قصا ہو یا واجب یا نفل یا جنازہ کی نماز اور سجدہ تلاوت اور سجدہ ہو کا شارح نے کہا شکر کا سجدہ اور سوقت مکروہ نہیں کذا فی التفسیر اور جو چیز جائز نہیں وہ مکروہ ہے ہم یہ جواب سوال مقدر کا وہ یہ ہے کہ حنفی نے مکروہ میں مطلق نماز کو جو غیر منع کو بھی شامل ہے ذکر کیا اور غیر منع باطل ہو نہ مکروہ و خلاصہ جواب یہ کہ مصنف نے کراہت نفوی کا ارادہ کیا اور شام غیر جائز کو مکروہ رکھتا ہے خواہ غیر جائز حرام ہو یا باطل یا مکروہ یا مطلق فقہ پر معلوم کرنا چاہیے کہ اصل میں مذکور ہے کہ جب تک آفتاب بقدر نیزہ بلند نہ ہو تو وہ در حکم طلوع ہے اور امام فاضل کا یہ قول غلط ہے کہ جب تک آدمی آفتاب کے دیکھنے پر قدرت رکھتا ہے وہ طلوع میں داخل ہے اس میں نماز حلال نہیں پہر جب عاجز ہو اسکو نظر کرنے سے تو نماز حلال ہو گئی بھی تفسیر تفسیر مصمم کی مناسب جو چنانچہ سابق میں گذر گیا کذا فی المطاوی و الا لقولہ فلا یستعملون من فعلہ الا انهم یذکرہا و الا اذا الجاؤ عند البعض والی من الذلک اصل الکما فی القنیۃ وغیرہ اگر عوام کے لئے سجاوین اور سوقت کی نماز اسو اسکو کہ وہ نماز چوڑ دین کے اور جواد کے بعضوں کے نزدیک جائز ہو وہ بالکل چوڑ دین سو ادنیٰ سے چنانچہ قنیۃ وغیرہ میں جو ہم بعض سو بیان امام شافعی مراد ہیں کذا فی المطاوی و اسو اسکو کہ افضل یوم الحجۃ علی اللہ الثانی للصلوۃ المکملۃ کذا فی الکتاب و نقل للحلی علیہ السلام و ان علیہ الصلوۃ اور نماز مطلق مکروہ تخریبی ہے آفتاب کے متوسط ہونے کے وقت آسمان میں یعنی شبیکہ و پیکر گر روز جمعہ کے نقل مکروہ نہیں ابو یوسف کے قول معتد پر چنانچہ اشباہ میں جو اور علی شاری غیہ نے عادی سے نقل کیا کہ ابو یوسف کے قول پر نفوی سے و عروب الاصل و بہ فالیکر فعلہ لا دایہ کم کو جب خلاف الفی و الاحادیث تعارضت فتساقطت کما یسطرہ صدقہ و شافعی و نماز مکروہ تخریبی جو آفتاب کے غروب ہو نی کے ساتھ مگر روز غروب کی عصر قرا سکا پڑھنا اور سوقت مکروہ نہیں بلکہ اسکو ادا ہو جانے کے جسطرح مکروہ ناقص واجب ہوئی تھی برخلاف فجر کے اور احادیث اس میں متعارض ہیں تو سابقاً العمل ہو گئی چنانچہ شرح و قایہ میں صدقہ شریف نے اسکو مفرح بیان کیا جو ہم اسی دن کی عصر جائز ہو

من البر وکذا افضل من هذا اولیٰ فی مفسر کل ما کان واجبا لا یجوز بل غیره ووجوب علیٰ کل من یصلیٰ
 رکعتی طواف ویکون شهوره الیٰ سنه فی کذا وقت مصلیٰ یکره ان یقرأ الفاتحه واولیٰ سنة الفی جلد مصلیٰ لیس ووجوب
 اور بعد نماز عصر کی نماز کے قصد افضل کر دے اگرچہ نیت السجد ہو اور جو نماز کہ واجب لعینہ نہیں بلکہ واجب لغیرہ ہی واجب لغیرہ وہ جو جسکا
 وجوب نفل پر موقوف ہو چنانچہ نفل کی نماز اور طواف کی دو رکعتیں اور دو سجدہ سہو کے اور جس نماز کو شروء کیا سبب یا کدہ وحت
 میں پیرا اسکو فاسد کر دیا اگرچہ فجر کی سنت ہو ہم بعد دسے اس قول کا کہ جب فجر کی اقامت ہو اور نفل ہونے فریق کا وقت ہو سنت کو شروء
 کر کے قطع کر لے پیرا اسکو فساد کے علوم سے پہلے وجہ وجہ محرم جس نفل کو فساد کیا اسکی قضاء اسوقت میں کر دے عارہ بعد محرم کہ قطع
 کیا اسے شروء کا اثر عاقبہ سے نفل میں قصد کی قید اسواسطیٰ لگائی کہ اگر نفل کی نماز پڑھتا ہو اور ایک رکعت کے بعد فجر طالع ہو تو نفل ہی ہے
 کہ دوسری رکعت پڑھنے کیونکہ نفل بعد فجر کے بدون قصد کے واقع ہوئی اور یہ نماز سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتی یہم تر قول میں کہ
 نے الطحاوی وایضا جوسے یقرء نفل وغیرہ عہد کے بعد کر دے اگرچہ عمر غلط کے ساتھ ملائی گئی ہو عرفات میں کذا فی النہر من اہراج
 وینسبہ لا یکن قضاء فائتہ ولو فی ان لا یجوز الا ان یصلوا حتیٰ تریٰ کر دے نہیں قضاوت ہو گئی نماز اگر فائتہ وتر ہو احدہ
 سجدہ تلاوت کا اور نہ نماز جنازہ بعد نماز فجر اور عصر کے وکذا حکم من کراہۃ نفل وواجب لغیرہ لا یجوز وواجب لعینہ جلد
 فی سنہ لیشغل الوقت بہ فقد اراد اسی طرح حکم کر دے ہو نفل اور واجب لغیرہ کا نہ فرض اور واجب لعینہ کا بعد علوم
 ہونے فجر کے سوا جو سنت فجر کے بسبب مشغول ہونے اسوقت میں جو کسی نماز فجر کے ساتھ تقدیر یعنی شام نے اسوقت میں نوافل اور واجب
 کی گنجائش نہیں رہی سوا جو سنت فجر کے ہم کراہت نفل کی دلیل صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جوام المؤمنین خضعہ سرودی ہو کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع کرنی تھی نہیں پڑھتے تھے مگر ملکی دو رکعتیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو رکعت سنت سے زیادہ نہیں پڑھ
 تھے باوجود شوق کثرت نوافل اور محبت سے میں جو کہ سنت فجر میں حیثیت ذات چاہتے بدلیل قول ابن عمر کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو سنا کہ دونوں رکعتوں میں مثل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ یحییٰ ویموت کہ کذا فی المسینہ حتیٰ لو فی نظو ما کان سنۃ النبی
 بالاثبتین بجا نک کہ اگر بعد علوم فجر کے کسی نفل کی نیت کی تو وہ سنت فجر کی جو جاوگی بدون تمین کرنے کے ہم بعد یعنی اس قول را جہ
 کہ تمین نیت شرط نہیں سنت استحب میں بلکہ اسکو مطلق نیت نماز کی کافی ہے کذا فی الطحاوی وقیل مصلوۃ مغرب لکراہۃ تاخیرہ
 جیسے گاہ کر دے نفل اور واجب لغیرہ نماز مغرب سے پہلے بسبب کر دے ہو تاخیر مغرب کے مگر ٹھوڑی تاخیر کر دے نہیں ہم قضاء فائتہ اور
 نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت اسوقت میں بلا کراہت جائز ہے اور پہلے مغرب کی نماز پڑھو پیرا جنازہ کی نماز پیرا سنت مغرب کی اور شاہد
 بعد افضلیت کا بیان ہے اور شرح فیہ میں ہے کہ فتویٰ اسپر جو کہ جمعہ کی سنت کے بعد نماز جنازہ کی پڑھو جو بوجہ اسکی مغرب کی سنت
 سے بھی تاخیر جنازہ چاہیے اسواسطیٰ کہ موکد نہ ہے کذا فی الطحاوی من البر وکذا سنۃ جہ الامامیٰ وایضا لیس فیہ ان لا یجوز
 ما یکن لیس فیہ لیس فیہ تاویسے اٹھا عتق لکراہۃ مصلوۃ اور کر دے ہو نفل اور واجب لغیرہ وقت نفلے امام کے پیرا جس کو کسی خطبہ پڑھا
 کیا اسطیٰ یا امام کے کثرت سے ہونے کیوقت منبر پر پڑھنے کے لئے اگر امام کا جہو ہو آخر نماز امام تک اور آگے باب الحدیث میں اور جاکر
 خطبہ وشل من یعنی خطبہ مسجد اور خطبہ جہ الفطر اور خطبہ مسجد امین خطبے میں کے اور خطبہ عظم قرآن اور خطبہ تمام اور خطبہ استقام اور خطبہ کون
 بخلاف فائتہ یا تا کراہۃ بخلاف نماز فائتہ کہ اسکی قضاوت نیت خطبہ کر دے نہیں وکذا فی المصنف وایضا جلد
 التذکرۃ والافیکل وکذا فی التوفیق وکذا فی الفایۃ والفتاویٰ وکذا فی التذکرۃ وکذا فی التوفیق وکذا فی الفایۃ والفتاویٰ وکذا فی التذکرۃ
 فائتہ لازم الترتیب نہیں نوافل اسکی قضا خطبہ کیوقت کر دے ہو اور اس قید سے تراقی حاصل ہوتی ہے نہایت اور صدر الشریعہ کے دونوں

کہ جب حدیث میں اس بات پر دال ہو کہ اذان کہ منظر میں قبل جرت مشرود ہوئی چنانچہ طبرانی اور طاقطی اور بزار نے اس مضمون کی حدیثیں سواچ کی ہیں
 مگر حق یہ ہے کہ ان احادیث میں کسی کو بھی خبر نہیں ہے کہ مشرود اذان کا یہ پاک میں ہوا جس کا مسلم بن مذکور ہو کہ اذان شامی وہل ہو
سیریل قبل و قبل سوال اذان کا فرشتہ جبریل تھے یا کوئی اور جواب بعض نے کہا جبریل تھے اور بعضوں نے کہا جبریل علیہ السلام و سببہ
 بقاء دخول الوقت اور اذان کا سبب کیا راہ سے نماز کی وقت کا داخل ہونا ہی ہم شامی نے کہا کہ بقاؤ تیرے جس کا معنی الہ سپرد کیا ہے
 یعنی سبب کو باقی رہنے کا اس سے یہ خبر ہے کہ جس کے حادث ہونے سے اذان اور نماز کوئی بڑی وہ دخول وقت ہو وہ وقت حلال ہو
میرا وہی کا لوجہ فحق الا ان لا یقول الا الحق **الحسن** اور اذان مردوں کو اسطر او بھر مکان میں سنت ہو کہ وہ ہر فرائض ہو گا نہ کے لئے سنت
 ہو کہ وہ واجب کی مانند ہو گئے ہونے میں اگر چہ وہ کسی کو محمد نے کہا کہ اگر اہل شہر ترک اذان پر اتفاق کریں تو ان کا قتال حلال ہو اور ابو یوسف نے
 کہا کہ وہ لوگ مارنے اور قہ کرنے کے لائق ہیں اور وہ سنت کھایہ جو یہی شہر میں ایک شخص کی اذان کفایت کرتی ہو کہ اذان الطحاوی رقی و قنہا و لوجہ
لا یستلزم صلوة حتی یؤذینہ بالوقت اذان سنت ہو فرائض کی وقت میں اگرچہ فرض تھا ہو اسطر کہ اذان نماز کی سنت ہو نہ وقت کی کیا
 کہ اگر میں کو غم کی محض وقت اذان دیجاتی ہے یعنی تقدیم و تاخیر میں اذان نماز کی تابع ہے کہ اذان الطحاوی لایکن لغیرہا کیلئے اذان سنون
 نہیں سوا فرض نمازوں کے اور نماز دن کے لئے مانند عید کی ہم عبد کی مانند نماز جنازہ اور نماز کسوف اور نماز استسقا اور تراویح اور سنن روتب میں
 اور وتر نماز عظم کے نزدیک واجب مگر چونکہ وقت غنا میں ادا کیا جاتا ہے تو عشا ہی کی اذان پر اکتفا کیا گیا کہ اذان شامی **قیعاد اذان وقع**
بعضاً قبلہ کا اذاناً بخلاف اللشائے الغیر دوسری بار اذان کہی جائے اگر بیسے کلمات اذان کے فرض کی وقت سے پہلے واقع ہو تو ہون
 اقامت کی مانند برخلاف ابو یوسف کے فہم میں یعنی اس کے نزدیک آدھی رات کے بعد فجر کی اذان درست ہو ہم اقامت اگر قبل وقت ہو تو اسکا اذان
 بلا اتفاق ہو اور اگر امام حاضر ہو اقامت کے بعد ساعت بہرے اور اس کو فجر کی سنت فرضی تو اقامت کو دوسری بار کہنا واجب نہیں تو صبر معلوم
 ہو گیا کہ اگر اقامت کے بعد نے انفرادی نہ پڑے تو اقامت باطل نہیں کی کہ اذان الطحاوی عن النبی بن کثیر فیہ **فیہ** **عن اللشائے** **فیہ**
 اذان سنت ہو جا بار کبر یعنی اللہ اکبر کہنے کے ساتھ مشرود اذان میں اور ابو یوسف سے ایک روایت میں دو بار کبر ہے ہم پہلی اذان میں جا
 بار اللہ اکبر کہے اسطر کہ ایک آواز میں دو بار اور دوسری آواز میں بھی دو بار اللہ اکبر کہے یعنی چار آوازوں سے چاروں کبر کو قطعہ طلحہ کبر
 کہ اذان الطحاوی و فقہ سواد اکبر **العوام یقولون لا یقولون الا کبر** کی رو کو زبر کے ساتھ کہ اور عوام لوگ اس کو پیش دینے میں کہ اذان فرمادہ ہم مغفرت میں
 ہے کہ مؤذن کو اختیار ہو چاہے اگر کسی کو نہ یعنی پیش دے چاہے جزم اور اگر تالش زدگی میں اللہ اکبر چند بار کہے تو ہم ذات مرفوع ہو برازور
 اکبر کا لفظ پہلی بار کی سوا چاہے پیش کے ساتھ کہ چاہے جزم کے ساتھ کہ اذان الطحاوی عن ابی السعد **لکن فی الکلیۃ یحکم فی علیہ السلام**
الاذان جزمی مای مقطوع لہ فلا یقول للہ لآلہ استقام واللہ فی شیء لیکن طلبہ میں ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے قول **الاذان**
جزم کا یہ مطلب ہے کہ اذان مقطوع اللہ سے یعنی اللہ کے لفظ میں الفت کو کشش نہیں تو اس کو الفت کو بڑا کر بولے کہ وہ پر چند ہے کہ کیا اللہ
 بڑا ہے اور ہون کہنا شرعاً غلط ہے ہم جبکہ ہمیشہ قاطع ہو تو اسطر اذان کر دے جو ادا اگر استقام کا ارادہ کرے گا تو کافر ہو گا کہ اذان الطحاوی
 ایشامی میں ہے کہ سبیل سے اس حدیث کا حال ہو چکا گیا تو کہا کہ ہمہ حدیث ثابت نہیں بلکہ اہل سیم شخصی کا قول ہے **او مقطوع عن کمال الخیر**
فلا یقف بالکفر فاما لکن لکن **فی الصیغۃ** من **الباب السادس من الثانی** یا حدیث مذکور کا یہ مطلب کہ آخر کی حرکت مقطوع ہو تو وقت
 اگر ہو پیش پر کہ وہ الفت حرب میں غلط ہو چنانچہ فتاویٰ صیرفیہ کے چھ بیون باب میں ہے یعنی اذان میں جنوہ میں سے ایک آخر حرف پر وقت کر
 حرکت نہ دی لیکن جبہ اللہ اکبر جو اذان میں ہیں اور میں سوا دل اور سیر اور پانچوں میں اکبر کی رسم کو چاہے ساکن اور اگر چاہے فتح کے ساتھ اگر
 ملازم اور اگر پیش ہو ملا دیا تو خلاف سنت ہو گا کہ اذان الطحاوی والشمی **والسکون** **فاما لکن** **فاما لکن** اور اذان میں ترمیم نہیں ہے کہ

۱۷۳
 جلد
 کتاب السنن

مٹنے کا عادی ہو گیا وقت میں بیٹھ کر نماز کی اور اقامت میں قضا کی باتی غاروں
 کی طرح ایک مجلس میں ہوا اگر چند مجالس میں قضا نکلا اور کسی قمر مجلس میں اذان و اقامت کہہ کر کذا فی الشامی اور باتی میں اذان کہنا بہتر ہو اقامت
 کے سب نمازوں قضا میں اسو اسلو کہ جب غرض میں انحضرت سے اللہ علیہ وسلم نے چار نمازوں کی قضا میں اذان اور اقامت کا حکم کیا اور
 الصلوة ولا یسن ذلك فیما یملک لہ النساء اداء وضوءہ ولبی جاعۃ کی آیت صلیاں وحید اور یہ یعنی اذان اور اقامت مسنون نہیں
 اس نماز میں جبکہ عہد میں پڑھنی میں ادا اور قضا اگرچہ جماعت سے پڑھنی ہوں حیو لیکے اور غلاموں کی جماعت میں اذان اور اقامت مسنون نہیں
 ہم اگر شارح بجایو لو جماعت کے در منفرد کہنا تو بہتر تھا اسلئے کہ عورتوں کی جماعت شروع نہیں رہی کذا فی الشامی ولا یسن
 ایضا الطریق المحذوف مضمون اور بھی اذان اور اقامت سنت نہیں جبکہ دن ظہر کی نماز کی اسلئے شہر میں ہم اسو اسلو کہ اس میں شبہ پڑے
 مخالفت جمہ کا اور شہر کی قید سے معلوم ہو کہ گانوں میں اذان جمع کے روز کروہ نہیں دیکھا یقیناً فی مسنیہ ان فیہ تشویش
 وقلیلاً اور نہیں مسنون اذان اور اقامت اس نماز میں نوافل سے جبکہ قضا کرنے ہوں مسجد میں اسو اسلو کہ اس میں کوئی پریشان خاطر ہی اور غلط
 انداز میں ہے یعنی وہ وقت کی اذان سمجھیں گے ویکہ قضا و عامہ لان التاخیر معصیۃ لا یسن اذان و اقامت اور نماز فائے کا قضا کرنا مستحب
 مکروہ ہے اسو اسلو کہ وقت سے نماز کا ناخیر کرنا گناہ ہے تو گناہ کو ظاہر کر کے کذا فی البرازیہ ہم یہ دعا جماعت میں ظاہر ہے نہ منفرد میں اسلئے کہ منفرد
 اذان آہستہ کہنا ہو کر تعلیل مسئلہ سے معلوم ہو جائے کہ قضا کرنا اگرچہ خواہ جماعت میں ہو یا کسیسے ویچونہ لاکر اذان ہے یہی دیکھا
 اور بلا کراہت جائز ہے اذان صغیر میں یعنی غافل اور غلام کی ہم کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے نہ کراہت تنزیہی تو ثابت ہو گیا کہ کراہت
 میں غلام سے منقول ہو کہ یہ انکوار شریعت اولی سے تو انکی اذان میں ترک ادلی ہو کذا فی الشامی ولا یسن الا باذن کا جبر خاص اور غلام کو
 اذان جماعت کی طلال نہیں مگر سولی کے اذان کو خاص ضرورت کی حالت میں اسکو بھی اذان طلال نہیں بلا اذن سنا کر کہہ کر مراعات اوقات سے نقصان
 سولے اور سنا کر لازم آدیا اور یہ ہے ضرورت خاص کو نوافل کا پڑھنا درست نہیں وائمی قلینا وکمل لہ اور جائز ہے اذان اندر ہوا اور اندر
 اور دہانی کی وائمی لہ ثواب للمنفذین اذ کان علیہما بالسنۃ والاوقات ولو غیر محاسب لہ اذان کہہ والا سوزن کے
 ثواب کا مستحق نہیں ہوتا مگر جبکہ وہ اذان کے طریقہ مسنونہ کو جانتا ہو اور نماز کے اوقات کو پہچانتا ہو اگرچہ غیر محاسب ہو کہ اسے ابھر یعنی اگرچہ مرت
 بہیت ثواب نہ کہتا ہو بلکہ اجرت لیکر اذان کہتا ہو گھلا دیئے کہنا دو غیر محاسب یعنی کرنے کے لائق نہیں اسو اسلو کہ صاحب بحر نے اسکو بطریق جہا
 کے بیان کیا ہے ویکہ اذان حنبیہ واکامتہ واکامتہ حدیث لا اذانہ علی المذنب اور مکروہ ہے اذان نہانے کی حاجت والے کی اور
 اسکی اقامت اور جو ضرورت کی اقامت نہ اذان محدث کی نہ جب درست پر ہم مکروہ سے مراد ظاہر کر دہ تحریمی ہے اور وجہ کراہت جنب کی اذان
 کی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہے اور خود اسکی حاجت نہیں کر کذا فی الشامی واذان اہل الکفر وکفری وفاقیق ولو حال لکثہ
 اہل ایمان واذان من کفری اور کسویہ اذان محدث اور غرضی اور فاسق کی اگرچہ فاسق عالم ہو لیکن اقامت اور اذان میں فاسق عالم
 اولی سے جاہل پرہیز گار سے یعنی جہاں سوا دوس فاسق کے دوسرا عالم نہ ہو کذا فی حاشیۃ المجلد ویکہ اور اذان کر دہ متوالے
 کی اگرچہ صریح چیز سے متبرک ہو گیا ہو چنانچہ غراسانی اجوائن سے کسب وکسب لا یتقبل حبس و شوش اور صغیر غافل کی اذان کر دہ وفاقیل
 لا اذا اذنت ففسدہ و مر فسدہ کی اذان کر دہ اگرچہ وہ اپنی اسلو اذان کہہ کر مکروہ نہیں دیکھا لا یسن الا باذن اور سوار کی اذان
 مکروہ ہے مگر سوار کی اذان مکروہ نہیں ویکہ اذا اذنت جنب وذا وکیل وکی اور یہ کہی جاو اذان جنب کی استیجاب کی راہ سے اور بعض
 نے کہا کہ وجہ کہ راہ سے لا اقامتہ لشدیدۃ تکلیفہ فی الجمعیۃ دون تکلیفہ فی الدنۃ کہی جاو اقامت جنب کی بسبب شروع ہونے کرا
 اذان کے جمع میں اور نہ شروع ہونے اقامت کی تکرار کے یعنی جمع کی اذان مکروہ ہے نہ شروع ہونے اقامت کی تکرار کی اور نہ شروع ہونے اقامت کی تکرار

کشفها النکاح فی الاصل وادتره یعنی بی تمام بدن شرکاء و جسا چنانچه واجب بر میاںک که او سکرانکے بالی محی عورت بن میفرماید بن
 اگر چه عروہ منتهی بر هم لنگو بالون کی قید اسو اسو لگائی کہ جو بال سر پر بن وہ بالاتفاق عورت بن خلا لوجه والکفین فطریا لکف عن لکف
 الذہب والقذین علی التعلیل بی بی کا تمام بدن محدث ہو کر ادسکا چہرہ اور دونوں شیلیان اور دونوں قدم عورت نہیں قول مستند پر ثبوت
 خدمت کا چہا نا واجب ہونہب درست پر ہم اور احوال مضمر یہ ہیں کہ پشت کدست نماز میں محدث نہیں اور بعضوں نے کہا کہ وہ مطلقا عورت
 نہیں اور بعضوں نے کہا کہ وہ دونوں قدم عورت ہیں اور کسی نے اسکو صحیح بھی کہا کہ ان فی الطحاوی وہی لکف عن لکف اور عروہ کی آواز عورت نہیں
 راجع قول پر ہم اور آواز کا بلند کرنا جو حرام ہے تو خوف فتنہ حرام ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسکو آواز کا بھی پوشیدہ کرنا واجب کذا فی الطحاوی
 و ذرا یحکم علی العروہ اور عروہ کی دونوں کلابان عورت نہیں مرجع یعنی نصیب قول پر ہم بعد ابر دست کا قول جو اور خیار شرع قرار میں اسکو
 راجع کہا جس لیکن مذہب راجع اور فرمی جیسے کہ کلابان عورت ہیں کذا فی الطحاوی و تمنع المرأة الشابة من کشف الوجه بین دجال لا لانه
 عروہ بل خوف الفیضۃ اور جان عورت منع کیا ہے چہرہ کہو نہی مرد و بان مردوں کے نہ اسو جسکر کہ چہرہ ادسکا عورت ہی بلکہ خوف فتنہ منع
 کا حکم ہے کہ وہ و ان امیر الشہو لانه اغلظ ولہ اثبت بہ سرۃ المصاکر کما کانی فی بادی الخضر پس مرد کو عورت کا چہرہ چونا منہ
 سے اگر چہ شہوت کا خوف ہو اسو اسو اسو کہ جو ناسخت تر سے نظر کرنے سے اسو اسو شہوت کے چہرے سے عورت معاشرت کی نابت ہوتی جو خانیچہ بالخط
 میں آدیا و لا یحکم علی النظر الیہ بشہوۃ کجہ آخر ذلک فانه یحکم النظر الی وجہہا و وجہہا لا یحکم اذا استلک فی شہوۃ اما بدوہا
 فیناخر و لو جیلا کما اعتقد الکمل اور جائز نہیں نظر کرنا عورت کے چہرہ کی طہر شہوت سے ماند چہرہ اور کی یعنی بریش لڑکے کی اسو اسو کہ حرام
 سے نظر کرنا عورت کے چہرہ کا اور اسو اسو کے چہرہ کا جیکہ شہوت کا شک اور تردد ہو اور بدو شہوت کے تو نظر کرنا مباح ہو اگر چہ امر و خوبصورت ہو
 خانیچہ اسی قول پر کمال الدین صاحب فتح القدیر نے اضافہ کیا ہے قال فی النظر منوط بعد خشية الشہو بعد العذر کہا کمال الدین نے تو
 حلت نظر و استبد بعد من شہوت ہی ساتھ اس امر کے کہ وہ محل ذہب الاستار نہ ہو یعنی جیکہ محل نظروہ مقام نہ ہو جسا چہا نا جائے اور شہوت کا خوف
 نہ ہو تو نظر کرنا حلال ہے والا حلال نہیں و فی الاستراج لا یحکم فی النظر الیہ لکن فی النظر الی عینہ سنین لکما یحکم اور سرانہ ماب
 میں جو کہ نہایت منیر کا بدن عورت نہیں یعنی ڈبکن کے لائق نہیں پر جب تک کہ وہ قابل خواہش کے نہیں تو بول اور برازی کی راہ چپانے کے لائق ہے
 پر عورت غلیظ ہوتی ہے دس برس تک یعنی بول و برازی کا مقام ہو کر دواج کے قابل چپانے کے ہو جاتا ہے پھر دس برس کے بعد جوان کی مانند
 برہنگی کے چپانے میں ہم نہایت منیر سے مراد چار برس کا بچہ ہر لڑکا ہر لڑکی کذا فی الطحاوی من العلوی عن شخبہ و فی الاستبناہ یدخل علی النساء
 الی خمسة عشر سنۃ فحشاہا و استبناہ من ہر کہ اندر جادی لڑکا عورتوں میں نقطہ بندہ برہنگی حرکت ہم یہ اسو منہ میں جو کہ اسکا بلوغ بجز عمر
 کے ثابت نہ ہو اور اگر اختلام وغیرہ اسو اسکا بلوغ ثابت ہو اسو تو بندہ برہنگی سے پہلے بھی اسکا عورتوں میں جانا منع ہو گا اور جو عضو کہ عورت ہی
 بدن میں لا ہوا و کینا بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی درست نہیں کذا فی الطحاوی شامی نے کہا کہ شارح کو خمس عشرۃ کہنا مناسب تھا اسلئے کہ لفظ
 سنۃ مرث جو و تمکم حق الفقاوہا کشفہ یہ معنی قدر اداء لکن بلا احتیاج من عورۃ علیظۃ او خفیۃ علی المعقود اور سنہ کرنا ہی
 نماز کو بیان تک کہ انعقاد نماز کو کھل جانا جو نہائی عضو کا بقدر ادا کرنے کے بدون فعل مصلی کے عورت غلیظہ یا خفیہ سے منہ قول پر ہم کشف بلیہ
 عورت مانع انعقاد نماز اسوقت ہو گا جیکہ تکبیر تحریمہ کی حالت میں ہو اگر چہ ادا ہی رکن کسی کم مدت ہو اور ادا ہی رکن کی مقدار میں یا سبجان اللہ کہنا ہے
 اور اگر کشف عورت بفعل مصلی ہو گا تو نہی الحال نماز فاسد ہو جائیگی اگر چہ کسر جو ادا ہی رکن کی مقدار اسو غلیظۃ قبل دذیر دماحق لکما و
 الخفیۃ فاعل ذلک من الرجل لکما و اور عورت غلیظہ مرد اور عورت میں بول اور برازی کا محل جو اور جو مکان کہ ان دونوں کے اس پاس ہے
 اور عورت خفیہ وہ ہے جو اسکو سواہ و یجمع بالکفر اولی فعضو واحد اور چند جگہ سے کھلی ہوئی برہنگی جس کی جائیگی اجزا اسو اگر ایک عضو میں

اسو اسلو کہ سر کا حرکت ہونا نصیحت نہ ہے باقی حرکت میں دلیل ہو کہ صلوة میں سر کیل کی بھیجی قراب تا تنہا بتی نہ ہوگا ویکسٹر
 للقبول والقبول اولیٰ اور ڈھکے چٹاب کی راہ کو ابد جانور کی راہ کو پیے فان وجد ما یستقر لحدھا قبل یستقر لحدھا فلیس فیہ قسطن
 فیہ لحدھا و الشیخ قد قبل القبیل **کما فی الیوم لا یجوز** پیر اگر پاؤں دوہرے ہو ایک شریک کو چپا دیں بیوقوف کہ پاؤں پر چپا
 اسو اسلو کہ اسکا کہنا کر کوع اور سجدہ میں فاحش تر اور قبیح تر ہو اور بیوقوف نے کہا قبل کو چپا دیں یعنی اسلو کہ وہ قبلہ رخ ہو اور کوئی حضور
 اسکی یا نصیحت جسے سرین مقعدہ کا حجاب میں کدافی اٹھامی نقل کیا ہے دونوں نو کو بھرا لائق میں بدون ترجیح کے وفی لحدھا لحدھا
 ان الخلاف فی الاثر و لا تعلیل یقید ان لا یصلح لایسا و قدین سائر القبیل فی حدیث ثم یصلح العمل و لحدھا لحدھا لحدھا لحدھا
 علی الشیخ و اور نہ الفائق میں ہے کہ ظاہر و دونوں قولوں کا خلاف اولیٰ ہونے میں ہی اور تعلیل یعنی کشف و برکات فیم ہونا کہ اسکو جو میں
 اسکا عقیدہ ہو کہ اگر بدون رکوع اور سجدہ کے اشارہ ہی نماز پڑھی تو قبل کا چپا یا نصیحت ہوگا پیرا اسکے بعد ان کا پیر حرکت کے بیٹ اور پیر کا
 پیر زانو کا پیر باقی بدن پر ہی ہم رات وغیرہ کا ذکر جلی کے کلام سے ہی نہ نہ الفائق سے یعنی اگر زیادہ ہو کر انو قبل کے بعد مان کو پیر حرکت
 اپنے بیٹ اور پیر کا سر زانو کو چپا کر کدافی الطحاوی و اذ المرید المکلف للسافر یا زیل بنجاسة او یقلل البیضاء حبلا او
 یطعم حیوانا **یا آیت اللہ العظمیٰ** اگر عاقل بالغ مسافر بنا دیں اس چیز کو جس سے نجاست کو دور کر دیا اسکو کہ کر ڈھکے
 سبب ہونے فرما ہے کہ نوم پر یا پیاس کے سبب تر نماز پڑھے نجاست کے ساتھ یا برہنہ ہو کر اور اسکا عادیہ نماز کا نہیں ویکسٹر
 لحدھا لحدھا لحدھا **یا آیت اللہ العظمیٰ** کما فی الیوم لا یجوز اور زوم عادیہ نماز لائق ہے اگر عاجز ہونا فریل نجاست اور سائر
 بندوں کے فہم سے نہ چاہیے ہم میں اندر نیام مجہ بحث ہی صاحب بحر الرائق کی اور مصنف نے اپنی شرح میں اسکو ثابت رکھا ہے شہد
 للمساقر لان یلذذ بنحو مستقر خطا و ان المسافر ان لا یجوز **یا آیت اللہ العظمیٰ** پیر معلوم کر کہ مجہ نماز کا برہنہ جائز ہونا مسافر کے حق میں ہی اسکو کہ
 مقیم کو پہلو طہار بیاں کر دیا ہے اگر مسافر کا وہ مالک نہ ہو چاہے نہ ہستی میں ہی ہم طحاوی نے کہا کہ اس حکم کی تخصیص مقیم کے ساتھ ملا
 وجہ ہی و لحدھا لحدھا لحدھا **یا آیت اللہ العظمیٰ** اور پانچویں شرط نماز کی نیت یعنی نیت ارادہ ہی بدلیل اجماع و اتفاق ہم یعنی اشتراط نیت کی دلیل
 اجماع ہے نہ یہ آیت و احادیث **یا آیت اللہ العظمیٰ** و اللہ اعلم **یا آیت اللہ العظمیٰ** اسو اسلو کہ عبادت میں یہاں توحید مراد ہو توحید منہی خلوص ارادہ
 و نیت اس آیت سے توحید میں یا لگنا عبادت میں اور حدیث ہی دلیل نہیں ہے کہ انما الاعمال بالنیات اسو اسلو کہ اس میں توحید کا ثواب مراد ہے
 اور صحت سے تو میں نہیں کدافی الطحاوی و ہی **یا آیت اللہ العظمیٰ** لحدھا لحدھا لحدھا اور نیت ارادہ ہی ترجیح دینا والا ایک چیز کا دو نماز
 چیزوں سے ہم رد چہرین برابر چنانچہ کرنا اور کرنا افعال اختیار یہ کا مثلاً نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر میں کہ بذات خود نہ فعل کا
 لازم اور محال ہے نہ ترک اسکا پیر جبکہ ارادہ متعلق ہوا فعل سے تو نماز واقع ہوئی تو ترجیح فعل کی ترک پر صرف ایسا دیکھی ہوئی اسی
 ارادہ قرعہ کو نیت کہتی ہیں طحاوی نے کہا کہ نیت مطلق ارادہ کا نام نہیں بلکہ عبارت ہی اس ارادہ فعل سے جو فعل کے ساتھ ہو اور طحاوی
 میں اس سے پہلے ہوا ہے ارادہ **یا آیت اللہ العظمیٰ** تعالیٰ علی الخلوص یعنی نماز کا ارادہ خالص اللہ تعالیٰ کیو پہلو ہم شارح نے اشارہ
 کیا کہ الارادہ کا الٹ لام عباد کا ہی یعنی نیت برارادہ کا نام نہیں بلکہ یہاں ارادہ نماز کا مراد ہی خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے
 کسیکو شریک نہ کر عبادت میں نہ شرک جلی مشرک کوئی بات نہ شرک خفی رہا کہ بدن کی طور پر لا مطلق اللہ تعالیٰ کا احکام کا تو ہے ان من علم الکفر
 لا یکر و لو کان یکر فیت عبادت ہی ارادہ مذکور کہ کسی مطلق دانست سے بھتر قول میں کیا تو نہیں دیکھنا کہ جس کو کفر کو جاننا وہ کافر نہیں ہوتا
 اور اگر کفر کی نیت کی تو کافر ہو جانا ہی ہم خبر ہم عباد اللہ کا یہ قول ہی کہ نیت دانست کا نام ہی حالہ کہ دونوں کے منہم متباہن میں ارادہ کا
 علم یعنی دانست لازم ہی اور دانست کو ارادہ لازم نہیں کدافی الطحاوی و المقبر **یا آیت اللہ العظمیٰ** لحدھا لحدھا لحدھا

اور اگر کسی نے نماز
 پڑھنا شروع کیا تو
 نیت سے پہلے اس کا
 ارادہ لازم ہے

مناسب نہیں ہر پابینجامی عمل قاطع نیت چاہئے کہانا اور سینا اور کھڑی خرید کر ناکھانے اور وہ جو کل مایمیع الیہما اور وہ یعنی عمل غیر نیت
 نماز وہ عمل ہے جو بار نماز کا مانع ہے ہم اگر اثناء نماز میں غازی کا وضو جاتا رہی تو وہ چپ چاپ جاوے اور دوسرا وضو کر کے بغیر نماز
 پڑھو اس بغیر کے پڑھنے کو بنا کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ چلنا اور وضو کرنا قاطع نیت ہو گا کیونکہ یہ وہ دون کام نماز کے اندہ قاطع نیت نہیں
 ہوتے تو نماز کے خارج بطریق اولیٰ قاطع نہ ہو گئے وقتیکہ الشافعی فرماتا تھا کذا بعد نماز اور امام شافعی نے نیت کا متصل کرنا خود میرے ساتھ
 شرط کیا ہر قوتیت کا طمانہ میرے ساتھ ہمارے نزدیک مستحب ہر کام اس واسطے کہ محل اختلاف سے بچنا مستحب ہو اگرچہ ہمارے نزدیک قرآن شرط نہیں
 ولا عبادة بنية متاخرة على هذه لم يوجب الكسبي الى الركون اور اس نیت کا اعتبار نہیں جو غریب کے بعد ہو بنا بر صمد نہیک اور
 کرخی نے رکوع تک تاخیر نیت کو جائز کہا ہر شامی نے کہا کہ رکوع وغیرہ کی تصریح کرخی نے نہیں کی بلکہ طمانہ اور کذا نہیک ہر جب خیرا جو از کمال
 ہے کسی نے شام تک کسی نے رکوع تک کسی نے قصد رک ویکہ مطلق منہ الصلوة وان لم يقبل لله ليقبل وسنة راتبة وستر اهل العقد
 اذ تقبها بوقوعها وقت الشروع اور کفایت کرتی ہے مطلق نیت نماز کی نفل یا دست مکرہ اور تراویح کیو اسطرح مستند قول پر اگرچہ اسنو کہا ہو کہ
 اللہ تعالیٰ کیو اسطرح نیت کرتا ہوں اسکو کہ نفل یا دست اور تراویح کا متعین ہونا ثابت ہو جاتا ہو اور کذا دفعہ نویس شروع کرنے کی بوقت ہم یعنی بوقت
 بارادہ کرنا کہ نیت کرتا ہوں نفل کی یا سنت فجر کی مثلاً تراویح کی قرض نہیں بلکہ بلا نیت کرنا کافی ہے ہر جبکہ فجر کی بوقت مطلق نیت سے نماز پڑھتا ہو
 سنت کا تعین حاصل ہوگا و قولہ وان لم يقبل شير بيان هو اطلاق نیت کا والتعيين كحصول نفل یا سنت کا متعین کر لینا احوط ہے یعنی نیت میں نیت
 تراویح سے اس واسطے کہ اطلاق اور نیت کی تخصیص میں اختلاف ہو کذا فی البعد ولا بد من التبيين عن النية فلو جهل الفضة لم يلحقه و در من
 نماز میں متعین کر لینا نیت کی بوقت فردہ ہو تو اگر نماز کے فرض ہونے سے ادا نفل ہو گا تو نماز اسکی جائز نہ ہوگی ہم ایک شخص با پنج وقت کی فرض نماز
 پڑھتا ہو لیکن ادا نماز فرض ہونا نہیں جانتا ہو تو اسکی نماز جائز نہیں اس پر فقہاء کرام واجب کہو کہ اسکو فرض معین کی نیت نہیں کی کو انی الطحا
 ولو علم ولم يتبين الفرض من غير ان لم يفرق في الكل جاستا اور اگر اسکو بعضی نماز دیکو فرض اور بعض کو نفل جانا اور جدا کیا فرض
 کو غیر فرض سے تو اگر سب نماز فرض کی نیت کی تو جائز ہے یعنی قصد فرض کے فرض ہوگی اور باقی نفل و کذا لو افرغ من قبله لا يشك في كفاها
 اور اسطرح نماز جائز ہے اگر غیر معین غیر شخص کی امامت کی فرض کی نیت ہو اس نماز میں جسکے پہلے سنت نہیں ہے ہم یعنی جو شخص فرض اور
 نفل کو ممتاز نہیں کرنا وہ فجر کی امامت کر فرض کی نیت سے مغرب اور عصر اور عشاء میں جسکے پہلے سنت مکرہ نہیں تو مقتدون اور امام کی نماز
 صحیح ہے استبہار میں قصد سے منقول ہو کہ نمازی چہ قسم میں پہلی قسم وہ غازی ہو جو فرض اور نفل نماز کو جانتا ہو یعنی جانتا ہو کہ فرض وہ ہے
 جسکے کرنے میں ثواب اور نکرانے میں عذاب ہو اور سنت وہ ہے جسکے کرنے میں ثواب ہو اور نکرانے میں عذاب نہیں اسکو ظہر یا فجر کی نیت کی تو گنا
 ہے ۲ وہ غازی ہے جو فرض اور نفل کو جانتا ہو اور فرض کی نیت سے نماز پڑھتا ہو مگر یہ نہیں جانتا تو اسکی نماز کفایت نہیں کرتی ۳ وہ غازی ہو
 دست ہو ۴ وہ غازی ہو جو فرض کی نیت سے نماز پڑھتا ہو مگر فرض کے معنی نہیں جانتا تو اسکی نماز کفایت نہیں کرتی ۵ وہ غازی ہو جو
 یہ جانتا ہو کہ آدمی جو نماز پڑھتا ہے بن اذین بعض نماز فرض ہے اور بعض نفل اور ہتیا نہیں کرتا فرض اور نفل میں تو اسکی نماز جائز نہیں
 اس واسطے کہ فرض میں نیت کا معین کرنا شرط ہو اور بعضوں نے کہا کہ اسکو جو نماز کہ جماعت سے پڑھی اور امام کی نماز کی نیت کی تو درست ہو
 وہ غازی ہو جسکو یہ اعتقاد کیا کہ ہر نماز فرض ہو تو اسکی نماز جائز ہو ۶ وہ غازی ہو جو یہ نہیں جانتا ہو کہ خدا کی نار بندہ ہر فرض ہے
 و لیکن وہ پنجگانہ نماز پڑھتا ہو اسکی نماز جائز نہیں ہو انتہو فخص الفرض لکذا لعلہم کفر فبالجموع او الوقت او لا هو کا ہے یعنی
 فردہ ہر نیت کی نفسین فرض کیو اسطرح کہ وہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی خواہ ظہر یا عصر کے ساتھ دن اور وقت کو ملا دے یا غلامی ہو نفل
 صحیح تر ہے ہم یعنی بن کہنا یا نیت کرنا کہ اصل ظہر الیوم یا ظہر الوقت یعنی آجکی ظہر یا اسوقت کی ظہر اور اگرنا ہوں کہہ فردہ نہیں فقط ظہر یا عصر

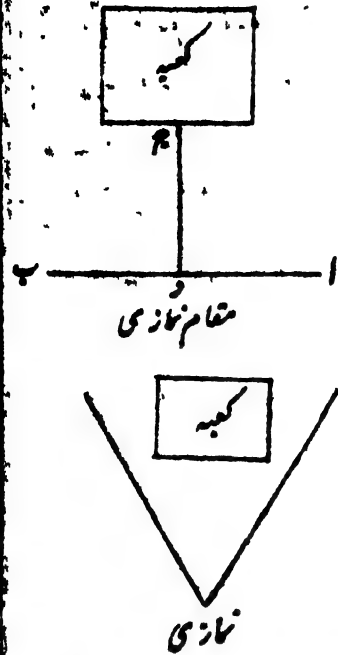
کی نیت کرنا بلا اضافت کافی ہے اسم قول میں اسو اسطر کو دو وقت قرار دیکھو اسطر میں ہو گیا جو دو اوقات قصداً نیت فرض کی نیتیں کی ضرورت ہو اگر کو
 فرض نیت ہو مگر کہ **لَا يَكُنُ قَضَاءً** لیکن قضا کا پڑھنے والا معین کرے غلانی دن کی نظر یا عصر کو بنا بر قول مستند کے ہم یعنی قضا میں
 نقطہ نظر یا عصر کا کتنا کفایت نہیں کرتا بلکہ مستند قول یہ ہے جو کہ کہے کہ غلانی دن کی نظر پڑتا ہوں خواہ کثرت قرات سے مستحب سا قضا ہو گئی ہو یا نہیں
 ہو اور غیر مستند قول یہ ہے جو کہ نیت نیتیں کی کثرت قرات سے سا قضا کر کے غلانی دن کی نظر پڑتا ہوں خواہ کثرت قرات سے مستحب سا قضا ہو گئی ہو یا نہیں
 در صورت بہت سی قضا نمازوں کے آسان تر طریقہ یہ ہے جو کہ کہو کہ میں نیت کرتا ہوں پہلی ظہر کی جو پھر واجب ہو یا پہلی ظہر کی جو پھر واجب ہو
 آسانی کی وجہ سے اس نیت میں یہ ہے جو کہ شاید تاریخ اور دن قضا کے یا نہ ہوں **وَفِي الْقَهْطَانِ مِنَ اللَّيْلِ لَا يَسْتَوِي الْقَهْطَانِ فِي الْأَجْمَعِ** وسیطہ اسطر کتاب
 اور قہستانی میں سنہ الصلوة سے منقول ہے کہ قضا میں معین کرنا نیت کا شرط نہیں صحیح تر قول میں اور اس مسئلہ کا ذکر آخر کتاب میں یعنی مسائل عشر میں آگیا
وَأَجِبَ أَنَّهُ لَا تَزِيدُ إِلَّا وَجْهِي خِلَافَةً اور ضرورت میں نیت کا معین کرنا واجب نماز کیو اسطر اسطر کہ دو صد ترک نماز ہے یا نذکر کی باسجد ہے
 تلاوت کا ہم وتر کی نیتیں ضرورت میں لیکن اسکو واجب یا سنت کہنا لازم نہیں کیونکہ معین اختلاف میں اور نذر نماز میں یوں کہو کہ وہ نماز پڑتا ہوں جو
 کیو اسطر یا غلانی حاجت کیو اسطر میں نے نذر مانی تھی اسو اسطر کہ معین نذر کی نیتیں بدو ن ذکر کرنے اور سکے حساب کے کذا فی الطحاوی وکذا اشکر
خِلَافَتِ سَهْوٍ اور اسطر ضرورت میں کرنا سجدہ شکر کی نیت کا بخلاف سجدہ سہو کے کہ اس میں نیتیں ضرورت میں ہم سجدہ شکر اور سجدہ سہو میں شارج
 سہو واقع ہوا یوں کہنا شیک تھا وکذا سجدہ بخلاف شکر یعنی اسطر ضرورت میں کرنا سجدہ سہو کا سجدہ شکر کا اسو اسطر کہ سجدہ سہو کا واجب ہو اور
 سجدہ شکر کا فعل سے حالانکہ فعل میں نیتیں نیت ضرورت میں یہ بحث ہو صاحب نہر الفائق کی کہ نیتیں نیت سہو میں واجب ہو نہ شکر میں کذا فی الطحاوی
مُخْتَصَرٌ أَدَوْنَ تَقْبِيلَيْنِ عَدَدٍ دیکھا کہ اصل میں **أَضْمِنَا فَلَاحِظٌ خِلَافَتِ سَهْوٍ** کچھ ضرورت میں معین کرنا شمار رکعات
 کا فرض اور واجب میں کیونکہ رکعات تو ضما حاصل ہیں یعنی نیتیں رکعات تو حق نعمانی کی طرف سے حاصل ہو چکی اور معین تو احتمال کی بیشی کا
 نہیں تو عدد رکعات میں جو کچھ ضرورت میں کرنا یعنی جسکی نیتیں ضرورت میں تو اس میں خطا واقع ہونے سے کچھ ضرورت میں تو اگر ظہر میں مثلاً تین رکعت کی
 اور فجر میں چار رکعت کی نیت کی تو نماز جائز ہے **وَيَقِي الْقَهْطَانِ الْمَسَابِقَةَ** اور نیت کریم امام کے پھر پڑھنے والا امام کے پھر ہونے کے نصف
 یوں ارادہ کرے کہ امام کے پھر نماز پڑتا ہوں **لَمْ يَقِلْ الْيُضَاءُ لَآلَهُ لَوْ لَمْ يَلْقَ الْإِقْبَالُ أَحْبَابًا كَامًا** **وَالْتَفَتُ فِي صَلَوةِ الْأَمَامِ وَلَمْ يَلْقَ**
الْصَلَاةَ فِي الْأَجْمَعِ **وَلَمْ يَلْقَ لَهَا جَلَّةً فَهِيَ تَبْقَا لَمْ يَلْقَ الْأَمَامَ** مستند قضا یعنی کہنا یعنی کنز و غیرہ کی طرف یوں نہ کہا کہ غلانی
 نیت سابقہ کے مقتدی نیت متابعت کی بھی کر سکتا ہے اگر نمازی امام کی اقتدا کی نیت کرے یا امام کی نماز شروع کرنے کی نیت کرے اور نماز کو
 نکرے تو صحیح تر قول میں اقتدا درست ہو جائیگا گو مقتدی امام کی نماز کو سنا تا ہو کیونکہ اسنو تو اپنے آپ کو امام کا تابع کر دیا ہو تو اسکی نماز
 کے معین کرنے وغیرہ کی حاجت نہیں ہم شامی نے کہا کہ تبعاً لصلو قوالا امام کی جگہ اگر شارح تبعاً للامام کہتا تو بہتر تھا جیسو زلیبی نے کہا کہ
 اسیلو مترجم نے دم سری لفظ کا ترجمہ کیا **خِلَافَتِ مَالَوْ لَوْ لَمْ يَلْقَ الْأَمَامَ** **وَلَمْ يَلْقَ لَهَا جَلَّةً فَهِيَ تَبْقَا لَمْ يَلْقَ الْأَمَامَ** **وَلَمْ يَلْقَ لَهَا جَلَّةً فَهِيَ تَبْقَا**
 اس صورت کے کہ نیت کریم امام کی نماز کی اگر چہ اسکی اللہ اکبر کہنے کا منتظر ہو صحیح تر قول میں اور یہ صورت حکم سابق کے خلاف ہو بسبب نہ ہونے
 اقتدا کی نیت کے ہم یعنی اس صورت میں اقتدا درست نہ ہو گا کیونکہ نیت اقتدا مفقود ہو اسکو کہ جب امام کی نماز کی نیت کی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اقتدا
 کی نیت بھی کی ہو اسطر جب امام کی تکبیر کا انتظار کیا تو انتظار بھی کبھی اقتدا کے لہو ہوتا ہو اور کبھی عادت کیو یہ سر تو دو صورتوں میں شک کیو یہ ہے
 مقتدی ہو گا کذا فی الثانی **وَالْأَفْجَعُ جَمْعُهُ وَجَنَانُهُ وَبَعْدُ عَلَى الْخِيَارِ لَخْتِصَابُهَا بِالْجَمْعِ** مگر جمہ اور جواز اور عید کی نماز میں مذہب مختار یہ
 نیت اقتدا ضرورت میں ہو کہ مجھ نماز میں جماعت کے ساتھ مخصوص ہیں ہم یعنی تنہا نہیں پڑھی جاغین تو جو وقت آدمی انکی نیت کر گیا تو نیت اقتدا
 ثابت ہوگی **وَلَوْ لَمْ يَلْقَ الْوَقْتُ مَعَ بَقَايِهِ جَانِدًا** اور اگر نمازی نے فرض وقت کی نیت کی وقت کے باقی ہونے ہو تو یہ نیت کرنا جائز ہو یعنی

اگر نماز میں پیشہ جہ نیت کرے کہ فرض وقت پڑھتا ہوں تو اس نیت سے نماز درست ہوگی الافی الجمعة فانها بدل اگر جمعہ کی نماز میں فرض وقت کی نیت سے جائز نہیں بلکہ جمعہ کی نماز عرض ہو اس روز کے ظہر کا یعنی فرض وقت ظہر ہے نہ جمعہ الا ان یکون عند فی اعتقاد انہما من الوقف کما هو ای بعض فتوح مگر جمعہ کی نمازی کے عند یہ اور اعتقاد میں ہو کہ جمعہ فرض وقت ہو ظہر کا بدل نہیں چنانچہ بعض فقہاء کی جو بڑی ہی ہو تو اس وقت میں جمعہ فرض وقت کی نیت سے درست ہوگا ولو لو لے ظہر الوقت فلو مع بغا اذای الوقت جاز ولو فی الجمعة اور اگر وقت کے ظہر کی مثل نیت کی تو اگر وقت کے باقی رہنے کے ساتھ ہوگی تو جائز ہے اگرچہ جمعہ میں ہوم فیض الغفار شرح النخار میں ہے کہ اگر نیت وقت کے ظہر کی جمعہ کے سوا میں کر لیا تو اگر وقت کے اندر ہوگی تو درست ہے اس لئے شارح نے شریعہ کی تعلیم سے و لو فی الجمعة کی قید لگائی تاکہ معلوم ہو کہ اس حکم میں جمعہ اور غیر جمعہ برابر ہیں کہ انے الشامی لمقطا و لو تمہدہ بان کان قد شرب و هو لا یطعم الا یحیی فی الحیۃ اور اگر ظہر اوقات کی نیت وقت کے نہونیکے ساتھ ہوگا حرم کہ وقت محل چکا ہو اور نمازی اس کو بخلف کو بھاننا ہو تو صحیح تر قول میں درست نہ ہوگی ہم وقت کے بخلف کو نہ جاننے کی قید اسلوا لگائی کہ اگر وقت کے بخلف کو جانکر ایسی نیت کر لیا تو درست ہوگی کہ انفاث می و مثلاً فرض الوقت اور ظہر الوقت کی مثل سے حکم فرض الوقت کا یعنی اگر وقت کے بخلف پر نیت وقت کے فرض کی کر لیا اور وقت کے گزر جانے کو بھاننا ہوگا تو یہ بھی اول مسئلہ کیرم صحیح قول میں درست نہ ہوگی اور شبابہ میں جو درستی کا قول منقول ہے صحیح کے خلاف ہو کہ ان فی الشامی قالوا فی ائمة ظہر الیوم لیس لہ مطلقا العتمة الفضا ببنیة الا لو ککسکس و لیس لہ الخا مرس بہرہ کہ نیت کے ظہر کی کرے واسطو اسکو جائز ہونے کے ہر صریحی اگرچہ میں وقت میں پڑے یا وقت ٹھکایا ہو بسبب درست ہونے قضا کے ادا کی نیت سے مثل ادا کے حکم سے یعنی صحیح ہونے ادا کے قضا کی نیت سے بھی قول نخار میں یعنی اگر آج کے ظہر کی نیت ہوگی تو ہر چند وقت گزر گیا ہو گا تب بھی وہ نماز اس روز کے ظہر کی ہوگی اور وقت کے ظہر کی نیت سے وقت بخلف پر اس وقت کا ظہر نہ ٹھکایا اور شارح نے جو یہ کہہ کہ بسبب ست ہونے قضا بہ نیت ادا اسکا مطلب یہ ہے کہ وقت کے پر اگر جملی میں ظہر الیوم کی نیت کر لیا تو گویا قضا کو یہ نیت ادا پڑھیکا حالانکہ یہ جائز ہے جیسے کوئی قیدی اسل سے رمضان کے روز کی کہو اور یہ کہ معلوم ہو کہ رمضان ہو چکا تھا تو اسکو روزہ نہ پڑے ہو گا مگر اس تعلیل میں یہ غلط ہے کہ یہ اس وقت بنتی ہو کہ نمازی ادا کی نیت سے ہو اور اگر اسکی نیت کہہ نہونہ ادا کی نہ قضا کی تو اس وقت یہ تعلیل نہ ہوگی کہ ان فی الصلوة و تراہ فی الشامی و مصلی الجنان فی بنی الصلوة لله تعالیٰ و یتوب فی الصلوة علیہ وسلم اور خدا نہ کہ نماز پڑھنے والا نیت کرے نماز کی خاص اللہ تعالیٰ کے لئے اور نیز و مالکی نیت کرے مردہ کو لئے لا اله الا انت اسلوا کہ نیت نماز اور عا نمازی پر واجب ہو ہم مطلقا کہی کہ اگر مرجع فمیر لانا کا نماز و عا و نوکی نیت ہو تو یہ غلط رہیگا کہ وہ عا و نماز ہستون جو واجب اسلوا علی نہ مرجع فمیر منہ بیت صلوۃ قرار دیا جو جو بنی الصلوۃ سے سمجھا جاتا ہو اور شامی نے کہا کہ مرجع فمیر بیت یا اس اعتبار سے ہو کہ نماز خا زہ خود عا ہی سے کیونکہ اس میں قرأت اور رکوع اور سجدہ اور تشهد نہیں اور اسکا موبدہ و قول ہے جو نیت میں مذکور ہے کہ نماز خا زہ امام عظم اور اہل کوا صحت کے قول میں حقیقت و عا ہی نہ نماز فیقول اصلى لله داعیاً للمعبیت تو خا زہ کی نماز پڑھنے والا یون کہی کہ میں نماز پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے و عا لکھو و الامور کہی و ان استنبہ علیہ وسلم ذکر ام انی یقول لویت صلی علیہ وسلم الامام علی من یصلی علیہ الامام اور اگر میت نمازی پر شبہ ہو جاوے معلوم نہ ہو کہ مردہ یا عورت نوہ ہوں کہ میں نیت کرنا ہوں کہ نماز پڑھوں امام کے ساتھ جس شخص پر کہ امام نماز پڑھتا ہو و افا فی الاستبأ و جننا انک لوفی المعیت الذکر ہا انہ انے او عکسکس و لیس لہ الخا مرس بہرہ کہ نیت کر کے بھاننا دہ کیا ہو کہ اگر نیت کی ذکر مردہ کی پر معلوم ہو کہ وہ عورت ہو یا اسکا حکم کیا کہ مردہ عورت کی نیت کی پر ظاہر ہو کہ مردہ نماز درست نہ ہوگی ہم وہ عورت جو عا کی میت کی ذکر مردہ کی پر معلوم ہو کہ وہ عورت ہو یا اسکا حکم کیا کہ مردہ عورت کی نیت کی پر ظاہر ہو کہ مردہ نماز درست نہ ہوگی ہوتی ویسے ہی میت کے نصین میں خطا ہو ویسے درست نہ ہوگی مثلاً اگر نیت کی کہ زید پر نماز پڑھتا ہوں پر معلوم ہو کہ وہ مردہ نماز درست نہ ہوگی ہاں اگر اسل کے کہی کہ اس مردہ پر پڑھتا ہوں چند ہی پر ظہر ہو کہ وہ مردہ نماز درست ہوگی کیونکہ اشارہ کرنے سے نام میں خطا کرنا لغو ہو جاتا ہو کہ ان فی الشامی

یہاں رہتا ہو اور جب فاصلہ زیادہ ہو تو اس کو مناسب سرگرمی سے مقابلہ جاتا ہے۔ مثلاً اسناد ہو تو
پائین ہونے سے نہیں جانا مشا چاہے جو کہ گونجی ہو بہت دور ہو تو غم غم کے آدھون کو یکاں معلوم کرنا
جیسے لگا ایک کے سر پر ایک جگہ ہو گا تو اس وقت کسی شہر کے لوگوں کو ہر جگہ سر پر ہی معلوم ہو گا
بہت ہی طرہ کعبہ کا فاصلہ جب بہت دور ہو تو اسے تو مقابلہ تحقیق کے مقام سے اوپر اور اوپر نمایاں سے مقابلہ
نظامی نہیں ہونا اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے اکثر شہروں کی مسجدیں ایک سمت کو ہیں +

دوسرا طریق جہت معلوم ہونے کا یہ ہے کہ نماز کی آگہوں کے بیچ کے نقطہ سے دو خط ایسے کھینچ جائیں کہ
وہ ایک دوسرے سے ملکر زاویہ قائمہ سکون جائیں تو اگر کعبہ ان دو نقطوں کے درمیان میں واقع ہو گا تو
مقابلہ زائل ہو گا ورنہ زائل ہو گا اور اس کی صورت یہ ہے کہ زانی انسانی تعبرت +

قلت فہذا بعض النبیات من والکبا سیرا فی حبسہ فی اللہ من قبلہ من کہتہ ہون کہ یہی منی میں
دہنے پائین ہونے کے قدر کی عبارت میں تو اس کو خوب دیکھ لیں کہ مطلب تمہیں ہے ہم یعنی درکار
یہ مطلب نہیں کہ کعبہ کو دہنی طرف کر لے یا پائین طرف کر اس وقت میں قطعاً مقابلہ جانا رہیگا بلکہ مراجعہ کہ



خط جہت پر رہا ہو پائین ہونے سے مقابلہ نہ رہتا ہو جیسا کہ بیان کیا جیت کے طریق اول میں و لقرن باللیل اور قبلہ پہچانا جاتا ہو اس علامت
سے جو قبلہ کو بتائے وہو فی القریۃ والا حصار تھا کہ یزید اللہ بآبہ الداعیان فی اللقا ونزل اللہ علیہم کالمطرب اور علامت قبلہ
شہروں اور گاؤں وغیرہ مسجدیں صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ہیں اور بخون اور سمندر وغیرہ میں مساری میں جیسو قطب یعنی جس جگہ مسجد میں تدبیر موجود
ہوں وہاں سمت قبلہ کی اس سے معلوم ہو سکتی ہو ورنہ قطب غیر مساری کے مثلاً ہندوستان کے اکثر شہروں میں قطب نمازی کے دہن شانہ پر رہتا ہو تو
رات کو ہر جگہ اس سمت قبلہ معلوم ہو سکتی ہو والافین الاھل العالمہ ہا ہمن لو صبح بہ معینہ اور نہیں تو ابجگہ کے باشندہ قبلہ کے جانو لے
سے چوچا جانو اور باشندہ انہیں سے ہو کہ اگر نمازی اس کو زور سے بگاڑی تو وہ اس کی بگاڑ سے ہم یعنی اگر مسجد میں یہ قطب سے حال کھیلے کوئی آلہ
مثل قبلہ نما کی پاس ہو تو سمت قبلہ کو اس جگہ کے باشندہ سے پوچھنا چاہیو اس سے پوچھو میں دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ قبلہ کا جانو والا ہو نہ لگا
میں کہا کہ اس کو ساتھ بچھ بھی چاہیے کہ قبول الشہادۃ ہو تو اس سے معلوم ہو گا کہ ذمی اور جاہل کا کہنا اسباب میں تغیر نہیں دو سر یہ کہ نماز کی بگاڑ
سنی طحاوی نے کہا کہ من لوصاح ببل ثراحو اہل سو والمعتد فی القبلة العرھا لا الیئاء فی من الامر جن الشاکبۃ الی العرکث
اور قبلہ کے باب میں مستبرک الدی اور عید ان کعبہ حرمہ اس کی عمارت خود کشادگی ساتون زمین سے لیکر عرش تک عرطحاوی نے کہا کہ اس سے معلوم
ہو گا کہ اگر کوئی شخص زمین کے اندر گہری کنودن میں یا اونچے پہاڑوں پر نماز پڑھتا ہو تو اس کی نماز درست ہوگی جیسو کعبہ کی جہت پر نماز جائز ہوگی
قبلہ عمارت ہوتی تو نماز صحیح ہوتی و قبلۃ العاکر عنہا لعمریۃ ان وجد موثق عند الامام او خوف مال وکذا اھل من سقط عنہ الاھل
جہۃ فہم یریدہ ولو مضطربا یا یسکھطونہ فیریدہ فہم یریدہ اور قبلہ اس شخص کا جو کسی مرقن کے سبب سے قبلہ رخ ہونے سے عاجز ہو کہ کسی قبلہ رخ
کہ دنیا والے کو پاوی امام کے نزدیک یا مال کے چوری جانے وغیرہ کے خوف سے قبلہ کی طرف ہونے سے عاجز ہو بہت طرہ جس سے ارکان نماز قسط
ہو گئی ہوں ایک کا قبلہ اس کی قدرت کی جہت ہی یعنی جہر کو پڑھ سکتا ہو پڑھو قبلہ رخ ہو نا لازم نہیں اس کو کہ خود کعبہ تو مقصود ہی نہیں اور امتحان
ایسی صورتیں بھی حاصل ہوں گے کہ دشمن کے دیکھنے کے خوف سے نماز لیسٹک اشارہ سے پڑھو امام کے نزدیک پہنچو کہا کہ صاحب جہت کے نزدیک ہو کہ
کی دو صورتیں ہیں جو کعبہ سے دور ہو تو اس کو جہت قدرت کی طرف نماز درست نہ ہوگی اور جس سے ارکان نماز کے ساتھ ہو گئی
ہوں اس کی مثال پورٹا آدمی ہو جو پیری کے ضعف سے قیام نہ خود نہیں کر سکتا تو اس سے قبلہ رخ ہونا بھی ساقط ہے لہذا ایک مثال شایع ہے

[illegible]

نماز جو اور نماز جنازہ دعا ہو ولا یبطل بنية القطع مالم یکن یحیة صغیراً اور نماز باطل نہیں ہوتی قطع کی نیت جو جب تک وہ سری نیت ہو سکتی ہے
تہ کہ ہم یعنی ایک شخص نے فرض شروع کیا پھر بعد نیت کی کہ فرض کو قطع کرے تو اس میں نفل پڑتا ہے نہ واجب تک نیت نفل کے بعد اللہ اکبر کہیگا تب تک اسکا فرض
باطل ہوگا اور نیت میں جو غیر ہوئی قید لگائی اس سے یہ نکلا کہ اگر پہلی نیت کے موافق نیت کر لیا مثلاً ظہر کی ایک رکعت پڑھ کر پھر اوسو ظہر کی نیت بہ دن زبان
سے کہہ کہنو کے کر لی تو پہلی رکعت باطل ہوگی کہ اس نے اطمحادی ولو نوى فی صلوة الصلوة اور اگر اپنی نماز میں روزہ کی نیت کی تو دست سے
اطمحادی کہا کہ پھر یہ جو کہ جس نفل میں مشغول ہو اسکا اندر دوسری چیز میں مصروف نہ ہو **باب صفة الصلوة** یہ باب نماز کی کیفیت
میں شروع ہوا للشیء وللمشہود بیان الشیء شروع ہے مشروط کے بیان میں بعد شرط کے بیان کے یعنی اول نماز کی شرائط کا بیان ہوا اب خود نماز کا بیان
شروع ہوتا ہے لفظ معصود معنی فاعل کی مشیت علی فرض من ولو وجب مسئلة وحنا وید صفت لغت میں مصدر ہے یعنی جس کے معنی
ہیں بیان کرنا اُس چیز کا جو مصروف میں ہو اور عرف میں صفت وہ کیفیت ہے جو شامل ہو فرض اور واجب اور سنت اور مستحب پر ہم پھر پھر
عرفی مطلق صفت کی نہیں بلکہ خاص صفت نماز کی ہے اور نیز اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ صفت نماز سے مراد صفت اجزاء نماز ہے کہ بعض اجزاء
فرض ہیں اور بعض واجب اور بعض مستحب ہیں قرآن فیہا اللہ کیا ہے بدل و ہما القویمة فکثرت نماز کے اُن فرضوں میں سے
جسکے بدون نماز درست نہیں ہوتی ایک تکبیر تحریم سے حالت قیام میں ہم تحریم سے مراد ذکر خالص جو مثل اللہ اکبر تحریم کے معنی ہیں کسی چیز
کا حرام کرنا اور چونکہ تحریم کے بعد نمازی پر کلام وغیرہ مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اسلئے اسکا نام تحریم ہوا اور فرضوں میں یہ قید ہونا
نے لگائی کہ جسکے بدون نماز درست نہیں ہوتی بعد ظاہر کر نیوالی صفت ہو کیونکہ فرضوں میں ایسا کوئی نہیں جسکے بدون نماز صحیح ہوتی ہو اور
تحریم حالت قیام میں چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور اللہ اکبر کہا تو اگر کھڑے ہونے کے قریب تہ نماز صحیح ہوگی اور
جسکے ہو کر کھینکا تو درست ہوگی اور اسکو پہلی شرط ان کے ساتھ پہلے ذکر کیا کہ تحریم نماز کے ساتھ ایسی علی جو جیسو دروازہ گھر سے کھانے
الشافعی والاطحادی دے فوط فی خیر جہان علی علی اللہ اسباب یقینی اور تکبیر تحریر شرط ہو جنازہ کے سوا اور نماز دن میں اور فرض ہو قدرت کا
پر یعنی گوئی اور امامی پر اللہ اکبر کہنا فرض نہیں بلکہ جو کہ سکنا ہو اس پر فرض ہو اسی پر یعنی تحریم کی شرط ہونے پر سنتی ہو نہ رکن ہونے پر جو قول ہوا امام
محمد کا اور حنازہ کو اسلئے استثنا کیا کہ اوس میں یہ تکبیر کر جو مثلاً اور تکبیروں کے کہ انہی الشافی فہو نہ ہما الفل علی اللہ وحلی الفرضی وان
کے جب تحریم شرط ہے تو درست ہے ایک نفل کی بنا در پر پر اور نفل کی بنا فرض پر اگرچہ کہ وہ تحریمی سے ہم یعنی چونکہ تکبیر تحریم رکن نہیں تو
اگر ایک دو گانہ نفل کے بعد اس کے لگا کر پڑا ہو گیا تو وہ فرض صحیح ہو گا اگر تکبیر تحریم رکن ہوتی تو دوسری نفل سبب فوت ہونے رکن کے جائز نہیں
اور فرض پر بنا نفل مسلم جائز ہوئی کہ فرض قوی ہو قوی پر بنا صحت کی ہو سکتی ہو اسکا حکم صحیح نہیں اور وجہ کہ وہ سچو ان دو صورتوں کی
بہ ہو کہ اول تو سلام میں تاخیر ہوتی ہو دوسری ابتدا دوسری نفل کی تحریم سے نہیں ہوتی کذا فی الشافی والاطحادی لا فرض علی فرضین
ادخل علی الظاہر میں جائز ہو بنا فرض کی دوسری فرض پر یا نفل پر پر جبہ ظاہر ہے کہ ہم اس میں بھی بحث ہے کہ جب تکبیر تحریم شرط ہے تو
چاہیے یوں تھا کہ ہر نماز کی بنا دوسری پر جائز ہوتی جیسو کسی نماز کی طہارت ہو مثلاً دوسری نماز درست ہو کی طرح اور شرطوں کا حال ہے کہ
آئین خصوصیت خاص نماز کی نہیں بہر تحریم ایک فرض کی دوسرے کے لئے کافی نہیں اسکا جواب ہے کہ فرض میں مسین اور جہا ہوا اسلئے ہے
کہ عبادت طلوع ہو تو اگر ایک کی بنا دوسری پر ہو تو دونوں ملکر ایک عبادت ہو جائیے جو حالات منقذہ ولا یمکن الیہا یاد کالہی ہو
لہا الشرط اور سبب متصل ہونے تکبیر تحریم کے ارکان نماز کے ساتھ مراعات کی گئی ہیں اور اگر شرطیں ہم بعد جواب ہے کہ ایک سوال تھا
کا اسکی تحریر یہ ہے کہ اگر تکبیر تحریم شرط ہے تو اسکو شرطوں کی رعایت کیوں کی گئی ہے شرطیں تو ارکان میں ہوتی ہیں ہر نماز میں ہر نماز کا ایک سوال تھا
دیا کہ تکبیر میں طہارت اور استقبال قبلہ وغیرہ شرطوں کی رعایت اسلئے ہے کہ تکبیر متصل ہو قیام سے جو رکن ہر نماز کا یعنی جو شرطیں رکن میں ملوث

شعبین وہ بوجہ اتصال تکبیر میں ملحوظ ہوئیں یہ شعبین کہ خود تکبیر کے رکن ہونے کی جہت سے ملحوظ ہوتی ہوں وقد صنفہ الذی فیہ ذکر یطیع فی تکبیر
تحریم کے لئے شرائط کی مراعات کا انکار کیا ہے یعنی امام شافعی جو اس کو رکن ہونے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شرطیں نماز کی ہیں وہی تکبیر کے لئے
ہیں اور جو اب میں نے طبعی نے کہا ہے کہ یہ کہان سے کہ جو شرطیں نماز کے لئے ضرور ہیں وہی تکبیر کے لئے ہوں مثلاً ایک شخص نے نجاست کو ادا کیا
تکبیر تحریم کی اور تحریم سے فارغ ہو کر نجاست ڈال دی یا شرمگاہ کہوئے تحریم کی اور تحریم کے بعد نہ ہونے کی حرکت سے شرمگاہ چھپائی تو غلط ہے
ہو گی حالانکہ نماز میں یہ امور منفرد نماز ہیں تو شرائط نماز کی رعایت تحریم میں نہیں ہے مگر جہم الیہ بقولہ ولان مسلم پہر طبعی نے مراعات شرط
کیطرت جرم کیا اپنا اس قول میں کہ اگر مراعات شرط نماز تحریم میں مان لیجائی تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ مراعات اسلامی نہیں کہ تحریم رکن نماز ہے بلکہ
اس وجہ سے کہ ادا نماز تحریم سے متصل ہے طحاوی نے کہا کہ شارح نے جو زیلی کا رجوع قرار دیا تو اس میں کلام ہے ہلکے کہ یہ قول بکسبیل فرض
و تنزل ہے نہ بطریقین و جزم اور رجوع دوسرا کہلاتا ہے نہ بجماعہ فی الذل فیہ نقلاً عنہ علی التسلیم اذ لے مان تلویح میں ہے کہ
مراعات شرط کے نکرانے کو رعایت شرائط کی مان لینے پر ترجیح دینا بہتر ہے یعنی یہی اچھا ہے کہ تحریم میں مراعات شرط نماز کا انکار کیا جائے
دو جو صورتیں طبعی نے لکھی ہیں وہ بن سلیکی طحاوی نے کہا کہ جبار نے طبعی کے قول کو بلفظ رجوع بیان کیا تو اس سے یہ نکلا تھا
کہ شاید وہی قول منہ ہو گا اسلمی تلویح کے اس جملہ سے اس وجہ کو دور کر دیا لیکن بقول الاحتمی خلاف مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اشتباہ
بہر خلاف ہی نہیں ہر چند تلویح کے قول سے ترجیح عدم مراعات کی معلوم ہوتی ہے مگر احتیاط کی صورت یہ کہ مراعات شرط کو مان لیا جائے
طحاوی نے کہا کہ ظاہر عبارت بحر الرائق اور نہ الفائق اور نہ انفار سے یہ کہ عدم مراعات پر اعتماد ہو و جباراً اللہ تعالیٰ و انما اشتراط
لہا ما امس شرطاً للصلوٰۃ لا باعتبار یکنیہا بل باعتبار انما یصلیہا بالقیام الذی ہو کثرتاً اور عبارت برمان کی یہ ہے کہ تحریم کو لکھو
جو جو شرط ہوئی جو نماز کے لئے ہے تو وہ باعتبار تحریم کے رکن ہونے نہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ تحریم قیام سے متصل ہے جو نماز کا رکن ہے
و عنہا القیام بحیث لو ملأ بالیہ لا ینال برکب کتیا و ایک فرض نماز کا جس کے بدون نماز نہیں ہوتی کہ ادا ہونا ہی اس طرح کہ اگر کہہ ادا ہونے کو
نہ ہوتا ہے بلکہ تو اس کو دو گھنٹوں کو نہ پونچھیں بے اگر نماز میں خوب سیدنا ہو گا کس قدر چمکا ہو گا تو فرض ادا ہو جائیگا لیکن جب اتنا چمکا کہ ہاتھ
گھٹنوں تک جائیں تو فرض ادا نہ ہو گا و غیر حصہ و واجبہ و مسنونہ و مستحبہ و تقدیر اللہ تعالیٰ عینہ اور مقدار قیام کے فرض اور واجب
اور مسنونہ اور مستحب ہونے کی تصریح اس کے اندر قرات کی مقدار پر یعنی قیام مقدار ایک آیت کی فرض ہے اور بقدر سورہ فاتحہ اور دوسری
سورت یا تین چوٹی آیتوں کے واجب ہے اور وتر میں اتنا قیام جس میں سورہ اعلیٰ اور کافرون اور اخلاص پڑھی جائیگی مسنونہ ہے اور صحیح میں
طوال متصل کے پڑھنے کی قدر مستحب ہے و غیرہ جو اس قدر قیام بھی فرض و واجب و غیرہ ہو ولو کبر فاصلاً
حکم و لم یکن حلاً قال بہ من القیام للان یعلم الکون یکنیہ قننیہ پس اگر پڑھے ہو کر اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور اللہ اکبر
اور رکوع کے درمیان میں وقف نہیں کیا تو قیام صحیح ہو گیا اسلمی کہ قیام قیام اوسو رکوع میں پونچنے تک کیا اوسید کا فی ہو کذا فی القننیۃ
ہم یعنی رکوع میں چھپنے کی وقت بھی جب تک گھنٹوں تک ہاتھ نہ پونچیں قیام ہی میں داخل ہے طحاوی نے کہا کہ یہ صورت اوش شخص کے
حق میں ممکن ہے جسے قرات نہ ہو جیسا می یا معتدی جو امام کو رکوع میں پادوسی یا کہ وہ ادنی قرات پر اقتصار کرے مثلاً ثم نظر کر لے
فرض و لکن یہ کذا و مستحب ہے الا حصہ قیام فرض ہے فرض نماز میں اور جو فرض سے ملحق ہے چنانچہ نماز خذرا و سنۃ فجر صحیح تر
قول میں یعنی فجر کی سنتیں بعضوں کے نزدیک واجب ہیں تو ان کے وجوب کی رعایت سے جو ان کو مسنون کہتے ہیں وہ یہی قیام کو ان میں فرض
کہتے ہیں خلاصہ میں ہو کہ فجر کی سنتیں بدو ہند کے پیشہ کر جائز نہیں بالاجماع چنانچہ یہ بھی روایت ہے حسن کی امام اعظم سے لگا دیا
و علی السبیل قیام فرض ہے اوش شخص پر جو قارہ ہو قیام پر اس سجدہ پر غلطی و حلیہ دون السبیل نذبا ایامہ قارہ پھر اگر صرف قیام قارہ ہو جائے

رکعت میں قعدہ کر لیا یا چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ کر لیا تو سجدہ سہولانہ ہو گا وکلّٰ زبیر یاد تو نقل بانی فضیل کے اور مذکور ہے ترک کرنا زیادتی کا جو دو فرضوں کے بیچ میں پڑی شامی نے کہا کہ دو فرضوں کی کچھ قید نہیں فرض اور جب کے بیچ میں بھی زیادتی کا یہی حکم ہے مثلاً قعدہ اول کے تشہد میں زیادتی کی اور تیسری رکعت کو نہ اوٹنا تب بھی سجدہ سہولانہ ہو گا اور زیادتی میں جب رہنا بھی داخل ہے والصلوات المقتدی اور واجب ہو چپ رہنا مقتدی کا تو اگر مقتدی امام کے پیچھے قراوت پڑھ لیا تو قراوت مکروہ تحریمی ہو گی مگر اس قول میں نماز فاسد نہ ہو گی اور اگر بھول کر پڑھ لیا تو سجدہ سہولانہ ہو گا کیونکہ مقتدی پر سہرہ نہیں ہوتا و حنا بعدہ کا لہام یعنی فی الجملہ حنا اور واجب ہو امام کی پردہ میں ان افعال میں جن میں اختلاف مجتہدین ہے ہم مجتہد فقہ سنی سے مراد ہو کہ جسکی بنا دلیل مشرعی پر ہوگی رکوع سے مجتہد کو غیر کی مخالفت جائز ہو مثلاً امام نے عید کی تکبیر تین سے زیادہ کہیں جسے شافعی پانچ کہتے ہیں یا دو سجدے سے پہلے سلام سنی پیشتر کہتے یا تین قنوت بعد رکوع کے پڑھا تو ایسے امور میں پردہ امام کی واجب ہو اس طرح جن امور میں اتفاق ہو اور میں متابعت بطریق اولیٰ واجب ہو لاقی المقطوع بفسخ نہیں واجب ہو متابعت اس فعل میں جس کا منسوخ ہونا قطعی ہے جیسے نماز جنازہ میں امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچوں کو اتباع کرے اسلام کہ ہر خدا سخت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ اور سات اور نو اور زیادہ تکبیریں مردی میں مگر آخر فعل آپ کا جائز ہے تین تہیں تو یہ فعل پیشتر کے افعال کا مانع ہو گا نہ فی الشامی عن الامداد و بعدہ سنی پیشتر کہتے ہیں یا تین ہو اس فعل کے مسنون ہونا تو اس میں بھی متابعت امام کی واجب نہیں جیسے فجر کا قنوت یعنی بصورت میں کہ سخت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر بد دعا ایک مہینہ تاکہ کی تھی پھر اسکا مسنون ہونا منسوخ ہو گیا تو ہمیں بھی متابعت امام کی کریم مخطا دی نے کہا کہ اس قعدہ پر رکعت قنوت پہلے سنت تھا اب منسوخ ہو گیا یہی مثال منقطع السنج کی بھی ہو سکتی ہے و انما لنفسہ یحاکمنا فی المقصود و کما یسقطنا فی الشرع و اذی صرف فرض میں امام کی مخالفت کرنے سے فاسد ہوتی ہے چنانچہ ہمزہ و سکون فرائض الاسرار میں شرح بیان کیا ہو شامی نے کہا کہ فساد نماز درجہ میں فرض کے ترک سے ہوتا ہے نہ متابعت کے ترک سے مگر چونکہ ترک متابعت سے ترک فرض لازم آتا ہے اسلام نماز کے فساد کو مخالفت کی طرف منسوب کیا اور فرض کی قید سے معلوم ہوا کہ واجب یا سنت کے ترک سے نماز فاسد نہیں ہوتی قلت قبلت مصداقاً و لم یحکم میں کہتا ہوں کہ اول واجبات کے کچھ اوپر ہم ہو گئے ہم یعنی چوڑا واجب مصنف نے بیان کئے تھے اور ۴۸ شارح نے زائد کو تو ۴۲ ہو گئی اور انکی تفصیل شامی نے بیان کیا ہے کہ امام نے کہا شارح نے چوں آیتوں کو جدا جدا واجب بیان کیا تو پانچ واجب آیتیں بڑے اس طرح عیدین کی چوں تکبیروں کو ماننے نے ایک کہا اور شارح نے ہر ایک کو علیحدہ کہا تو پانچ ان میں زیادہ ہو اور قعدہ علی الارکان ایک واجب ماننے نے شارح کیا اور شارح نے رکوع اور سجدہ اور قعدہ اور جلسہ میں چاروں جگہ تعدیل کو واجب کہا تو تین واجب ہیں زیادہ ہو تو کل تیرا ہوئے چوڑا ہوا نہ مگر پڑھنا فاتحہ کا پہلے سورہ کے پندرہ ہوا ترتیب قراوت اور رکوع میں سولہ ہوا ترتیب عدد رکعات میں شتر ہوا چھ کی النجات پر زیادتی نکرانی اٹھا ہوا ان تکبیر قنوت اور نیسواں تکبیر قنوت کے رکوع کی بیسواں تکبیر رکوع دوم دو گانہ عید کی بیسواں عید کے دو گانہ کے شروع میں اللہ اکبر کہنا بیسواں ہر فرض واجب کو اپنی محل پرا داکر نایسواں ترک کرنا مگر رکوع چوبیسواں ترک کرنا تثلیث سجدہ کا چوبیسواں ترک کرنا قعدہ کا دوسری یا چوتھی رکعت سے پیشتر چوبیسواں ترک کرنا زیادتی کا بیچ میں دو فرضوں کے شکیسواں چپ رہنا مقتدی کا اٹھائیسواں پردہ امام کی اور چونکہ ان واجبات میں حاجت فرب اور تفصیل کی نہیں اسلام شارح نے ان اصول واجبات کہا انتہی وبالسطح اکثر من واکتہ اللہ اذا جحدھا بیکم ۳۵ من ضرب خمسۃ قعدۃ المغرب یقتلھا و ترکہ نقص منہ و زیادۃ فیہ او علیہ فی ۸ کما تروا و پہلے نے سو قعدہ واجبات کی ایک لاکھ سو زیادہ ہو جائیگی اسلام کہ ایک واجب یعنی تشہد ۴۸ واجب پیدار کا ہو یعنی پانچ واجب مفصلہ ذیل کے ضرب کریم ۸ تشہد و نہیں جنکا بیان اوپر گذرنا یعنی جان شارح نے کہا

کہ تشہد کسی وقت بار مکرر ہوتا ہو الخ اور وہ پانچ واجب بہرہ میں اول قعدہ مغرب دوم اسکی النیات سوم النیات کو ناقص نہ پڑھنا
چہارم اسکی کلمات کے آسان میں زیادتی نہ کرنی پانچم اس کے تمام کرنے پر کچھ زیادہ نہ کرنا تو چونکہ ہر تشہد میں ۴۰ تشہدوں میں ۴۰ پانچون
ضرور ہونے چاہئیں اسلیو پانچ کو ۴۰ میں ضرب کیا ۴۰ ہوئی ہم شامی نے کہا کہ ان واجبات مذکورہ بالا میں سو سے زیادہ سجدہ ہیں اور ہر سجدہ
میں تین واجب ہیں تعدیل اور دونوں ہاتھ کا زمین پر رکھنا اور دونوں انگوٹھوں کا زمین میں ضرب کرنے سے زمین ہو ہونے میں اور پہلو و اجنب
میں لانے سے ۴۰ کے قریب ہو جانے میں اور جب اس قسم کو بقیہ ۴۰ واجبات میں ضرب کر دے تو ۴۰ ہزار سے زیادہ ہو گئی اور چونکہ مقتدی کی
مناعت کچھ اور پر ۴۰ فرض میں اور کچھ اور پر ۴۰ واجب ہو یعنی کچھ اور پر ۴۰ جگہ واجب تو اب اگر اوپر کے مجموعہ کو ۴۰ میں ضرب کر دو تو ۴۰
لاکھ سو زیادہ واجب ہو سکتی ہیں حالانکہ ابھی اور واجب باقی ہیں مثلاً ناک پر سجدہ کرنا اور رکوع میں وزارت نہ پڑھنا اور النیات اور سلام میں پیشتر
کچھ نہ ہونا وغیرہ پس انہیں ضرب دیو سو تعداد اور بھی بڑھ جائیگی اسببہ شایع کہ ابی القاسم شافعی رحمہ اللہ نے جو تفسیر تفسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کرتی
ہے مکرر کو یعنی تلاش سے معلوم ہوتا ہے کہ لائے ولا تفتی میں تو سب کو خوب دیکھ بھال تو ہم شامی نے کہا کہ ان واجبات میں سے اکثر صورتیں فرضی
اور مطلق ہیں کہ کبھی خارج ہیں نہیں پائی جاتی اور انکی تلاش سے بجز تفسیر اوقات اور کچھ فائدہ نہیں اور اگر ضرورت شارح کے کلام کے بیان کی
نہوتی تو بہتر تھا کہ اس سے پہلو تھی کیجاتی اتنے مترجم نے بھی اسلیو تفسیر ترجمہ برکاتیت کی اور شامی کی درجہ میں بہت کچھ تصحیح کیا ان دنوں
مطلب عبارت شارح کا ظاہر ہوا ہے جو کوئی تفصیل استقام کو چاہے وہ شاہی کو دیکھ فیہ فیہ انہما صاحب بصدق کہ ۴۰ واجب تو
جیسا کہ پوچھی جاتی ہے کہ وہ کونسا واجب ہے جو ۴۰ وجوب کا مستوجب ہوتا ہے یعنی جس سے ۴۰ وجوب لازم آئے ہیں ہم جواب کہ
جیسا کہ وہی قاعدہ اول مغرب کا ہے مقتدی کے حق تفصیل مذکورہ بالا وسندھا اور باز کی سنتیں یہ ہیں جو آگے مذکور ہوتی ہیں قرآن
فہمہ لا یجب فساد الا سہو ابل اساکرۃ لولہما لا یستغنی عنہما ترک کرنا سنت کا نہ تو نماز کے نسا کا موجب ہوتا ہے نہ سجدہ سہو
بلکہ اسارت یعنی بڑا کر نیک موجب ہے اگر نمازی نے دستہ ترک کیا ہو اور سنت کو ہلکا نہ سمجھا ہو ہم یعنی اگر ترک سنت نااہلی میں ہو تو کچھ بڑی
بھی تھوگی اور اگر سنت کو حقیر جانے لگا تو کافر ہوگا چنانچہ نہر الفائق میں باز یہی منقول ہے کہ اگر سنت کو حق سمجھنا تو کافر ہوگا اسلیو کہ حق
سمجھنا حقیر سمجھنا ہے واولا الاساکرۃ اذون من ذکر اھک اور فقہانے کہا ہے کہ اسات کم سے بہ نسبت کراہت کے ہم شامی نے
کہا کہ مراد کراہت سے تحریمی کراہت ہے یعنی اسات میں ملامت بہ نسبت گمراہی فعل کے کمتر ہے اور گمراہی سے زیادہ ہے اسلیو کہ لکھو
میں جو کہ سنت مکررہ کا چوڑا حرام سے قریب ہو اور نہر الفائق میں ہے کہ حکم سنت کا یہ ہے کہ اسکو ترک پر ملامت کیجائی اور کس قدر گناہ بھی حق
ہو اور ملامت لگے کہا کہ اسات کے معنی ترک اولے ہیں تو وہ اور کراہت تنزیہی ایک ہوئی تھی علی ما ذکرنا ثلاثہ وعشرون پر یہ سنتیں
بموجب صنف کے بیان کے ۴۳ ہیں اور اق میں زیادہ ہیں چنانچہ شارح بیان کر گیا دفع الیہ بن الترمذی فی الخلاصۃ ان اعتنا ذکر
انہر سنت ہو اور نہانا دونوں ہاتھوں کا تحریم کے لکھو یعنی بکیر سے پیشتر اور بعضوں نے کہا کہ بکیر کے ساتھ اور ٹھادی غلامہ میں ہے کہ اگر ہاتھ
اتھانیکا عادی ہوگا تو گناہ ہوگا اور اگر کبھی الی ہوگا تو گناہ ہوگا اور نہر الفائق میں ہے کہ اسات کم سے بہ نسبت کراہت کے ہم شامی نے
رکھنا اور ٹھادیوں کا یعنی اوکو بحال خود چوڑا نہ بہت ملی ہوں نہ بہت پہلی وان لا یطاع علی ما عند التکلیف فانہ بداعی اور سنت
تکبیر کی وقت اپنی سر کو نہ جھکا یا کیونکہ سر جھکانا اور سوت بہت ہو ملامت دی گئی کہ ظاہر اتمام قیام میں سر جھکانا ایسا ہی ہو جھکا امام التکلیف
بقدر حاجتہ لا یحکم بالسنۃ والانتقال وکے ابا التیمیم والشیخ احمد اور سنت ہو چار کر رکھنا امام کا اللہ اکبر کو بعد اسکی حاجت
خبردار کر نیلے لکھو غول اور انتقال پر یعنی اس قدر چار کر کے کہ مقتدیوں کو نماز میں داخل ہونے اور ایک رکعت دوم کی کثرت جانے کی خبر ہوگا
اور اس پر سنت ہو چار کر رکھنا سمع اللہ لمن حمدہ اور سلام کا ہم ملامت دی گئی کہ اگر امام حاجت سے زیادہ چار کر رکھ لیا تو مکررہ ہوگا شامی

کہا کہ مکرہ اس صورت میں جو کہ حاجت سے زیادتی نہایت مدد جو کہ ہر شلہ اور کچھ ایک صفحہ اور وہ اتنا چھٹا جو کہ دس منوں میں آواز جادو تو
 مکرہ ہو گا پھر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جب امام شہر دم میں اللہ اکبر کہے تو اگر اس کی نیت صرف لوگوں کو خبر دینے کی ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور نہ ہی
 مقتدی کی ہوگی بلکہ خبردار کر نیکی کے ساتھ نیت اپنی نماز کی تحریر کی بھی کرے اس طرح کبر جو امام کی آواز دوسری لوگوں کو پوچھنا ہے وہ بھی اگر فقط
 خبردار کر نیکی نیت سے اللہ اکبر کہے تو نماز اس کی ہوگی اور نہ اس شخص کی جو اس کی آواز پر اٹھ کر یا بلکہ بجا کر کہنے کے ساتھ کبر تحریر کا قصد کرے
 تو نماز ہوگی اور بدو ن حاجت کے کبر کا اللہ اکبر بجا کر کہنا مکرہ ہے وَأَمَّا الْمُتَوَكِّلُ وَالْمُعْتَصِمُ فَتَصِحُّ نَفْسُهُ اور مقتدی اور تنہا پڑھنے والا اللہ
 اکبر اتنی آواز سے کہو کہ اپنی آپ سُنَّ وَالنَّهْءُ وَالْعَوْفُ وَالْتِسْبِيحَةُ وَالْتَأَمُّنُ وَكُلُّهُنَّ بِإِذْنِ اللَّهِ اور سنون ہو سبھا نَاک اللہم پڑھنا اور اورو
 باشد من الشیطان الرجیم کہنا اور بسم اللہ کہنا اور الحمد کے بعد آمین کہنا اور ان سب کا آہستہ ہونا یعنی آہستہ کہنا سنت مطلقہ ہے اور ہر ایک کا
 پڑھنا سنت جدا گانہ وَوَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى يَسَارِهِ وَكُونَهُ لَحْتَ الشَّوْءِ لِلرِّجَالِ لِقَوْلِهِ هَلِي رَفِي اللَّهُعنه مِنْ لَحْتِهِ وَفِيهَا لَحْتَ الشَّوْءِ
وَلِحِفْظِ اجْتِمَاعِ الدَّمِ فِي مَقَامِ الْأَصَابِعِ اور سنون ہو کہنا اپنی دائیں ہاتھ کا بائیں پر اور سنون ہو مردوں کو کہنا اور نجات کے لیے سبب
 فرمانے علی مرتضیٰ نے کہ سنت ہو کہنا دونوں ہاتھ نجات کے لیے اور سبب خوف غم جو ہر جائزے اور غلیو کچ پور دن میں یعنی مکتبہ ہون
 کے لیے نہ کہ ہون میں یہ جو کہ زیادہ کھڑی رہنے سے اور غلیو غم غم نہ اور آدھی دیکھ کر کو کوع ذلک الرفق منه بلحیث لبستوی قائما و
التسبیح فیہ ثلاثا والحقا کعبیہ واخذ من کعبیہ بیدتہ فی الرکوع وقبضہ اصابعہ للرجل ولا یتدب التفریح الاصلو لا الضمہ
الافی السجود اور سنون ہو رکوع کے لئے اللہ اکبر کہنا اور اس طرح سنون ہو رکوع سے سر اٹھنا اس طرح کہ برابر کھڑا ہو جادو اور سنون
 رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہنا یعنی تین بار کہ کہنا مکرہ نہ ہوگی ہے اور سنون ہو دو ٹخنوں کا ملنا یعنی اگر بلا عذر ہو سکی اور سنون
 ہے پڑنا اپنی دونوں انگلیوں کا اپنے دونوں تھون سے رکوع کے اندر اور سنون ہو پہلانا اپنی اور غلیو کا مرد کو اور نہیں مستحب ہو گا کہ کہنا
 اور غلیو کا مکرر کوع کے اندر اور نہ اسوار کہنا مکرہ ہے کے اندر ونکبہ السجود ہو کہ النفس الرفق منه بلحیث لبستوی کعبا لساو
تکبیرہ والتسبیح فیہ ثلاثا و وضع یدہ فی الشیو اور سنون ہو سجدہ کے لئے اللہ اکبر کہنا اور اس طرح سنون ہو سجدہ ہے
 اور ٹھنا اس طرح کہ برابر بیٹھ جادو اور ایسے ہی سنون ہو سجدہ سے اٹھ کر کہنا اور سنون ہو سجدہ میں تین بار سبحان ربی العظیم
 کہنا اور سنون ہو دو ہاتھوں اور زانوؤں کا رکنا سجدہ میں ہم اکثر فقہانے ہاتھوں اور زانوؤں کا زمین پر رکنا سنون کہا ہے
 اور نفعیہ البوالیث نے فرض کیا ہے اور فتویٰ عدم فرضیت پر جو ارفتم القدر میں اس کو وجہ کہا ہے اسوچہ سو کہ مطابق حدیث کے ہو اور
 اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہے بحر الرائق میں کہا کہ انشاء اللہ وجوب کا قول سبب قوال ہے بہتر اور متوسط
 ہے بسبب اس کی موافق ہونے کے اصول سو کذا فی الشامی فلا تکرہ طہارۃ مکانہما عندہما مجمع پس لازم نہیں پاک ہونا ہاتھ اور زانو
 کی جگہ کا ہم خفیوں کے نزدیک کذا فی الجمع یعنی جب انکار کہنا سجدہ میں فرض نہیں تو اگر پاک جگہ پر رکھو جائینگے تو نماز فاسد نہ ہوگی ہم
 شامی نے کہا کہ ان دونوں اعضا کے مکان کی طہارت کا شرط نہ ہونا روایت ضعیف ہے صحیح ہے کہ اگر انکی جگہ بھی ناپاک ہوگی تو نماز فاسد ہوگی
 کیونکہ اعضا کا سجا سجا ست سولگنا ایسا ہے جیسے سجا ست کا اٹھنا اذا اجتمع علی کفہ کما صکر جس صورت میں کہ سجدہ اپنی ہتھیلی پر کر گیا
 اور وقت پاک ہونا اس کی جگہ کا شرط ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا افترش من حیلة التیسر فی تشکل الرجل اور سنون ہو بھانا اپنے
 بائیں پاؤں کا مرد کے تشہد میں یعنی التیات پڑھنے میں مرد بائیں پاؤں کو بچھا لے والجسۃ بکب السجۃ اور سنون ہو بیٹھنا دونوں
 سجدوں کے درمیان میں موطاوی نے کہا کہ ماتن نے اول سر اٹھنا سجدہ سنون کہا تھا شارح نے اس میں یہ قید لگائی کہ اس طرح
 سر اٹھنا جو کہ برابر بیٹھ جادو تو اس قید سے بیٹھنا مکرہ نہیں ہے لیکن اگر شارح کی قید کا لحاظ نہ کرے تو سر اٹھنا جادو سنت ہے اور جیسے ہر

وہم یبہر فیہا علیٰ خذیہ کالشمس للتلو اترث اور سنون جو رکھنا اپنی دونوں ہاتھوں کا جلسہ میں اپنی دونوں ہاتھوں پر جس کی نصیحت
 میں ہاتھوں کا رکھنا زانو پر سنون سے بسبب توارث کے یعنی اکابر جو اس طرح پڑھنا سے طحاوی نے کہا کہ اتھ ایسی طرح رکھو کہ چھوٹے
 کی غور میں کہنوں کے پاس ہوں و هذا اقل اخفہ اهل المتن والشرع کما فی امداد الفتاویٰ للشیخ نبلا لی اور یہ یعنی جلسہ کا مثل تہیات
 کے بیٹھنے کے ہونا اس قسم سے ہو کہ تن اور شرم والوں نے اسکا ذکر نہیں کیا چنانچہ شربانی کی امداد الفتاح میں جو قلت و بانی متوجہ
 للعتیۃ فافہم من کہنا ہوں اور یہ ذکر منسوب غیب کی طرف آگے آد جا تو اسکو سمجھ لے ہم شاید فافہم سے یہ اشارہ ہو کہ کلام فقہا میں اس
 جلسہ کا حال مثل تشہد کے جلسہ کے محل سکنا سے اس طرح کہ اگر ان دونوں میں کچھ مخالفت ہوتی تو اسکو بیان کر دیتی جیسے جلسہ اخیر میں جو
 بانو کے لفظ سے نکالنے کو بیان کرنے میں توجہ مطلق بیان کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جلسہ مثل جلسہ ہمد کہ افی الشامی والصلوۃ علی النسبۃ
 فی القعدۃ کا اخیر و فرعن الشافعی قول اللہ صلی علی محمد و آلہ و سلم پر قعدہ و اخیر میں اور
 فرض کیا ہو امام شافعی نے کہنا اللہم صل علی محمد کا یعنی اس کے نزدیک قعدہ و اخیر میں درود اس قدر فرض ہے و نسبہ الی الشذوذ
 و حاکفۃ الایمان اور محمد بن نے اس قول کو شاذ اور مخالف اجماع کے کہا جو طحاوی اور ابوبکر رازی اور خطابی اور نبوی اور بن
 منذر اور ابن جریر طبری نے اسکو شاذ کہا لیکن بحر الرائق میں منقول ہے کہ بعض صحابہ اور تابعین سے روایت موافق امام شافعی کے پائی جاتی
 ہے تو اس قدر میں شاذ کہنا بلا وجہ ہو کہ افی الشامی والفتاویٰ بما یستحب فی سئلہ من العباد اور سنون سے درود کے بعد اور قبل
 سلام کے ایسی چیز کی دعا جسکا لفظ بندہ و ن سو حال ہو جو دعا کہ اسباب میں سنون ہو اسکا ذکر فصل آئندہ میں آد جا و سبقتی بقیۃ
 ذکیر الہدایۃ الی صحت حکمہ فی التفتیح علی قول اور سنون میں سو باقی رہی اور تیسرے ایک رکن سے دوسری رکن میں جانیکی یعنی کن
 کے بدلنے کے لئے الشاکر کہنا سنون میں یہاں تک کہ قنوت کے لئے اللہ اکبر کہنا ایک قول کے بموجب طحاوی نے کہا کہ اس تکرار کے سنون ہوں
 تا قول ضعیف ہو بلکہ وجہ جیسا پہلے بیان ہوا والشمع للآلہ و التعلیل لہم اور سنون ہو سمع اللہ لمن حمدہ کہنا امام کو اور ربنا
 و لک الحمد کہنا امام کے غیر کو یعنی مقتدی اور ربنا پڑھنے والیکو و تحیل الوجہ یمنہ و یسیرہ للسلام اور سیرنا منہ کا داہن اور بائیں
 سلام کی وقت ہم اور دن میں سلام میں ابتدا کرنا داہنی سو اور امام کو بیت مردون اور فرشتوں کی کرنی اور بہت کہنا دوسرے سلام کا
 نسبت اور اس کے کہ افی الشامی ولہا آداب اور نماز کے کچھ آداب ہیں ترکہ لا یوجب استاءۃ ولا عتابا کثر لیسۃ السنۃ الزاویۃ لکن
 و غلبۃ افضل آداب کا ترک کرنا نہ مکروہ نہ تنزیہی ہونے کا موجب ہے اور نہ عتاب کا باعث جیسے جو نہ اسنت زوائد کا عتاب کر مہت کا
 موجب نہیں لیکن کرنا آداب کا افضل ہے ہم نماز میں آداب اسکو کہتے ہیں جبکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو بار کیا ہو اور
 اس پر دعا و امت نفاذ ہو جیسے رکوع اور سجدہ میں تین بار سو زیادہ تسبیح کہنا اور علیہ میں کئی تعریفیں آداب کی کر کے آخر کو کہا کہ ظاہر آداب
 اور مستحب ایک ہی چیز میں اور سنت زائدہ اسکو کہتے ہیں جو مکروہ نہ ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بطور عادت کے کیا ہو جیسے
 اپنی سیرت لباس اور نشست و برخاست میں یا نماز یا شست اور اسکا مقابل سنت ہدایہ جیسی سنت مکروہ جیسے اذان اور جماعت ہے کہذا
 فی الشامی نظر کو الی موضع سجودہ حال قیامہ والی طہرہ قدیمہ حال کوعہ والی امرئۃ النعۃ حال بیوہ والی سجودہ حال قنوتہ
 والی ھنکۃ الایمان والی سجدۃ السلیۃ الاولی والثانیۃ تفصیل المتشروع مستحب ہے و کہنا نمازی کا کہہ سے ہونے کی وقت اپنے
 سجدہ کا کہ کھڑے اور رکوع کی وقت اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت کی طرف اور سجدہ کرنے میں اپنی ناک کی نوک کی طرف اور قنوت کھالت میں
 اپنی گود کی طرف اور پہلے سلام پہلے کھڑے اور دوسرے سلام کی وقت اپنی بائیں شانہ کی طرف یہ سب آداب ہیں
 و اس طرح اسلئے کرنے شروع اور انکسار کے طحاوی نے کہا کہ ظاہر اگر ان جگہ نہیں کوئی ایسی چیز ہوگی جس سے دل بڑھو انکی طرف دیکھنا

سبب نہ ہوگا کہ اس سے کسار جانا ہوگا جو سبب سے بڑھ کر ہے۔ **وَامْسَاكُ قَبْعِهِ عِنْدَ التَّأْدِيبِ** ولوباخذ مشقہ بکسر منان لم یقدّر
خطا بطریقہ الیہ اللہ یقول بالیقین لو قاتلوا والا فیسواک عجبتہ اندسب ہو اپنا منہ بند کرنا جائی لینے کی وقت اگرچہ ہر چہ کو دانت
کے پکڑنے سے نہ ہو پر اگر نہ بند نہ ہو سکے تو اس کو اپنا بائیں ہاتھ کی پیٹھ سے چپا دی اور بھوننے کے کہا کہ اگر کپڑا ہونے والی کی پیٹھ سے چپا دی
اور نہیں تو بائیں کی پیٹھ سے کذا نے الجھنی ہم وجہ منہ کے بند کرنے کی جگہ سے کہ جائی لینا نماز میں اور خارج نماز کے کر دے اور کپڑے ہونے
میں دھبنا ہاتھ اس کو کہا کہ حرکت ایک ہی ہاتھ کی ہو منہ بائیں ہاتھ کو دھبنے کے نیچے سے نکالنے میں دونوں ہاتھ کو حرکت ہوگی اور بعض
نسخہ میں **لَا تُغْنِي عَنْكَ ثِيَابُكَ** ہے مگر چونکہ دونوں ہاتھ کا دھبنا جائی کے دفع کے لہذا دانت سے دشوار ہے اس کو صوبہ منہ درست کر کذا نے
الشامی اور کچھ ہاتھ کو چپا دی اپنی آستین سے **لَا تَلْبِغِيهِ بِلَا ضَرْبَةٍ مَكْرُوهَةٍ** ہاتھ یا آستین سے منہ اس وقت چپا دی کہ جب بلا مدد کا
اور آستین کے منہ نہ بند ہو اس کو کہ منہ کا چپا نا بدون ضرورت کے مکروہ ہے اگر ہونٹہ کو دانت سے دبا کر جائی روک سکتا تھا مگر اس طرح نہ کر
بلکہ ہاتھ یا آستین سے منہ کو چپا یا تو مکروہ ہوگا کذا فی الخلاصہ **فَانْزِلْهُ** ترکیب جائی کے دور کرنے کی یہ بہت عمدہ ہے کہ اپنے دلیں سے جو
انبا علیہم السلام نے جائی نہیں لی تو وی اور شامی نے ذکر کیا کہ ہنوا اسکا بار ادا استخوان کیا نور آجائی دور ہو گئی واسخو اس کے کفایت میں کفایت
حَذِّرُ التَّكْبِيرَ لِلَّهِ الا لضررہ کبرۃ اور سبب ہو اپنی دونوں آستینوں میں سے دونوں ہاتھ باہر کرنا مرد کو اللہ اگر کہنے کی وقت یعنی شروع نماز کا
مگر کسی ضرورت سے مثل سردی کے باہر نکالنا ہاتھ کا سبب نہیں رہتا **وَدَفْعُ الشَّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ** لانا **وَلَا يَحْذَرُ مَشْرُوعٌ فِيهِ** اور سبب ہو
زنج کرنا نہ اس کا اپنی منہ سے ہر اس کو کہ اس کا بلا غرضہ نماز ہو پڑی جبکہ وقت و حرورت یہ امور کذا نے العینی تو اس سے احتیاج کر کر
وَالْقِيَامُ لِلْإِمَامِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ قِيْلَ حَتَّى يَخْلِيَ الْعِلَاحَ خَلَا قَالُوا فَوَقْعُهُ عِنْدَ حَتَّى يَخْلِيَ عَلَى الصَّلَاةِ ان کمال اور سبب ہو کثرا ہونا امام سے
مقتدی کو جبکہ کبیر میں ہی علی الفلاح کہا جائی بخلات توان فر کے کہ انکا نزدیک ہی علی الصلوۃ کہنے کی ہے۔ اگر ہونا سبب ہو کذا ذکر ابن
کمال شامی نے کہا کہ بھڑقل قول زفر کی درست نہیں بلکہ حسن بن زیاد اور زفر کا قول یہ ہے کہ قدامت القدرۃ کہنی کی وقت کثرا ہونا کات
الْإِمَامُ أَقْرَبُ إِلَيَّ ابواب **وَالْحَقُّ فَمَنْ كُلُّ صِفَةٍ يَنْتَهِي إِلَيْهِ** الامام علی اکبر علی علیہ السلام کی وقت کثرا ہونا اس وقت سبب ہو کہ امام
محراب کے پاس ہو اور اگر محراب سے دور ہو یعنی صفوں کے پہلو سے اپنی جگہ بنانا یا جو جس صف میں امام پونچھے وہی کثری ہو جائی ظاہر قولین
وَأَنَّ دَخَلَ مِنْ قَدَامِ قَامٍ كَجَلِيلٍ يَفْقَهُ لِيَصْرُحَ عَلَيْهِ اور امام آگے سے محراب سے داخل ہو تو لوگ اس وقت کثرت سے ہوں جب انکی نظر امام
پر پڑی لانا **أَقَامَ** الامام بنفسہ فی مسجد **فَلَا يَفْقَهُ لِيَصْرُحَ عَلَيْهِ** لانا فامتنہ طہید اگر جبکہ امام خود مسجد میں کبیر کو تو مقتدی کثری نہیں
بیان تک کہ امام قدامت پوری کرے کذا فی الظہیرۃ شامی نے کہا کہ شامی کو فی مسجد الف لام کے ساتھ اور ملا یقولون کہنا مناسب تھا
بعضہ نفی وان خارجہ فام کل صفت بختہ ہی لیلچرا اور اگر امام مسجد کے باہر ہو تو جس صف تک پونچھو وہ کثری ہو کذا فی البحر شامی نے کہا
کہ اس قول کو میں نے بحر الرمان پنا یا بلکہ نہ الفائق میں نہ کو دے **وَمَنْ حَرَّمَ** الامام فی الصلوۃ قبل قد قامت الصلوۃ ولوا حسن حجتہ
أَعْمَلُهَا لانا **بِهَاجِجًا** عا و ہو قول الثانی والثالث **وَهُوَ عَدَلُ الْعَمَلِ** اھب کاف **سُورَةُ الْحَجِّ** **لَمْ يَفْقَهُ** الفقیہ **سُورَةُ الْحَجِّ**
أَنْتَ الْإِمَامُ اور سبب ہو نماز شروع کرنا امام کا جبکہ قدامت الصلوۃ کہا جائی اور اگر نماز کے شروع کرنے میں تاخیر کی بیانتہ کہ موزن
نے اقامت تمام کر لی تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں بالاتفاق اور وہ یعنی تاخیر کرنا امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کرا ل اور وہی درست تو دنا
کا ہے جیسا کہ شرح مجہد میں اس کو مصنف نے ذکر کیا اور قسستانی میں منسوب بخلافہ یوں ہے کہ تاخیر کرنا یہی صحیح تر قول ہے اس سے نماز یوں
پراشتبا نہ ہوگا اور موزن بھی امام کے ساتھ نماز شروع کر سکتا ہے **سُورَةُ الْحَجِّ** **لَمْ يَفْقَهُ** شامی نے کہا کہ **فِي الصَّلَاةِ** میں **وَالْحَجُّ** وسبب
أَحْسَنُ آہ فہیا اور اگر نمازی نے یہ یہ بخانا کہ جو فرض مثلاً ادا کرنا ہو اس میں فرض کیا افعال ہیں اور سنت کیا تو یہ نماز اس کو کافی

قصہ تعجب کیا یا موزن کے جواب پر کیا ارادہ کیا تو شروع کرنا اور جواب اذان کا دینا اجنبی باتیں ہیں اور غرض
 کی ضد میں تو اس سے شروع درست نہ ہوگا لیکن **وَلَا تَقْرَأُ الْآذَانَ جَزْءًا وَلَا تَقْرَأُ الْآذَانَ جَزْءًا وَلَا تَقْرَأُ الْآذَانَ جَزْءًا**
 یعنی وہی اذان اور اللہ اکبر کی رکوع جزم کرے بسبب فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اذان جزم ہو اور اقامت جزم ہو
 اور اللہ اکبر کہنا جزم ہے کذا نے النعم اور یہ حدیث باب الاذان میں گزری ہے اذان جزم ہے یعنی اس کے کلمات کے آخر پر کبھی حرکت نہیں
 ہے حدیث ابراہیم بن مسعود سے مرفوعہ اور مروی ہے **وَمَا يَصْدُرُ عَنْهَا إِلَّا بِأَلْفٍ عَشْرًا وَلَا يَكْبُرُ إِلَّا بِأَلْفٍ عَشْرًا** اور یہ
 یوں ہو کہ شروع کرنا لائیت سے ہوتا ہے اللہ اکبر کہنے کی وقت نہ صرف اللہ اکبر کہنے سے پوزہ صرف نیت سے بلکہ وہ جو خیر دن سے ہم یعنی چونکہ نیت
 بھی صحت نماز کی شرط ہے اور تحریر بھی اور نیت تحریر سے پیشتر بھی جائز ہے بشرطیکہ کوئی اجنبی فعل مثل کہانے چننے کے بیچ میں واقع نہ ہو تو اس
 سے بعد وہیم ہوتا ہے کہ شاید صرف نیت کافی ہو اس لئے کہ نیت تحریر کی وقت ہونی چاہیے کذا فی الشامی ولا یکرہ ان یکرہ
 عن اللطیف کا آخر میں واقعی تحریر یا لیسائے وکذا فی حق القراءۃ وهو الصحیح لتعدیل الواجب فلا یکرہ غیرہ الا ان یکرہ لیسائے اللہ اور جو غیر
 کہ بولنے سے عاجز ہو گیا اور امی اسکو اللہ اکبر کہنے کے لئے اپنی زبان کا بلانا ضرور نہیں اور اس طرح قرات کے حق میں زبان کا بلانا ضرور نہیں
 بھی صحیح ہے زبان کا بلانا لازم نہیں بسبب ثبوت ہونے واجب تو نہیں لازم ہوگا واجب کا خبر بدو دلیل کے اسلئے نیت کافی ہوگی ہم یعنی اللہ اکبر
 کہنا اور قرات واجب ہے اور یہ واجب عاجز سے اور نہیں ہو سکتا تو وہ سری جزمی زبان ہلانے کو اس پر لازم کرنا بدو دلیل کے کیسے درست ہوگا
 اسلئے عاجز کی نیت ہی نماز میں کافی ہے لیکن یجب ان یشرط فیہا الیقام وعلیہم تقدیم الیقام کا تمام کلمہ صحت طرہ لیکن نہ ہو یہ ہے
 کہ عاجز کی نیت میں قیام شرط ہو اور نماز سے پیشتر نہ ہو کیونکہ نیت اس صورت میں قائم مقام تحریر کے ہے اور میں نے اسکو دیکھا نہیں ہم یعنی تحریر
 عاجز کے حق میں نیت کافی ہے تحریر کی کچھ ضرورت نہیں اس سے یہ نکلا کہ نیت قائم مقام تحریر کے ہو گئی تو شارح یہ نیت صحت نہر الخاق
 کے کہتا ہے کہ تحریر کی شرطیں یعنی قیام اور مقدم نہ ہونا عاجز کی نیت میں ملحوظ ہونا چاہیے مگر میں نے اسکی تصریح نہیں دیکھی شامی نے کہا کہ قرات
 کی نیت کا قائم مقام تحریر ہے ہونا بدو دلیل کیسی مانا جاوے کیونکہ نیت اور تحریر دونوں شرطیں علیحدہ ہیں تو جب ایک شرط کسی فرد سے
 ساقط ہو گئی اور دوسری برکت کی گئی تو اس سے یہ کیسی لازم آیا کہ دوسری شرط ساقط کے قائم مقام ہو گئی تحریر کی اکثبات کا
 قائل التالیف تالیف فالحقیقۃ لزمۃ فی تکبیرۃ وتکبیرۃ لا قرآن کبیرۃ کہنے میں اس قاعدہ کے بیان میں کہ تابع تابع رہتا ہے
 یہ جو کہ فتویٰ سپر ہے کہ زبان بلانا عاجز پر لازم ہے اللہ اکبر کہنے اور لبیک کہنے میں اور لازم نہیں قرات میں ہم شامی میں محیط سے منقول ہے
 کہ قرات فرض قطعی ہے اور تلبیہ فرض نفی تو چاہیے کہ تلبیہ میں بطریق اولیٰ لازم نہ ہو دوسرے بذاتیہ قبل للتکبیر وقیل جمعۃ ما سألنا عنہما
 شخصتی اذنیۃ اور اٹھا دی اپنی دونوں ہاتھ اللہ اکبر کہنے سے پہلے اور بعضوں نے کہا کہ اللہ اکبر کے ساتھ ہی اٹھا دی گائیو لا دونوں ہاتھ
 کو دونوں کانوں کی تو ہم اللہ اکبر سے پہلے ہاتھوں کا اٹھا ہر ہاتھ سے ہر نین کیطرت اور صاحب مدینے اسکی تفسیر کی ہے اور خلاصہ اور یہ ہے
 میں ہے کہ جب اللہ اکبر کہنا شروع کرے اور سیرت ہاتھوں کا اٹھانا شروع کرے اور جب اسکو تمام کرے اور سیرت اسکو تمام کرے اور سیرت
 قول یہ ہے کہ بعد اللہ اکبر کہنے اٹھا دی اور یہ سب اقوال حدیث شریف میں مروی ہیں کذا فی الشامی هو المراد بالکمال الا کمال کلام
 تحقیق کا لفظ کا نون تک ہاتھوں کا اٹھانا ہی مراد ہے محاذات سے جو ظاہر الروایۃ اور بعض احادیث میں وارد ہے اسلئے کہ محاذات ہا
 اسطرہ اٹھانے کے یعنی نہوگی ہم یعنی بعض احادیث میں جو عمدہ واذتیر آیا ہے یعنی دونوں کانوں کے برابر ہاتھ اٹھا دی اس سے مراد یہ ہے
 کہ انکو ٹھکانوں کی کو کو گین اٹھا دیں تک اٹھانے میں برابری کا نون کی ثابت نہیں اور میں حدیث میں شاذون تک اٹھا دی تو ہی جو نہ
 وہ اس حالت پر محمول ہو کہ ہاتھ سردی کے سبب کپڑوں کے اندر ہوں اور میں ہام نے دونوں ہاتھوں میں تو میں اسطرہ کی جو کہ کلا جوں کہ

اسی رفتاری ہو ملے جبل العین الشریعہ کا لفظ لہ فیکلا ولا سند یعقوب بل جعلہ فی النماز خانیۃ کاملۃ لیس فیہ
 اتفاقاً فافظاً من کللت وجوہاً علیہ لاهول لہا فاحفظہ فقد اشتبہ علی کثیر من افاضل من حتی الشیخ بنیانی فیکل کتبہ فیکل
 اور معنی نے شروع نماز کی تکبیر کو قرات کی مانند کیا ہو یعنی غیر زبان میں اسکو سمجھنے کو تو بھی قید عربی ہو مگر ہونے کی لگائی جو نہ اسباب میں معنی
 کا کوئی صفت ہو جسو پیشتر ایسا کہا ہو اور نہ کوئی سند اسکو دعویٰ کو قوت دینی ہو بلکہ شروع کو ناما خانہ میں تلبیہ کی مانند ٹھہرایا ہو کہ غیر زبان
 میں باتفاق جائز ہے پس ظاہر بخبر تا ناما خانہ کا مثل من تنویر الابصار کے بعد ہو کہ صاحبین نے امام کے قول کی قطع شروع کیا جو نہ یہ کہ امام نے
 صاحبین کی قطع شروع کیا ہو تو اسکو یاد کرنے کہ بہت سی کم فوج کہ زبانوں پر بھیہ امر مشتبہ ہو گیا ہو یہاں تک کہ شریعتی پر بھی اسکی سبکدوشی
 من مشتبہ ہو گیا ہو سو خبردار ہو جاہم صاحبین کے نزدیک نماز کو سب ذکر اور غیر تحریر و سری زبان میں اسوقت درست ہونے میں کہ نماز
 عربی سے عاجز ہو اور امام کے نزدیک سوا قرات کے سب اذکار و تحویم باوجود قدرت عزلی کے غیر زبان میں جائز ہیں تو فقط امام صاحب
 قرات کے باب میں صاحبین کے قول کی قطع شروع کیا ہو اسوجہ سے کہ قرآن ایک خاص عربی منظم کلام ہے جو بغیر لغت و ترجمہ تک پونچھا ہو تو فارسی
 وغیرہ میں وہ منقول خاص باقی نہ ہوگا باقی رہا شروع کا حال تو اوسمین امام صاحب کی دلیل قوی ہے معنی وہ یہ فرماتے ہیں کہ شروع میں مطلوب ہے
 اور تنظیم میں بعد ہر زبان میں حاصل ہو سکتا ہے خصوصیت عربی کی نہیں پس معنی نے جو شروع کو قرات کی مانند ٹھہرایا اس سے معلوم ہوتا ہو کہ امام
 صاحبین کا قول شروع نماز میں اختیار کیا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ تا ناما خانہ میں شروع نماز کو تلبیہ کے موافق کہا ہو جو بالافتاح دوسری زبان میں
 ہے اور اچھ میں بھی شروع نماز میں قید عاجزی کی نہیں لگائی جیسی قرات میں لگائی ہو تا ناما خانہ کی ظاہر عبارت اور اس میں من کے عدم قطع اس
 بات کی دلیل ہیں کہ صاحبین نے شروع نماز میں امام کا قول اختیار کیا ہو نہ یہ کہ امام نے صاحبین کا قول لیا ہو جیسا معنی نے سمجھا کذا فی الشامی بغیر
 لا یصح ان اذن یحالی الا بعد وان علم انہ اذان ذکر الہی الحمد والیٰ احقر الہی التعداد نہیں معجم ہو اگر اذان ہی غیر عربی میں صحیح
 قول کے موجب اگرچہ لوگ بہ جانیں کہ وہ اذان ہو ذکر کیا ہے اسکو مدد دی ہے اور نہ ملی نے تعارف کا اعتبار کیا ہو یعنی اگر اذان فارسی میں ہو اور
 لوگ جان جاوے کہ اذان ہوتی ہے تو درست ہوگی ورنہ جائز نہ ہوگی کیونکہ اذان ہی مقصود خبر نماز کا ہو وہ حاصل نہیں ہوا **فروع** مسائل لغت شاعر
 کے قول یا لغت سببۃ واللقیۃ والالجمیل ان فقیہ تفسیر ان ذکر الہی قرات پڑھی فارسی میں یا قرآن کی جگہ تورات یا انجیل پڑھی اگر
 کوئی قصہ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر ذکر پڑھا تو فاسد نہ ہوگی ہم یہاں تک کہ فارسی میں قرات سے نماز فاسد نہیں بلا خلاف بشرطیکہ قصہ
 قرات سے نماز درست ہو جاوے اور قدر عربی میں پڑھی ہو اور فارسی خان نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے فیم القدر میں ان دونوں
 قول میں یوں تو فقیہ کی کہ اگر فارسی میں قصوں کی جگہ یا امر و نہی کی جگہ پڑھی جائے تو فاسد ہو جائیگی اور اگر ذکر اور تزیین کے مقام کو پڑھیگا اور
 اسی پر اکتفا کرے گا تب بھی فاسد ہوگی کہ نماز قرات سے خالی رہ جائیگی اور کہ بقدر قرآن اسکو ساتھ ملا لیا تو فاسد نہ ہوگی کذا فی الشامی والحق یہ
 فی البحر المسماذ اور سحر الراق من فارسی میں قرات پڑھنے کے ساتھ قرآن کی روایت شاذ کو ملحق کیا ہو معنی روایت شاذ کا حکم بھی اسی تفصیل
 ہے جیسا فارسی قرات میں مذکور ہوا لکن فی النہر الاوجه لا یفسد ولا یجوز فی کل تکلم نہ الفائق میں ہے کہ جو بترتیب ہے کہ روایت شاذ نہ
 کو فاسد نہیں کرتی اور نہ قرات واجب کو کافی ہوتی ہو چنانچہ محرم کہ پڑھنا قرآن کا مشاغل کہنا حال جم دل لہ کہ وہ یہی قصہ نہیں اور مقدار واجب کو کا
 ہو ہم قرآن مجید کی روایات مشہور سات ہیں اور آئمہ قرات دس ہیں تو متواتر روایتیں دس تک ہو سکتی ہیں پس جو روایت دس روایتوں
 سے خالی ہوگی وہ شاذ ہو نہ الفائق میں کہا کہ جب اسکو مفہم نہ ہوگی یہ ہو کہ روایت شاذ کے قرآن ہونے میں شک نہ ہو نہ اسکو فاسد نہیں
 ہوتی بخلات فارسی کے کہ وہ ہرگز قرآن نہیں کیونکہ عرف میں قرآن عربی زبان ہی کو کہتے ہیں وعلیٰ کما آیتہ او ایملین بالخالص سببۃ لا اکثر
 اور درست ہو لکھنا ایک آیت یا دو آیون کا فارسی میں نہ زیادہ کا مطلقا صحیح نہیں وفضل کیا کہ اسکی جگہ ہو کہ ایک یا دو آیت تلبیہ ہے اور

ترکہ ولو قبل کمالها استغفر ویغفر لی ربی شیئاً یفعلہ ذکر الطلحۃ عوذ پڑھو زارت کے لئے اس سے یہ کلمہ اگر بعد الحمد کے عوذ کا نہ پڑ جائے
 پڑا تو یہ کو ترک کر دے اگر الحمد کے بعد اگر کچھ پیشتر یا بعد عوذ پڑے اور چاہے یوں کہ الحمد کو از سر نو پڑھے تو کیا ہو اسکو چاہئے
 ہم شامی نے کہا کہ اصل مسئلہ خلاصہ میں مذکور جو علی نے اسکو جو تم پر یہ یا اسلوا لیا لکھا یہ کسی سو سکتا ہو کہ زارت کو جو فرض ہے چھوڑ کر عوذ
 پڑ جو جنت پر نہیں تحقیق اسباب میں وہ ہی جو فقہ ابو جعفر نے نوادر میں بیان کی جو کہ اگر کبیر کے بعد زارت شروع کر دے اور عوذ پڑے تو
 بعد لکھا تو اگر ترک کرے اسلوا کہ ادنیٰ پڑنے کا مرقم جائز ہے ولا یمنع فی التعلیل اذا قرأ علی اسلوا ذ خیرہ ای لا یمنع فی خلاصہ
 عوذ نہ پڑے شاکر وجب انوار اسناد کے پاس ہی پڑھو کذا فی الذخیرہ یعنی عوذ پڑنا اسکو مسنون نہیں تو اسکو یاد رکھنا چاہی یعنی جو کلمہ عوذ پڑنا
 زارت قرآن کے لئے مسنون ہو اسلوا اور عبارت کے بعد پڑنا مسنون نہ ہو کافاتی بہ المستوف عند قیام لا یمنع کافا لہ لقرآن ولا یمنع عند
 یصلح کما یسر عوذ پڑے ہر سبق صوقت کچھ اپنی باقی نماز پورا کرنے کو عوذ پڑے جو اسلوا کہ اسکو باقی نماز میں زارت پڑھنی ہوگی نہ عوذ پڑے
 مقتدی بسبب پڑنے زارت کے ویکٹر کلاماً المتعین عن تکبیرات الی غیرہ لقرآن بعد کلام امام امام عوذ کو عید کی تکبیروں سے چھوڑ دے وجہ
 زارت پڑنے کے بعد تکبیروں کے ہم طرفین کے نزدیک عوذ زارت کا تابع ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک شاکر کا نام قرآن کے نزدیک شاکر کے
 بعد پڑنا چاہیے اس میں تکبیروں کی پہلے عوذ پڑنا ہو گا اور خلاصہ میں اسکو اسکا کہ ہو مگر قاضی خان اور دہلوی اور کافی وغیرہ کا مختار طرز
 کا قول ہے اور شرح منہ میں کہا کہ اسکو ہم نے ہن کذا فی الشامی ویکٹر کلاماً المتعین عن تکبیرات الی غیرہ لقرآن بعد کلام امام امام عوذ کو عید کی تکبیروں سے چھوڑ دے وجہ
 موافق اولیٰ کل دیکھو ووجہ اور بعد عوذ پڑنے کے غیر مقتدی یعنی امام اور تنہا پڑنے والا اللہ کا نام لے بلفظ بسم اللہ الرحمن الرحیم بطن
 ذکر جیسو ذبحہ اور وضو میں مطلق ذکر کافی ہے خصوصیت بسم اللہ کی نہیں بسم اللہ کی ہر رکعت کے شروع میں آہستہ سے اگر رکعت جبری ہو غیر مقتدی
 کی تہ اسلوا لکھی کہ مقتدی زارت نہیں پڑنا اور ہر رکعت کے شروع میں اسلوا بسم اللہ پڑے جو کہ ہر رکعت نماز مستقل کی جگہ ہو اور جبری کی قید منیہ کے
 قول کے رد کرنے کے لئے بسم اللہ پڑنی نماز میں پڑھو نہ جبری میں حالانکہ بعد تول خطا ہو کہ اسلوا لکھی لایستحق بین الخلافۃ والسنوۃ مطلقاً
 لوسلوۃ ولا تنکح الف کما نہیں مسنون ہو بسم اللہ کہنا الحمد اور سورہ کے درمیان میں مطلق خواہ پہلی رکعت ہو یا اور کوئی اگر ہم نماز تری پڑ
 اور نہیں کر دے ہو بسم اللہ کہنا سورہ پر بالاتفاق ہم شامی نے کہا کہ وجہ نہ کہ وہ کچھ ہو کہ بعض کے نزدیک بسم اللہ سورہ کی آیت ہو
 تو بسم اللہ کہ لیسو شیخہ اختلاف جائز میگا بلکہ ذخیرہ اور جمعی میں تحریر کی کہ سورہ سو پیشتر اسکا کہ لیا چاہی واصلیٰ الی الہادی میں جمعی
 صحیح فی الجہاد وازادہ ہی نے جو بسم اللہ کے واجب ہو کی یعنی الحمد کے شروع میں صحیح کی ہے اسکو بحر الرائق میں نصیحت کہا ہے یعنی اسکو
 کہ مخالفت ظاہر نہ ہو کہ جو مسنون اور فساد ہی میں مذکور ہو اور نہ الفائن میں کہا کہ حق یہ ہو کہ دونوں قول مرتب ہیں وہی آیہ واحد
 من القرآن کما انزلت للفضل بن السواد بسم اللہ ایک آیت جو تمام قرآن میں سوا تری ہو سورہ نون میں جدائی کرنے کو شامی نے کہا کہ
 تو الحمد کے شروع میں تبرک کے لئے مذکور ہو قتافی اللیل بعض آیہ اجماعاً تو جو سورہ نزل میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے وہ آیت کا کلام ہے
 بالاتفاق یعنی شروع آیت راہ میں تلبیان سو ہو اور انتباہ و توفیٰ میں بولیں بولیں است من الفائق ولا یمنع سورہ نون کا عوذ اور بسم اللہ الحمد کا
 جز نہیں اور نہ سورہ کا صحیح قول میں ہم شارح کو مناسب تھا کہ من الفائق کے بعد فی الاصح کو ذکر کرتا تاکہ ملوانی کے قول کا رد ہوتا کہ اسکو لکھا
 ہو کہ اکثر مشائخ کے نزدیک بسم اللہ فاتحہ کا جزم اور سورہ کا جز سوا سورہ توبہ کے تو امام شافعی فرماتے ہیں تو ادنیٰ خلاف دفع کر نیکی والا
 کہنا تھا کہ دستور نہیں ہے علیٰ غلبہ و لیسو فی الصلوۃ جہا احتیاجا پس بسم اللہ پڑنا حرام ہے جب کو اور اسلوا حاکم عاقب اور فقہ کو اور نہیں
 جائز ہے صرف بسم اللہ سو نماز احتیاط کی راہ ہو ہم شامی نے کہا کہ احتیاطاً دونوں مسئلوں کی علت ہی یعنی چونکہ بسم اللہ سورہ متواتر لکھی جائیگی
 تو احتیاط معلوم ہونی ہو اسلوا احتیاطاً اسکا پڑنا جب کو حرام ہو اور اسو جیسو کہ امام مالک اسکو قرآن نہیں کہتو قرآن ہونا اسکا مشکوک ٹھہرا ہے

و متنبہ اس میں ہوئی کہ اس میں جو کلام جائز نہ ہو کہ نہ فریفت تراوت یعنی ہر وہ شخص کہ غیر کے پڑوسی و اندھ کی دیر بکھڑا چاہدہا لاشہا اختلاف میں
 بیعتا اور پس اس کا حکم کا ترجمہ اس میں ہو کہ اس میں امام کا حکم اختلاف کا ہے جو میں اس میں شبہ ہو قطعی قرآن نہ کہ اس کا حکم کا ترجمہ ہو کہ اس میں
 قرآن الفصل اول فیما او منفرد الفلک و رسم منہ پڑوسی نمازی اگر امام یا کبلا ہو تو فاقہ پڑھے یعنی منہ ہی ہر نو نہ پڑھے و قرآن ہی دہا
 وجہ اس میں او انک اباب و کات الاک و الاک ایمان لک انک اباب ضہا کرا منت کراہۃ الفہم فک الحلو لا منت
 اللہ صیۃ لا بالک مستنون اور پڑھے بد اللہ کہ جب ہونے کی راہ کو کی سورہ قرآن کی باتیں آئین اور اگر ایک آیت باد آئین برابر ہوں میں ہوں
 ہر جن کے نو کراہت تحریری زانی ہو جائیگی ذکر کیا جو اس کو علی نے اور کراہت تنزیہی دور نہ ہو کہ مسنون زرات سو ہم سورہ کہنہ سورہ اشارہ ہوا کہ اللہ کے
 بعد فرض میں افضل ایک ہی سورہ کا پڑھنا ہو اور اگر وہ زیادہ پڑھنا ہو کہ کراہت نہیں اور فرات مسنون ہے کہ ہر اور ہر میں طو ال متصل پڑھے
 اور ہر اور عشا میں اوسا و متصل اور غروب میں قصار متصل گذافی الشامی و انہن بقیہ و ضروا مالہ اور آئین کہ الف کے د کے ساتھ اور ہر کے ساتھ
 اور اہل کے ساتھ ہم آئین د کے ساتھ ہر روزی یا میں ہر اور قصہ کے ساتھ امین ہر روزی قرین ہر اور مالہ کے ساتھ امین ہر روزی کے کین ان میں
 طرہ کہ کراہت سے و لا نفسد بقیہ متلدیل احد فیل بقیہ ہم احد ہا او بعد ہم کہ کراہت سے بقیہ ہر اور نماز فاسد
 نہیں ہوتی مد الف سو شد ہم کے ساتھ باذن ہی کے ساتھ بلکہ فاسد ہوتی ہر قسمی شد یا باذن کی ساتھ اور دس و دون کے ساتھ اور یہ
 نتیجہ ہو کہ اس میں میں ہی تہا ہوں اور کسے نہیں بیان کی ہم حاصل یہ ہو کہ آئین کی آٹھ صورتیں شارح بیان کی پانچ سو نماز فاسد نہیں ہوتی اور تین
 سے فاسد ہو جاتی ہیں جو کس میں ہوتی اور میں کس میں ہوتا پر بیان کر دین ہر اور کو وزن کے جو فی صورت الف کو د کے ساتھ اور ہم کو شد و پڑھنا
 یعنی آئین ہر وزن خالص پانچوں صورت الف کو شد و پڑھنا اور ہی کو د کر دینا جیسی آئین ہر وزن خاص قرآن پانچوں صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی
 اس کو کہ قرآن میں یہ الفاظ یعنی آئین اور آئین اور آئین موجود ہیں اور مالہ بھی جائز ہو اور تین صورتیں نماز کی منفہ میں اول الف مقصور پڑھنا شد یا
 ہم یعنی آئین دو سر الف کو مقصور پڑھنا ہم حدت ہی یعنی آئین تیسرے الف کو د پڑھنا شد یا اور حدت دو نو کے ساتھ یعنی آئین ہر الفاظ قرآن میں نہیں
 ہیں اس کو مقصور ہیں علیہ کہ ایک ہی مقصور نماز اور گئی یعنی الف کو مقصور پڑھنا شد یا اور حدت دو نو کے یعنی آئین نو کراہت ہوں کہنا اور یہ
 نو پھر سہا تو سب جانی ایام ہر کما صوم و منفرد و لو فی السیرۃ اذ اسمعہ و لیس فی شہادۃ و عیدہ آئین کہ امام آہستہ مثل منفذی
 اور تہا پڑھنے والی اگر یہ منفذی نماز سری میں ہو بشرطیکہ مقدسی امام کی آئین شہی گو خود جیسی مقصد ہی ہو باوہل مسنون مثل جمہ اور عبد میں یعنی انہو
 کثیر کی جماعت میں امام کی آئین بلا واسطہ ہر دو سر مقصد ہی ہو امام کی آئین شہی گو خود جیسی مقصد ہی ہو باوہل مسنون مثل جمہ اور عبد میں یعنی انہو
 امام و مقصدی و دون ہر کہہ میں اس کو مقصدی لکھا کہ سب آئین آہستہ کہہ میں اور بعض نے لکھا کہ مقصدی نماز سری میں آئین نہ کہو اگر ہر امام کی آئین
 سنو گذافی الشامی و انک حدیث لکھا امام قاتلوا فی التعلیق بمعلوم الوجود فلا ینوقف علی سماعہ منہ بل یحصل بتمام الف کفر
 ہد لیل اذ قل الامام ولا یصل لکین فلو لکین و لکین در یہ جو صحیح کی حدیث میں آیا ہو کہ جب امام آئین کہو تو آئین کہو کہ جبکہ آئین کہنا فرشتوں کے
 آئین کہنہ نماز میں پڑھا اس کو پیشتر کے گناہ بخش جائیگی تو اس میں مقصدی لکھا آئین کہنا شرط معلوم الوجود پر معلق ہو اس کو امام کس سنو پر موقوف نہ ہوگا
 بلکہ فاقہ کے تمام ہونے پر حاصل ہو گا دوسری حدیث کی دلیل ہو کہ جب امام دلا الفالین گھے تو تم آئین کہو کہ فرشتے آئین کہتے ہیں سو جی آئین ہر
 ہوگی فرشتوں کی آئین کے اس کے پیشتر کے گناہ بخش جائیگی اس حدیث کو عبد الزاق اور سائی اور ابن جہان نے روایت کیا جو ہم یعنی صحیح کی حدیث
 سے بخلاف یہ معلوم ہوتا ہو کہ مقصدی امام نہ کہہ میں کہہ میں اور شارح کے بیان کی پایا جانا ہو کہ دوسری مقصدی ہو سکتا آئین کہہ میں حالانکہ یہ حدیث کو
 مخالف ہو تو شارح اس کا جواب دیا ہو کہ حدیث میں آئین کہنے کو ایک شرط معلوم الوجود پر مشرود کیا ہو یعنی جگہ آئین کہنہ کی مقرر کر دی ہو پس لیل
 دوسری حدیث کے کہ جب امام دلا الفالین کہو تو آئین کہو اس میں یہ فرض ہو کہ جب الحمد کا تمام ہونا معلوم کر دو تو آئین کہو پس آئین کہنا امام سے

و متنبہ اس میں ہوئی کہ اس میں جو کلام جائز نہ ہو کہ نہ فریفت تراوت یعنی ہر وہ شخص کہ غیر کے پڑوسی و اندھ کی دیر بکھڑا چاہدہا لاشہا اختلاف میں
 بیعتا اور پس اس کا حکم کا ترجمہ اس میں ہو کہ اس میں امام کا حکم اختلاف کا ہے جو میں اس میں شبہ ہو قطعی قرآن نہ کہ اس کا حکم کا ترجمہ ہو کہ اس میں
 قرآن الفصل اول فیما او منفرد الفلک و رسم منہ پڑوسی نمازی اگر امام یا کبلا ہو تو فاقہ پڑھے یعنی منہ ہی ہر نو نہ پڑھے و قرآن ہی دہا
 وجہ اس میں او انک اباب و کات الاک و الاک ایمان لک انک اباب ضہا کرا منت کراہۃ الفہم فک الحلو لا منت
 اللہ صیۃ لا بالک مستنون اور پڑھے بد اللہ کہ جب ہونے کی راہ کو کی سورہ قرآن کی باتیں آئین اور اگر ایک آیت باد آئین برابر ہوں میں ہوں
 ہر جن کے نو کراہت تحریری زانی ہو جائیگی ذکر کیا جو اس کو علی نے اور کراہت تنزیہی دور نہ ہو کہ مسنون زرات سو ہم سورہ کہنہ سورہ اشارہ ہوا کہ اللہ کے
 بعد فرض میں افضل ایک ہی سورہ کا پڑھنا ہو اور اگر وہ زیادہ پڑھنا ہو کہ کراہت نہیں اور فرات مسنون ہے کہ ہر اور ہر میں طو ال متصل پڑھے
 اور ہر اور عشا میں اوسا و متصل اور غروب میں قصار متصل گذافی الشامی و انہن بقیہ و ضروا مالہ اور آئین کہ الف کے د کے ساتھ اور ہر کے ساتھ
 اور اہل کے ساتھ ہم آئین د کے ساتھ ہر روزی یا میں ہر اور قصہ کے ساتھ امین ہر روزی قرین ہر اور مالہ کے ساتھ امین ہر روزی کے کین ان میں
 طرہ کہ کراہت سے و لا نفسد بقیہ متلدیل احد فیل بقیہ ہم احد ہا او بعد ہم کہ کراہت سے بقیہ ہر اور نماز فاسد
 نہیں ہوتی مد الف سو شد ہم کے ساتھ باذن ہی کے ساتھ بلکہ فاسد ہوتی ہر قسمی شد یا باذن کی ساتھ اور دس و دون کے ساتھ اور یہ
 نتیجہ ہو کہ اس میں میں ہی تہا ہوں اور کسے نہیں بیان کی ہم حاصل یہ ہو کہ آئین کی آٹھ صورتیں شارح بیان کی پانچ سو نماز فاسد نہیں ہوتی اور تین
 سے فاسد ہو جاتی ہیں جو کس میں ہوتی اور میں کس میں ہوتا پر بیان کر دین ہر اور کو وزن کے جو فی صورت الف کو د کے ساتھ اور ہم کو شد و پڑھنا
 یعنی آئین ہر وزن خالص پانچوں صورت الف کو شد و پڑھنا اور ہی کو د کر دینا جیسی آئین ہر وزن خاص قرآن پانچوں صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی
 اس کو کہ قرآن میں یہ الفاظ یعنی آئین اور آئین اور آئین موجود ہیں اور مالہ بھی جائز ہو اور تین صورتیں نماز کی منفہ میں اول الف مقصور پڑھنا شد یا
 ہم یعنی آئین دو سر الف کو مقصور پڑھنا ہم حدت ہی یعنی آئین تیسرے الف کو د پڑھنا شد یا اور حدت دو نو کے ساتھ یعنی آئین ہر الفاظ قرآن میں نہیں
 ہیں اس کو مقصور ہیں علیہ کہ ایک ہی مقصور نماز اور گئی یعنی الف کو مقصور پڑھنا شد یا اور حدت دو نو کے یعنی آئین نو کراہت ہوں کہنا اور یہ
 نو پھر سہا تو سب جانی ایام ہر کما صوم و منفرد و لو فی السیرۃ اذ اسمعہ و لیس فی شہادۃ و عیدہ آئین کہ امام آہستہ مثل منفذی
 اور تہا پڑھنے والی اگر یہ منفذی نماز سری میں ہو بشرطیکہ مقدسی امام کی آئین شہی گو خود جیسی مقصد ہی ہو باوہل مسنون مثل جمہ اور عبد میں یعنی انہو
 کثیر کی جماعت میں امام کی آئین بلا واسطہ ہر دو سر مقصد ہی ہو امام کی آئین شہی گو خود جیسی مقصد ہی ہو باوہل مسنون مثل جمہ اور عبد میں یعنی انہو
 امام و مقصدی و دون ہر کہہ میں اس کو مقصدی لکھا کہ سب آئین آہستہ کہہ میں اور بعض نے لکھا کہ مقصدی نماز سری میں آئین نہ کہو اگر ہر امام کی آئین
 سنو گذافی الشامی و انک حدیث لکھا امام قاتلوا فی التعلیق بمعلوم الوجود فلا ینوقف علی سماعہ منہ بل یحصل بتمام الف کفر
 ہد لیل اذ قل الامام ولا یصل لکین فلو لکین و لکین در یہ جو صحیح کی حدیث میں آیا ہو کہ جب امام آئین کہو تو آئین کہو کہ جبکہ آئین کہنا فرشتوں کے
 آئین کہنہ نماز میں پڑھا اس کو پیشتر کے گناہ بخش جائیگی تو اس میں مقصدی لکھا آئین کہنا شرط معلوم الوجود پر معلق ہو اس کو امام کس سنو پر موقوف نہ ہوگا
 بلکہ فاقہ کے تمام ہونے پر حاصل ہو گا دوسری حدیث کی دلیل ہو کہ جب امام دلا الفالین گھے تو تم آئین کہو کہ فرشتے آئین کہتے ہیں سو جی آئین ہر
 ہوگی فرشتوں کی آئین کے اس کے پیشتر کے گناہ بخش جائیگی اس حدیث کو عبد الزاق اور سائی اور ابن جہان نے روایت کیا جو ہم یعنی صحیح کی حدیث
 سے بخلاف یہ معلوم ہوتا ہو کہ مقصدی امام نہ کہہ میں کہہ میں اور شارح کے بیان کی پایا جانا ہو کہ دوسری مقصدی ہو سکتا آئین کہہ میں حالانکہ یہ حدیث کو
 مخالف ہو تو شارح اس کا جواب دیا ہو کہ حدیث میں آئین کہنے کو ایک شرط معلوم الوجود پر مشرود کیا ہو یعنی جگہ آئین کہنہ کی مقرر کر دی ہو پس لیل
 دوسری حدیث کے کہ جب امام دلا الفالین کہو تو آئین کہو اس میں یہ فرض ہو کہ جب الحمد کا تمام ہونا معلوم کر دو تو آئین کہو پس آئین کہنا امام سے

کتاب النکاح

مستور مروت نہیں بلکہ الہی کی غامی معلوم کرنے پر خواہ اہم سے منکر نامی کا علم ہر جہت سے ہی ہو سکر کہ انی الطحاوی متعلقہ کما حقہ
 بیکتر متعلقہ کا خطاط الشکوہ جو پر فراوان سے خارج ہونے ہی کو کہے کہ لکھ کر جو جھینکے ساتھ ہی یعنی مستور نہ ہو جو کہ جھینکا اور اشد
 بیکر کہنا ایک ساتھ شروع ہون والا ہو گا واصل القرائۃ منکبہ دتہ اور کردہ نہیں فراوات کا ملا دینا یہ کہ کہ لکھ کر میں یعنی آخر صورت
 فراوات کو لام اللہ اکبر میں ملنا کہ وہ نہیں مثلاً سورہ فشرم کا خاتمہ فارغ پر ہو کر اگر اسکی تک کو اشد اکبر میں زیر سو مار کر پڑیگا تو کردہ و غیرہ
 شامی نے نامہ فارغہ سے سبب میں بعد تفصیل ذکر کی ہو کہ اگر آخر سورہ میں تا ہر شلا پتھر لکھ کر تو ایسی صورت میں ملنا بہتر ہو ورنہ جدا لکھ کر
 جس سورہ کو رکڑ کا اخیر کو اسکو ملنا بہتر نہیں و لومقی حروف او کلمۃ فائزۃ محالۃ الا لحناء لا باس بہ عند البعض منیۃ المصلیٰ اور اگر
 فراوات میں ہو کوئی حوت یا کہ باقی رہا اور اسکو جھینکے کھالت میں پورا کیا تو بعض کے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں کہ انی منیۃ اللہ شامی نے کہا کہ کھ
 قول ضعیف ہے مقتدہ ہی ہو کہ سب فراوات کو پوری کر کے رکوم کرے و یضم یلہ مقتدہ بہما حل لکبتہ و یفرح امیۃ اللہ لکبتہ اور اپنے
 میں تھا تو کھو دو نور آخر پسمہاراد بیکر کہو اور مانہ کی اور کھلیو کھو پیلا دی ممکن کے لکھ یعنی تاکہ کھنو کو اچھی طرح پکڑ سکے خطاط ہی کہا کہ انہوں
 کا کہنا اور ادوں کو کھینچنے کا پکڑنا اور اد کھینچنے کا کٹنا اور کہنا سنت ہو دینے ان دیکھ من کھینچہ و یضرب ساقیۃ و یضرب طہورۃ کھینچہ
 سرا فیم ولا متکسین شامی اور سنون ہو کہ کم میں اپنی دو نو ٹخنوں کا ملانا اور دو نو پند لیون کا سید اکبر ار کہنا اور اپنی
 پشت کا پیٹنا اور پشت کو سرین کی برابر کہنا بدون سر کے ادھارنے یا نیچے ڈالنے کے یعنی سر بھی کر کی برابر جو نہ اد بچا ہونہ بچا شامی نے کہا
 کہ پند لیون کو کان کی طرح کرنا جس کو اکثر عوام کرتے ہیں کردہ ہو اور شامی کو مناسب بنا کہ لفظ لیون کو قیاس کے بیشتر لانا تاکہ دھم اور زانو کے پکڑنے
 و غیرہ مستور کھوسا لی ہوتا اور سب سنن مردوں کے حق میں ہیں اور مردین رکوم میں ہوڑا جھینکے اور اد کھلیان نہ پیلا دیں بلکہ ملی کہیں
 اور نامہ کھینچنے پر کھ لین یعنی پکڑنا اور کھ سنون نہیں اور اپنی کھنو کو جھینکے اور بازو کو طحہ کرین و یضرب قیۃ و اقلہ ثلاثا فلو تکررہ
 او دفعہ کہ کھنچتا اور کہ کم میں نسیم کہو اور کھ نسیم میں بار ہو پس اگر نسیم کو ترک کر گیا یا کہم کر گیا تو کردہ و تری بھی ہو کا م امام احمد نزدیک
 ایک بار نسیم واجب اور جلی بھی وجوب کی طرف مائل ہو تو نسیم ضرور کہنی چاہئے تاکہ اختلاف سے بچاؤ ہو و کھنچتا یا طالۃ سر کو م ا
 خروا لا ذکر الہی الخ لے ای عقیقہ والا فلا باس اور کردہ و تری بھی ہو کہ کم یا فراوات کا دراز کرنا اس فرض سے کہ انیو الا نماز میں بجا
 یعنی اگر امام اسکو بھیجا کہ طول دی تو کردہ ہو گا ورنہ کچھ مضائقہ نہیں شامی نے لکھا کہ ہر قدر میں طول استفادہ ہو کہ دوسری مقتدہ پر بار نہو اور
 لفظ لا یسیر معلوم ہو کہ طول نہ دینا افضل ہو ولو اراد التوبۃ الی اللہ تعالیٰ لم یکرہ اتفاقاً لکھنا نادیر و شامی مسئلۃ الیوم فیہ فیہ
 للہ تعالیٰ اور اگر امام نے طول فراوات یا رکوم سے صرف اللہ تعالیٰ کا تقرب ارادہ کیا نہ انیو الیسا ملجا تو کردہ نہو گا بالافتان کر خاص
 تقرب الہی کی نیت ہوئی کیاب ہو اور یہ مسئلہ سسی مسئلہ نمود ہو تو ایسے احتراز چاہئے و احکم لا یفتی علی لزوم المتابعۃ فی الامکان
 اور یہ امام کا نام داسہ من الکریم والسجود قبل ان یصل الی الموضع التالیۃ وجب متابعتہ لکھنا کھنچنے والا ہو
 مرکبین اور جان کہ ارکان میں امام کی پیروی لازم ہونے پر یہ مسئلہ منی ہو کہ اگر امام نے اپنا سر کہم یا سجدہ سے اٹھا یا بیشتر اس سے کہ
 مقتدی میں نہیں پڑیسم ہو ہی کر ہو تو مقتدی کو امام کی متابعت واجب ہو یعنی جسد نسیم رہی ہو اسکو ترک کر کے امام کے ساتھ ہی سر اٹھاو اور
 اس پر حکم ہو کھنچ کر کھنچ کر یعنی اگر مقتدی نے امام کی نسیمین پوری ہو ہی ہو ہی سر اٹھا لیا مثلاً رکوع ہو تو متابعت امام کی واجب ہو یعنی
 پوری رکوع میں چلا جی اگر چاہا تو کردہ و تری بھی کا مرکب ہو گا اور یہ دور کو م نہو کہ دوبارہ کار کو م پہلی کی تکبیل کے لکھ جو نہ جہد الا
 حقیق کہنے لکھنچا لکھنا او قیامہ ثلاثۃ قبل اتمام التمام لکھنا خانہ کا بیادۃ بل قیۃ لکھنا یہ و لو لم یتمجد جہد
 امام کے سلام پہرے اور تری رکعت کو لکھو اور تری کے بیشتر مقتدی کی التحیات پوری کر نیچے کہ مقتدی متابعت امام کی تری بلکہ التحیات کو تمام

[illegible]

[illegible]

میں یہ صلوٰۃ پڑھنا کہ اس میں کچھ قرات پڑھنے سے نماز کا سدھ ہو جاتی ہو اور پڑھنے والا خاص ہو یا اور قرات کا منہ پر نہ چاند صحابہ مروی ہے
 کہ اس میں کچھ کرنے میں زیادہ احتیاط ہو مگر قرآن اور کافہ میں جو کہ مقدس کی قرات سے منع کرنا اتنی سیلک ہو کہ جن میں حضرت علی مرتضیٰ اور عبد اللہ بن مسعود
 اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم میں میں اور فساد نماز کا قول مقابل سے اس قول کا کہ میں نماز میں رہتی ہو کہ میں یہ قرات اچھ
 و منیست اذا علق لیسول ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہ کانقر الخلف الامام فقل ذلذا فرق القرآن فاستحو الہ وانصتوا لکم عندی قولہ لا کم
 کے جسے جب وہ پکار کر پڑھو اور جب کہ جب سے پڑھو سبیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ہم امام کے کچھ پکار کر پڑھتے ہو پس حکم نازل ہوا کہ جب قرآن پڑھاؤ تو
 اچھ سنو اور جب ہر وہ اس قول سے پڑھو سبیل کی حد جو کہ آیت میں وجاہین مطلب میں ایک قرآن کا سننا دو سکوت کرنا سننا اور جہری ہمارے کہ لڑکھو جس کے
 سکوت خاص نہیں اس لیے کہ وہ دو نمازوں میں مطلقا واجب ہے لکن فی الشامی ولان وصلیۃ قرآن الامام ایضا غیبیہ و غیبیہ لکن الامام لا یستقل فی قرات
 القرآن وما دیکل النفل منقر آکما قرئ فی کتبہ پڑھو کہ ہم امام آیت ترغیب پڑھو یعنی حسین ذکر رحمت اور دعت اور ثواب کا ثواب آیت ترغیب پڑھو میں
 ذکر و نفع اور عذاب کا ہونے سے سوال ثواب کا کر و عذاب سے بچنا و مانگی بلکہ سکوت کرے اور سہل رحمت امام بھی سوا قرآن کے آیت ترغیب پڑھو کہ ذکر
 و طاب من مشغول ہو اور جب کہ سبب میں حدیث میں وارد ہوا ہو و حالت افراد میں نقل پڑھو پڑھو کہ پیشتر اس کی نظیر واجبات کے بیان میں گذری ہے یہ سہل
 خاص شایع ہے کہ ہا کہ ان سے صلہ ہو نہ شرط ہے ہم یعنی ابو داؤد میں بروایت مذہبہ رضی اللہ عنہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکران نماز پڑھتی تھیں
 رحمت پر گزری وہ ان توقف فرما کر اپنے لیے سوال ادا کر جس آیت عذاب ملگزی وہ ان وقف کر کے پناہ مانگی تو یہ نماز نقل پر عمل کی کہ ان فی الشامی لکن الخطیۃ
 فلا یاتی جافق الا سنک و لک کتابہ اندک سلام ولان صلی الخطیب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اذا قرأ آیۃ صلوٰۃ علیک لیس علی السمع یدور
 فی نفسہ و بیضیت بایۃ علی اکبری صلوٰۃ و انصوتوا اور سہل رحمت حکم یہ خطبہ کا یعنی امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت آدمی وہ بات کر جو جس سننا جائز ہو
 کہ کیا یا اسلام کا جواب یا کسی ہوا اور اگر خطبہ پڑھو والا پیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مرد و و پڑھو یعنی اس وقت بھی سکوت کر مگر جب کہ خطبہ سے آیت پڑھو کہ صلوٰۃ علیک
 تر سنو الا خطبہ کا پوشیدہ ہو و ہنوز میں در دو پڑھو اور زبان سے سکوت کرے تاکہ وہ نماز میں ہر عمل جو یعنی ایک حکم صلوٰۃ علیک اور دوسرا انصوتوا کا قول میں در
 کہ ہر دو دھکی نہیں جو با کسی شامی سے کہ ہا کہ جو نماز میں حرام ہو وہ خطبہ میں بھی حرام اور خطبہ جبہ کا ہو یا کاج کا یا حد کا سبب سکوت واجب اور ظالم حکم کو
 ائمہ اور تعریف خطبہ میں اخل نہیں العبد عن الخطیب القویب سیان فی افتاد اخل لا یضار الخطیب در کا شخص اندر دیکھا برابریں سکوت کرنا کہ فرض نہیں
 ہم شایع سکوت کو فرض کیا نہ جیت ہے کہ اور نہ لغائی میں کہ و ہا کہ پڑھو طوطی کہ ہا کہ وجوب ہی ہے جس سے سکوت کرنا کہ فرض ہی ہو فی دفع مسائل
 لمحہ شارح جلالہ الامام الفراء مطلقا لان الخیرۃ لعموم اللفظ واجب سنن قرات قرآن کا ہر حال میں یعنی نماز میں اور خارج نماز سے کہ تھا علم
 ہر وہ یعنی آیت فاستحو ابرخہ نماز کے باہر نماز ہو ہی چاہے پیشتر میان ہوا اگر حکم میں اعتبار اہل ظاہر کے عام ہو یا کہ نہ سبب خاص ہو یا کہ ہر حکم جو سبب عام
 ہے خذری میں ہو اور عندی صورت میں سننا واجب نہیں مثلاً کہ جن لو کا قرات کرنا ہی اور آدمی اپنی کار و با میں صلی ہو سکوت میں نماز میں پر سننا واجب گاہی
 طرح جو شخص بنا دین تلاوت کرنے کو ہزار ہی اور ہا کہ و بار کرنے مارن پر سننا واجب لکن فی الشامی مطلقا لا یاس آن یقر آسودا و یقینا حافی للثانی
 کہ یہ مضایفہ نہیں سیان کا کہ پڑھو ایک سوز ایک کت میں اور پھر دوبارہ وہی پڑھو دوسری میں ہم لایس کے خطبے سے معلوم ہوا کہ ایسا کہ ترک ادنیٰ یعنی ترک و کوی
 ہر وہ خطبہ کی صورت میں ہا کہ بہت جائز ہی مثلاً پہلی رکعت میں سورہ ناس پڑھو پڑھو گنا تو دوسری میں پھر اوسیکو پڑھو ورنہ اولیٰ ہا ہا لازم ہو گا کہ ان فی الشامی
 و ان یقر کی اولیٰ میں صلی و فی الثانیۃ من الخور و لوین سورۃ ان کان بلیہا یا انیان قالوا اور اس میں مضایفہ نہیں کہ پہلی رکعت میں ایک جگہ ہی پڑھو اور
 دوسری میں دوسرے مقام ہی گریہ و دونوں میں ایک ہی صورت میں پڑھو بشرطیکہ وہ دو مقاموں میں دو آیتوں یا زیادہ کا مصلیٰ ہو نہ اگر ایک بیت کا مصلیٰ ہو گا تو
 کہ وہ ہر کا و کچھ لفظ میں جسے لفظ صلیٰ اور کردہ ہو دو رکعتوں کی قرات میں چوٹی سورہ کا مصلیٰ کرنا مثلاً پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری
 میں تہ پڑھو یہ صورتہ لفظ کا مصلیٰ ہا کہ پڑھو گنا ان گریہ میں پڑھی سورہ کا مصلیٰ ہو گا نہ ذکر وہ نہیں و ان یقر صلیٰ ہو گا نہ ذکر وہ نہیں کہ نہ لک

در دو پڑھو

[illegible]

حضرت علیؑ سے تشریف لے کر آیا کہ شہید ہو گیا اور اس کی خبر پڑ کر ان جو شاہین سنوں ہیں باوجودیکہ قدم سادہ کا عقد ثابت تھا اور یہی مطلب کی تھی
 کہ جو کہ خداوند کے حکم کو مگر ضرورت کی وجہ سے نہیں کہ ضعیف کی حالت کرے اگر خیر و صون سکھ ہو جائے جیسا شریعت نے سمجھا ہے وہ حق است
 علیہ السلام والصلوات علیہم اجمعین فی الفجر حین معہم بکاف صبح اور صبح ہو جس کی خفت علیہ السلام نے فوج کی نماز میں موزون نہیں ہو سکتا
 ایک جو کاشنا ہم نماز فجر میں طویل غسل کا پڑنا مستحسن ہے اگر آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار موزون نہیں ہو سکتا کہ بعد لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے
 اختیار فرمایا ارشاد ہو کہ میں نے ایک بچہ کا روٹا سنا تو ذکر کر کے اس کی مانگ کر دی اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مختار موزون کے کم کرنا امام کو شایان
 ہو ویکرہ عترت لکھا جماعۃ النساء ولولہ الذی اوجہ فی غیرہ صلوٰۃ جنازہ لا تہلک فیشرع مگر لا تفلوا انفرقون تفوقہن بغیرہم حدیث میں اور کہ وہ بھی چوتھا
 صرف موزون کی اگر نماز تراویح کی جماعت ہو سوائے نماز عشاء کے کہ نماز جنازہ میں ان کی جہت کا رد نہیں کیا کہ نماز جنازہ دوبارہ شروع نہیں فرما کر تیسرا سبک
 پڑھیں گی تو ایک عورت کے فارغ ہونے سے باقی عورتوں کو نماز فوت ہو جائیگی کہ دوبارہ پڑھنا نماز جنازہ کا کر وہ سب سے اذکو جماعت کرنی جائزہ کی نماز میں مکر وہ
 نہیں ہے ہم نماز جنازہ فرض ایک ہی بار ہو دوسرے بار پڑھنا غلط کر دہے تو جب ایک عورت نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائیگا باقی عورتیں اس پر عزم رہ جائیگی
 اس کے جماعت سے پڑھنے میں سب کو فضیلت فرض کی فوت ہوگی اور سب سے اوس صورت میں کہ جنازہ پڑھتے عورتیں ان ولولہ تھی یہاں جاکر لا تفلوا تفسیق
 الفرجی بصلوٰۃ الا اذا استغفرتھن الا امام وخلفاء ورجال وکذا تفسد صلوٰۃ الکل اور اگر نماز جنازہ میں مردوں کی امام ہوئی تو نماز دوبارہ نہیں پڑھیں
 سبب تھیں فرض کے عورت کی نماز میں مردوں کی نماز دوسرے منع نہیں ہوئی تھی قریب امام کی نماز ہوئی اوس کی فرض ساقط ہو گیا کہ ان فی الجلیس گاہ میں عورتیں
 اعداد نماز کا چاہیں جب عورت کو امام خلیفہ کرے اور امام کے پیچے مرد اور عورتیں ہیں کیونکہ خلیفہ کر شیخ نماز سب کی فاسد ہو جائیگی ہم شیخ چھٹے میں سب کی نماز
 فاسد ہوئی کی یہ بیان کی کہ جب امام نے ایسی غلطی کی کہ جولوہ امت نہیں تو خود اس کا مقتدی نہیں اس لئے اس کی نماز فاسد ہوئی اور یہی نماز کے فساد و سبب
 مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی فان قلن قل لا امام وسطہن فلو تعلت ائمتہ الا الخلفی فیتقلدھن ہر اگر عورتیں باوجود کہ سب کی جماعت کریں تو امام
 اور کچھ میں کہہ دی ہو تو اگر لے کر بڑھ کر کھڑی ہوئی تو گناہگار ہوئی جو غصے کے کردہ عورتوں سے لگے بڑھ کر کھڑا ہونے میں ہم لفظ امام میں مذکر موش پڑھتا
 اور پیچ میں کہہ دی ہو جیسے یہ مردانہ صفت ہے اگر ایسی طرح کھڑی ہو کہ اوس کی بیابان صف کی بیرون کے لگے نکلی رہیں اور حضور کے لگے بیٹھو کی یہ وجہ کہ اگر اوس
 مرد فرض کریں تو عورتوں کی یہ پیرہنی سوائے کسی نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ کسی نماز نہ ہوگی کذا فی الحکمۃ کالغیرہ فینقض صلوٰۃ الاحکام وکتبہما کتھم غیر
 نعم جیسو شنگے اوس کی امام اور کچھ پیچ میں کہہ ہو اور ان کی جماعت کر دہ تحریری ہو کذا فی الفتح ہم پیچ میں کہہ دی ہو یہی کیونکہ کیا کہ تہنیکون اور عورتوں کی
 جماعت میں مشرک نہیں کہے پڑھیں ہر وجہ نہیں کیونکہ شکر کو شکر نماز پڑھنا افضل ہے بخلاف عورتوں کے کہ لے لے الہم اور وہ کہت جماعت کی غلطی دیکھنا
 کی پڑھنے کا ہو دیگر شخصیں ہن الجماعۃ ولی لجمعہ وعیدہ و عظیم عطا لولہ و جواز الیکلامی المذہب المتفق بہ لفساد الزمان واستحقاق الکمال عینا
 الجماعۃ المتفقہ اور کہہ ہوا حاضر ہوا عورتوں کی جماعت میں اگر حاضر ہوا جمہور میں اور عید میں ہو مطلقاً یعنی اگرچہ پڑھیں عورت ہو یا جوان
 جمعیہ میں حاضر ہو یا دن کو کہہ دہ جو مذہب متفق پر یہ سب خرابی زمانہ کی اور شہنا کیا ہو اس حکم سے کمال نے براہ بحث پڑھیں عورتوں فانی کہ ہم حضرت صلی
 علیہ وسلم کے وقت میں عورتیں جماعت میں حاضر ہوتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے منع فرمایا اور عورتوں اور ان کی شکایت حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی آپ نے جواب دیا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حال معلوم ہوتا جو عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو حکم اجازت مسجد میں جانے کی دینا ایسی حسانہ
 سفلیت ہو یا کہ عورتوں کا کھانا جامعہ میں مکرر کذا فی الحکمۃ کالغیرہ ائمتہ اگرچہ لہن فی بیت فلیس تہن زجل غیلہ ولا ہم محمدہ کلین
 اور وجہ ادا تہ اما ان کان معہن واحد من الذکر ادا تہن فی المسجد لیکرہ جمہور جو کہہ ہو امام ہو نہ مرد اور عورتوں کو سب سے کہہ میں کہ امام
 کوئی مرد عورتوں کے پاس نہ پڑے کوئی نعم امام کی عورتوں میں ہر مثلاً امام کی بہن یا زوجہ یا نوٹھی تو اگر عورتوں کے ساتھ ان میں سے کسی کا ذکر ہو یا کوئی ہو یا کوئی
 عورت میں کرے تو کر دہ ہو گا کذا فی الہم ہم نہیں مرد اگر عورتوں کا امام ہو تو غلو کے مکان میں ہو یا بیان تک کہ مسجد میں ہو تو در حازہ مسجد کا کہلا ہوا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

[illegible]

کلی تو حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے آپ کو حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے سوا کسی اور شخصیت پر ترجیح نہیں دی تھی اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے آپ کو کسی اور شخصیت پر ترجیح نہیں دی تھی۔
بائیں طرف میں حضرت صدیق قریب کو گویا اور پیچھے کو ہٹے اپنے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پیش کیے اور لوگوں کو گویا ہونے والے اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی آواز کو گونگ کرنا سننے والے اور یہ ہمارے ہر کسی اور کبر کا آواز نہ ہونے کا اتفاق درست ہے جسکی جماعت میں امام کی آواز نہ ہو سکتی ہو اور اگر حاجت
کبریٰ کی ہو تو کبر کا دل چاروں مذہب میں مکر وہ ہو گا کیسی سیرۃ الحلبیہ وقام بکحلہ وان بلہ حدیثہ الکی علی المعین وکن الیہ عرج وغیرہ اولیٰ اور درستی
اقتدا کبریٰ جو ہماری کلاچے کو بہت بڑی ہونے کے اگر ہوا سکا کہ ہر کوئی کو ہو چکا ہو تو مل متبر یعنی شیعین کے قول پر عملات مستحکم اس طرح تمام کا اقتدا ہو چکا ہو
درست ہو کیونکہ لنگڑا اور کبیرا بیٹھ ہو ہی شخص کسی کم نہیں اور غیر لنگڑا کا ہر سے اپنی لنگڑی کے سوا دوسری کا امام نہ ہوتا ہے شامی نے کہا کہ اس میں خصوصیت
کی نہیں بلکہ سیرت اور قاعدہ اور کبر سے کاغیر ان کی نسبت کرامت میں اولیٰ ہیں و متوفی ہشتادہ سالہ الامام مفضل علیہ السلام کا اقتدا ادا کیا ہو اور
صحیح ہو اقتدا ہمارے ہر کسی کے کا پیچھے اپنے نسل کے مگر یہ کہ امام لیسٹک شہادہ کرنا ہوا درستی چھکنا یا کبڑا ہوا کرنا ہوا کہ ہر ہمت میں اقتدا ہو چکا ہو
کہ مقتدی امام کی نسبت کرمی الحال سے کہ اسے ابو جریل تھا یہی وہ متقیل جعفری فی غیر التواضع فی العجم خانہ وکانا کافا سیرت جعفریہ وکرمی
وضعہا الخاضع علی العہدہ اور درست ہو اقتدا نفل پر ہونے والے کا پیچھے فرض پر ہونے والے کے سوا ہی کسی کے پیچھے تول میں کثرت کی افغانیہ میں ہر کسی میں
فرض پر ہونے والے کے پیچھے صحیح نہیں اور غالباً عدم محبت کی وجہ سے ہمیشہ کہ تراویح سنت مخصوص ہے تراویح کے بعد ہر باہر نیکی کی اور کسی وضع خاص کا حال کیا یا نہ کیا
اس میں سیرت میں کہ نفل کی ہر محبت میں قراءت فرض سے اور فرض کے دو گناہ میں سنت تو اخیر دو گناہ میں اقتدا فرض والے کا جو سنت والے کے لازم آتا ہے
یہ درست نہیں بلکہ یہ جو ہے کہ مقتدی اقتدا کی محبت امام کا پیچھے ہر تراویح باب میں ہی جیسے قراءت اس حق میں اون دونوں کے حق میں سنت ہو گئی اور
فی الخلفاء فروع مسائل محمدیہ کے مقتدا متقیل جعفری صحیح ہو اقتدا نفل پر ہونے والے کا پیچھے فرض پر ہونے والے کے سوا ہی کسی کے پیچھے تول میں کثرت کی افغانیہ میں ہر کسی میں
صحیح ہو اقتدا اس شخص کا جو دین کو واجب جیتا ہے تو صحیح اور اس شخص کے جو درت کو سنت سمجھتا ہے یعنی اس شرط سے کہ امام درت کو ایک مسئلہ پر ہونے والے افغانیہ میں
اقتدا فی العجم وہو متقیل جعفری علیہ السلام قبلہ لالا خدا اور درست ہو اقتدا اس شخص کے کہ وہ سیرت اور عمر کی ناز میں غزوہ کے بعد سیرت میں
کر جس نسبت عمر کی غزوہ کے پیشتر کی ہو تجسب ہو تو نو کی ناز کو ہم عقیم کی تہ اسلئے کہ اس کا سزا فرید رفت مٹنے کے اقتدا کر گیا تو باہر ہو گا یا نہ ہو پیشتر
طحاوی کہ امام کے لاتحادیوں سئلون کی ملت ہو نفل میں تو اتحاد ظاہر ہو اور درت میں اس کی اختلاف تھا دین میں پہل و تر پر نہیں اور تیسری سلسلہ میں رد و
نماز عمر کی اور اس کی دلائل اظہر حدیث احادیث و کذا اکل مفسد فی لای مقتدی بطلت دلیلہ اعادۃ التضرع صلوٰۃ المومنین وفساد اور
بطلت ظاہر ہو جاوے مقتدی کو جو نہ ہوا دے امام کا تو اس کی ناز باطل ہو گئی یعنی سیرت و عقیدہ ہو گئی تو لازم ہو گا اس کا مادہ کیونکہ ناز امام کی مقتدی کی ناز کو
متضامین صحت اور فساد میں شریح ہو کہا اور ایسا ہی حکم ہو ظاہر ہو جو ہر نفس کا مقتدی ہے اعتقاد میں ہم مینی اگر کو ہوں یا امام کے آثار میں کون ہم ہوا کہ امام نے جو
نماز پر ہی یا کوئی اور مفسد نماز اس کے سر زد ہوا تو مقتدی کو فرض پر ہونے چاہیے بلکہ امام کی ناز کے فاسد ہو تو مقتدی کی ناز بھی فاسد ہو جائیگی اور قطعاً
اور افادہ کا ماز کے کلام میں بطل ہے اسلئے کہ باطل مطلقاً نہیں ہو سکتا اور مقتدی کو فاسد ہوا عادیہ ہر مقام پر ہوتی ہیں کہ ہر نقصان کی یہ دوبارہ ہر
بیان یہ مستحق تحقیق نہیں ہیں مگر یہ کہ امام کی عبادت ایسا کہ ناز ہو تو ہو سکتا ہے کہ ناز امام کی عبادت القوم انہم وہی محدثات اور
آؤ فاقد شرط اور ان دہل علیہم احادیث ان عدلہم والاندب وقیل لافسفیہ باعتبار اذہ و لودعم انہ کاظم یقبل منہ لان الصلوٰۃ
دلیل الاسلام و تجر علیہ و سبب لانہم جو امام کو غیر دنیا قوم کو جبکہ وہ امام ہو اور ان کا حال کہ وہ جو نہ تھا یا پاک یا ناپائے والا کسی شرط کا یا رکھ کر امام کی
مقتدیوں پر دوبارہ ہر نہ تھا ناز کا امام کے غیر عیسویہ اب یہ ہر کہ اگر امام چاہے تو مان و اجب اور اگر عادل نہیں تو قاعدہ و سبب ہو اور مقتدی کے کہ امام کا
ہمیں جو سبب اس میں امام کے اجتہاد میں یعنی اگر امامت میں امام کی اور ہر لوگوں کو آگاہ کر دے تو خود اپنی زبان سے اس
ہو گیا اور ہمیں کہ امامت میں امام کا قتل ہر کسی کے غیر دینی ہو عادیہ ناز کا نہیں اور اگر یہ حال ہو کہ امام نے براہ میں کہ اگر کیا تو عادیہ

[illegible]

[illegible]

الشامی وھی ما ذلک بقولہ لکن ابطال کو اقرع بالظاہر کان الذہن ان کان یولی العقل ویتو الختیم علی المکار اور وہاں یہ مسئلہ ہے کہ جو معتقد اپنے قول آئندہ
 ذکر کرے تاہو چنانچہ ابطال ہوتی ہو نماز نسبتاً درجہ ہجیم کو نے طے دیکھا پانی پر بیٹھ باغت غسل پانی کی کیا نہ استعمال کر سکیں گے تیرے کہ کہیں نہ
 پھر ہی تعدا و غیرہ کے تشبیہ کے بعد پانی کا ایک نظر اگیا یا اس کے استعمال پر قادر ہو گیا تو اہم صاحب کے نزدیک منہ زباطل ہو گی یا وہ صاحب کے نزدیک
 صبیح شام کے لئے کہنا کہ اگر مصنف لفظ کا کی جگہ ہر کے ساتھ ہر مزاج کرنا جیسا درجہ میں ہے تو اچھا ہو گا اسلیو لکھا سو یہ وہیم ہوتا ہو گا اور جو ابطال
 نماز کا ذکر ہو وہ ان مسائل کے سوا میں سے حالانکہ وہ انہیں مسائل میں مخصوص ہو ص یہ بلا مسئلہ ہو بارہ میں کا وہاں مسئلہ کہ روقہ الملتق فی الخ
 معتقد الماتقہا خلاف زرفظ و تنصیل نفلاً اور مسئلہ پانی دیکھو نہ ملے مقتدی کا چھ تیرے کے نہیں مستتر خلاف زرفظ کا ہو کہ او کی نزدیک
 نماز فاسد نہیں یعنی اولاً مسئلہ کے نزدیک اس کا وصف باطل ہو جائے یعنی نفل ہو جاتی ہو ص یہ جواب ہر مزاج کے اطفال کا گنہ پر اعتراض زلیعی کا پیشا
 کہ اول مسئلہ میں جو قدرت میں ہے کہ اس کو یہ فائدہ نہیں اسلیو کہ اگر دوسرے کے والا نیم والیکہ ہجیم پر ہٹا ہوا وہ پانی دیکھ کے جب ہوا نماز باطل ہوتی ہو کہ
 اس کے عند یہ من امام پانی پر قدرت لکھتا ہو تو نیم سے امام کی نماز درست ہوگی گو واقع میں امام کی نماز پوری ہو شام کے جواب دیا کہ ذکر اس مسئلہ کا جو جنین خلاف آیا
 امام نظر اور صاحب کے ہوا داس مسئلہ میں نیز میں کہہ مختلف نہیں کے نزدیک فاسد ہو جاتی ہو البتہ خلاف زرفظ کا ہو کہ وہ فاسد نہیں کہتو کما فی الشامی و
 معتقد معتقدہ ان وجد ماء ولم یحک تلف رجاء من یزید الا یقینی علی الاصح کما مر فی بابہ وہاں مسئلہ بارہ میں کا گذر نادت نماز کی کے
 مسیح کا ہر معتقد میں کہ پانی پاد اور اپنے پانے کے مانے رہو کا سردی کے سبب خوف نگر اور اگر دت مسیح کی پور پوری پانی پاد و پانی ہو کر سردی کے
 ماری ہو سکے تو طے پھر چاہی ہو تر فو کے بموجب جیسا کہ باب المسح میں گذر ا و تعالیٰ اے ای تذکرہ او حفظہ بلا حینم و لو کان الا حق معتقد آیا
 بقاری علی ما علیہ الا ذکر لکن فی الظہیر یہ فی الصحۃ قال الفقہاء وہاں تخذلہ بمر مسئلہ سیکنا امی کا ہر آیت کو یعنی خود کو یاد الہی پاد و سردی کو یاد ہو کر
 بدون اختیار اگر گرمی معتقدی ہو تو کسی کو چھے تو معتقدی کی نماز فاسد ہوگی امام کے نزدیک بنا براد فو ل کے جلیسر فقہاء میں لیکن ظہر میں صحت نماز کی قطعاً
 ہر فقہاء اللہ نے کہا کہ ہر اس فعل کو کہ یہ ہیں ہم بحر الرائق میں کہا کہ وجہ یہ ہے جو نے معتقد کی نماز کی یہ ہو کہ امام کی فراغت اس کی فراغت ہو تو اس کی نماز کا اثر
 کامل ہو رہتا تو آخر میں آیت کر سیکھو سے قوی کی بنا معتقد پر لازم نہیں آتی اس کے معلوم ہو گا اگر نمازی منفرد ہو گا تو مسئلہ مختلف ہے پانی رہی گا وہاں
 العاری متاثر آتھم بہ القملوچ چرہا مسئلہ یا ہر منہ کا ایسے لباس کو جس سے نماز درست ہو یعنی ہاک ہوا درستر عز کو جو کافی ہو مسئلہ لو صلی بخاتمہ
 فوجد ماء یلہا او اعتقت الامۃ ولم تنقہ فو لہا اس مسئلہ کے اندر ہو اگر نماز پڑھی ہو یا نہ ہو اس کے ساتھ ہر بعد تشہد کے او سچر کو پا ہوا جو نہاست و در کر تو اس
 صورت میں ہی امام غزالی کے نزدیک نماز باطل ہوگی بلوڈی بعد تشہد کے اندر ہوئی اور اس سے فوراً سر نہ چھایا تب بھی نماز باطل رہیگی ہم یہ مسئلہ شامی نے
 زاد کو بین و نزاع کما یحفظہ الواحد بعلی بسیر فلو یکن فی قراۃ کا پانچواں مسئلہ نکالنا مسیح کر نیوالے کا اپنا ایک نمونہ کو تو ہر سے عمل ہو مثلاً
 سونہ ہر ہر ہا اندر حرکت پانچویں نماز باطل ہو جائیگی پس اگر عمل کثیر سے نکالنا نماز پوری ہو جائیگی باتفاق امام احمد صاحبین کی کہ عمل کثیر میں نماز
 سو اپنے اختیار سے باہر آیا یا باہر و قد لا یقوی علی الارکان ہر مسئلہ فاد ہوا اشارہ ہو پھر ہوا الیکار کو و اور سجدہ ہر مفید نماز سے امام صاحب
 کے نزدیک و تذکرہ فائتہ علیہ او علی اما یہ وہی صاحب ترتیب و الوقت منقسم ساتواں مسئلہ یاد ہوا فضا نماز کا اپنی
 فہر اگر منفرد یا امام جو اپنے امام کے خیمے اگر معتقدی ہو حالانکہ وہ سچے جگے و فضا نماز ہی صاحب ترتیب ہو اور وقت وسیع ہے یعنی
 قائمہ اور وقتی وہ دونوں پڑھ سکتا ہے تو اگر وقت تنگ ہو گا تو نماز بالاتفاق تمام ہو جائیگی ہم فضا نماز کے یاد ہونے سے امام کے
 نزدیک طعنا باطل نہیں ہوتی بلو اس کا فساد موثف رہتا ہو اگر بعد اس کے پانچ نمازین وقتی اور پڑھ لے گا باوجود فضا کے یاد ہونے کے
 تو وہ نماز بھی جائز ہوگی اور اگر فضا شدہ کو او اگر دوسرے کا تو باطل ہو جائیگی تو یہاں باطل کے ذیل میں مصنف کا اسکو ذکر کرنا اس قیام کا
 ہو کہ فضا نمازوں کے بیان میں اس کی تفصیل آدگی گذارنے الحبی و تقلید ہم المتعارفین مطلقاً و قیل لا فساد لہا کات استخلافہ

کے ہوتے ہیں جسکو شریعت نے تحریم کیا اور ہذا نیز والا ہے کہ کیا جو نماز سے فارغ ہو سکے وقت جسکو سلام میرا اور خروج یعنی اور تہجد اور صحت محمد مصطفیٰ کی
ان سے شرط نماز کی یعنی طہارت و درجہ جانی جو نماز امام کے جس پر سو بیٹے ہو سکتا ہے کہ وہ نماز کے بعد اور اس بعد سبق کی نماز کا جزا فاسد ہو جائیگا جبکہ
اپنی نماز پڑھتا ہے تو جزا فاسد پر بنا ہوگی اور فاسد پر بنا ہوئی ہو لہذا یہی نماز فاسد ہوئی گئی انسانی الشامی بخلاف المذہب فائہ کا امام اتفاقاً بطلان
ہر کے کہ رسول امام کے ہی بالاتفاق یعنی امام کے تہجد اور صحت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے صحیح فی الشریعہ المسلمین
وفی الظہیرۃ حدیثہ وظاہر اللہ تائید الاول اور اگر مقتدی لاحق ہو اور امام ہو تب تک تہجد کے تہجد کے بعد کہ تو لاحق کی نماز کے فاسد ہے میں تو صحیحین
ہر جہ میں فساد کو صحیح کہا جو نظیر یہ میں عدم فساد کو اور ظاہر برائت اور نہ الفائق کا قول اول یعنی فساد نماز کی تائید کرتا ہے جو مضمون جو الرائق کا اس نظیر میں
ہو کہ امام کی نماز فاسد ہوگی کیونکہ اس کے ذمہ کچھ نماز باقی نہیں بچا لاحق کے تو اس کو ظاہر بھی مضمون ہو تا کہ لاحق کی نماز فاسد ہو تو لاحق
الامام لخصہ یہی قالہ فی هذا التمام فی دلو علیہ او سجدۃ توحدا ونبی و اعداھا فی البناء علی سبیل الغرض من مالم یترجم رأیہ منہما مرد اللادہ
اما اذا قدم رائتہ من بکتابہ اداہ رکین فلا یبغی بل تقصد دلو لم یجد اداہ فردا بیان کما فی الکافی وفی الجہن ویتاخر تھدود بان لا یترجم
مستقلاً یا فقتلہ اور اگر امام نے وضو ہو گیا اپنے رکوع بسمہ میں شائع کہا کہ اس مقام میں امام کی کچھ خصوصیت نہیں اگر مقتدی یا سجدہ واداس کا بھی بھی حکم
یعنی دیکھ کر کے نماز سابق پر بنا کر سے اور بنا میں اس رکوع بسمہ کو بطور فرض پھر کر سے جس میں حدیث ہو اپنا کر جو جب تک کہ پھر سر رکوع اور سجدہ کو
اذا نہ ادا نہ ادا ہوا جو اگر میں صورت میں کہ سر ادا ہوا ہو یہ ادا وہ کر کے کہ سر ادا ہوا ہے کہ اگر اسے توبہ بنا کر ہو بلکہ نماز فاسد ہو جائیگی اگر سر پڑھی اور اگر
سر ادا ہوا ہے ادا کا ارادہ نہیں کیا تو دور و ابین میں چنانچہ کافی میں یعنی ایک کی بوجہ بنا کر جو اور کو بھی دایت بوجہ نماز فاسد ہوگی اور مقتدی میں جو کہ جب کو غیر
جو وضو ہو تو کثیر ادا ہو گیا ہو اچھوٹے اور سر ادا ہو گیا ہو کہ جو سجدہ ہو کہ نہ نماز فاسد ہو جائیگی لہذا وہی اور اس کو نقل کیا کہ مقتدی کی مراد یہ ہے کہ نماز اس کے بعد سر ادا ہوا
کر جو بھی اگر وہ سجدہ کر سید ہوا ہو جائیگا تو نماز فاسد ہوگی وکی تذکرہ الصلۃ فی کواحہ او سجدۃ انہ فک سجدۃ صلیۃ او تلاویۃ ملفط من دلو علیہ
بلاد فہم اس رقم من مبعودۃ فجدھا حکمت التذکرہ اداھا ای الرکوع والشیء تذکراً للسقوط بالنیسان وسجدۃ للہو و لو انشھا لایستقل
قضاھا فقط اور اگر ادا کیا نمازی نے اپنے رکوع بسمہ میں کہ ایک سجدہ نماز کا تلاوت کا چور یا اور رکوع سے بدون سر ادا ہوا ہے جب پڑایا سجدہ سر ادا ہوا
اور جو پڑھی سجدہ کو یا دیکھ کر بعد کر لیا تو مستحب ہے کہ اس رکوع اور سجدہ کو دوبارہ کرے جس میں جو پڑھی سجدہ یا دیا گیا بسبب نظر ہونے وجوب ادا وہ کے ہونے
کے باعث اور سجدہ ہو کر اور اگر چہ پڑھی سجدہ کو تاخیر کرے آخر نماز تک تو صرف اس کی تفسیر یعنی اس صورت میں ادا وہ کرے اور سجدہ کا واجب ہو
تو مستحب ہے سجدہ ہوا اس صورت میں بھی واجب ہو گا بسبب چوتھی ترتیب کے دو سجدہ دن میں جلی نے کہا کہ سقوط بالنسیان واجب من خواص کادو کی تقریر ہے
کہ ادا وہ رکوع بسمہ کا واجب ہونا چاہیے کیونکہ ترتیب واجب ہے وہ ترک ہوئی شائع ہے جو ادا کیا کہ ہو لے سے واجب نظر ہوا ہے اور سجدہ ہو
سہرہ کا نقصان ہو رہا ہو یا اور غیر سقوط کی وجوب ادا وہ کر جو نہ کو نہیں دلو انما فقط فاحش الامام ای شریح من المبی فی الفوق علی الامتہ کما ان فی انش
لا امامۃ لوجہ لہا ای امامۃ بلائیۃ لعدم الازاحہ والایعزلۃ کسبیل صلوۃ المقصد اتفاقاً دئی الامام علی الامم لعلہا الامام اماما والوہم بالانظر
اذا لم یستقل فکان استقلۃ فہو الامام ولستخلف کلہما باطلہ اتفاقاً اور اگر ایک شخص ہر ایک مقتدی کا امام ہو اور امام ہو وضو ہو گیا یعنی
ہو کہ سجدہ ہر سجدہ میں جو مقتدی بدون نیت کے اسطے امامت اگر صلاحیت امام کی امت کی کہتا ہو گا بسبب چوتھی ترتیب کے کہ اگر سجدہ خارج ہوئی
تہذیب لہا ای کہ امام نہ کو سجدہ خارج ہو گا تو اپنی امت پر قائم ہو گیا مقتدی امام نہیں ہو جائیگا اور اگر مقتدی میں صلاحیت امام کی امت کی ہوگی مثلاً اگر مقتدی
ہو تو اس مقتدی کی نماز فاسد ہوگی بالاتفاق نہ انما امام کی صورت میں بوجہ سبب باقی ہونا امام کے امام اور مقتدی کو بلا امام یہ نماز فاسد ہو جائیگا اور مقتدی کا امام نہ ہو گا اور
صورت میں ہو کہ امام نے ہو کہ خلفہ کیا ہو لہذا اگر باقی نہ کو کہ خلفہ کر دیا تو امام اور خلفہ دونوں کی نماز بالاتفاق باطل ہے مگر اس قول کا مقابل یہ ہے
کہ بعض کے نزدیک صرف امام کی نماز فاسد ہوگی اور بعض کے نزدیک وہ دونوں اور خلفہ کہنے میں یہ قید ہے کہ تہذیب کے پچھلے ہوا اور اگر بعد قید تہذیب

امر غیرہ تعیل له تقدیم تنقیح مراد دخول فرجة الصیف احد کون قسم له تسد بل یملک ساعة لغیر تقدیم برایہ فہستانی معنی الزاہد و منہ
ادیان فتنہ بیان تاکہ اگر نازی اپنے غیر کارامیگا مثلاً اور کسی کو کہا کہ گئے بڑھ اور وہ کہے بڑگیا یا جماعت کے فرض میں کوئی گھبرا اور نازی نے اس کو
جگہ دی تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی بلکہ ایک ساعت توقف کرے پھر اپنی تجویز سے آگے بڑھے کہ نازی القہر کا غصہ بڑا ہی اور یہ سب لہذا نہایت میں گذر گیا اور
اس کا وجہ تو خبردار رہنا وقتہ بقصد الجواہر الہامیہ جو جوابہ بل ادا ادا لہ ما بآئہ فی الصلوۃ لا تقصد اتفاقاً ابن ملک و ملحق اور متقی نے فساد
نماز میں ان جملہ میں قید جواب کے تصدیق کی ہے کہ اگر نازی جواب تلک کارادہ نہ کرے بلکہ یہ جتنا چاہے گا کہ میں نماز کو اندر ہوں تو نماز باتفاق فاسد ہوگی بیان کیا ہے کہ اگر
اور صریح ہی ملحق میں دفعہ علی غیر امامیہ الا اذ اراد اللیلۃ اور سفارۃ نماز کا لفظ دینا اپنے الم کے سوا اور کسی شخص کو یعنی قراوت میں لگنے والے کو یا کسی
صوت میں کہ ارادہ کرے تلاوت کا تعلیم کا تو فسد ہوگا مگر بہر صورت نماز میں مقتدی کو ایک دوسرے کے بتا دینا یا کسی کو مقتدی بنانا یا بالکلیں اس پر کہ نازی ہی اس کو
بنادے جو نماز میں نہیں پڑتا جو بہر صورت بناوے لیکن نازی فاسد ہوگی کیونکہ بتانا تعلیم ہے بدون حاجت کے جو نماز کا سامنے ہے و لکن لا یخفی الا اذا نذر قبل تمام الصلوة
اور یہ طریق مستند ہے لغیرہ کا لینا نازی کی طرح نماز خود یاد کر کے پڑھے پھر پھر پڑھنے لغیرہ کے تو فسد ہوگا یعنی اگر نازی کو دوسرے شخص بتا دے تو اگر وہ کو بتایا ہو پھر
تو نماز فاسد ہوگی اور اگر نماز بتا دے تو خود یاد کر لیا اور پھر نماز کو فاسد ہوگی بخلاف فیہ علی امامیہ فاقہ لا یفسد مطلقاً کما فیہ و لکن یحل حال الا اذا
سمیۃ المومنین غایۃ فصل فیہ بقصد صلوۃ الکمل بخلاف لغیرہ نازی کے اپنے امام کو کہ خود نماز نہیں ملتا یعنی لغیرہ کے ہاتھ کی نماز کا فسد نہ ہوتا ہے
کی نماز کا حال میں یعنی برابر ہی کہ امام ہند بڑھ چکا ہے جس سے نماز درست ہو جاتی ہے جو بڑھ چکا ہو ایک آیت سے دوسری کی طرف چلا گیا ہو یا نہیں لغیرہ دینا ہر جہاں
تیسری یا کسی طرح جتنے نہیں ان اگر مقتدی کسی نماز پڑھنے کے لیے کوئی دوسرا امام کو بتا دے اور امام نے لیلیٰ تو سبکی نماز فاسد ہوگی ہم یہ کہ جس وقت متقی خارج دیکھا جائے
لیا تو اس کی نماز فاسد ہوگی اب اگر امام کو بتا دے کہ وہ لیلیٰ تو امام کی نماز فاسد ہوگی اور اس کے فساد کی وجہ سے کسی نماز باطل ہوگی لکن فی التمام جلی نے کہا کہ غیر صلی سے
بہرہ و ہر مقتدی میں نماز کو پڑھتا ہو کہ میں اس کا شریک نہ ہو خواہ وہ سری پڑھتا ہو یا بالکل کوئی نہ پڑھتا ہو و ہنوی القہر ادا اور لغیرہ و الا مقتدی میت بتاؤ کی
کری قراوت کی کوئی قراوت مجھے امام کے منع ہو لغیرہ یا ہم مقتدی کے حق میں التہدیباً کر دے کہ تو توقف کرے تاکہ امام دوبارہ پڑھ کر خود نکال لے سہیط امام کے حق میں
مگر وہ قراوت میں تیار کر ادا دیکھو کہ مقتدی کو بتانا ہی پڑے بلکہ اس کو چاہیے کہ متشابہ کو جو رکوع دوسری آیت پڑھنے لگے جس کے مابین معنی نہ لگتی ہوں یا دوسری سورۃ
شروع کرے یا اگر قراوت بقدر واجب بڑھ چکا ہو تو رکوع کر دے کہ نازی لاشی و لوی جی علی لسانہ لغیرہ و ادا ان کان یعدا کما فی کل وجہ نفساً کانہ من کل وجہ
و الا لکانہ فان ادا اگر نازی کی زبان سے نغمہ آ رہا ہو تو اس کا کلام ہو تو نماز فاسد ہوگی ہے کہ یہ لفظ غلط ہو یا کلام
مستور ہو یا اگر کسی کلام نہیں جو نماز فاسد ہوگی کیونکہ لفظ و آن جو شامی نے کہا کہ جو لوگ سہات کی قائل ہیں کہ تو لکن لفظ غلط ہو گا و نماز کا نام جو ان کو قول کہ جب
آدھر ان میں ہو سکتا و اکلا و شراباً مطلقاً و لو متبوعاً فاسیاً الا اذا کان بین استناء ما لولہ و لولہ الحصرۃ کما فی الصوم ہوا الصیوم قالہ الباقی فابقیہ
و ہر مقتدی نماز کہ نماز کی اور پناہ اس کا مطلقاً یعنی ہر پناہ یا ہمت و ہمتہ ہو یا ہو کر اگر ایک قطرہ پانی کا ہو لکن بجا عیب ہی فسد ہو گا اس صورت میں
کہ نازی کو مانوں کے درمیان کوئی گہائی نہیں ہو اور اس کو گھبرا تو نماز فاسد ہوگی شریح کہا کہ انہوں کے اندر خبری ہو کہ جو جیسا کہ روزہ میں ہے کہ اگر مقتدی نہ لے
درمیان گھبرا تو روزہ بجا ہوگی فی کل معنی ہو کہا ہو سکتا باقی فی شرح ملحق میں اما المصنف ففسد کما فی فیہ یمتک ذکوبہ اور چاہتا تو فسد ہو جس کو
نازی کے منہ میں کہ گہلی ہوگی کو گھٹا ہو ہم شامی نے کہا کہ چاہے سراسر امام کہ زیادہ چاہے یعنی تین بار یا اگر اس عبادت شامی نے فساد ظاہر کیا کہ فساد زیادہ ہو
چاہا ہو یا فساد کمال ہے میں ہر پناہ یعنی مرنہ کسی کما فسد نماز نہیں مثلاً اگر کسی نے شکر کی ڈلی ٹھکانا کی نیت کی اور اس کی ہمت میں سو نہیں باقی ہو تو اس کے کلمہ
ناز فاسد ہوگی و فیفسد کما فی لفظ الی حقائق کو لو میں کجا معنی لو کان منفرقاً فلا بد من جوی لا قنۃ ادا و کسہ صا و سنا یا بخلاف فیہ
الظہر بعد لکۃ الظہر الا اذا تلفظ النیۃ فیصیر مفسداً مطلقاً اور فاسد لا ہو نماز کو بمانا نازی کی ایسا نماز سو اس میں اگر یہ خبر ہو تو اس میں
ہر بیان تاکہ اگر لیلیٰ نماز پڑھتا ہو پھر لیلیٰ اگر کبریت ادا کرے یا کمال میں معنی مقتدی ہو اور کبریت میت تہا پڑھنے کی کو لے تو اس میں بڑھنا والا ہو جائیگا یعنی نماز کو

اولیٰ شرع کیا تا وہ فاسد ہو جائیگی مثلاً غری کی نماز پڑھنا صحابہ ایک رکعت کے بعد جو اسد لکھا اور اس سویت عصر کی گئی تو غری کی نماز فاسد ہو جائیگی خلاف نیت ظہر کی
بعد ایک یا دو رکعت ظہر کے یعنی اگر ایک ہی نماز کی نیت و بارہ کی تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً ظہر کی نماز پڑھنا ایک رکعت کے بعد پھر اسی ظہر کی نیت
کی تو اول رکعت باطل ہوگی مگر اس صورت میں کہ نیت کے الفاظ مستحب کے تو اس صورت میں از سر نو پڑھنے والا جو جائیگا مطلقاً یعنی خواہ غیر نماز کی نیت کرے خواہ
اوپر کی کرے غلط نیت پھر نماز فاسد ہوگی کیونکہ نیت کا لفظ کلام ہے اور کلام نماز کا منہ سے کہانی الشامی و فرائض من مصنف ای مافیہ و قرآن مطلقاً
لا یتعدی اور منہ نماز جو نمازی کا پڑھنا مصنف کو دیکھ کر یعنی حسین قرآن لکھا ہوا خواہ مصنف ہو یا جواب ہو اس میں سے دیکھ کر پڑھنا فاسد ہے مطلقاً خواہ وہ
پڑھنا بہت امام ہو یا نہ ہو و نہ دیکھ کر پڑھنا اس کو ممکن ہو یا نہیں ہر صورت میں منہ سے کہانی کہ یہ پڑھنا تعلیم ہے ہم امام غلط کے نزدیک دیکھ کر پڑھنا نہیں ہے بعد اس
کی و طبع سے ذکر کی گئی اول جو ضعیف و دیکھ کر اس میں قرآن کا ادھانا اور اس کو دیکھنا اور ردی لوثنا پڑتا ہے یہ عمل کثیر ہو اور دوسری وجہ جو کافی
بہ نیت حشری تعقیب کی ہے یہ ہے کہ طہر پڑھنا تعلیم ہے یعنی گویا قرآن سکھانا یا تہجد اور نمازی سکھانا جو درستہم و تعلیم نماز کی فاسد ہے کہانی الشامی
الا اذا كان حافظاً لما قرأه فاق بالاحمال مان اگر حافظ ہو اور اس کا جس کو دیکھ کر پڑھا اور بد دن قرآن ادھانا سکے بلکہ اس صورت میں کہ نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ
وہیں فساد کی اثر نہیں ہوتا وہیں وقیل لا تقصد الا بالآیۃ و استظهر من الخلفی اور ایک قول سنہ کہ نماز فاسد نہ ہوگی اگر ایک آیت سو اور ظاہر کہا ہے اس کو حل نہیں ہے
یعنی اسوہ سے کہ ایک آیت سے امام کے نزدیک نماز جائز ہوتی ہے و جواز الشافعی بالآیۃ و آھا اللہ شہیداً باکل الکتاب ای ان قصدہ فان الشنبہ
بہو لا یکن فی کل شیء بل فی الذم و فیما یقصد بہ اللہ شہیداً کما فی الجہا اور جائز کہا ہے دیکھ کر پڑھنا امام شافعی نے بد دن کر کے اور صاحب نے اس کو جائز
کہا ہے اگر اہل کتاب کے کہ وہ بھی نماز میں توبت و انجیل دیکھ کر پڑھتے ہیں یعنی اگر نمازی قصد شنبہ کا کر گیا تو کراہت ہوگی کیونکہ مشابہت بنو اہل
کتاب سے ہر چیز میں کہ کہیں مثلاً کھانا اور پینا اور دوسری ضروریات بدنی مسلمانوں اور اہل کتاب میں یکساں ہیں تو مشابہت سے کچھ حرج نہیں بلکہ بری بات نہیں ہے
مگر وہی اور اس میں کہ وہ جس قصد مشابہ ہو گیا یا جانچنے کے جواز میں سے دیکھ کر ہا کل علی کثیر لیس من اعمالہا ولا لاصلاحہا اور اس
کرتام نماز کو ہر عمل کثیر جو نماز کے اعمال میں سے نہ ہو اور نماز کی صلح کے لہو ہوم نماز کے اعمال میں سے نہ ہو یعنی اگر شمار کرے یا نہ کرے یا نہ کرے یا نہ کرے
الرحم علی کثیر ہے مگر نماز کے اعمال میں سے جو اس طرح صلح کے لہو ہوم نماز کے اعمال میں سے نہ ہو یعنی اگر شمار کرے یا نہ کرے یا نہ کرے یا نہ کرے
بسنہ الناظر من بعد فاحلہ انہ لیس فیہا اور عمل کثیر کی تعریف میں پانچ قول ہیں اور میں سے صحیح یہ ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ جس سبب دور کا دیکھنا
اور اس کے کرنا البکواسان میں تردد نہ کرے کہ وہ نماز کے اندر نہیں ہم دور سے دیکھنے والے سے یہ مراد کہ جسے سامنے نماز شروع کی ہو حاصل یہ کہ عمل کثیر وہ ہے کہ اس کی
کرنا والا دیکھنا و ایکی نظر میں نظر غالب معلوم کہ نماز نہیں پڑھتا یہ ایک قول ہے اور دوسرا قول ہے کہ جو کام عادت میں دو یا تین سو کیا جاتا ہو وہ کثیر ہے اگرچہ نماز کی
ایک ماہ سے کہ جسے پکڑی یا باجہ کا باندھنا اور جو ایک ماہ سے کیا جاتا ہو وہ قبل ہے اگرچہ نمازی و یا تھوڑی سی کرے جسے ٹوپی کا پہننا یا تاننا یا تیسرا
قول یہ کہ تین حرکتیں متصل پیچ کثیر ہیں ورنہ قبل چوتھا قول ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ کرنے والا کیا مقصود ہو یعنی جسے لیجا کا نہ مجلس کرنا ہو یا کھانا تول یہ ہے کہ عمل
کثیر وہ ہے جس کو نمازی خود بہت سمجھ کر انی الشامی مختصر اول ان شق انہ فیہا ان لا تغلب لکنہ یشکل بمسئلۃ المشی و التقبیل فاقبل اور اگر دیکھو ولا تردد
کرے کہ کام کرنا والا نماز میں جو یا نہیں تو وہ عمل قبل ہے لیکن شکل ٹوپی جو مسند چوڑے بعد وہ بیٹے سے سو کھینچے ہم شور مستر اور تقبیل کی یہ ہے کہ ایک نماز نماز
جو پڑھتی ہو اس کے شہر سے ہلکے شہوت سے جو دباخواہ بد دن شہوت کے ہلکا ہو یہ لیا تو نماز عورت کی فاسد ہو جائی ہے حالانکہ عورت سے اس صورت میں کہ کئی فعل نہ ہو
ہو یا پانچویں مسئلہ سے کہ جو ایک شاعر فرمود میں ذکر کر گیا لا تقصد برفع ید یا فی تکبیرات الہ و اندلج للذہب و ما ذوی من الفساد فشا ذہب نہیں ہے
ہوئی جو نماز نمازی کے ادھانا سے وہ نماز ہو کہ رکوع کر کے دھبے وقت اور اس سے مراد ہٹانے کے وقت ذہب قوی کے ہر جب اور جو فساد کہ روایت کیا گیا ہے اور
مخالف جو روایت اور در ایک عمل طہر کی کہا کہ کبیرات زائد سے مراد کوئی کرنا اور اس سے مراد ہٹانے کا وقت ہے اور انکو کبیرات زائد کہنا خلاف مطلق
خبر ہو سکتے کہ فقہاء مطلقاً کبیرات عیدین کو زائد کہتے ہیں اور روایت سے وہ جو کھولنے حضرت امام غلامی کی ہے کہ روایت کی وقت اور اس سے مراد ہٹانے

مشابہت اہل کتاب کی اگرچہ نماز کر وہ نہیں

کہا کہ حالت عذر میں چلنے سے ناز فاسد نہیں ہوتی اگر بہت چلے اور مجاہد متفق ہو جائے جب تک کہ قبضہ کی طرف پشت نہ کرے اور بہرہ سحران سے ذکر کیا ہو اور سکر
 ہستی سے طحاوی نے کہا کہ قہرست میں حالت غرض میں جاوے جو حالت عذر وہل کیشہ طیف النفس الامرباؤنی الحباذیہ تنور والی طبعی
 کا اور کیا شرط ہے علم غرض میں نازی کا قابو ہونا جائز یہ میں سے کہ ان شرط ہو اور جلی سے کہا کہ عمل مذکور میں اختیار کا ہونا شرط نہیں ہم طحاوی
 کہا کہ ظاہر از مشروط ہونا مسنون ہے پہلے کہ شایع اسی پر اگلا قول متفق کرتا ہے فان من خفم اوجہ الذی انما خطوات ابدی ختم علیہا ان
 اخیرہ من مکان الظلوع اومعقل نڈیا نڈا اومشوق دنال لیتنا اومشہا جہو اوقبلہا ابد وھا فسدت کیونکہ جس نازی کو چھوٹا یا بچہ
 سواری کے جانور نے کینچا اور اس دسکے یا گھسیٹنے سے وہ چند قدم چلا اپنی جگہ سے ہٹا کر سواری پر رکھ دیا گیا یا نازی کی جگہ سے نکال دیا گیا یا نازی
 عورت کی پستان میں بار چوس گئی یا ایک بار چوس گئی اور اس کا وہ وہ اوڑھ آیا یا مرد نے نازی عورت کو مشہوت سے جدا یا بدن مشہوت کے
 اوس کا بوسہ لیا تو سب صورتوں میں ناز فاسد ہو کی حالانکہ عمل اختیار کسی میں نہیں پایا جاتا شامی نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ مشاہدہ قبیلہ
 کی جگہ مشہوت اور قبلت بعینہ مجہول کہتا جس سے اس سے اوپر کے افعال تھے لالو قبلتہ ولم یستہوا والفرق ان فی تقبیلہ معنی الجھام نیز
 فاسد ہوگی ناز مرد کی اگر عورت نے اوس کا بوسہ لیا اور مرد کو اوس کی خوش ہنس تھی اور فری و دوڑ مسنون میں یہ ہے کہ مرد کے بوسہ یعنی من جماع کے
 معنی میں ہم یعنی اگر عورت ناز پر تھی تھی اور شوہر نے بوسہ لیا تو عورت کی ناز اس لیے فاسد ہوئی کہ فاعل جماع کا مرد تو ہے تو جب دو اعضاء جماع
 میں سے کوئی عورت کے ساتھ کر لیا تو اوس کی ناز فاسد ہو جائیگی اور اگر مرد ناز پر تھا تو عورت نے بوسہ لیا تو عورت فاعل جماع کی نہیں ہے
 اس کے طرف سے دو اعضاء جماع کا پایا جاتا جن میں جماع نہیں جب تک کہ مرد کو مشہوت نہ ہو کہ ان فی الشامی معنی جھک جھکی بہ طائر انکو نقصہ ولو انسا
 منفہ نظریہ ولو قنہ لا یتصحی کہ اوتا دیکھ اوصلا عہ وہو علی کثیر ذکر ان الحلوی نازی کے پاس ایک پنہر سے اوس نے اوس کو ایک
 پرند پر پھینکا تو ناز فاسد ہوئی اور اگر کسی انسان پر پھینکا تو فاسد ہوگی جسے کسی کا رانا اگر ہم ایک دفعہ ہی ماسے پہلو کہ مارا یا پتھر پھینکا ان سے
 یا ہم خصوصیت ہو یا ادب دینا یا چیل کرنا بحر حال عمل کثیر ہے ذکر کیا ہے کہ کو جلی سے شامی نے کہا کہ فیہ میں یوں ہو کہ اگر پنہر
 زمین سے اوٹھا کر پھینکا تو ناز فاسد ہوئی اور اگر اپنے پاس سے پھینکا تو فاسد نہ ہوگی تو اس سے ظاہر ہے پرند انسان میں فرق نہیں معلوم
 ہوتا اور اگر پس پھینکے کہ کو عمل کثیر قرار دیکھے تو پرند پر پھینکنے سے بھی ناز فاسد ہو جائیگی نفی من المفسدات اذ ید الیقلب باقی رہی مفسد
 نازی سے شیار آئندہ اول مرتبہ ہونا نازی کا اپنے دل میں یعنی نیت یا اعتقاد کفر کرے نازی جانی رہتی ہے دعوے کے دوسرے فاسد ناز کا مارنا یا چھوٹا
 شامی نے کہا کہ اس کا نذرہ اس مسئلہ میں معلوم ہوتا ہے کہ اگر بعد قعدہ اخیرہ کے امام مر گیا تو ناز مقدہ ہو کی باطل ہو گئی نیے سے اذ کو پڑھنی چاہی
 جفتن و شہادہ کہ مفسد ناز ہو جنوں اور بیہوشی اور ان کا حکم مفصل صلوۃ مریض کے آخر میں آویجا وکل من وجب لہ یسجد او قیام او بیعتا ناز
 ہر فعل موجب وضو کا جنس کا ہم شامی نے کہا کہ شایع نے بتیبت صاحب نہر الفائق موجب وضو کو مفید لکھا حالانکہ ہر موجب وضو فاسد ناز نہیں ہے
 استخفاف اور بنا کے بیان میں مذکور ہو چکا کہ حدیث اتفاق سے ناز فاسد نہیں ہوتی تو بہرہ تھا کہ شایع یوں کہتا کہ ہر حشد عذر فاسد ہوا ہو تو
 کتب بلا فضیلت اور مفسد ناز ہو جوڑا کسی رکن کا بدن او اس کے مثلاً ایک سجدہ چوڑا یا اور سلام پہلے تک ادا سکے اور اٹھیا تو ناز فاسد ہو جائیگی
 او مشروط بلاتحذیر مفسد ناز ہو جوڑا کسی رکن کا بدن عذر کے مثلاً وضو بہتر عورت پر استقبال قبلہ بلا عذر کیا تو فاسد ہوگی اور عذر کے
 ساتھ ان باتوں کا نکرنا مفسد نہیں و متابعہ المقاتلہ لہو کثیرا لکھ فیہ امامہ کچن ذکر کم ورائہ رائہ قبل مایہ ولم یعدہ لا عہ
 اویقدا و مسلم متاکام اور مفسد ناز ہو پہلے کر لینا مقتدی کا کسی رکن کو جس میں اوسکا امام اوسکا شریک نہ ہو مثلاً مقتدی نے رکوع امام
 پیش کر لیا اور امام کے رکوع سے پیشتر اپنا سر اٹھا لیا اور پہر اوس کو کھ کو امام کے ساتھ یا اوس کے بعد دوبارہ لکھا اور امام کے ساتھ یا
 بچہ یا تو مقتدی کی ناز نہ ہوگی ہم طحاوی نے کہا کہ امام کے ساتھ سلام پہنچنے کی قید کی کہ حاجت نہیں و متابعہ المسبوق امامہ نے

کسی بھوکہ اور غصہ کی پروا غانی نے فساد نماز کی گھر سے بر لجاؤں جیسو رب رب العالین بسبب اضافت جیسو فاسد ہوئی جو نماز اگر بدلہ ایک کلہ کو دے دے
اور سے بگڑ جائیں جیسو ان الغبار لغی جنات پر ہٹا لغی جیم کی جگہ اور پورا بیان اسکا بڑی کتابوں میں سے ہم شامی نے کہا کہ ظاہر کلام طہیرہ جیسو
ایسا معلوم ہوتا ہو کہ مکر پر ہٹا ایک کلہ کا اس صورت میں منفسد ہو کہ پڑھنے والا مضاف و مضاف الیہ کو جاتا ہو اور اگر نہ جاتا ہو تو ہٹا ہٹا
نکلیا ہو بلکہ تفسیر مناجیح کے لیکلہ کو دوبارہ کہا ہو یا زبان سے بے ساختہ نکل گیا ہو تو چاہیو کہ نماز فاسد نہ ہو اور صفات نماز سے وہ صورتیں بھی ہیں
جو اس باب سے پیشتر ہو چکیں مثلاً عورت کا محاذی ہونا اور خلیفہ الیے کو بنا نا جو قابل امامت نہ ہو اور امام کا مسجد سے باہر چلا جانا بدین خلیفہ
کرنے کے اور حد شک کے بعد نمازی کا ایک رکن کی مفدا ٹھہرنا یا حالت حدث اور رفتار میں ایک رکن کو اد کرنا یا آٹنا و نماز میں کسی فعل لغی
نماز کا صادر ہونا وغیرہ تو غالباً اتن و شارح نے ان کو پہلے بیان ذکر نہیں کیا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے ولا یفسدہ ما یخلف الی حکم فی فقہ
و لکی مستفیض ما دین کریم اور نہیں فاسد کرنا نماز کو دیکھنا نمازی کا کلہ چپہ کو اور سجدہ جانا اس کا اگرچہ دلہتہ سمجھا ہو ہر چند دلہتہ سمجھنا
کر وہ ہو سکتے کہ کلہ کو سجدہ نماز کے محال میں سے نہیں اس سے یہ نظر نکلا کہ اگر اتنا غافل نظر لکھو پڑ گئی اور سجدہ میں بدین قصد کے گیا تو کر وہ
بھی نہیں کذا فی الطحاوی و درمہ اذ فی الصلۃ راوی مسجد کبیر میں مضمون بھیج دے الہام اور نہیں فاسد کرنا نماز کو گذرنا کسی گذرنے
والے کا جھل میں یا بڑی مسجد میں نمازی کے سجدہ کی جگہ میں کو مجھ قول میں ہم یعنی نمازی کے قدموں سے سجدہ کی جگہ تک میں سو کسی کا
گذر جانا منفسد نماز نہیں اور اس کا مقابل قول ترمذی کا ہے کہ قدموں سے لیکر اس جگہ تک گذرنا منفسد نہیں چنان تک نمازی کی نظر پڑے
جب کہ وہ سجدہ کے مقام کو آتا ہو ورنہ فساد نماز تو دونوں زمین نہیں لیکن گذرنے والے پر گناہ کا ہونا صحیح قول میں قدموں سے لیکر
سجدہ تک کی جگہ میں گذرنے سے ہو گا اور ترمذی کے قول پر اس جگہ میں بھی گذرنے سے ہو گا چنان نمازی کی نظر پڑی سجدہ گاہ کو نہ لکے کی
حالت میں گذرنا فی الشافعی و درمہ اذ یلید یہ الی حکایت القبلی فی بیت و مسجد صغیر فانہ کبعضہ واحد و لا یفسدہ الا ان اقامہ کلما
یا منفسد نماز نہیں گذرنا گذرنے والے کا سامنے نمازی کے اس کے قدموں سے لیکر دیوار قبلہ تک گھر میں اور چوٹی مسجد میں کہ گرا د جو فی مسجد مثل
ایک مکان کے میں بے مقدار و دو صفوں کے فاصلہ کا ہونا دن و دونوں میں مانع اقدار کا نہیں جیسو جھل اور بڑی مسجد میں مانع ہوتا ہو منفسد نماز
نہیں گذرنا کسی کا مطلق خواہ وہ عورت ہو یا کتا ہم شامی نے کہا کہ سہین رتہ سے ظاہر یہ کہ قول پر جو کہتے ہیں کہ گذرنا عورت یا کتے یا کدو سے کا
منفسد ہو اور اشارہ ہے اس امر کے طرف کہ اس باب میں جو کچھ مروی ہے وہ نسخ ہو چنانچہ علیہ میں سہکنا بت کیا ہے اور درمہ اذ یلید و سہکنا
من الی کان امام المصلی لو کان یصل علیہ ای الی کان بشرط تحداد بعض اعضاہ لما تلبس الخنجر و کذا استظهر و سہکنا و
کل من دفعہ دون فامتہ الما و فیہا دون الشتر کا کافی غرر اذ کا ر مفید نماز نہیں گذرنا گذرنے والیکہ دوکان کے نیچے نمازی کے
سامنے کو جبکہ وہ دوکان پر ہٹا ز پڑتا ہو بشرط برابر آجانے بعض احضار کرنے والیکہ بعض اعضا و نمازی کو اور بھی حکم عدم فساد کا موجب
اور تخت اور برابر بھی جبر کا بس کی بلند می گذرنے والیکہ قد سے کم ہو در قول ضعیف یہ ہے کہ مقدار سترہ یعنی ایک ماہتہ سو کم ہو جس کا
غرر الاذکار میں ہے حم عز الزائق میں اس غرر ضعیف کو غلط کہا ہو اسوجہ یہ کہ اگر مقدار سترہ کا اعتبار ہوتا تو سوار کا نکلنا نمازی کے سامنے ہو
کر وہ نہ تار کہ وہ تو غالباً ماہتہ سے اونچا ہی ہوتا ہے کذا فی الشافعی و درمہ اذ یلید و سہکنا و فیہا دون الشتر کا کافی غرر اذ کا ر مفید نماز نہیں گذرنا گذرنے
لوقف اربعین خیر یقانی ذلک المرد لیل بلا حاکم و لو سادہ متفہم اذ اتبعہ و تقوی اذ اقام اگرچہ اس گذرنے میں گذرنا لا گناہ کا ہے
جو بسبب حدیث ہزار کے کہ اگر گذرنے والا جانے کہ اوپر کیا گناہ ہے تو ہٹا رہے چالیس ہیں اور گناہ او سوقت ہو کہ گذرنا بدین آدھو اگرچہ
ایسا سترہ ہو کہ سجدہ کر نیچے وقت دور ہو جانا ہوا در قیام کے وقت پر سترہ ہو جانا ہو ہم علیہ میں کہا کہ اس مسئلہ میں چار صورتیں ہیں اول سترہ
کہ گذرنے والیکہ گناہ پیش ہے کہ نمازی کے سامنے کو نہ گذری اور نمازی نے رہتہ روا کا نہیں تو اس صورت میں اگر گذرنا گناہ خاص

گھڑنے میں ہر دو گاموں پر دو رکعتیں اور نمازی نے رستہ روک لیا جو تو اس ضرورت میں گناہ خاص نمازی پر جو گام سوم پہنچ کر نمازی نے رستہ روکا جو گھر گزرنیوالا اور طرف کو بھی نکل سکتا جو تو اب گزرنے سے دو ٹوٹا ہوا رکعتوں کے چارمں پہنچ کر نمازی نے رستہ نہیں روکا اور گزرنے والے کو اور طرف راہ نہیں تو اس میں کسی پر گناہ نہیں اور صورت سترہ کی یہ کہ اگر مثلاً ایک انگشت کے برابر مٹی کی پٹی یا کوئی اور چیز چپٹ ہو مٹی کی پٹی یا کوئی اور چیز چپٹ ہو تو وہ سر کی حرکت کی گئی اگر دن یا کمر پر ہو جاتی ہو اور جب کمر یا ہاتھ پر ہو تو ہر طرح کی اثر سے ہی گزرنیوالا جو کہ گناہ نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جتنا رستہ کا قیام کی حالت میں ہے کذا فی الاشیاء والصلواتی وکون کانت فرجۃ فلا تاحیل ان یترجل بقبۃ من لم یشہد ہا لائے استعطی حرمۃ نفسہ فتنبہ اور اگر صف میں کوئی جگہ خالی ہو تو نماز میں آئیو لے کو جائز ہے کہ جس شخص اور اس جگہ کو بند نہیں کیا اس کی گردن کو پہلا ٹک کر چلا جائے کیونکہ اس نے اپنی حرکت آپ کو ہدیٰ و فرجہ دار ہو جائیگی اس کے سامنے سے گزرنے والا نہیں مگر شامی نے کہا کہ اگر ایک شخص نمازی کے سامنے گزرا چاہتا ہو اور اس کے ساتھ کوئی چیز قابل سترہ کر دینے کے ہو تو اس کو نمازی کے سامنے رکھ دی اور وہ سخت جاکر اس کو دھکیلی اور اگر وہ شخص ہوں تو ایک نمازی کے سامنے کھڑا ہو جائے دوسرا اس کی آڑ سے نکل جائے دوسرا کھڑا ہو جائے تاکہ اول شخص اس کی آڑ سے گزرنے سے محفوظ رہے دو نو مسلموں سے معلوم ہوا کہ ایک طرف سے سامنے نمازی کے کمر پر ہو جائے یا ہاتھ پر ہو اور اس کے سامنے سے چرکا اور ہاتھ پر ہو کناہ کا نہیں و یقررنہ باذاتہ الامام و لکن المنفرد فی الصلۃ و حتیٰ حاشا لہ بعد من خیر علیہ طوعا و کراہۃ و لا یجوز لہ ان یتقدم علی حیدر احدہما حیثیکہ کا بیان عینیہ والا یکن افضل اور کمر اگر لے امام بطور سبب کز لے البدیع اور سہیئت تنہا پر ہونو والا یجوز من اور مثل جگہ میں یعنی بڑی مسجد میں کمر اگر لے ایک سترہ مقدار ایک ہاتھ کے لمبائی میں اور ایک انگلی کے موٹائی میں تاکہ کھینچنے والے کو یعنی گزرنے والے کو سوجھ قریب اپنی تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر مقابل ایک لمبرو کے نہ دو تین ہاتھوں کے حجم کے سامنے اور دہنی ہبرو کے مقابل کمر کرنا بہتر ہے کہ مطابق سنت ہو مگر اسی کے کہ کیا کہ شارح کو سنا سب ہاتھ کہ دون تہمتہ ادویہ کی جگہ ہر تہمتہ اذرع کہتا کیونکہ طبعی میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ نہ اصابہ در میان نمازی اور سترہ کے تین ہاتھ سے زیادہ نہ ہو اور ایک ہاتھ کا طول اور اوٹلی کچھ بھی بیان اقل مقدار کا ہو کہ اس سے کم نہ ہو اور بحر الرائق میں کہا کہ مذہب قوی کے بموجب موٹائی کا کچھ اعتبار نہیں و لا یکن فی الوضوء ولا فی الخط و قبل یلقی فی خطہ طویلا و قیل کلکلمۃ اب اور کفایت نہیں کرتا رکعت یا سترہ کا یعنی زمین پر لمبا دینا مثل لاٹھی وغیرہ کا اور نہ کافی ہو خطہ کہینا اور بعض فقہاء کے کہا کہ اگر سترہ پس منہ تو خط کہینا کافی ہے تو خط کہینے نمازی طویل میں یعنی سیدہ اور بعض نے کہا کہ مثل حجاب کے پسینہ شکل کان کہینے جو منہ اللہ برین در صورت نہو لے سترہ کے خط کہینے پر یقین کیا ہو اور کہا ہے کہ اتباع سنت بہر حال بہتر ہے ملاوہ اس کے خط کہینے کچھ نظر آئے تو کافی ہو گا اور یہ قول امام ترمذی مروی جو اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کتاب یا کپڑے سامنے رکھ لے کتاب بھی سترہ ہو جائیگا دیدنہ ہو لخصۃ فترکۃ افضل جدا ثم قال الباقی فان فلو ضرب بہ فمکت لا شیء علیہ عند الشافعی رضی اللہ عنہ مطلقا علی ما فیہ من کتبنا بنسبہ او جہرۃ او اشارۃ او اشارۃ ولا یجوز علیہا عندنا فہستانی لا یجوز ما کانہ یکرہ او یبشاد نمازی گزرنیوالے کو یعنی جبکہ سترہ ہو یا سترہ ہو لیکن وہ سترہ کا اندر کو گزرنے والا ہو چنانچہ سبحان اللہ کہنے یا کمر کر پڑھنے سے اگر چہ نماز سترہ ہو یا اشارہ سے ہاتھ یا انگلی سے اشارہ کیا کہ اشارہ حضرت جو غریب نہیں پسینہ کہ دفع ہتھ سے سبیلے کو دفع کرنا نماز کے جہاں سے نہیں کذا فی البدایہ باقانی نے کہا کہ اگر نمازی نے گزرنے والے کو مارا اور وہ مر گیا تو اس پر کوئی نہیں نہ دیت نہ قصاص امام شافعی ہم کے نزدیک بخلاف ہمارے مذہب کے جبکہ سمجھا جاتا ہے ہمارے کتابوں سے نئے نئے رخصت فقط اشارہ جو نہ جنگ و محاربہ اور نہ زیادہ کیا جائے ان باتوں پر ہمارے نزدیک یعنی کپڑا کھینچنا یا مارنا ہمارے نزدیک درست نہیں کذا فی لغتہ فہستانی نہ دفع کر سبھا لیس کہنوا و اشارہ دونوں کو دونوں باتوں کا جمع کرنا کہ وہ اسلیو کہ مقصود ایک سو حاصل ہو مگر یہ جو حدیث میں آیا جو کہ گزرنیوالے سے جنگ کرے کہ وہ سلطان جو نہ پیشتر ہو چنانچہ زمینی نے خستری سے نقل کیا ہے کہ جبکہ ابتدا ہی اسلام میں صحابہ نماز کے اندر کام کرنا سبب تھا اب اس کی

اگرچہ شیخین ہونے کے سبب جو جیسو کو روہ مرد ہنسل جو نام از میں تینیں یاد ہیں پٹاؤ اور کردہ تو یہی ہے کہ لینا نازی کا اپنے کپڑی سے اور بن سی
 بسبب مانع کے گرجا کے لیے کر دہ نہیں مشاجد کو خارش کے سبب کچلا یا اپنا تحلیف دیتا تھا اور کو پوجہ والا تو عمل فلیس سے یہاں
 کر دہ ہون کے اور کچر مضائقہ نہیں کیلئے کا کہہ دہرہ دن سے ناز کے پھر ہم شامی نے کہا کہ تین پڑاؤ ناز شروع کرتے ہیں یہ صورت ہی
 ہنسل جو کہ تین املاک کے لیے پڑائی تھی یا دوسرے کے لیے پڑائی تھا اور رکعت لمحو کے لیے جلد ہی میں آستین بند کر دی شریک جاعت ہو گیا تو ایسی پڑائی
 میں فہسل یہ ہو کہ عمل فلیس سے آستین ناز کے اندہ اتار لے اور عبت کے باب میں بھی وہ حدیث جو جسکو قصاص نے روایت کیا ہے گنا حضرت
 علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری لیے تین چیزیں کر دہ ہیں ناز کے اندر عبت کرنا اور روزہ میں نجس باتیں کرنی اور نرسا
 میں ہنسل مسلوٰۃ فی ثیاب یدلّۃ علیہا فی بیتہ و قنّۃ او خدمۃ ان لا یغیرھا و الا لا اور کردہ سنہ بھی ہو کہ ذافی البور ناز پڑنا نازی کا کہہ
 کچل کر پڑوں میں جسکو گھر میں ہنسا جی اور کام کر نیچے کپڑوں میں بشرطیکہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ کر دہ ہو گا ہم بدلہ بار مودہ کسور اور کون
 ذال جو سے ہنسی خدمت اور ہنسل ہوا اور ہنسی ہنسی سے سکون و عطف تفسیر ہے یعنی وہ کپڑی جسکو پیکر دوسرے دن کے پاس نجا دے کہ ذافی الشامی
 واخذ کمرہ و وضع فی فیہ لم یغسلہ من القراۃ فلو منعہ تغسلہ اور کردہ جو دم اور اوس جیسی چیز کا ہونہ میں لینا جو نازی کو قراوت
 مانع ہوا اور اگر قراوت کی مانع ہو یعنی اس طرح کہ بالکل پڑے نیکے یا ایسی الفاظ نکلیں جو قرآن کے الفاظ ہوں تو ناز فاسد ہو جائیگی ہم شامی نے ماضی غاک
 نقل کیا کہ کسی چیز کا ہونہ میں لینا جو مانع قراوت ہو کر دہ تشریحی ہو و مملوۃ سائر ای کا شفا دہ لکھا سلی و کا لہو بہ لکھا لکھا و شفا
 الا لہانۃ ہا قلفہ اور کردہ ہنسا پڑنا نازی کا سر کو ہر سستی کی وجہ سے اور کہہ مضاہقہ نہیں کہہ لہو کا انگار کے لیے اور ناز کی بات کو اپنے
 تو سر کو کافر ہو شامی نے بعض علماء سے نقل کیا کہ گرمی کی وجہ سے بھی نیکے سر ناز پڑنا کر دہ ہو و لو سقطت فلفسوتہ فکما دتھا فہل
 اذا استاجت لکون یو اعلیٰ کثیر اور اگر گرمی نازی کی ٹوپی تو اس کا دوبارہ سر پر رکھ لینا ہنسل سے گرجا صورت میں کہ محتاج ہو ہنسی
 کی یا عمل کثیر کی تو اعادہ فہسل نہیں و مملوۃ سائر مدافعۃ لاختیار او احوال او الیٰ اللہ ہی اور کردہ تو یہی ہو ناز پڑنا نازی کا بول اور
 براز کے دباؤ کے ساتھ یا دہ دن میں سے ایک کے دباؤ کے ساتھ یا ہوا کے روک رکھنے کے ساتھ اور یہ کراہت باعث مانع کے ہو
 یعنی ابو داؤد کی حدیث کے باعث کہ نہیں حلال ہے کیونکہ ایمان رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اور روز حشرت پر کہ ناز پڑی اور حال میں کہ شتاب کو
 دباؤ ہو بیان تک کہ اوس سے ہلکا ہو جائی اور اوس جیسا ہو پاخانہ کا ضبط کرنے والا کہ ذافی الشامی و عقیق شیعہ لا لکھی عن کفہ و لو
 جھکے اور دخال آہل افہ فی احوالہ قبل التصلوۃ اھا قیافہ فہلکہ اور کردہ ہے بالون کا جوڑ کر نا بسبب سنج کے ادھن کے اچھوڑ دھانی
 ہو اگرچہ جوڑا کر اداون کے کٹھا کرنے سے ہو یا دکنی مرد کو جڑوں میں کر لہو سے ہو ناز کے پیشتر اور ناز میں جوڑا کر ناز کا مفید ہو ہم مضر
 بنفع ہاں بالون کے گونہ جو کہہتے ہیں یہاں یہ مراد ہے کہ بالون کو سر پر جمع کر کے گوند سے چکالے یا ڈوری سے بندھ لے خواہ فیہا
 گوندہ کر کے گرد لپیٹ لے خواہ گدی پر سب کو بندھ کر کہ سجود میں پڑنے میں گرین تو یہ سب باتیں کر دہ ہیں کیونکہ طبرانی کی حدیث میں
 اس سے مانع وار دہے اور علیہ من نقل کیا کہ ہر چہ بوجہ مضمون اما ویت کے کراہت تحریمی ہو فی چاہی مگر اجماع ہے کہ یہ فعل کر دہ
 تو یہی ہے اور ناز کے اندر اس کے مفید ہو نیکی یہ وجہ ہو کہ بالا جماع عمل کشیر ہے کہ ذافی الشامی و قلب الحاصل لکھی الا کہ بعض
 لکھا کہ فیہ شخص مع و من گھا آؤگی اور کردہ ہر کنکروں کا ہانا بسبب نہیں کے گرد اسے پور سجود کرنے نازی کے کر دہ نہیں سو ایک نہ ہنسی
 اجازت ہو اور ترک ایک نہ کا ہی بہتر ہے ہم صلح سنہ میں مجتہب ہو دی ہو کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم فرمایا کہ کنکروں کو منٹ شتاب کر دہ
 ناز پڑنا ہو اگر البصر دھنا نازی ہو تو ایک بار ہنسل اور پور سجود کر نیکی قید اسے لگائی کہ اگر بالکل سجود نہ ہو کے بدون شامی تو پور کنکروں کو
 ہنسا دی کہ ایک نہ سے زیادہ ہنسا پڑیں کہ ذافی الشامی و فی قنۃ الا صاکیہ و قننیکھا و لو سقطت فلفسوتہ و ما شیا الیہ اللہ و لا یکن

اختار جہا لحاجة اور مکروہ تحریمی سے اور تکلیفین چٹائی اور ایک ہاتھ کی اور تکلیفوں کو دوسرے کی اور تکلیفوں میں ڈالنا گنہ غلزی جو منتظر نماز کیا یا باطلہ
والا نماز کے طرف تب ہی کر دے جو باعث تنہی کے اور مکروہ نہیں نماز کے باہر بسبب کسی حاجت کے ہم این یا ہر سنہ منوطاً معذرت کیا کہ اپنی اور تکلیف
معت چکا جب کہ تو نماز پڑھتا ہو اور جتنی میں حدیث نقل کی کہ شخص سے صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ آدمی اپنی اور تکلیفین چٹکا جو میں وقت کہ مسجد
میں نماز کا منتظر بیٹھا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جو کہ جس وقت کہ نماز کے لیے جاتا ہو اور احد اور ابو داؤد وغیرہ نے تشبیہ کی ہانفت کی حدیث نقل کی ہے
اور طبع نماز میں کچھ نماز دے کہ نماز کو نہاتا ہو اور نہ مسجد میں اس کا منتظر ہو اور حاجت بہ کہ جو روض کا آرام دینا ہو مثلاً اس سے معلوم ہوا کہ بدو ن
حاجت کہیں کے طور پر اور تکلیفوں کا چٹکا نا یا ایک سو کا دوسرے میں ڈالنا مکروہ تنزیہی ہو کہ انی الشامی والقصیر وضع اللید علی الخاصرہ للٹھی
وہیکلہ خادجاً تنزیہاً اور مکروہ تنزیہی ہو کہ کسی کو نماز کا کمرے پر رکھنا بسبب نہی کے اور باہر نماز کے مکروہ تنزیہی ہے ہم صحیحین وغیرہ میں
مروئی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کو لے پر ہاتھ رکھنے سے مناعت فرمائی اور حلیج نماز کی کراہت بحث ہو صاحب بحر کی کہ انی الشامی
والطحاوی والکشافات میں جو کہ او بعضہ لٹھی اور مکروہ تحریمی ہو سارا پھر و یا پھر کر نماز میں دیکھنا بسبب نہی کے ہم ترمذی نے انس سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر نماز میں التفات سے کہ تو کہ التفات نماز میں موجب ہلاکی ہے کہ انی الشامی دیکھنا ہو بکرم
تلاہ و بعضہ دیکھنا کماں اور بدو ن موندہ ہیٹھ کے آگے سے اور اوپر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہو اور سنیہ کو پھر کر دیکھنا بدو ن عذر کے
مفسد نماز ہو چنانچہ صفات نماز میں بیان ہوا و قبل فائزہ فاضی خان فصل فی وجوب اللہ والاعتدال اور فاضی خان نے کہا کہ نماز کا سد ہونی ہے
موندہ کے پیٹھ سے اور معتد ہیہ ہو کہ فاسد نہیں ہونی بلکہ مکروہ تحریمی ہے واقفاً کا کالکلب للٹھی اور مکروہ تحریمی ہو نمازی کا بیٹھا ٹٹلنے کے
بسبب نہی کے ہم قاضی نقیر طحاوی نے یہ بیان کی ہے کہ دو نو میں برہنٹھے اور الزون کو کپڑا کر کے دو نو گھٹنے چباتی سے لگائے اور زون
ہاتھ زمین پر رکھے اور جو کہ برہنٹست کتھ کی نشست کے شاہ ہو پہلے بھی جمع ترے اور حدیث میں اسی نشست کی مناعت ہو اور کتھ نے یہ خبر کی کہ
کہ دو نو ہاتھ کو کمر کر کے ادھکی یا بیرون پر ہٹھے اور دو نو ہاتھ زمین پر رکھو زلیقی نے کہا کہ یہ نشست مکروہ تنزیہی نہیں بلکہ جو کہ مخالف نشست سنون
کے جو پہلے مکروہ تنزیہی ہو کہ انی الطحاوی و افتاؤش الرجل ذرا عیہ للٹھی اور مکروہ تنزیہی ہے بھانا مرد کا اپنے دو نو ہاتھوں کو دھو نہی کے
یعنی حدیث مسلم میں مناعت دار دھو و صلوٰۃ الی وجہ انسان کراہۃ استقبالہ فالاستقبال لو من المصلی فالکراہۃ علیہ و
الافضل للمستقبل ولو بعدہ او لاحقاً ل اور مکروہ تحریمی ہے نماز پڑھنا نمازی کا کسی آدمی کے موندہ کیٹھ جیسے مکروہ ہو موندہ کر نمازی کے طرف
پس اگر موندہ کر نمازی کے طرف سے ہو کہ تو کراہت اہم ہو چکی ورنہ دوسرے شخص پر جو نمازی کے طرف کو موندہ کر گیا اگر وہ موندہ کر لے والا اور موندہ
اور نمازی میں اس میں کسی آڑ ہو ہم طحاوی نے کہا کہ استقبال کی غیر نمازی کے طرف ہو اور استقبال غیر مفعول کے طرف منافع ہو اور آڑ
تھوڑی سی قید ہو لگی کہ اگر کعبہ میں کراہت نہیں رہتی مثلاً نمازی کا موندہ دوسرے کو موندہ کیٹھ ہو مکروہ تنزیہی ہے پھر میں ایک اور شخص سے جس کی نشست نماز
کیٹھ ہو تو مکروہ نہ ہو گا ورنہ السلام بیلہ او برائے کماں اور مکروہ تنزیہی ہو جواب سلام کا دینا اپنے ہاتھ سے یا اپنی سر سے پیٹا پٹیر مفسد
میں گذر افرع مسئلہ عمدہ شایع کا لا باس بتکلم المصلی او بجایہ برائے موندہ کما لو طلب منہ شیء او آری درگاہ و قیل لجدیداً فادماہم
او لا اذ قیل کھصلتیم فابکار بیدۃ انہم صلوٰۃ کعبتین کہہ منابغہ نہیں نمازی کے بولنی یا جواب دینو میں اپنے سے جیسے کسی نے نمازی سے
کوئی چیز مانگی یا دیکھ دیکھ لایا اور پوچھا کہ لے پس نمازی نے اشارہ سوان یا نہیں کیا یا نمازی سو پوچھا گیا کہ تو کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور اس
سے اشارہ کر دیا کہ ہٹھ دو رکعتیں پڑھی ہیں ہم لفظ لا باس سے اشارہ ہوا کہ بہتر یہی ہو کہ سر ہاتھ سے اشارہ کر دے کہ انی الطحاوی اعمالہ
قبل لا تقدّم فبقلم او قبل احد الثمنین فو شتم لہ فی کما فستاد کرا الحللی وغیرہ خلافاً لکما مرقم علیہ اور اگر نماز ہی ہو کسی نے کہا کہ
ہٹھ بڑے جالیں دے لے پڑا یا کوئی شخص منون میں چل ہوا اور نمازی نے فوراً اس کو جگہ دیدی تو نماز کا سد ہو چکا ہوگی ذکر کیا ہوگی جو علی نے فرمایا

اور من قول کے جو کذا بر الائن سے ہم بحر الائن میں کہا کہ اس صورت میں نماز خاص نہیں ہوتی اور بطلان دہی نے کہا کہ یہی قول عدم فساد کا مستند ہے جو من قول
 نماز کے فساد میں ہے کا ضعیف ہے چنانچہ پیشتر شرعیہ نے اس کی تضعیف کر چکی و کما الذکر تم تنزیہاً للزکوۃ الملبستۃ المسبوقۃ فی الغدۃ والایک
 خا وجہاً لاۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان جمل جملیہ مع اصحابہ الذکریم و کذا احمد بن حنبل علیہ السلام نے اور کر و نہ یہی جو جملہ مذکورہ میں
 نماز کے اندر بدون ہذر کے بسبب ترک کرنے جلسہ مسنون کے اور کر و نہ میں البقیہ اس کو نہیں ہا از سے باہر اس لیے کہ تہمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہے
 کبار کے ساتھ لکھ چار زانو ہوتی تھی اور سید طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت تھی نقل کیا جو اس حدیث کو شرح منید میں ابن بام سے اور اس میں
 جو ان لوگوں کے قول کا جو کہتے ہیں کہ چار زانو بیٹھا نماز کے باہر کر و نہ سے اس وجہ سے کہ جابر لوگوں کی نسبت ہے کہ ان فی الشامی و اللشامی
 و لوی خا وجہاً لاۃ من الشیطان و الا نبیاً معصیاً ظون متہ اور کر و نہ جو جائی لیا کر و نہ نماز کے باہر جو ذکر کیا ہے ہر کسی کے
 اس لو کہ جائی لینا شیطان کے طرف سے ہے اور انبیا علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں ہم صحیحین میں مروی ہے کہ جائی لینا شیطان کے طرف سے جو وجہ
 کوئی قسم میں سے جائی ہے تو چاہی کہ نہ ہو حتیٰ اوسع رد کے شام سے نے کہا کہ جائی کی کراہت کو کسی نے یہ نہیں کہا کہ سخت ہے جو یا تریہی مگر غا ہر
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر اپنے آپ سے تو کر و نہ تنزیہی ہو اور اگر دلہتہ جائی ہے تو کر و نہ تحریر ہے جو کیوں کہ سید فعل مہٹ ہے اور عہث کر و نہ جو بھی
 ہر نا ہو و تخفیض عینہ للذہی الا کمال الخشوع اور کر و نہ تنزیہی جو کر و نہ فی الجہنم نہ کرنا اپنی آنکھوں کا بسبب نہیں کے مگر کمال خشوع کے لیے جو کر و نہ
 کر و نہ میں ہم نے یہی حدیث کو ابن عدی نے بسند ضعیف روایت کیا جو اور بدائع میں وجہ کراہت یہ مذکور ہے جو کہ مسجد کا گاہ کا نا کنا مسنون ہے اور کر و نہ
 کے بند کرنے سے یہ نسبت متروک ہو جاتی ہے تو اسی لیے حدیث اور بحر الائن میں کراہت کو تنزیہی کہا کہ ان فی الشامی متعین و قیاساً کا امام فی النظر اب بھی
 قیہ و قد لا خارجہ لان العبدۃ للقدم مطلقاً و ان لم یشتد و حال الامام ان حلال بالفتیۃ و لا باکشتباہ و لا اشتباہ و لا اشتباہ
 اشتباہ فی فنی لکراہۃ اور کر و نہ ہو کر و نہ امام کا محراب میں نہ مسجد کر و نہ امام کا محراب میں حالانکہ وہ دونوں اواز کے محراب کے باہر ہوں اس لیے کہ اندر اور
 باہر ہونے میں اعتبار قدم کا ہے امام کا کراہت ہو محراب میں مطلق کر و نہ ہو اگر حال امام کا مقتدیون پر شنبہ نہ ہو خواہ محراب مسجد میں سے ہو یا بیرون ملک کر و نہ
 بنو سکی اہل کتاب کی مشابہت کو نہیں ایجا جو اور اگر علت کراہت امام کے مشتبہ ہو نہ کہ جائی اور محراب میں کراہت ہونے سے کچھ شنبہ نہ ہو تو کر و نہ ہونے
 میں کچھ شبہ نہیں ہم ماحصل یہ ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں امام کے محراب میں کراہت ہو نہ کہ جائی اور کچھ تفصیل نہیں کی اس لیے اس کراہت کو کچھ
 مشایخ نے اختلاف کیا بعض نے تو یہ کہا کہ محراب ایک جدا گانہ حجرہ کی طرح ہے تو اس میں کراہت ہو نا اہل کتاب کے مشابہ ہونے کے کہ وہ بھی اپنے امام کا مکان
 جدا گانہ بناتے ہیں اور یہ میں ہی پر کنا کہا جو اور شمار امام شخصی بھی ہے جو اور بعض فقہاء نے کراہت کا سبب یہ بیان کیا کہ امام کا حال داہنہ اور
 بائیں کے مقتدیون پر شنبہ رہیگا پہلے کر و نہ ہو تو شایع کہتا ہے کہ اگر وجہ کراہت اہل کتاب کی مشابہت سے تو ہر صورت سے کر و نہ ہے مقتدیون کا
 اشتباہ ہو یا نہ ہو اور اگر وجہ کراہت شنبہ حال امام سے تو جس صورت میں اشتباہ نہ ہو گا کر و نہ بھی نہ ہو گا کذا نے الشامی و انفراداً لا امام حل الذکر
 اللہ عنہ و قد لا کراہۃ کما یقال و لا بأس بکذا و نہ دقیل ما یقربہ الا امتیاز ہوں الا وجہ ذکرہ لکمال وجہ لا اور کر و نہ ہو کر و نہ امام کا
 اشتباہ جو ترہ پر بسبب نہیں کے یعنی حدیث ماکم کے کہ من فرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہ امام کراہت ہو نا جو بڑا دلوگ اس کے پیچھے کسی ہی رہیں کذا نے
 لکھا و اذا زارہ کی گئی ہو لبت ایک ہاتھ کی اور کچھ مضائقہ نہیں ایک ہاتھ سے کتر لبتی کا اور بعض کا قول مقدار ارتفاع میں ہے کہ جس سے امتیاز ہو گا
 اور یہی قول میرے زیادہ ہے ذکر کیا ہے لکال الدین محقق و غیرہ نے ہم بدائع میں کہا کہ ظاہر الروایۃ یہی کہ وہ ماقول ہے جو اور حدیث کے اطلاق کے مناسب ہے
 لکھا دہی نے کہا کہ ذکر لغت دال تشدید کاف و د و ادنی جگہ جو شنبہ کے لیے بنائی جائی اور مقتضای حدیث یہ ہے کہ کراہت تحریری ہو کر و نہ فی الشامی
 جو کہ حکمہ فی الکراہۃ اور کر و نہ اس کا کس صحیح تر قول میں یعنی کراہت ہو نا مقتدیون کا اونچو مکان پر اور مستر امام کا ہستی میں ہونا ہم لکھا ہے
 کہ کہ کہ قال کراہت تنزیہی جو سبب کو نہیں لایا حتیٰ جلی ہی صورت میں وار و جو اور وجہ کراہت یہ ہے کہ ہمیں امام کی حاشیہ جو اور جس قول میں ظاہر دانیہ ہے اور کہ

مین کہا کہ ظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب عید گاہ اور نماز جنازہ کا مکان مسجد نہیں تو اوس میں بول و براز و جماع جائز ہو حالانکہ بانی نے مسجد
نہیں بنایا تو لائق یہ ہے کہ یہ امر درست نہ ہو اگرچہ ہم اسکو مسجد کہیں اور مقابل قیل منے بہ کا وہ قول ہے جسکی تفسیر محیط مین کی ہے کہ مکان
نماز جنازہ کے لئے کسی بات میں حکم مسجد نہیں اور جسکی تفسیر تاج شہریت نے کی ہے کہ عید گاہ ہر بات میں حکم مسجد کا رکھتی ہے کہ انانی الشامی فصل
دخول الجنین حائض کفایہ مسجد و باطل و مذکورہ و مساجد حیاض و استوائی لا قواہم پس حلال ہے داخل ہونا عید گاہ اور مکان
جنازہ میں جنب اور عائضہ کو جیسے حلال ہے انکو داخل ہونا مسجد کے فماین اور خانقاہ اور مدرسہ میں اور حوضوں کی مسجد دن اور بازار و فکی مسجد
میں نہ شارع عام کی مسجد میں ہم نماز مسجد وہ مکان جو جس کے اور مسجد کے پیچ میں رہتے نہ ہو اور حوض کی مسجد سے وہ چوتراہ مراد ہے جو حوض کے
پاس بنا دیا ہو جن ناکہ جو کوئی وضو کرے اس پر تکیۃ الوضو یا اور نماز پڑھے اور بازار کی مسجد وہ چوتراہ مراد ہے جو غیر نافذ بازار میں نماز کے لیے
بنالغیر ہے جیسے سودا گروں کی سرائی میں جو اگر تے بن غرض کہ ان مکانوں کو حکم مسجد کا نہیں اور شارع عام کی مسجد میں جنین جماعت معینین
وہ در حکم مسجد میں گراون میں ہر کاف نکلیا جائے کہ انانی الشامی ولا بأس بنقشہ خلاصہ راہ فائیکرہ لانہ یلغی المصلح ویکرہ التکلف بدقائق
المقوش وغیرہا خصوصاً جدار القبلة فالہ الحلی و فی حصر المجتہد قبل یکرہ فی المحراب دون السقف و الموضع الخ و ظاہر ان
المراہب بالمحراب جدار القبلة علیہ اور کچھ مضایفہ نہیں مسجد کے نقش کرنے کا سوا اور محراب کا محراب کا نقش کرنا کہ وہ جو ایسے کہ نماز کی کوہو میں ڈالنا
یعنی نشوع کو محراب سے اور کردہ ہو کلف کرنا بار یک نقش و نگار اور اس کے مثل سے خصوصاً قبلہ کی دیوار میں کہا ہے کہ جو علی نے اور مجتہد کے باب المحراب
میں ہے کہ بعض فقہاء نے کہا کہ نقش و نگار محراب میں مکروہ ہے نہ چیت اور پچھلی دیوار میں تمام جو اتول مجتہد کا اور ظاہر اس قول کا یہ ہے کہ محراب سے مراد قبلہ
کی دیوار ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی پچھلی دیوار اور چپٹ کو کراہت سے متشے کرنے سے اور نیز علت کراہت کو عدم نشوع قرار دینے سے معلوم ہوتا
ہے کہ محراب سے غرض محلے کے سامنے کی دیوار ہے ایسے کہ نشوع کا جاننا رہنا جیسا امام کو برہس و بسا ہی صف اول کے مقتدیوں کو ہی برابر ہے کیونکہ
نشوع سے کچھ لیے مستحب ہے اور لہو کو علت کراہت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ محراب غرض کراہت سے تنزیہ ہے کہ انانی الشامی جحیش دعاء ذہبی
لو جالہ الحلال لامن مال الوقف فانہ حرم و حقین متواکبہ لوقف النقص والبیاض الا اذا خیف طعمه المظلم فلا یاس بہ کافی والا
اذا کان کتھاکم الدباء اذ الوقف فعل مثله نقول انہ یعمل الوقف کا کان و تاملہ فی البحر مضایفہ نہیں نقش کرنا مسجد کا چوہ اور سونے کے
پانی سے اور نقش کرنا اسلئے ہاں حلال ستہ کرے مال وقف سے ایسے کہ ال وقف سے نقش کرنا حرام ہو اور ضامن ہو گا مسجد کا متولی اگر نقش و نگار
ایسے ہی مال وقف سے کرے کہ خوف ہو لایہ خالمون کا یعنی ان وقف بہت جامع ہو اور ڈر ہے کہ غلام ہیں لینگے تو اسوقت نقش کرنا مضایفہ
ہے کہ انانی الکافی اور گراوس صورت میں ہی ضامن نہ ہو کہ نقش وغیرہ عمارت کی مضبوطی کے لیے ہوں یا خود وقف کرنے والے نے اسی طرح کی
نقش بنوائی ہوں تو اس صورت میں ہی ضامن نہ ہو کہ اسبب ثواب نہ تھا کہ وقف کی تعمیر ویسی کجا ویسی ہے تہی اور اس کا پورا بیان بحر الزاوت
میں ہے ہم مال حلال کی قبضہ ایسے لگائی کہ مال حرام سے مسجد کا نقش و نگار مکروہ تحریمی ہے اور مسجد سے غرض اندرون مسجد ہی اس سے صلح
ہو کہ خارج مسجد کی زبنت کرنی مکروہ ہے کہ انانی الشامی من البحر فروع مسائل لمحہ شارح کے مساجد کے حکام میں افضل المساجد مالہ ثم لکنا
ثم القدس ثم قیام الاقدم ثم لا اعطوہم الاثر ہر مسجد میں افضل مسجد کہ سنہرے ہے کیونکہ اوس میں کتبہ جسکی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
لا ولی بیتی و صم للناکس ہر مسجد میں جو عید گاہ جسکی شان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں برابر ہر ہزار
مازوں کے اوسکی سوا دوسری مسجد میں بحر مسجد حرام کے ہر مسجد قدس یعنی بیت المقدس ہے کہ تحریر ثواب کی زیادتی کی اس کے اندر حدیث میں
موجود ہے ہر مسجد تابضمت ذاب والفقہ تصور ہا محمد وہ جسکی شان میں آیت لا یس علی النقی من اول یوم الایہ جو ان چاروں مسجدوں کے
بعد فضل و مسجد ہے جو قدیم تر ہو پھر وہ جو زیادہ بڑی ہو پھر وہ جو قرب تر ہو ہم یہ ترتیب علیہ من اخبار سے تفصیل کی ہو اور بحر الزاوت

محیط مسجد
جو اگر کوئی وضو کرے
اس پر تکیۃ الوضو
یا اور نماز پڑھے
اور بازار کی مسجد
وہ چوتراہ مراد ہے
جو غیر نافذ بازار
میں نماز کے لیے
بنالغیر ہے جیسے
سودا گروں کی سرائی
میں جو اگر تے بن
غرض کہ ان مکانوں
کو حکم مسجد کا
نہیں اور شارع عام
کی مسجد میں جنین
جماعت معینین

اطلا

میں بعد بیت المقدس کے جامع مسجد و قن کو اور اذن کے بعد محلہ کی مسجد و قن کو اور اذن کے بعد شارع علم کی مسجد و قن کو لکھا ہے اور شارع عام کی
 مسجد و قن کو و مسجدین مراد ہیں جن کا نام اور موزن میں نہیں اور جامع مسجد و قن سے یہ غرض ہے کہ جنین و مسعت زیادہ اور جاعت بہت ہوتی ہو
 اور اذن میں فضل و ہر جو زیادہ و قدیم ہو جیسے مسجد قبا و ہر دو حسین جاعت زیادہ ہوتی ہو پھر وہ جو قریب تر ہو کہ انی الشاسے و مسجد استاذ
 للادیسہ اولیاء الفضل الکبار الفضل الکبار اور مسجد پنے استاذ کی دس سو پڑھنے کے لیے یا حدیث سننے کے واسطے فضل سے یعنی قدیم تر اور بزرگ
 اور اقرب ہو بالاتفاق پہلے کہ اوسین و در ثواب میں ایک جاعت و در تحصیل علم و مسجد حنیہ الفضل من الجاکیم اور مسجد نازمی کے محلہ کی فضل
 ہو مسجد جامع و ہم شامی نے کہا کہ مسجد جامع مراد یہ ہے کہ جسکی جاعت نسبت محلہ کی مسجد کے زیادہ ہوتی ہو بلکہ غایہ میں ہے کہ اگر محلہ کی مسجد
 میں کوئی موزن ہو تو نازمی اوس میں جاکر اذان کہے اور نماز پڑھے اگرچہ تنہا ہو پہلے کہ محلہ کی مسجد کا اوس کے ذمہ حق ہے اور اگر محلہ میں دو
 مسجدین ہوں تو جو پیشتر بنی ہو اوس میں جاوے اگر فاصلہ برابر ہو ورنہ قریب کی مسجد میں جاوے **ما لئین مسجد المدینة طلی بھنے**
الغضایا لغو فخری الاولی دہو مائے مائی مائے ذراعی ذکر ملاحی فی شرح لباب المناکسک اور میچ یہ ہے کہ مسجد مدینہ منورہ میں جاعت
 لاحق کی گئی ہو و ثواب میں ہر محلہ مسجد کے ساتھ ملحق ہو یعنی مقدار لاحق میں بھی ایک نماز کا ثواب ہزار کی برابر ہے ان اول مسجد کی اٹکل کرنی بہتر ہے اور
 ہر محلہ مسجد سو گاہ کا طول اور اتنا ہی عرض ہے ذکر کیا ہے کہ کلا علی قاری نے لباب المناکسک کی شرح میں ہم ان دنوں میں ہر محلہ مسجد کی شناخت
 کیو سلطان روزمہ خدم نے ستونوں پر لکھوایا ہے تاکہ ہر شخص سہولت سے تمیز کر لے کہ مسجد مبارک ہے یا نہیں اور اس مسئلہ کا ذکر شرط صلوة میں قبلہ
 کی بحث سے پیشتر لکھ چکا ہوں و دیکھنا چاہیے و **فیہ السوال و لیکن الاعطاء مطلقا و قبل ان تحضی اور عوام جو مسجد میں سوال کرنا اور مکروہ ہے**
 سئل کو مسجد میں دنیا ہر حال میں اور بعض نے کہا کہ اگر سائل گردنوں پر لوگوں کی پہلانے کو مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں ہم شارح نے بالجملہ الاباحۃ
 امتی و بطلانی پر لکھا کیا ہے چنانچہ کہا کہ مکروہ جو سائل مسجد کو دنیا کر حیوۃ کہ وہ لوگوں کی گردنیں نہ پہلانے کو بلکہ فقہارین پہلو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ
 اپنی انگلی نواز کے اندر دسی اللہ تعالیٰ نے انکی تعریف کی امر آیت میں **(و یقوت الکوۃ و ہم ذاکون)** یعنی پتھر میں خیرات اوس وقت میں کہ وہ
 رکوع کرتے ہیں کہ انی لعلک و **و انشاء فضالہ** و شعر **الامافیہ ذکر اور مکروہ ہے کہوئی چیز کا تلاش کرنا مسجد میں اور مکروہ ہے جو مسجد میں شعر پڑھنا** و
 اشعار میں ذکر ہو و انکا پڑھنا مکروہ نہیں ہم گم ہوئی چیز کا مسجد میں تلاش کرنا پہلے مکروہ ہے ہر اکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کو کہو
 کہ مسجد میں گم ہوئی چیز کو ڈھونڈو تو کہو کہ خدا تعالیٰ تمکو تھمیرا پس نگرے یعنی خدا کرے کہ تم کو وہ چیز ملے اور ابواللیث سمرقندی نے شعر میں
 یہ تفصیل کی کہ اگر شاعرین و عطا و خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور ملکوت کا ذکر اور متقیوں کی صفت کا بیان ہو تو اذن کا پڑھنا بہتر ہے اور اگر
 اوس میں ذکر زمانوں اور امتوں کا ہو تو مباح ہے اور اگر کسی مسلمان کی بھویا ہو تو فنی کی بانیں ہوں تو عوام ہے اور اگر خط و حال کا وصف ہو تو پڑھنا
 مکروہ ہے اور ایو داؤد اور ترمذی کی حدیث مسجد میں شعر خوانی کی ممانعت کی ہے شاعر پر محمول ہے کہ انی الشامی و **در قم صلوٰۃ بدک کا لفظ**
 اور مکروہ ہے مسجد میں بند کرنا آواز کا ذکر سے مگر فقہ سیکھنے سکھانے والوں کو آواز کا بلند کرنا مکروہ نہیں ہم ذکر جہری میں قید ہبات کی ہونی چاہیے
 کہ جس میں خوف یا یا نازیوں کی ایذا کا ہو اور اگر ان سے خالی ہو تو بعض ملہا کے نزدیک ذکر جہری ہی فضل ہے اسلئے کہ اوس کا فائدہ سننے
 والوں کو بھی ہوتا ہے اور خود ذکر کیو لا بیدار دل رہتا ہے اور نشاط زیادہ پانا ہو اور اکثر ملہا ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہیں اسوجہ سے کہ حدیث میں وارد ہے
خیر الذکر الخفی یعنی بہتر ذکر سہنہ ذکر کرنا کہ انی لعلک و الشامی بخصیۃ و الوضوء **الافیاء اعدا لذلک** اور مکروہ ہے مسجد کے اندر وضو کرنا اسلئے
 کہ اوسکی پانی سے گھن آتی ہے کہ اکثر تبرک اور رینٹ سے خالی نہیں ہوتا کہ انے الشامی مکروہ وضو کرنا اوس مقام میں جو وضو کے لیے بنایا گیا ہو مکروہ
 نہیں ملہا وہی ہے کہا کہ جی حکم بدو ن جنابت کے نہانے کا ہے و غیر ان کا اشعار **الانفع کفلیلی** و **توکلون** للی مسجد اور مکروہ ہے مسجد میں منہ بولنا
 لکھا کہ کسی نفع کے لئے کہو مکروہ نہیں جیسو کہ کرنا رطوبت کا اور وہ درخت یعنی انکی گڑھی اور پہل مسجد کا ہو گا ہم تر بھنے نون و **لذ بذرا و حوہ** میں کی

رطوبت کو کہتے ہیں جس کا حصہ میں کہا کہ جب سجد کے سونے باعث رطوبت کے نہ ہوتے ہوں تو اس رطوبت کے کم کر نیو در خون کے گانے کا مضابطہ تہیہ اور بدون کسی نفع کے لگا نا جائز ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر لوگوں کو درشت کے سایہ پر آرام ہوتا ہو اور ان سے مسجد تنگ نہ ہو اور جماعت میں غلغلہ نہ ہو تو کچھ مضابطہ نہیں اور اگر کوئی خاص اپنے نفع کے لیے لگا دے کہ اوں کے پہلے اور کثرتی آپ لیا کر جو یا صفوں میں غلغلہ ہو یا در خون کے باعث کفار کے صاحبہ سے مشابہت ہوتی ہو تو مکروہ ہے واکل و قوم الکملینک و غیرہ اور مکروہ ہے مسجد کے اندر کھانا اور سو نا کر عین کاف لے اور سافر کو مکروہ نہیں و دخول اکل خفا و غیرہ منہ و کذا اکل موی و لولسا فیہ اور مکروہ ہے مسجد میں انکا بیڑے لہسن جیسی چیز رکھنا کچا پازار اور مولیٰ وغیرہ جن میں برہوتی ہے اور منع کیا جائے ایسا شخص سجد میں کہنے سے اور سطح پر شخص ایذا دینے والا اگر زبان ہی سوا یا د سے مسجد سے نہ نکلا جائے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت بدو میں سے کھائے وہ ہمارے مسجد کے پاس نہیں ہے اس لیے کہ جس چیز سے انسانوں کو ایذا ہوتی ہے اس سے فرستو نکو ایذا ہوتی ہے اتھے اور ایذا دینے والے سے مراد گندہ و مہن اور گندہ بغل میں جس کے پسینے سے یا کپڑے کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہو اور زبانی ایذا سے غرض فیبت اور چھلی وغیرہ ہو کذا فی لطاوی و کل عقیدہ لا لعلک بشروطہ اور مکروہ ہے مسجد میں ہر سال بیٹھنا معارضہ مثل یہ و شرکاء کذا فی الشامی اگر مکلف والو کو یہ شہادہ درست ہے بوجہ اس کی شرط کے ہم شرط یہ ہے کہ اس خبر کی حاجت ہو اور اسکے خیال کو بر اور ایک یہ کہ مناع کو مسجد میں نہ مٹا دے کذا فی لطاوی و الکلام للبار و قد فی الظہیریہ بانہ یجلیس لا یجہل فی اللہ الاطلاق اوجہ اور مکروہ ہے مسجد میں کلام صاب کرنا اور تہذیب میں تبدیلی ہو کہ کلام ہی کی خاطر مسجد میں بیٹھنے یعنی اگر مسجد میں عبادت کے لیے بیٹھا اور اسکے بعد کلام دینا کیا تو مکروہ ہوگا لیکن نہ اتفاق میں ہو کہ کراست کو مطلق رکھنا موجب تر ہو بیٹھنے کلام کے بیٹھا ہو یا عبادت کے لیے و در صورتوں میں کلام صاب مکروہ ہے شامی نے کہا کہ صاحب نہر کی بحث مخالف منقول ہے اور بہین مرجع بھی بہت ہے و تخصیص مکان لنفسہ و لیس لہ انما ہے خیر منہ و لو قہر شامی و اذا ضاق بالصلی الذکاء القاعد لہ مستغلا بقرآنہ او دین بل ولا یل لیلۃ منہ من لبس منہ عن القبولۃ فیہ اور مکروہ ہے جو خاص کر ناکسی مسجد کا اپنے لیے اور بہین جائز ہے سکوٹنا دنیا تہذیب کا اور مسجد سے اگرچہ غیر درس جی ہو اور اگر جگہ تنگ ہو تو غازی کو جائز ہے جو بیٹھا بیٹھنے والے کا کو بیٹھنے والا قراءت یا درس میں مشغول ہو بلکہ نشی کی صورت میں اہل محلہ کو اختیار ہے کہ جو شخص اس محلہ والوں سے ہو سکو مسجد میں نماز سے منع کریں ہم شامی نے کہا کہ اگر کسی کے بیٹھنے سے صف میں خلل پڑتا ہو تو اس کا اوٹھنا دنیا بھی غازیوں کو جائز ہے و لہو نعتب منقول وجعل المسجد واحدًا و عکسہ لصلی لا لہ فیہ او ذکر اور جائز ہے حمد و التکوین فر کرنا مسجد کے کاموں کے لیے اگرچہ فاضی معز ذکر ہے اور جائز ہے جو دو مسجدوں کا ایک کر لیا اور ایک مسجد کا دو کر لیا نماز کے لیے زدرس اور ذکر کے لیے کیونکہ مسجدیں درس اور ذکر کے لیے نہیں بنائی گئیں درس اور ذکر اور نہیں جائز ہے کذا فی القنیۃ فی المسجد عطلۃ و قرآن فاستاء العطلۃ اولی مسجد میں عطلۃ اور تلاوت قرآن جو تو سنا و عطل کا بہتر ہے ہم شامی نے کہا کہ یہ حکم عوام کے لیے ہے اور جو لوگ آیات قرآنی کے معانی اور نکات اور حکام شرعی سمجھ سکتے ہوں ان کے حق میں قرآن کا سننا بہتر بلکہ ضرور ہے و لا یضی لکتابۃ علی جلدانہ اور مناسب نہیں لکھنا قرآن اور شہد قابل تنظیم کا مسجد کی دیواروں پر ہم یعنی اس لیے کہ اگر کاپا ل نہ ہوں کذا فی البحر اور مثل اسکے جو رفون پر کچھ لکھ کر دروازوں پر چپکا نا کہ لے اخطاوی و لا باس برمی تحفیش و حکم لتقیۃ او کچھ مضابطہ نہیں چکا دراد رکھو ترکے کہوں لے کا پہنیکہ نا واسطے مسجد کی معافی کے ہم لطاوی نے کہا کہ تقیۃ جواب سوال ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہو دو پرندوں کو ان کے گہر دن میں تو دو در کرنا کہو نسلوں کا مخالف جو اس امر کے شائع نے جواب یا کہ یہ دور کرنا معافی کے لیے جو شرعاً مطلوب ہے اس صلوم ہو کہ حدیث کا حکم غیر مسجد کے لیے مخصوص ہے **باب الوتر والنوافل** یہ باب ہے وتر اور نوافل کے بیان میں ہم وتر بغیرہ اور کسرفہ و لغت میں طاق مدد کو کہتے ہیں اور مطلق شرع میں تین رکعتوں کا نام ہے چنانچہ لکھے آج اور نفل کے معنی لغت میں زیادتی کے ہیں اور شرعاً نفل اس عبادت کہ کہتے ہیں جس کے کر نیسے ثواب ہو اور نہ کرنے سے عذاب نہ ہو کل

کتاب الوتر والنوافل

تو اسکے پورے سنتوں کو تاخیر کر سکتا ہو و لولوا لآخر الوقت لا تفلحوا سداً وقیل تکون اور اگر سنتوں کو صغیر کیا آخر وقت تک تو وہ سنتیں بھی
 اور ایک قول یہ ہے کہ سنتیں جو یا نیکی ہم شامی نے کہا کہ قول آخر ہی صحیح تر ہے پہلے کہ پہلا قول نبی پر ہے کہ عمل فی نصف کر نوسے سنتیں ہر ایک
 جو جانی ہیں اور صحیح ہی ہے کہ ساقط نہیں ہوتیں **فروع** مسائل نمبر شائع الا سفاک بسننہ الفاضل وقیل لا خوب چاندنی میں پڑھنا سنت نبوی کا
 افضل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ خوب روشنی میں پڑھنا افضل نہیں بلکہ اول وقت پڑھنا افضل ہے ہم شامی نے کہا کہ سورۃ قول ثانی کا جواز الفی کا قول ہے
 خلاصہ و متقول کہ نبوی سنتیں تین امر میں مخصوص ہیں اول سورۃ کا فردن اور خلاصہ کا پڑھنا دوم اذکوا اول وقت میں پڑھنا سوم گھر پہنچنا کہ دروازہ پر پہنچنا
 اور حدیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کچھ فجر معلوم ہوتی تھی تو وہ ٹھیکہ در کہتے تھے
 ہلکی سی پڑھو پھر اپنی کر وٹ پر لیٹ رہتے یہاں تک کہ موزن کبیر کی آواز کی خدمت میں آتا اور فتوایا پڑھنے لگتے رواہ الشیخان **فصل** فی السنن والسنن والسنن والسنن
 السنن وقیل لا تدر کیا سنتوں کو پورا کیا نذر کی نماز کو نہ سنت بھی ہوگی اور بعض فقہانے کہا کہ سنت نبوی کی ہم خبر الفائن میں کہا کہ نذر کے سبب اسکا سنت ہونا
 جائز نہیں جیسے کوئی شکار گھر کی سنتوں کی نیت کر کے تو طوری پورا نہ کر دے بارہ پڑھے تو وہ سنت ہی رہے گی گو تو تیسرے وجوب کا وصف نہ ہو جائیگا اگر
 صحیح یہاں وجوب نہ کے سبب ہو اور صحیح واجب نہیں کہ سنت نہ بن آداب العاقل تکلف احکام فیصلہ وقیل لا ارادہ کیا نذر کا تو انکو نذر کر کے پھر
 پڑھ دے اور ایک قول یہ ہے کہ نذر کر کے ہم فعل کی قید سے معلوم ہو کہ سنتوں کو نذر کر کے اور وجہ نذر کر کے یہ ہے کہ نفلین جب نذر کی نماز ہو جائے گی تو ان کے پڑھنے کو
 واجب کا ثواب ملے گا اور قول رابع یہ ہے کہ نذر کر کے سبب عبادت میں نفل اور نفس پریشان ہونا یا بیگنا غلا وہ اسکے مسلم کی حدیث
 میں نذر سے نہیں دار ہے کہ ان فی الشامی تخفیر ا ترک السنن لک را حاکم ائم ولا کفر ترک کیا سنتوں کو اگر ان کو کفر سمجھا جائے تب تو ترک اسے
 گناہگار ہو گا ورنہ کافر ہو جائیگا یعنی حارث کی وجہ والا فضل فی النفل غیل الذی لا یجوز المذلل الا لخص شغل غنا والا حاکم الفضلیہ ما کان یختص
 و التلخص اور نماز نفل میں سوا تراویح کے بہتر ہے مکان پر پڑھنا مگر وجہ شغل ہو جائے اس وقت اور صحیح تر قول فضل ہونا اس صورت کا جو جیسے
 خسوم اور غلام زیادہ ہر دم بعد مکان پر بہتر ہو نیکی یہ ہے کہ صحیح میں مروی ہے کہ بہتر نماز آدمی کی اسکے گھر میں ہے سوائے نماز کے تو سہل رحابت
 پر ضرور ہے ان جہت خوف ہو کہ گھر پر اور کما حقہ میں ملک جائیگا اور سنتیں یا نفل جو پڑ جائیں تو اس صورت میں بہتر ہے کہ مسجد میں پڑے اور صحیح یہ ہے کہ
 خسوم و اخطام اگر مسجد میں زیادہ ہوتا ہو تو وہاں پڑھے ورنہ گھر پر پڑے اور تراویح کو سہلے سہنا لیا کہ وہ جامعہ سے پڑھی جاتی ہیں اور جامعہ
 مسجد میں جتنی جو مسجد حقہ مسجد اور نماز سورج گہری اور نوافل عتقات والے کی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کہ لفظ الشامی و کتاب رکعتین بعد الفروض
 یعنی قبل الحیاة کا فی الشریعۃ لیس علی الواہب اور مستحب ہیں و در کہتے ہیں بعد وضو کے یعنی قبل اعضا کی خشک ہونیکے چنانچہ شریعہ لایہ میں مذکور ہے
 ہے اور مثل وضو کی غسل کے بعد بھی دو گنا مستحب ہے کہ ان فی الطحاوی اور تکیۃ الوضو میں بھی سورۃ کا فردن اور غلام مستحب ہے کہ ان فی الشامی و کتاب
 اربع رکعات فی الضحیٰ علی الصبح من بعد الطلوع الی الزوال و وقتاً لآخر بعد ربع النہار و مستحب ہیں چار رکعتیں اور چار سے زیادہ رکعتیں
 ہیں قول یہ پتلوع کے بعد زوال تک اور اسکا وقت مختار یعنی نفل پھر دن چرے کے بعد جو فی المنیۃ انما رکعتان و اگر ہا شاکر
 دا وسط رکعتان و ہوا فضل کما کافی الذخائر الاستنباط لنبوۃ بفعلة وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام و اما انما تدر ففواہ فقط اور تیسرے
 ہے کہ کثر نماز پاشت و در کہتے ہیں چنانچہ بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ کو ان دو رکعتوں کی وصیت کی کہ ان فی الشامی اور زیادہ کہتے ہیں شامی
 بارہ میں چنانچہ ترمذی اور نسائی میں بسند ضعیف مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جو کوئی بارہ رکعتیں پڑے گا اسکو اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائے گا
 محل تارک رکعتان فی الشامی اور اوسط رکعتیں پاشت کی آیت ہیں اور وہی نفل میں جیسا کہ ابن شہر آشوب نے ذکر فرمایا ہے بسبب ابی ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ جو کوئی بارہ رکعتیں پڑے گا اسکو اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائے گا و ہذا فی الاصل الا انہ لیسوا و اصل
 انما نفل نفل ما زاد افضل کما افادہ ابن جریر و غیرہ انما نفل نفل ما زاد افضل کما افادہ ابن جریر و غیرہ انما نفل نفل ما زاد افضل کما افادہ ابن جریر و غیرہ

[illegible]

پڑھو اور بدون عذر کے سواری پر نماز جائز نہیں اور جو درست کہتے ہیں ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ نمازی کا ہر وقت ارادہ نماز اور اذکار کے شروع کرنے کے
 سبب ہو کہ قبل خروج وقت کو اس کا عذر جائز رہتا ہے جو پس چلتی رہے پس اگر کسی نے نماز پڑھ کر یا دیکھ کر نماز جائز نہ ہو حالانکہ اگر نمازی
 تیمم سے اول وقت نماز پڑھ لے اور جانے کہ وقت باقی ہے پانی مل جائیگا تو اس کی نماز ہو جائیگی کوئی اسکے عذر جائز کا قائل نہیں کہ جو وقت میں نماز
 کی اور وقت پانی پر فائدہ نہ تھا بہرہ دونوں طرف کی دلیلین میں پہرہ مترجم کتب فقہ کے طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ قول نماز کے جائز کہنے والوں کا درست ہے
 چنانچہ شامی نے اس کی ایک نظیر لکھی ہے کہ مسافر قافلہ حجاج میں جو عذر کے سبب آخر نہیں سکتا اور توقع زوال عذر کی قبل خروج وقت رکھتا ہے کیا اس کو درست
 ہے کہ مثلاً عشا کی نماز اوٹ پر یا محل میں اول وقت پڑھے یا اس وقت تک توقف کرے کہ سب قافلہ عشا کے لئے آخری پس سے نہ دیکھ ظاہر یہ ہے کہ اول وقت
 پڑھ لے جیسے تیمم سے اول وقت نماز درست گوئی ہو کہ وقت کے زوال سے پیشتر پانی مل جائیگا اتنے مختصر تو معلوم ہوا کہ نماز کے جائز میں کچھ تردد نہیں بلکہ اگر
 وقت کے باقی رہنے تک توقف کرے اور ریل کے ٹھہرے پر نماز پڑھے تو یہ مترادف احتیاط کی سبب چنانچہ حلیہ باب التیمم میں منقول ہے کہ اولیہ کہ تیمم سے
 اول وقت نماز نہ پڑھے اور تاخیر کرے یہاں تک کہ جب وقت جائے دیکھے اس وقت پڑھے لہذا کلام فی القرض والاحتیاط بالکلیات وسنة الفجر ہشتم
 ایقافہ للقبیلۃ ان امكنہ والا فقلہ الا مکان لئلا یختلف بسیرہا لکن یہ سب یعنی نہ قادر ہونا آخرت پر اور محل کے نیچے پایہ کار کہنا یا گاڑی
 جو ایملوں پر نہ نماز فرض اور واجب کی اقسام اور فجر کی سنتوں کے لئے ہر بشر کھڑا کرنے سواری کے قبلہ کی جانب اگر سوار کو ممکن ہو اور اگر جانب قبلہ اگر ناممکن ہو
 جتنا ہو سکے کھڑا کرنا ایسے شرط ہو اگر مکان نماز سواری کے چلنے سے مختلف ہو ماحصل یہ کہ مکان کا متعین ہونا اور قبلہ رخ ہونا سواری نقل کے اور
 نماز دن میں شرط ہو اگر ممکن ہو تو بدون عذر کے وہ نہ مراما قطع ہوں گے پس اگر قبلہ رخ سواری کو کھڑا کر سکے تو کسے باقی رہا یہ کہ اگر کھڑا کر سکتا ہے
 قبلہ رخ نہیں کر سکتا تو کھڑا کرنا لازم ہے تاکہ اتحاد مکان سب مسازمین حاصل ہو اور اگر قبلہ رخ کر سکتا ہے اور کھڑا نہیں کر سکتا تو حلیہ میں
 مذکور ہے کہ قبلہ رخ کرنا لازم ہو اور شارح کے قول بقدر امکان سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور واجب اقسام سے مراد وتر اور نماز نذر اہل نماز نفل کی
 قضا جسکو شروع کر کے قعدہ یا کذا فی الشامی دامانی التعلیل فی ذیل الحیل والعلل مطلقاً قراؤی لا بجاہلۃ الا علی ذلک وحدۃ اور نفل کا مال یہ
 ہے کہ درست ہے نماز نفل محل پر اور گاڑی پر مطلقاً خواہ کھڑی ہو یا چلتی قبلہ رخ ہو یا نہ ہو آخرت سے ہر قادر ہو یا نہ ہو لیکن متعین نماز نفل کا درست ہے نہ جات
 کو ایک سواری کے جانور پر جاعت سے ہی درست ہے خواہ مقتدی پیچھے بیٹھا ہو یا محل میں برابر ہو کذا فی الشامی ولو جمع بین نیۃ فی فیہ و نفل ولو
 نیۃ فیہ فی القرض لقوۃ و یطہر لھا محمد والا ثلثۃ الثلاثۃ اور اگرچہ کیا نمازی نے نیت فرض اور نفل کو اگرچہ نفل تحیۃ المسجد یا تحیۃ الوضوء تو ترجیح
 دیا جائیگا فرض بسبب اسکے قومی ہونیکے اور باطل کیا ہو اس نیت کو امام محمد اور امام شافعی نے الگ واحد و شافعی نے بھی فرض و نفل کی ابتدا ایک
 ساتھ کر نیسے فرض ہو جائیگا اور نفل کا ثواب نفل کا بخلاف اس صورت کے کہ کسی نفلوں کی ایک ساتھ نیت کرے مثلاً تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء و نماز
 چاشت اور کوئی نیت ایک ہی دو گانہ میں کرے تو سب کا ثواب ملیگا کذا فی الشافعی و لو نذر رکعتین لغیر طہر لکما لا بہ عند کذا ای ابی یوسف
 کما لو نذر رکعتین قراۃ و غیرہ یا ناکا اور کفہ و کذا انصف رکعتی عند ابی یوسف و هو المختار اور اگر نذر کی دو رکعتیں بدون طہارت کے
 تو لازم ہوگی اس پر طہارت کے ساتھ امام ابی یوسف کے نزدیک چنانچہ اگر نذر کی بغیر قراۃ کے یا حالت برہنگی میں تو قراۃ اور ستر صورت کے
 ساتھ لازم ہوگی یا نذر کی ایک رکعت اور سب طرح آدمی رکعت اگر نذر کی تو دو رکعتیں لازم ہوگی امام ابو یوسف کے نزدیک اور بھی مختار
 ہو مطلقاً کہنے کہا کہ ماتن نے ضمیر عذہ کی موقوف بیان کی کیونکہ مطلق یہ پڑھتا ہوئی ہو کہ عذہ کی ضمیر امام کے طرف ہو جبکہ کوئی قرینہ نہ ہو
 اھل ذلک الثالث ای محمد اور باطل کیا ہو اس نذر کو امام سوم یعنی محمد رحمہ اللہ نے تو ان کے نزدیک اس نذر سے اس پر کچھ لازم ہوگا کیونکہ
 نذر مصیبت کی ہے اور ابو یوسف کی دلیل یہ ہے کہ نماز کا لازم کرنا اس چیز کا لازم ہے جس کے بدون نماز صحیح نہ ہوئی ہو اور جو عذر روا
 کو حق میں نماز بدون طہارت اور امی کے حق میں بدون قراۃ عبادت ہو تو نذر مصیبت نہ ہو کذا فی الشامی نذر عبادۃ لا فی مکان کذا فافقہانی اقل من

بازیدہ احوال

فاسد ہوگی نماز ان دو نوجوانوں کے ترک و بعض ناواقف جب کہ نہیں ملتا تو قنیت توڑ دیتے ہیں کہ دوسری رکعت شریک ہو کر پہلو تاننے کا گاہ کر دیا کر گزرا
نہ تو اقدار صحیح ہوگی امام کی متابعت بعد نہیں واجب گو ان کے نکر یہ نماز فاسد ہوگی قیام بذلک رکعتۃ و ہم یتایقہ لکنہ انما سلمہ الامام فقام و
آئی ہر رکعت فصلوٰۃ تاقیۃ و قد لکنا و اجابا عن المجتہدین پر اگر مقتدی نے رکوع نہ پایا اور امام کی متابعت مسجد میں نہ کی مگر جب امام نے سلام پڑھا تو اس نے
اوپر ہر رکعت پڑھ لی تو نماز اس کی پوری ہوئی اور اس نے ترک واجب کیا یعنی شروع اقتدا میں متابعت امام کی بعد و کچھ اندھا جب تھی اس کا تارک ہوا کہ انہی میں
عن المجتہدین و لو لم یسلم قبل الامام فلیقلہ اما مہ ذیہ جمع رکوعہ و کذا لخص بقا ان قوا الامام قد بالغ فی رکوع کی امام سے پیشتر رکوع کیا امام سے پیشتر رکوع کیا امام سے
رکوع میں جا لیا تو مقتدی کا رکوع درست ہو گا اور اگر کسی بھی رکوع سے پہلے رکوع کرنا اگر امام مقدار فرض پڑ چکا ہو مگر وہ خود بھی اس وجہ سے جو کہ مختصر صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ رکوع اور سجدہ ہمہ پہلے مت کر و اور ایک حدیث میں فرمایا کہ جو شخص آگے پہلے رکوع کرتا ہو یا اپنا سر اٹھاتا ہو اس کو یہ خوف نہیں کہ خلاف احکام ہو
کہیں کہ جو کے جس نہ بدلے گا اور مقدار فرض ہو مراد قراءت واجب یعنی امام میں آئین پڑ چکا ہو اس وقت مقتدی اس سے پہلے رکوع کر کے کہ انہی میں احکام و الا
کلیتہا یہ اور اگر امام مقتدی کو سجدہ میں جا لیا یعنی مقتدی نے جب اپنا سر اٹھا لیا تب امام نے رکوع کیا یا مقتدی نے ہر وقت رکوع کیا کہ ہنوز امام قراءت واجب پڑ چکا
تو رکوع نہ کر سکا تو کافی ہو گا دوبارہ رکوع کرنا چاہیے ورنہ نماز باطل ہو جائیگی کہ انی الشافی و لو بعد الموعودین و الا ما فی الاولی لم یجوز لا بعد علی التائید
و تمامہ فی الخلاصۃ اگر مقتدی نے سجدہ کیا دو بار اور امام پہلے ہی سجدہ میں ہو تو مقتدی کو اس کا سجدہ و دوسرے سجدہ کافی ہو گا اور پورا ایمان کا خلاصہ میں ہے
م یعنی اگر مقتدی نے دو سجدہ کر کے امام سے ابھی ایک ہی کیا ہو تو مقتدی کا دوسرا سجدہ معتبر نہیں ہو گا سجدہ دوم کا اعادہ واجب ورنہ نماز فاسد ہو جائیگی کہ انی الشافی
باب فضلاء القوائت بہر باب احکام نصاب ہر وقت شد نماز کا مکمل بقول المذکور ان ظنا بالمسئلین خیرا اذ التخییر لا یجوز کبارۃ لا قول بالقبض کابل
بالقویۃ و اذ الجہ مستغنی فوائت کہا مترکات کہ کہا واسطے ہر رکوع کے گمان کو نیکی مسلمان نہ کرے کہ نماز میں بدون غدر تاخیر کا گناہ کرے جو کہ دو نہیں ہو مقتضا
پڑھیں جو بلکہ دو رہو تاہم تو یہ کہ یہی یاج کر سوسہ یعنی اگر مرد کا گناہ تو چوڑی ہوئی نماز میں وادہ تو میں جبکہ نماز میں چوڑی دیا گیا ہو جبراً اور جو کہ جبراً نہ لگتا کہ یہی
پہلی فوائت کہ بعضی جو نماز میں سہاگن رہیں خود اس میں نہیں چوڑی اور جس سے گناہ بکیر کا دوسرا اس سے اس کے بموجب کہ حج مقبول ہو گناہ بکیر و دوسرے جہاں سے
چنانچہ کتاب الحج میں آدھکا کہ انی الشافی و من العذۃ العذۃ و خوف القابلیۃ موت الود لکنا علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم قال ان الخندق اور غدر میں
ہر دشمن کا ہونا اور ڈرنا و ای جہاں کا بچہ کے فریب و پہلو کہ مختصر صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے غدر سے تاخیر نماز کی فرامی جنگ خندق کے دن ہم یعنی جس وقت خندق کو توڑا
اور دوسرے نماز میں تختہ فستے علیہ وسلم کی وفات میں پر نہیں بیاتنا کہ کچھ رات گزری اپنے حضرت بلال کو ارشاد فرمایا یا ہر کون اذان کہی ہو تم کبیر کی
آپ نے نماز پڑھی ہو کبیر کی پھر عصر پڑھی ہو کبیر کی پھر مغرب پڑھی ہو کبیر کی اور عشاء پڑھی ہو اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے محاصرہ کے نیسے نماز میں تاخیر نہ
ہو کہ انی الشافی اب شارح قبل شروع ہو مسائل باب چند ملاحظین یعنی بیان کرنا جو ہم الامام قبل الوجبۃ و قبلہ فیہ فقط بالوقت بلکہ امام
عندنا و بکنہ عند الشافعی ہم ہر ادا کے پہلے ہیں کہ واجب کرادے وقت میں کرنا اور بسبب صرف تخریر کرنے کے وقت کے اندر ادا ہوگی ہمارے
نزدیک اور اگر کثرت وقت میں ہو یہی امام شافعی کے نزدیک یعنی یہ ضرور نہیں کہ ادا میں سب نماز یا تمام واجب وقت کے اندر ہو بلکہ مختصر کچھ نزدیک نماز
کی تخریر اگر وقت میں ہوگی تو وہ نماز ادا ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک کیا رکعت وقت میں ہو جانے سے ادا کہلائیگی و الا عداۃ اھل مشیہ فی ذیقہ
لخلل غیر الفساد لھو لم کل صلوٰۃ اذیت ہم کراہۃ لھن ہر عداۃ و جو آئی الوقت و اما بعد فندبا اور اعادہ کے یہہ سے پیش از واجب کو قنیت
واجب میں کرنا بسبب کسی نفل کے سوا ہی فاسد ہونے کے یہ تخریر اسلئے کی کہ فقہا کا قول ہے کہ جو نماز ادا کی جائے کہ اہت تحریمی کے ساتھ
وہ اعادہ کی جائے یعنی اس کا اعادہ واجب ہو وقت کے اندر اور بعد وقت کے تو اعادہ مستحب ہو مگر شامے نے کہا کہ یہہ تعلیل شایع کی
علیل ہے پہلو کہ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ جو نماز فاسد ہو اس کا اعادہ کیا جائے حالانکہ تخریر میں غیر فاسد مذکور ہے اور نہ یہہ کہ
اعادہ عام ہے وقت کے اندر بلکہ خود تخریر کر دی کہ بعد وقت کے بھی اعادہ ہوتا ہے دوسرے یہہ کہ تفصیل اعادہ کے واجب

[illegible]

۱۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۲۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۳۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۴۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۵۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۶۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۷۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۸۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۹۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔
 ۱۰۔ اگر نماز میں کسی نے ایسا کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں کو کسی چیز پر رکھا جس سے نماز میں خلل پڑے تو اس کی نماز باطل ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible][illegible]

معمولی استراحت کرتا ہے اور درمیانی چال سے مراد پیادہ پا اور اونٹ کی چال جو نہ چکر ہو اور گھڑی کی گھڑی کے چپکے کی چال بہت
 ہو اور گھڑی کے تیز غرض کہ عادت اور معمول کے موافق نہیں بلکہ غریبین دت سفر کی ہیں کذا فی الشامی برائے میں کہا کہ غریبوں کا حال تو گھڑی
 معلوم ہوتا ہے شبہ کی صورت میں انہیں کیلئے رجم کرنا چاہیے حتیٰ کہ کسی سے حق منہ کیے بغیر کہ اگر جلد چلا اور دور
 میں پونچھ گیا تو نماز قصر کرے یعنی میں دیکھی راہ کو دور دراز میں قطع کیا تو قصر کرنا چاہیو ولو لم یضرب یقیناً احداً مالم یلحقوا بالآخر
 اصل فقہ فی الاول دون الشک فی اور اگر کسی جگہ کے دو راستے ہوں ایک دت سفر ہو اور دوسرا کم تو نماز قصر کرے اول میں نہ دوسرے
 میں صلی الفرض الرباعی رکعتین جملہ قول ابن عباس ان الله فی حین علی لسان نبیکم صلوا المقیم اربعاً والمسلو رکعتین
 لیسوا احدل الصلوات من قولہ قصر لان رکعتین لیستاقص لیحقیق عندنا بل هما تمام فہما والا کمال الیس خصہ فقہ حلال مساقا
 جو شخص اپنی بستی سے بارادہ میں حج کے سفر کے باہر نکلے وہ چار رکعتوں والے فرض کو دو رکعتیں پڑھ کر فرض ہونے کی راہ سے سبب فرمائے
 حضرت ابن عباس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کی تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی تعلیم کی نماز چار رکعتیں اور مسافر کی دو رکعتیں اور
 ایسی صفت ہے۔ دل کیا فقہا کے قول قصر سے یعنی یہ کہا کہ نماز کو قصر کرے بلکہ یہ کہا کہ دو رکعتیں پڑھے مسافر کی دو رکعتیں واقع میں
 قصر نہیں ہوتا۔ بلکہ دو رکعتیں مسافر کا پورا فرض ہے اور پوری نماز پڑھنی مسافر کے حق میں اجازت شرعی نہیں بلکہ برائی اور مخالفت
 سے منع ہے۔ رخصت کے سنی یہ ہیں کہ حکم اصلی کی وجہ سے بلکہ مستحب و تحفیف اور آسانی کی پیدا کرے تو یہ بات مسافر کی نماز میں نہیں کرنا
 اصل میں اس کے بعد دو رکعتیں فرض ہوتی ہیں نہ یہ کہ چار کی دورہ گئی ہوں بلکہ اول دو ہی رکعتیں سبکی لے کر فرض ہوتی ہیں پھر تعلیم کو حق
 میں چار رکعتیں جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کذا فی الشامی بصرہ قلت وفی شرح اللہ فی ان الصلوات فی وقت
 لیلة الاربعین رکعتین سفر و حضر الا المغرب فلتا کما جسر علیہ الصلوۃ والکمال طائعات بالمدینۃ زید بن ابیہ لک الفیاض فی القراءۃ
 فیہا والمغرب لا تھا و زائد ہا فلما استقر فرض الرباعیہ تخفف فیہا فی السفر عند قول قل لا تلبس علیکم جناح لکن قصر
 من الصلوۃ وکان قصر ہا السنۃ الرابعۃ من الحج و بعد الجمع کذا لہ اسے کلامہم علیہم فظہر کہتا ہوں اور بخاری کی شرح میں
 کہ نمازین شب محلج میں دو رکعتیں سفر اور اقامت کی لے کر فرض ہو تین سوا مغرب کے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ
 منورہ میں مطمئن ہوئی رکعتیں زائد کی گئیں پھر فجر کی نماز کے کہ وہ دو ہی رہیں سبب بڑی ہونے قرات کے نماز فجر میں اور فجر نماز مغرب کے
 کہ وہ بھی تین ہی رکعتیں رہی اسلئے کہ وہ وتر میں دن کی یعنی دن سے قریب اور اس کے متصل میں سلو دین کا وتر کہا پھر جب فرض چار رکعت
 کے ثابت ہو گئے تو سفر میں انہیں تخفیف کی گئی وقت اترنے اس ارشاد خداوندی کے کہ نہیں ہے تیرنگاہ اس سے کہ قصر کر دو تم نماز کو اور نماز
 کا قصر نہ چار حجری میں ہوا اور اس تقریر شارحین سے مطابق ہو جاتی میں دلیلین تمام ہوا کلام بخاری کے شارحوں کا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
 ہم یعنی پہلی دلیل جو قول ابن عباس کا ہے کہ مسافر کے لئے دو رکعتیں میں بھی بلحاظ اس وقت کے جب سے آخر کو نماز آٹھری اور امام شافعی
 جو مسافر کو پورا پڑھنا جائز بتاتے ہیں وہ اس لحاظ سے کہ بعد ہجرت کے رکعتوں میں زیادتی ہوئی کذا فی المططا دی شامی نے کہا کہ مجھ کو دلیل
 امام شافعی کے مذہب پر یہی ہے اسلئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض چار رکعت سفر اور حضر دونوں میں ہو گئے پھر سفر میں تخفیف ہو گئی حالانکہ یہ
 بات بخاری مذہب کے خلاف ہے اور نیز اس حدیث کے خلاف ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سفر کی
 ہرگز زیادہ نہیں ہوئی اور آیت ان تقصر واسو مراد نماز کی صورت کا قصر کرنا اور خوف کی صورت قصر طرہا اور اگر ناہی چاہے شرح منیہ میں مفصل
 مذکور ہے اسے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سب سے پہلے قصر نماز عصر میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بخاری میں تمام مسلمان
 پر قصر پڑھا کذا فی المططا دی ولو کان صاحبہا یسیر لان القصر الجاہل والکمال لیس فیہ مسافر چار رکعتوں کے فرض کو دو پڑھ کر

وہی ہے جو کہ مسافر کی نماز میں چار رکعتیں ہونے کی وجہ سے قصر کرنا جائز ہے اور اگر کسی نے کہا کہ مسافر کی نماز میں دو رکعتیں ہونے کی وجہ سے قصر کرنا جائز ہے تو وہ غلط ہے

درست ہو اسلئے کہ دو نو حکم کی راہ سوا ایک ہیں اور لیکن مستقل اور آبیہ کعبیہ امر آیا نماز قصر پڑھے وہ شخص جو اپنی راہ میں مستقل نہیں
جیسو غلام اور عورت یعنی اگر کوئی شخص دوسری کا تابع ہو تو نیت اقامت میں آقا کا اعتبار نہ تاج کا مثلاً غلام یا عورت نے نیت اقامت کی اور
آقا یا شوہر نے نہ کی یا اسکا حال معلوم نہ ہو کہ کی یا نہیں تو غلام یا عورت قصر پڑھے کہ ان فی الشامی او دخل بلادہ اولہ ینویھا لہ مدہا کا
بل غیر السقر حلا او بعدہ ولو بقی علی ذلک مسینان الا ان یعلم تأخر القافلۃ نصف شہر یکسر یا وہ شخص قصر کرے جائی جو کسی شہر
میں داخل ہو کسی کام کو یا انتظار فقا کے لئے اور مدت اقامت کی نیت نہ کرے بلکہ متوقع سفر کا ہو کل یا پرسون اگر چہ اس توقع پر پرسون و عورت بھی
قصر کرنا چاہی مگر یہ کہ جانے دیر کر چلنا قافلہ کا پندرہ روز چنانچہ بزازیہ کے مسئلہ میں گذرا ہم یعنی اگر نیت میں تردد رہا اور ہر روز بھی جانا
کہ کل جاؤ گا تو ایسی نیت سے اقامت نہیں ہوگی جب تک بختہ ارادہ بند رہے دن کی اقامت کا کرے وکل ایصلہ رکعتین عسکر کلا ارض حب
و حاجہ و حنہ فافہا لہ من خلتہا با ما کان فاذہ یتدر و احاصہا للبع فی دارینہ غیر مصی مع نیتہ الا فامہ و مدہا لالتدبیر القار و الفس
اور اسطرح و دو کتین پڑھے وہ لشکر کہ داخل ہو زمین حرب میں یا محاصرہ کرے کسی قلعہ کا دار الحرب بخلات اس شخص کے کہ دار الحرب میں امن لیکر
داخل ہو کہ وہ بدی نماز پڑھے کیونکہ امن کے باعث کوئی اور سکا فراہم نہ ہو گا کہ اسکو تردد ہو یا وہ لشکر قصر کرے جو محاصرہ کرے یا عیون کا دار السلام
میں غیر شہر میں باوجود نیت اقامت کے مدت اقامت اسطرح تردد کے درمیان ٹھہرنے اور کوچ کے ہم باغی اور کو کہتے ہیں جو امام کی اقامت
نکر بن گذارے النہر شامی نے کہا کہ غیر مصر قید نہیں ہو اگر شہر میں محاصرہ کے لئے فرد کش ہوں تب بھی نیت اقامت درست نہیں کی چنانچہ معراج میں
مصر میں اور علت مسئلہ جو شارح نے ذکر کی وہ بھی اسکی مقتضی ہے و انتہی بخلاف اہل الاجنبیہ کہ جب وہ کسان توں ہاے و الفکار و فافہا
یقہ و الا کتہ دہ یقہ اذ اکان عندہم من اللہ و الکلام ما یکفہ ہم مدہا لکان الا فامہ اصل بخلات عیون کے باشندہ دن کے مثل بدو
اور ترکا توں کے کہ نیت کریں اقامت کی جنگل میں کہ انکی نیت درست ہے صحیح قول میں اور اسی پر فتویٰ ہے بشرطیکہ اونکی پاس پانی اور چارہ اتنا
ہو کہ مدت اقامت کے لئے کافی ہو اسلئے نیت درست ہے کہ اقامت اصل سے یعنی ایک چرگا ہوسو دوسرے میں جانے کے سبب سے اقامت جاتی
نہ سکی اور قول اصح کا مقابل قول ضعیف یہ ہے کہ وہ قصر کریں کیونکہ جنگل محل اقامت نہیں گذارے فی الطہارۃ الا اذا قصدوا مریضاً یا سہماً
السفر فی قصہ و ان نو اسفرا و الا لا کرجب عیون والے جائیں اسی جگہ کو کہ دو نو جگہ عیون فاصلہ مدت سفر کا ہو تو اس صورت میں قصر
کریں بشرطیکہ سفر کی نیت کریں اور اگر نیت سفر نہ کریں تو قصر بھی کریں و لو فی غیرہم الا فامہ ہم لہم یقہ و الا کتہ اور اگر نیت اقامت کرے
غیر عید الوں کا اونکے ساتھ تو درست نہیں صحیح قول میں و الحاصل ان مشی فی الاقامۃ سببہ الذنیۃ و العتہ و استقلال اللہ و ذلک التی
و الحاد البصر و صلاحتہا فہستہا دراصل یہ ہے کہ شرطیں پوری نماز پڑھنے کی مسافر کے لئے چہ ہیں اول نیت اقامت کی دوم مدت
اقامت پندرہ روز کی ستونہ راہی کا مستقل ہونا یعنی کسی کا تابع نہ ہونا چارم سیر کا ترک کرنا یعنی اگر جنگل میں ہو اور کسی شہر یا کانو کو دیکھ کر
اقامت کی نیت کرے تو چلنا موقوف کرنے سے نیت صحیح ہوگی پنجم اقامت کی جگہ کا ایک ہونا ششم جگہ کا لا توں اقامت ہونا گذارے فی الطہارۃ و الفس
انہ مساکر ان قد فی القعدۃ الا و لہم قضی و لکنہ اسلئے اول التاخیر السکون و ذلک واجب القصر و وجب تکبیر و افتتاح النفل
و حلا النفل بالنفل ہذا لاجل کما فی القعدۃ بعد ان خسر اسلئے باکفہ و اسفق کنا و ما کنا لہم فی النفل لہم اربعاً کس اگر چہ بار
رکعتیں پڑھیں کسی سافونے نو اگر وہ تعدہ اولیٰ میں بنیا جو تب تو اسکو فرض پوری ہو جائیگر اگر اوسنی بڑا کیا کہ دو کی جگہ چار پڑھے اور دو رکعتیں
زائد نفل ہو چکی جو کسی نماز کو کوئی چار پڑھے کہ ہصورت میں بھی دو فرض اور دو نفلین ہو چکی شارح نے کہا کہ بڑا ہی ادب صورت میں ہے کہ
و اسلئے ایسا کیا ہو کیونکہ چار پڑھنے میں اتنی غریبان ہوئیں اول سلام میں دیر کرنا دوم قصر واجب کو ترک کرنا سوم نفل کی تکبیر تحریمہ و
کو چوڑا چارم نفل کو فرض میں دینا حالانکہ یہ چار دن باتین طلال نہیں چنانچہ تہستانی نے اسکو شرح بیان کیا جو اول پہلی یون ذکر کیا ہے

کہ معنی آسان کے بعد میں کہ وہ شخص گناہگار مستحق آگ کا ہوا شامی نے کہا تو اب میں معلوم ہوا کہ مسافر کو نماز کا پورا پورا حکم و تحریر جو
 دین امر یقیناً بطل فرض و مبارک کل نفل لترك القعدة المفروضة الا اذا نوى الإقامة قبل ان يقيد الثالثة بسعد لا يكتف
 بيقيد القيام والركوع فوقعه نفلًا لا يوجب عن الفرض ولو نوى في السجدة مبارک نفلًا لا يفيده اوسلے میں مسافر نے بیٹھا تو
 اوسکو فرض باطل ہو گیا اور کل رکعتیں نفل ہو گئیں فرض باطل ہوئی بسبب چوڑھونے قعدہ فرض کے مگر فرض باطل نہیں گئے اگر نیت
 کر ہی اقامت کی پہلے اس سے کہ تیسری رکعت کا سجدہ کر ہی لیکن وہ اعادہ کرے قیام اور کوہ تیسری رکعت کا بسبب ارفع ہونے
 اس قیام و رکوع کے نفل تو وہ قیام و رکوع فرض کا قائم مقام نہ ہو گا اور اگر تیسری رکعت کے سجدہ میں نیت اقامت کر گیا تو فرض
 نفل ہو جائیگا ہم شامی نے کہا کہ الا اذا نوى استئنا دون صور تون سی ہی یعنی اگر قعدہ او میں بیٹھا یا نہیں مگر تیسری رکعت میں قبل
 سجدہ نیت اقامت کر دی تو فرض باطل نہ ہو گئے اور سجدہ کے اندر نیت کرنے سے نفل ہو جانا نہ بیٹھا مام ابو یوسف کا ہی اور یہ خاص بھلی صورت میں
 ہے کہ قعدہ اولی میں نہ بیٹھا ہو تاہو رتقہ اقتد المقيد بالمسا في الوقت وبعد فاذا اقام المقيد الى الاتمام لا يفي ولا يستجد
 المستهوي لا يخطئ لانه كاللحق والقعدتان فرض عليه وقيل لا خفيه اور درست ہے اقتد اتمیم کا چھو مسافر کے وقت کے اندر اور بعد
 وقت کے یعنی مثلاً دو نو ایک ہی نماز کو تصا پر میں توجہ مقیم اپنی نماز کے پورا کرنے کو کہتا ہو بعد امام کے سلام پیر نیکیے تو باقی کی دو رکعتوں
 میں قرات نہ پڑھو بلکہ مقدار الحمد کے چپ کہتا ہو کر رکوع و سجدہ کر دو اور مقیم سجدہ مسہو بھی نکر ہی مجھ تر قول میں قرات نہ پڑھو اسکو کہ مقیم مثل
 لاحق کے ہو اور دو نو قعدہ فرض میں مقیم مذکور پر یعنی ایک امام کی نسبت ہو اور دوسرا غیر ہو نیکی جہت سے اور بعضوں نے کہا کہ سہلا قعدہ او پیر
 فرض نہیں لکھنا فی القنیه و قد دل الامام هذا في ألف المفاتيح وغيره ان العالم جاز الامام من كل مكان في حاشية الهداية للهند للشرح
 العلي خالاه في الجمل ولا في حال الابتداء وفي شرح الارشاد ينبغي ان يثبت بطلان مثل هذا وهو الا فعد سلامه ان يقول بعد التسليم
 في الاقعة اتم اصلو تكرون مسكول دفع توهرة سہا اور مستحب ہے امام مسافر کو کہہ دینا مقتدیوں سے بعد و دون سلام کے معجز قول میں کہ
 اپنی نماز کو پورا کر لو کہ میں مسافر ہوں مجھ قول اس دہم کے دہر کر نیکیے کو مستحب ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ کہ امام نے سہو کیا شایخ کہا کہ مجھ قول
 مان کا کہ امام کو مستحب ہے خبردار کر دینا اپنی حال سے مخالفت ہے قول خانیہ وغیرہ کے کہ اونہیں اقتد اسکے لہو جانا امام کے حال کا شرط ہے یعنی قول
 اتن سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو امام کا حال معلوم نہیں کہ مسافر ہی یا مقیم اور خانیہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ اقتد کی شرط ہے معلوم ہونا امام
 کے حال کا تو وہ دونہیں اختلاف ہوا لیکن ہندی کے حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ شرط اقتد امام کے حال کا معلوم ہونا ہے البملہ خواہ اجتہاد میں
 معلوم ہو خواہ انتہا میں مجھ نہیں کہ شروع ہی میں معلوم ہو تو اس تقریر سے شارح نے خلاف مان اور خانیہ کے قولوں کا دفع کر دیا اور
 شرح ارشاد میں ہے کہ امام کو چاہیے یعنی مستحب ہے کہ مقتدیوں سے قبل اپنی شروع کرنے کے کہہ دی کیونکہ ممکن ہو کہ کوئی مقتدی اوسکا حال
 نہ جانتا ہو اور اگر شروع نماز سے پیشتر نہ کہی تو بعد سلام کے آگاہ کر دی و لوتوے الا فامہ لا یفتیقہ بل یقتصر علی القنیه لہو رتقہ
 مقیم اور اگر امام مسافر نیت اقامت کی کرے نہ حقیقت میں اقامت کر لہو بلکہ اس غرض سے کہ مقیم مقتدیوں کی نماز پوری پڑا دی تو یہی
 نیت سے مقیم نہ ہو گا یعنی صورت میں اوسکی فرض چار نہ ہو گئے دو فرض اور دو نفلیں ہونگی اور اگر مقتدی اوسکی پیچھے اپنی نماز پوری کرے تو انکی
 نماز فاسد ہوگی کیونکہ نفل پڑھو والیکے پیچھے فرض پڑھیں گے کذا فی الشامی و اما اقتداء المساکین بالمقید فیصحب في وقتہ بطلان بعد کھنا
 یعتبر لاقه اقتداء المفترض بالمتفعل في حق القعدة للقد فاعلا ولیدین والقراءة لیس کا آخر یہی ہے اور اقتد کرنا مسافر کا پیچھے مقیم کے
 درست ہے وقت کے اندر اور مسافر اس صورت میں چار رکعتیں پڑھو یعنی امام کی نسبت کی جہت سے اوسکو فرض بھی چار ہو جائیگے نہیں درست ہے
 اقتد مسافر کا پیچھے مقیم کے بعد وقت کے ان نماز دن میں کہ بدلتا ہی میں یعنی ظہر و عصر و عشا میں اسکو کہ اگر مسافر اول دو گانہ میں

اجماعاً مقیم کا کرگیا تو فرض پڑھنا والیکا اقتدا ہو گا پیچھے نفل والے یعنی غیر فرض پڑھنا والیکے قعدہ اپنی کے حق میں کہ وہ مقیم کے حق میں
 واجب ہو اور مسافر کے حق میں فرض اور اگر پیچھے دو گانہ میں اقتدار کرگیا تو قراعت کے حق میں اقتدار غیر فرض کا مستعمل کے پیچھے ہو گا
 کیونکہ قراعت مقیم کے حق میں سنت ہو پیچھے دو گانہ میں اور مسافر کے حق میں فرض غرض کہ قضا نماز میں اقتدا اس امر کا مقیم کے پیچھے
 درست نہیں چار رکعت والی نمازوں میں اور فجر و مغرب کی نمازوں میں درست ہو خواہ ادا ہوں یا قضا و یا قرائت المسافر بالشک ان کا ہے
 حال امن و حراد و آداب ان کے خوف و ہراس و ایاتی باہر المختار لانا و لا تدری الخینس قیل الاستغناء للخب و مسافر کو کہ سنتوں
 کو پڑھے اگر امن اور چین کی حالت میں ہو یعنی حالت فردوسی اور اطمینان میں اور اگر اس وقت ہوا کہ خوف یا جلدی میں ہو تو سنتیں
 نہ پڑھیں بھی بخیر اس لیے کہ بھڑکنا ہی غصہ کے باعث کذا فی الخینس ایک قول ہے کہ فجر کی سنتیں پھوڑی یعنی سو جہ سو کہ وہ غل جاب کے
 میں وللمعتبر یعنی الفرض آخر الوقت وهو قد تمایس الخیر فیہ فان کان المسکلف فی آخرہ منسافر واجب کعتان والا فادبھا
 المختار فی السبب عند عدم الا دیقہا اور معتبر فرضوں کے بدلے میں آخر وقت ہو یعنی اس قدر کہ گنجائش تحریر کی رکھتا ہو تو اگر مسلمان
 داخل بلخ آخر وقت میں مسافر ہو گا تو دو رکعتیں واجب ہوں گی اور اگر اس وقت میں مسافر ہو گا تو چار پڑھنی واجب ہوں گی اس لیے کہ آخر وقت
 ہی معتبر ہے سبب ہونے میں وقت نہ ادا کر نیکی پہلے اس وقت ہو م یعنی سبب جب نماز کا وقت کا آخر حصہ ہوتا ہو اگر اس سے پیشتر ادا
 نہ کر چکا ہو مثلاً اگر آخر وقت میں لڑکا کا باطن ہوا یا کافر مسلمان ہوا یا مجنون ہوش میں آیا یا حائضہ پاک ہوئی تو اس وقت کی نماز کو لازم ہوگی
 اس طرح اقامت و سفر میں آخر وقت کا اعتبار کیا گیا کذا فی الشامی النظم الاصلی ہو موضع ولادۃ و اہلہ اور تہذیب بنظر بمثلہ
 لہذا یقولہ بالاول اہل قلو یقولہ بمثل بل یقولہ بالآخر من اصل باطل ہو جاتا ہو اپنی جیسو وطن اصلی و جبکہ اول وطن میں آدمی کے
 گھر والے رہے ہوں بعد اگر وہی ہوں تو باطل ہو گا بلکہ وہ شخص نماز پوری پڑھے دونوں میں خواہ نیت اقامت کرے نہیں نہیں باطل ہوتا وطن
 اصلی و سر وطن کی شارح نے کہا کہ وطن اصلی آدمی کے پیدا ہونے کی جگہ ہے یا شادی کر نیکا مقام یا وطن بنانے کا مکان ہم وطن کی
 تین قسمیں ہیں ایک وطن اصلی جسکی تعریف شارح نے بیان کی اور سکون وطن الہی اور وطن الفطرۃ بھی کہتے ہیں دوم وطن اقامت یعنی وہ
 مکان جس میں پندرہ روز یا زیادہ کے ٹھہرنے کی نیت کرے اور سکون وطن مستعار اور وطن حادث ہوتے ہیں تیسرا وطن سکونی جس میں پندرہ روز
 کم رہنے کی نیت ہو تو وطن اصلی میں آدمی مقیم کا حکم رکھتا ہے اگرچہ ایک ہی شب رہے مثلاً اٹا سفر میں وطن اصلی آگیا اور وہاں منزل کی تو
 نماز پوری پڑھو اور اگر دو سر مقام کو وطن اصلی بنالیا تب اول وطن اصلی نہ بیگا بشرطیکہ گھر و بھی اول وطن کسی اور ٹھہ گئے ہوں اور اگر
 گھر والے ایک جگہ رہتے ہوں اور خود دوسری جگہ رہنے کا قصد کر لیا ہو تو وہو مقام وطن اصلی تصور ہو گئے دونوں میں نماز پوری پڑھی
 و یبطل نظر الاقامۃ بمثلہ وبالوطن الاصلی و بالتشکیل السفر اور باطل ہو جاتا ہو وطن اقامت اس جیسو وطن اقامت سے اور وطن
 اصلی سے اور سفر کر جانے سے ہم یعنی اگر ایک جگہ میں نیت پندرہ دن یا زیادہ کے رہنے کی کی ہے تو اگر اسکو چھوڑ کر دوسرے مقام میں
 نیت کر لیا تو پہلا مقام وطن نہ بیگا اس طرح اگر وطن اصلی کو چلا جا دیگا تب بھی وہ وطن نہ بیگا اور بھی حال وطن اقامت سے سفر کر جانے
 کا ہو تو اگر کین جاتوں میں وطن اقامت پر گئے ہو اور نیت اقامت کی کرے تو نماز قصر سے پڑھو کذا فی الشامی والاصل ان الشی مبطل
 بمثلہ و یخافوہ لا یسکد و ذلک اور شاد عدہ بھڑکنا چیز اپنی مثل اور اپنا دوسری چیز سے باطل ہوتی جو اپنی سے کتر سے یعنی سب میں
 نوی وطن اصلی سے اس سے وطن اقامت و غیرہ باطل ہو جاتے ہیں اور وطن اقامت سے وطن اصلی باطل نہیں ہوتا و لہذا کہ وطن
 الشی کے و ہوا فی فیہ و اقل من نصف شہر لحد فاذلک اور مصنف نے ذکر کیا وطن سکونی کو یعنی اس مقام کو جس میں نیت پندرہ دن
 مسکن ہوگی کی ہو سکتی مسکن مقید ہونے کے یعنی وطن سکونی میں تغیر مقیم کے کو حرمہ مسافر کے لہذا اس لیے اسکی ذکر سے کچھ فائدہ نہیں

و ما تمکن من الزیلع ردة فی البصر و زنی نے جو صفت مسئلہ کی وطن سکنی کے لئے بنائی ہے اسکو بحر الزمان میں رو کیا ہے ہم نے یہی ہے
 یہ صورت فرض کی ہے کہ ایک شخص اپنے شہر سے کسی گاونہ میں بدو نہ ارادہ سفر کے اپنی کام کو گیا اور اس گاونہ میں چند دن سو کر رہنے
 کی نیت کی تو وہ چودہ روز پہنچا کیونکہ تقیم ہے پھر فرض کر دو کہ وہ گاونہ میں بدو نہ سفر کے باہر نکلا اور بسنی سو باہر ہو کر ابھی اپنی شہر میں گیا
 تھا اور نہ کسی جگہ رات کو رہا تھا کہ اسکو یہ ہو گیا کہ سفر کیجئے تو وہ قصری نماز پڑھ گیا کہ مسافر ہو گیا اور اگر اتفاقاً سفر کے بعد اسی گاونہ
 میں کو گندہ تو وہ اس گاونہ میں کہ اسکا وطن سکنی ہو پوری نماز پڑھے اسلئے کہ اس کو بھی ایسا فعل نہیں پایا گیا جس سے وطن سکنی حاصل
 ہو جاتا یعنی نہ تو اسے دوسری جگہ اقامت کی ہو کہ وہ وطن سکنی ہوتا اور اپنی مثل پہلے وطن سکنی کو باطل کر دیتا اور نہ اپنی گھر گیا ہو کہ وطن
 اصلی کے سبب سے وطن سکنی باطل ہوتا اور نہ اس گاونہ میں سفر کیا ہو بلکہ سفر اس سے باہر نکلا کیسے توجہ کوئی مبطل وطن سکنی کا نیا پایا گیا
 اسلئے نماز پوری پڑھے صاحب بحر الزمان نے ہکا جواب بھی دیا ہے کہ جب بعد نیت سفر وہ گاونہ میں آیا تو ہنوز اسکا سفر باقی ہے کہ جبکہ اقامت
 کی نیت نہیں کی حالانکہ سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے جو وطن سکنی سے قوی ہو تو وطن سکنی کیسے باطل ہو گا پس یہ کہنا کہ وطن سکنی کا
 کوئی مبطل نہیں پایا گیا غلط ہے اسلئے کہ یہاں تو اسکا مبطل سفر ہو رہا ہے اور یہاں اس مسئلہ کا شامی میں ہے والمعتد بالنیة للسکون کا
 الاصل لا التامک امرأۃ و فاکھاہا للعلل بعد غیرہ کا ایک جملہ ہے اذا کان یتقرب من الیاد و بدیت المال واجتہد فی
 غیرہ و تلبس فیہ زوج و صول و صول و مستاجر لفت و نشر و غیرہ و متبرعیت منہوم کی ہو اسلئے کہ وہ اصل سے یعنی اقامت اور سفر پر
 قادر ہے نہیں معتبر ہے نیت تابع کی مثلاً وجہ کی نیت معتبر نہیں شوہر کے ساتھ بشرطیکہ شوہر نے اسکو مہر سہل دیدیا ہو اور اگر نہ دیا ہو تو
 تابع شوہر کی ہوگی کیونکہ بدو نہ ادا مہر سہل شوہر اسکو سفر میں لیجانے پر قادر نہیں اور وجہ کو اختیار ہے کہ اسوجہ سے شوہر کے پاس
 سبھاوی اور مثلاً غلام کی نیت معتبر نہیں آقا کے ساتھ ہجر مکاتب کی اسلئے کہ مکاتب کو بدو نہ اذن آقا کے سفر کا اختیار ہے تو اسپر عادت
 آقا کی ضروری نہیں اور لشکر کی نیت معتبر نہیں امیر کے ساتھ جبکہ لشکر کی کاہنا امیر سے ملتا ہو یا بیت المال سے اور اگر اپنی پاس سے
 کہا تا ہو تو اسکی نیت معتبر ہوگی اور مزدور کی نیت معتبر نہیں مستاجر کے ساتھ شامی نے کہا کہ بھلا و مصوت میں ہے کہ درامہ یا سالانہ ملتا
 ہو اور اگر یومیہ پاتا ہو تو شام کی وقت اجرت قسم کر سکتا ہے اسلئے اعتبار اسکی نیت کا ہو گا نہ مستاجر کی اور قیدی کی نیت معتبر نہیں قید کرنے
 والیکے ساتھ اور قرضدار کی نیت معتبر نہیں قرضدار کے ساتھ بشرطیکہ قرضدار غفلت نہ ہو اور شاگرد کی نیت معتبر نہیں استاد کی ساتھ
 جبکہ استاد کے ذمہ کہا تا ہو شارح نے کہا کہ عبارت اتن من لف و نشر مرتب ہے اسلئے مترجم نے الفاظ نشر کو مناسب جگہ پر ترجمہ
 کیا شامی نے کہا کہ بیابا لہم اگر باپ کی خدمت کرنا جانا ہو تو اسکی نیت کا بھی اعتبار نہ ہوتا چاہیے قلت فقید للعبیۃ ملاحظہ
 تحقیق التبعیۃ ملاحظہ شرط الخ تحقیق لذلک ہوا لکن لاف فی مسئلہ الجنۃ و وفاء للہ فی المرأة وعدہ کتاب العبد
 میں کہتا ہوں کہ قید ساتھ ہونے کی لحاظ سے تبعیت کے ثابت ہونے میں ہم ایک دوسری شرط کے لحاظ سے جو تبعیت کو ثابت کرتی ہے
 وہ دوسری شرط لشکر کی مسئلہ میں کہا تا ملنا ہو اور عورت کے مسئلہ میں مہر سہل کا دینا اور غلام کا مکاتب نہ ہونا ہم شامی نے کہا کہ
 تاہم جب منہوم کے ساتھ ہو تو اپنی منہوم سے حال اقامت و سفر کا دریافت کرے اگر وہ بتا دے تو اسکی وجہ کار بند ہو ورنہ جس حال
 پر ہوا دسی پر عمل کرے یعنی سفر کی صورت میں قصر سے اور اقامت میں پوری نماز پڑھے و یا ہاں جواباً دے نہ قصر سے کرے
 نہ کائنات والہیہ اور اس دوسری شرط کے لحاظ سے ظاہر ہوا لکن حادہ جزیرہ کرید کا سنہ ایک ہزار اسی میں ہم کرید بکسرت فارسی
 نام ایک جزیرہ کا ہے اور حادہ بچہ تھا کہ نہریت اور نکست کے بعد لشکر میں تشریف لے گئے یعنی نہ امیر کے ساتھ رہے نہ اسکی طرف سے ان کو
 کہا تا تھا تو ہر ایک تابع نہ مستقل ہو گیا قالہ رحمتی طحاوی نے کہا کہ شاید یہ جواب حادہ کا شارح نے کتاب کی تالیف کے بعد ملے کیا ہے

اور میں نے یہ سب سنا ہے کہ کون کون سے شخصوں نے نماز فرض کی جاوے کہ نہیں پڑھے اور یہ سبانی فقہاء اور سیدہ فرض جو اس کو کہا شخص کی کہ اس کو
 اتنا متعجب کے چہ دست نہیں اور اس کو کہا شخص جو کہ نہ مسافر سے نہ مقیم اور کون شخص سے کہ ایک روز فرض نماز پڑھے اور ایک روز
 پڑھ کر کذا فی المطاویٰ شامی نے کہا کہ حکم اس مسئلہ کا بحث ہر شارح منہ کی نہ روایت غریب قال لنسأله من لو تدری عنک کذا وکذا
 یوم ولینف من فالتی نقالت لحدان حسن وان الذلکین سبعة عشر والثالثة خمسة عشر والرابعة احد عشر والیکون انما
 خمس الاثر والثالثة ثلثه والجمعة والرابعة الاثنا والعشرون احکم الله علیک شخص نے اپنی چار بیویوں کو کہا کہ جو کوئی تم سے یہ بتاوی
 کہ ایک دن رات میں کتنی رکعتیں فرض میں تو اس کو طلاق ہو تو انہیں سب سے کہنے لگا کہ میں کتنی دن رات میں فرض میں اور دوسری نے کہا
 سترہ اور تیسری نے پندرہ اور چوتھی نے گیارہ تو ان کو طلاق ہوگی کیونکہ اول عہد کا جواب درست ہو کہ اسنو دزدوں کو باعث فرض علی
 ہونیکے شامل کر لیا اور دوسری نے دزدوں کو چھوڑ کر سترہ کہا اور تیسری نے جمعہ کے روز کی رکعتیں بتائیں اور چوتھی نے مسافر کی رکعتیں
 بتائیں اور دزدوں کو ان دونوں نے بھی شامل نہیں کیا واللہ اعلم **باب الجمع** جمع باب ہر جمعہ کے احکام میں م
 جمعہ اس لئے نام رکھا گیا کہ جمعہ دن لوگوں کے اجتماع کا ہو اور اکثر کا قول ہے کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا کہ اسکی آیت مدنی ہو اور معانی
 نماز جمعہ کی صلوٰۃ مسافر سے جمعہ ہو کہ دو نمازین آدمی میں یعنی جمعہ کی نماز ظہر کی نماز سے نسبت نصف رکعتی ہو اور مسافر کی نماز مقیم کی نماز کی
 کذا فی المطاویٰ مختصر بتالیف الیم والشیخون فرض عین یکفر جاحداً للثبوت بالدلیل القطعی کما حققہ الکمال وہی فرض مستغنی
 اکث من الظہر ولیست تکلاً لامنہ کما حررہ الباقی فی ترجمہ السری الدین ابن الشیخ حفظ جمعہ بضم جیم اور میمون حرکتوں میں سے اور سکون
 میں سے ہو وہ فرض میں ہو کہ اسکا منکر کا فرض ہے بسبب اسکی ثابت ہونے کے دلیل قطعی سے یعنی آیہ (یا ایہا الذین امنوا اذا نزلت فیکم الذلکات) **باب**
 من یقیم للجمعة فاستغنی سو اور حدیث اور اجماع سے چنانچہ ثابت کیا ہو اسکو کمال الدین محقق نے اور وہ فرض مستقل ہو زیادہ ہو کہ نسبت
 قطعے اور نہیں ہو عرض ظہر کا جیسا کہ تنقیح کی ہے اس امر کی با فانی نے سری الدین ابن شیح کی طرف نسبت کر کے ہم جمعہ زیادہ ہو کہ
 ہے نسبت ظہر کے یعنی جمعہ میں جو تہید آئی ہو وہ ظہر میں نہیں چنانچہ احمد و حاکم نے ایک حدیث میں روایت کی کہ جو کوئی جمعہ کو تین بار یا
 غریب کے ترک کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہو اور ایک وجہ یہ ہو کہ جمعہ میں جو شرطین میں وہ ظہر میں نہیں اور یہ ہو کہ جمعہ ظہر کا
 عرض نہیں ہے مخالف ہو اس قول کے ہ شارح نے باب شروط الصلوٰۃ کے اندر نسبت کی بحث میں لکھا ہے کہ جمعہ عرض ہو ظہر کا اور تحقیق
 حقیقہ کے نزدیک بھی ہے کہ فرض وقت ظہر سے نہ جمعہ کو حکم جمعہ کا اسلو ہوا کہ ظہر سا قطع ہو جائی اور یہ ہو کہ اگر کوئی آدمی پیشتر
 فوت ہونے جمعہ کے نماز ظہر پڑھ لیا تو ہمارے نزدیک کراہت تحریمی کے ساتھ درست ہوگی اگرچہ اکثافاً ظہر پر حرام ہو اور ظہر کے فرض میں
 وقت ہونے کی تصریح فہم الغدیر وغیرہ میں مذکور ہو حتی کہ با فانی نے بھی شرح ملتقی میں اسکو اختیار کیا تو شارح نے جو یہ تنقیح با فانی کی
 نقل کی شاید شرح نقایہ میں اسنو ایسا کہا ہو مگر ہماری تقریر سے معلوم ہو گیا کہ تنقیح مذکور ضعیف ہو کہ انی الشامی و فی البحر و قد
 اُفتیت مراراً بعد من صلی الا تماع بعد ما بدینہ اخر ظہر خوف احتیاد حد من فضیلتہ الجمعہ وہو احتیاط فی زماننا واما من کان
 حلیہ مفسداً فلان لا ینکح فی بدینہ و خفیفاً و دحر الا ان من ہو کہ میں نے چند بار فتویٰ دیا نہ پڑھنے چار رکعتوں کا جمعہ کے بعد
 آخر ظہر کی نیت سے بسبب خوف ہمت ہونے جاہلون کے نہ فرض ہونے جنہ کو اور بھی احتیاط ہو ہمارے زمانہ میں اور جس شخص کو کہ خوف غریب
 حقیقہ کا جمعہ کی طرف سے ہو تو بہتہ یہ ہو کہ یہ چار دن رکعتیں اپنی گہر پر پوشیدہ پڑھ لے ہم مطاویٰ نے کہا کہ یہ کلام متعلق ہے
 کمال الدین کے کلام سے جس نے یہ کہا ہے کہ جمعہ کے باب میں کس بقید بیان کو اسلو طول دیا کہ بعض جاہل جمعہ میں کہ امام اعظم کو نزدیک
 جمعہ فرض نہیں صاحب بحر الرائق نے کہا کہ یہ بلا ہمارے زمانہ میں بھی پھیلی ہے یہاں تک کہ بعض جاہل جمعہ کے بعد چار رکعتیں اس نیت

اور میں نے یہ سب سنا ہے کہ کون کون سے شخصوں نے نماز فرض کی جاوے کہ نہیں پڑھے اور یہ سبانی فقہاء اور سیدہ فرض جو اس کو کہا شخص کی کہ اس کو

اتنا متعجب کے چہ دست نہیں اور اس کو کہا شخص جو کہ نہ مسافر سے نہ مقیم اور کون شخص سے کہ ایک روز فرض نماز پڑھے اور ایک روز

پڑھ کر کذا فی المطاویٰ شامی نے کہا کہ حکم اس مسئلہ کا بحث ہر شارح منہ کی نہ روایت غریب قال لنسأله من لو تدری عنک کذا وکذا

سے پڑھتے ہیں کہ جو سب سے پہلے ظہر میں سے ادا ہو اور میں نے اس کو ابھی پڑھا ہوا ہو اس کو پڑھنا ہوتا ہے تو چونکہ اس میں یہ خوف ہے
 کہ جاہل اس کو معتقد نہ ہو جائیں کہ جمعہ فرض نہیں اس لیے میں نے اس نماز کے نہ پڑھنے کا فتویٰ دیا و لی شرط اعتقاد سبب اعتبار ہے اور شرط
 ہونے کا بھی ہونا چاہیے کہ سات چیزیں ہم نہر الفائق میں پان کیا کہ جمعہ کے لئے کچھ شرطیں واجب ہو گی ہیں یعنی جمعہ آدمی پر
 واجب ہوتا ہو اور کچھ شرطیں ادا کی ہیں اور فرق ادا اور وجوب کی شرطوں میں یہ ہے کہ ادا کی شرطوں کے نہ ہونے سے جمعہ آدمی پر واجب نہیں ہوتا
 اور وجوب کی شرطیں نہ ہونے سے ادا درست ہے ہر صاحب نہر الفائق نے ایک قطعہ عربی کا جامع شرائط وجوب و ادا کا نقل کیا ہے جو جگہ جگہ
 مترجم نے فارسی میں کر دیا اور وہ یہ ہے قطعہ شرط وجوب فصل و اقامت بلوغ دان + بیعتی است مردی و آزاد آدمی بعد از ان
 سلطان و دولت و خلیفہ جماعت ہم اذن و شہر + یادش پے ادا کن و گذار را بنگان + اس قطعہ میں چھ شرطیں ادا کی مذکور ہیں اور
 شارح نے خطبہ کا پیشتر نماز کے ہونا ایک شرط جدا قرار دی ہے اس لئے قواعد اوسات ہوتی الاول المصنوع ہوا لایسم اگر مساجد کے اہل
 الکافین ہا و علیہ فلو لکن الفکر محقق الظہر التوائ ذالک کے بعد پہلی شرط صحت کی شہر ہو یعنی وہ بستی جسکی سب سے بڑی
 مسجد میں اسکی باشندی جو جمعہ کے ادا کرنا حکم ہے نہ مساویں یعنی عورتوں اور لڑکوں اور مسافروں کے ہر اس قدر مسلمان ہوں
 کہ بڑی سے بڑی مسجد میں نہ آسکیں اور شہر کی اسی تعریف پرستوی ہو اکثر فقہاء کا کہنا ہے البتہ اس تعریف پر فتویٰ ہے سبب ظاہر ہونے
 سستی کے احکام میں ہم یعنی ظاہر مذہب کی تعریف میں حدود کا قائم کرنا شہر ہونے کی شرط ہو اور چونکہ حاکم متراون کے قائم کرنا زمین
 کو تا ہی اور سستی کرتے ہیں لہذا فتویٰ اس تعریف مذکورہ بالا پر ہوا کہ ادا کرنے لفظ طوسی و طارہ و لفظ لایسم کہ کل موضع لایسم و تا حد
 بقدر علی اقامۃ الحد و کما سہا فہما علقناہ علی المسئلۃ اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ شہر وہ بستی جو جس میں ایک حاکم اور ایک
 ہو کہ متراون کے قائم کرنے پر قادر ہو چنانچہ جنی اس کو منعم بیان کیا ہے لفظی الابحر کی شرح میں ہم امیر و قاضی سے مراد یہ ہے کہ اسی
 شہر میں ہنری ہوں یہ نہیں کہ کبھی دورہ کو چلے آتے ہیں اور قاضی اقامت حدود پر قادر ہو اسکی یہ معنی کہ گو بالفصل قائم نہ کرنا ہو
 مگر اقامت پر قدرت ہو اور شارح منہ نے اسی تعریف کو سمجھا ہے کہ ادا فی الشامی و فی الفہستأ اذن الحاکم ببیانہ و الجاحض فی المشتاق
 اذن بالجمعة اتفاقا علی ما قالہ الشخصی اذا اتصل بہ الحاکم صلاحتہ علیہ لفظ اور قہستانی میں ہے کہ اذن دینا حاکم کا دہلی جانا
 جامع مسجد کے قانون میں اذن ہی جمعہ کے لئے بالاتفاق اور اس بیان کے کہ کہا ہو اس کو سرخصی نے اور جب مجاہدی اس اذن کو
 حکم تو ہو جائیگا اذن جمعہ کا بالاجماع تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم قہستانی میں مذکور ہو کہ جمعہ پڑھنا نصبات اور بڑی کا قانون میں خصوص
 بازار ہوں فرض واقع ہوتا ہو بلا خلاف جبکہ مسجد جامع کے بنائے کا اذن حاکم یا قاضی سے دیا ہو یا جمعہ کے ادا کرنا حکم دیا ہو کیونکہ
 ادا اور جمعہ مختلف فیہ ہے نصبات اور بڑی کا نو زمین موجب مختلف فیہ ہے حکم حاکم ہو گیا وہ مجمع علیہ ہو گیا کہ ان فی الشامی مختصر و فکاحہ
 بکسر الفاء و هو لحوالہ الفصل ۱۰ و لا کما کسر ۱۰ ان الحال غیرہ لاجلہ معہ الی مکلف فی اللہ و رکض الخیل و المختار للفتنہ تقدیر
 بعزیم ذکرہ الاول لای شرط صحت جمعہ کی فساد مصر ہو بکسر فاد و فناد وہ جگہ ہو اگر شہر کے جو اسکو منافع کے لئے مثل دفن کرنے مردوں
 اور دوزانے گھوڑوں کے ہو خواہ شہر سے متصل ہو یا نہیں چنانچہ منعم بیان کیا ہے اس کو ابن کمال وغیرہ نے اور مختار فتویٰ کے لئے ادا کرنا
 اسکا ہو ایک فرسنگ یعنی تین میل ذکر کیا ہے اس کو دوا لوجی نے ہم شامی نے کہا کہ بعض محققین نے تو صرف فنا کی تعریف پر اکتفا کر کے مطلق
 چوڑ دیا ہے اسکی کچھ حد مقرر نہیں کی یعنی جس جگہ شہر کی کار آمد باتیں ہوتی ہوں وہ فنا جو جیسو گھوڑوں کا پیرنا اور دھانا اور مردوں
 کا دفن کرنا اور فوج کا جمع ہونا اور جائد ماری وغیرہ ہوتی ہو اور بعضوں نے اسکی مسافت بھی مقرر کر دی ہے اور مسافت کے
 باب میں تو قول میں کسی نے کہا کہ شہر کی آواز اس میں آتی ہو کسی نے کہا اذان سنائی دیتی ہو کسی نے کہا چار سو باغہ کا فاصلہ ہو

کسی نے پہلے کسی نے دو کسی نے تین کا یہی خوشنگ کسی نے دو فرسنگ کسی نے تین کا یہی اور چونکہ ہر شہر کے حاکم کے لئے مستحق
 ہونے سے اسلئے بہتر یہی ہے کہ صرف تعریف پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ سلطان و لو مستغنیان و امراء و فوجیوں کو باقاعدہ اقامت
 اور دوسری شرط صحت جمعہ کی بادشاہ کو اگرچہ متغلب ہو یا عورت پس درست ہو حکم کرنا عورت کا جمعہ کے قائم کرنے کو اور درست نہیں
 ہے قائم کرنا عورت کا جمعہ کو ہم متغلب ہو سکو کہتے ہیں جس میں امامت کی شرطیں نہ ہوں اگرچہ قوم اس سے واضی ہو جاوے یا جبکہ باغیان
 نہ ہو اور اقامت جمعہ سے مراد خطبہ پڑھنا اور نماز پڑھنا ہے تو عورت کے حکم سے دوسرا شخص اگرچہ وہ بائیں کرگا تو درست ہو اور اگر عورت
 خود خطبہ پڑھے یا نماز پڑھاوے تو درست نہ ہو گا کیونکہ وہ اقامت کے اہل نہیں شامی نے کہا کہ عورت جو بادشاہ ہوتی ہو تو تغلب ہی سے
 ہوتی ہو اسلئے کہ امامت کبر سے میں مرد ہونا شرط ہے تو شامی کو چاہیے تھا کہ آدھی جگہ دو کہتا یعنی اگرچہ تغلب عورت ہی ہو اور ماموں یا
 باقائمتہا ولو عبد او لی عمل نکیۃ وان لم یکن نکیۃ و افضلیہ باو شخص ہو جسکو بادشاہ وقت نے جمعہ کی اقامت کی اجازت دی
 ہو اگرچہ وہ غلام ہو کہ کیطرف کا عامل مقرر ہو جو اس غلام کے نکاح کو ہوتی اور مقدمات کے فیصلے جائز ہونگے کیونکہ جمعہ دونوں اور
 شخص کی طرف سے ہوتا ہے ہن جسکو ولایت ہو غیر ہر اور غلام کو تو اپنے نفس پر بھی ولایت نہیں غیر کیسی ہوگی کذا فی الطحاوی و اختلاف
 فی الخطبہ للفقہین من جملة الاحکام الاعظمہ او من جملة النامہ هل یقبل الاستثناء فی الخطبہ فیل لا مطلقا لے لخصر و اولی الا
 ان یفوض الیہ ذلك وقیل ان لخصر و یجوز والا لا وقیل لخصر یجوز مطلقا بلا ضرورة لانه علی شرف القواۃ لیس فیہ من کان لا یمن
 اذ نابا لا مطلقا فی لالة ولا كذلك القضاء اور اختلاف ہو متاخرین کا اس خلیفہ میں جو سلطان یا اوس کا نائب یعنی پاشا اور قاضی قضاء
 کیطرف سے مقرر ہو کہ اوسکو خطبہ پڑھنے کے لئے دوسری شخص کو نائب کرنا درست ہی یا نہیں یعنی بدون اجازت حاکم کے اپنا نائب کر سکتا ہو یا
 نہیں تو بعض نے کہا کہ درست نہیں مطلقا یعنی ضرورت نائب کرنے کی ہو یا نہ ہو مگر اوصورت میں کہ خلیفہ مذکور کو یہ امر حاکم کی طرف سے تفویض
 کر دیا گیا ہو تو خلیفہ کرنا درست ہو گا اور بعض نے کہا کہ اگر کسی ضرورت کیو جس سے ہو یعنی خلیفہ کسی مرض یا ضرورت سے وقت پر خطبہ نہیں پڑھ
 سکتا تو دوسری کو نائب کرنا درست ہو اور اگر ضرورت نہیں تو نائب کرنا بھی درست نہیں اور بعض نے کہا کہ ہاں درست ہے مطلقا یعنی
 اگرچہ بلا ضرورت ہو اسلئے کہ ادای جمعہ ایک وقت مقرر ہو تو ہونیکے سبب سے فوت ہو جائیکے کنارہ پر تو اجازت ادای جمعہ کی اذن ہو خلیفہ
 کو لینے کا بطور دلائل کے اور نہیں ہی ایسی قضاء ہم یعنی جمعہ کے ادا کے لئے ایک وقت میں ہی کہ وہ گزر جائی تو جمعہ جاتا ہی اسلئے جب حاکم نے
 ادا جمعہ کی خطبہ کی اجازت دی تو دلالتہ خلیفہ کرنیکی بھی اجازت ہوتی کیونکہ جمعہ تو حاکم جانتا ہی ہو کہ اقامت جمعہ میں مرض اور حدیث بھی
 خطبہ آسکتے ہیں تو بد دن خلیفہ کرنیکے جمعہ کیسی ادا ہو گا اور قضا کے لئے کوئی وقت خاص نہیں کہ اوسکو گزر جائے سے خوف اوسکو فوت کا
 ہو تو حکم دینا قضا کا اجازت خلیفہ کرنے کی نہ ہوگی کذا فی الشامی و هو الظاهر من عباراتہم فی البدائم کل من ملک الجمعۃ و اقامتہ
 خیرۃ اور خطیب کو مطلقا دوسرے کا خلیفہ کر دینا ہی ظاہر ہے فقہاء کی عبارتوں سے چنانچہ بالغ میں ہی کہ جو شخص مالک ہو جمعہ کا وہ اختیار
 رکھتا ہو انہی غیر کے قائم کرنے کا یعنی جو خود اقامت کر سکتا ہو وہ دوسرے کو نائب کر سکتا ہو فی الفقہ فی عقد الجمعۃ لان جو یأمن
 انما یستطیع اذن لا قاضی لخصر و ینبای السبی فی لا یشترط بعد ذلك بل الاذن مستصحب کل خطیب و تمامہ فی الجہاد کتاب جمعہ
 نے تمامہ الجمعہ میں جو تالیف ابن جرباش کی ہے مرقوم ہے کہ اقامت جمعہ کا اذن صرف مسجد کے بانی کے وقت شرط ہے اور اسکو بعد شرط نہیں بلکہ
 اذن ہر خطیب کو پسر میں ابن جرباش اور پھر بیان اسکا بحر الرائق میں ہے ہم نجدیم نون و سکون جیم نام کتاب کا ہے اور ابن جرباش میں
 جیم ذرا و مملہ صاحب بحر الرائق کے ہاتھ میں ہے حاصل مسئلہ کا یہ ہے کہ جب بادشاہ اول بار اقامت جمعہ کی اجازت ایک شخص
 کو دیدی تو اس شخص کو اختیار ہے کہ غیر کو اجازت دیدی اور وہ غیر دوسرے کو اجازت دیدی اس طرح اجازت در اجازت چلی جائی پھر من

غرضی ہوا اور طحاوی اور نرائشی اور صاحب مختار نے اسکو اختیار کیا ہے کیونکہ کسی صحابی یا تابعی سے جمعہ کے چند چار پرے کے بار بار ثابت
 نہیں اور شرح منیہ میں عدم جواز کو امام سیوطی پر رد روایت بیان کیا ہے اور نیز الفائق میں جادوی قدسی سے فتویٰ اسی قول پر نقل کیا ہے تو
 معلوم ہوا کہ یہ قول مذہب میں مستحسن نہ قول ضعیف اسی جہت سے شرح منیہ میں چار رکعتوں کے پڑھنے کو حنیفاً کہا ہے کیونکہ خلاف
 چند جگہ جمعہ کے جاز اور ناجائز ہونے میں قوی ہوا اگر بالفرض عدم جواز ضعیف ہو تب بھی خلاف سے باہر ہونا بہتر ہوتا ہے چہ جائیکہ
 قول مخالف ائمہ مذہب کا ہو کذا فی الشامی مختصراً فی بحشم الا بعد معنی اللطیف لکھنؤ طبع ۱۲۸۵ کت و فکا لا و حنی علیہ
 بکثیر الوقت فتنبہ اور بحکم الانہرین مطلب کثیر منسوب یہ ہے کہ زیادہ اعتبار اس میں ہے کہ نیت پون کر ہو کہ سب سے پہلا ظہر کا نیت ہے وقت
 پایا ہوا اور ابھی ادا کیا ہو اسکو کہ وجوب ظہر کا اس پر آخر وقت سے چوبیس آگاہ ہوا چاہے اس تحلیل میں غلط ہو کیونکہ وجوب ظہر اول وقت سے ہو کر
 اور اسلیو اس جگہ کو نہ الفائق میں ذکر نہیں کیا شارح اس میں بحر الرائق کا تابع ہو گیا ہے کذا فی الطحاوی اور فائدہ اس نیت کا یہ ہے کہ اگر جمعہ
 نہ ہوا ہو گا تو پہلا ظہر جمعہ کے روز کا ہو گا وہ اس نیت سے ادا ہو جائیگا اور اگر جمعہ درست نہ ہوا ہو گا تو سب سے پہلا ظہر تفسا نماز دن کا اس سے
 ادا ہو جائیگا کذا فی نقل ہوگی اور ترتیب شرح منیہ میں اس طرح مذکور ہے کہ اول چار سنتیں ظہر کی پڑھی پھر چار کعتیں حنیفاً پڑھے پھر دو سنتیں
 پڑھی اور چاہے کہ چار دن رکعتوں میں سورہ طحاوی اگر تفسا نماز اسکو ذمہ نہ ہوا اگر تفسا ہو تو پہلی دو رکعتوں میں سورہ غلاوی۔ بعض
 نسخوں میں منسبہ کی جگہ فقہی سے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ عبارت فقہی کی ہے کذا فی الشامی والثلث وقت للظہر فتبطل الجمعة
 بغير جمعة مطلقاً ولو لاحقاً بعد انقضاء وقتها و ذہبی علی المدح بکلان الوقت شرط الاداء لا شرط الاختتام اور سیری شرط ادا کی وقت
 ظہر کا ہو پس باطل ہو گا جمعہ وقت کے غلطی سے مطلقاً یعنی اگرچہ بعد شنبہ کے مقدار شہدہ کی وقت جائز رہے تب بھی جمعہ باطل ہو جائیگا تو
 مقتدی لاحق ہو گیا ہو جسب سوجا یا بہر کے مذہب مقتدی پر اسلیو کہ وقت شرط ہو ادا کی نہ شرط شروع کرنے کی ہم نوادریں ہو کہ مقتدی
 بہر کے سبب سے کہ جمعہ پر قادر نہ ہوا یا تنگ کہ امام نے سلام پیر دیا پر وقت عصر کا ہو گیا تو وہ جمعہ کی نماز پوری کر لے اسلیو شارح نے
 اس قول کو رد کیا کہ مذہب مقتدی یہ ہے کہ لاحق خواہ بہر کی جہت سے ہو یا سوجا سے اگر وقت ظہر کا نہ ہو تو جمعہ پورا کرے کہ باطل ہو گیا بلکہ ظہر
 تفسا پڑھی اسلیو کہ وقت ظہر ادا کی شرط ہے تو سب نماز وقت کے اندر ہونی چاہیے شروع کی شرط نہیں کہ صرف وقت میں شروع کرے نہ جاز ہو جائے
 کذا فی الطحاوی والاربع الخطبة في وقت قبل وصلة في وقت آخر اور چوتھی شرط صحت جمعہ کی خطبہ ہو وقت کے اندر پس اگر خطبہ وقت سے
 پہلے پڑھا لیا اور نماز وقت میں پڑھی تو جمعہ درست نہ ہو گا ہم خطبہ ضم خارجہ بمعنی مفعول ہو مشتق ہو خطبہ سے جسکی معنی دو شخصوں میں گفتگو ہونے
 کے ہیں کذا فی الطحاوی والثلث حسن کو لا قبلہ لان شرط الشئ سابق علیہ بجز جاعة تنقذ الجمعة ولو كان في وقتها او قبلها فلو خطب
 وحده لم يفسد الجمعة كافي المحرر في الطهارة لان الامر بالخطبة لا يفسد الجمعة والما ملى جعفر بن محمد في الخلاصة بانه يمكن خطبة
 طحاوی اور پانچون شرط صحت جمعہ کی ہونا خطبہ کا ہے پہلا نماز جمعہ سے اسلیو کہ شرط چیز کی اس سے پیشتر ہو اگر تہی خطبہ ہو دساتر ایسوں کو گون کے
 جس سے جمعہ ہو جاوے یعنی مرد بالغ اور عاقل ہون اگرچہ پہلے یا سونے ہو ہی ہوں سو اگر خطبہ پڑھنا اکیلا بدو کسی مقتدی کے حاضر ہونے کے تو
 درست نہ ہو گا صحیح تر قول کے بموجب چنانچہ بحر الرائق میں ظہر پیر سے اسلیو کہ حکم چنانہ کا ذکر کثرت نہیں ہے مگر اس ذکر کے مستثنیٰ کے لئے اور امور
 خطبہ جمع سے اور یقین کیا ہے خلاصہ میں اس پر کہ کافی ہے حاضر ہونا ایک مقتدی کا ہم یعنی آیت (فاشعروا لی ذکرا الہم) میں حکم سے کا بصیغہ
 جمع فار دی تو ایک کا حاضر ہونا کافی ہو گا اور بیرون اجرت ہون کے حاضر ہونے میں ہر چند شتتا یا انہیں جانا کر نماز آوری سے حکم کے حکم
 کی موجود ہو اسلیو خطبہ کا پڑھنا اور کئی سامعین ہوں اور قول خلاصہ کا صحیح نہیں ہے کہ حضور جاعت شرط ہے ہر ایک کا حاضر ہونا کیونکہ کافی ہو گا کذا فی الطحاوی
 لکن تحفیدہ او تحلیلہ او تبیینہ للخطبة والتمسک بالکراهة والاکتفاء بالثبوت ذکر کلیلہ اقلہ فذلک للشہار والواجب اور کافی ہے

[illegible]

[illegible]

شمارچ بنے گامی سویمیم نہیں اور سیرام سیکسکین میں ہوا سیرام سیکسکین میں ہوا سیرام سیکسکین میں ہوا
 صورت بھی شامل ہو گئی کہ جمہور کو بنایا ہو وہ دینی فاضل کی حیثیت سے ہوا اگر سیرام سیکسکین میں ہوا سیرام سیکسکین میں ہوا
 بنیوں کا ہے اور سیرام میں کہا کہ سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 حکم سی کا نہیں تو چاہیے تھا کہ اس کا ظہر اطل غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 لیکن غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 اور سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 معلوم ہوا کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 کم ہو جائیگی یعنی غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 یعنی حکم غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 بالجمہور والجمہور اور غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 جامع سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 یعنی غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 اذان اور غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 علی التواتر یہ ہے کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 اندہ ہوا کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 میں کہنے کے لئے میں یعنی متاخرین کے نزدیک اسے یہ بھی کہ کثرت اثر دام بعد وغیرہ میں بعد ہوا کہ اس قول کے بوجہ یہ ہے
 یا اس کو تشہید میں نہ مل سکیگا وہ گانہ تمام کو یہ شیخین کے نزدیک بخلاف امام محمد کے کہ اس کے نزدیک اگر ایک رکعت سے کثرت تو جہت تمام
 کرے بلکہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 ملے تو بالاتفاق دو رکعتیں پوری کرے لیکن فی التسلیم اتنا حدیث صحیحہ میں ہے کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی
 عید کا پانچواں روز کا یعنی تشہد میں ملنے کی صورت میں عید کی نماز امام محمد کے نزدیک نہ ہوگی بلکہ نفل پوری کرے اور عید کا طرح نہ
 پڑے بلکہ نماز اربعہ دن کے پورا کرے شامی نے کہا کہ تول اول جمیع یعنی بالاتفاق عید کا وہ گانہ پورا کرے وین شیخ محمد کا حکم
 بالاتفاق اول جمیع یعنی تشہد میں ملنے والا جمہور کی نہ ظہر کی بالاتفاق تو اگر ظہر کی نیت کرے گا تو اس کا
 اعتقاد اسے ہوا کہ بالاتفاق نہ الظاہر انہ لا فرق بین المسافر والساکنین ظہر ظہر عید کے نہیں فرق ہو سافر اور ساکنین
 نماز کے نہیں ہوا ظہر میں ذکر کیا ہے کہ اگر سافر تشہد میں جمیع کے لئے تو وہ چار رکعتیں پڑھے سطلو شامی نے ذکر کیا کہ
 سافر اور غیر سافر میں برابر شیخین کے نزدیک جمہور پورا کرے وانا خرج الامام من الجبل انک ان لا فرق بین المسافر والساکنین
 الجمع فلا مطلق ولا کلام الی تمام ان کان یزاد کر الملک کے الا جمیع اور جب امام محمد سے پہلے اگر مجرب ہو وہ تمام کا اثر اس پر
 نہیں پڑے کہ لہذا منبر جو کذا فی شرح الجہر تو اس وقت سے کہ کوئی نماز سے کلام خطبہ کی غامی تک اگر جب خطبہ میں ذکر ظہر کی
 قول کے بوجہ ہم مقابل قول اس کا جس کو جب ظہر کی کا ذکر خطبہ میں ہوا اس وقت تک کہ امام محمد سے پہلے اگر مجرب ہو وہ تمام کا اثر اس پر

یہ کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی سیرام سے سیرام کہ غازی

نہیں اور پھر دوسری خطبہ میں ایک سیر سی ہوا تو اسے میں پر چڑھے میں یہ بدعت شیعہ کی کذا فی الشامی طحاوی بحوالہ ابن
 قسطلانی کہ سنون میں نہر کا ہونا قبلہ کی باتیں ہیں اور امام کا سورہ مجید اور منافقون پڑھنا اور زامی کے ذکر کیا ہو سورہ اعلیٰ اور کاشانی
 کا پڑھنا کلاسیک از علیہ السلام خیر الخطیب لایمکن کتبی حلی مناسب نہیں کہ سوائے خطبہ پڑھنے والے کے دوسرے شخص نماز پڑھاؤ اسلئے کہ خطبہ
 اور نماز دو فرائض ہیں جن کو ہر شرط اور شرط میں اور شرط و بدون شرط کے پایا نہیں جاتا تو اسلئے دو نماز کا اعلیٰ ایک ہونا مناسب
 کذا فی الشامی خان قبل بیان خطبہ کے بآذن السلاطین بالتم جائز تھا کہ اگر ایسا کیا جائے کہ امام جدا ہو اور خطبہ جدا
 اس طرح کہ خطبہ پڑھے ایک لڑکا نابالغ سلطان کی اجازت سے اور نماز کو نبی بالتم پڑھاؤ تو درست ہو یہی مختار ہے ہم اس کے نبی
 قید اسلئے کیا ہو کہ یہ وہم نہ ہو کہ اس کے کا خطبہ پڑھنا جائز نہیں اور اذن سلطان کی قید خطبہ میں لگائی نہ نماز میں بلکہ معلوم ہو کہ خطبہ
 میں اذن شرط ہو نہ نماز میں کذا فی طحاوی لایمکن بالشفوعہ اذا نسی جہر من المصلیٰ قبل ان یصلیٰ وجہ وقت المصلیٰ کذا فی
 النامیۃ لکن عبادة الطهارة وغیرہا بلفظ دخول بدل کسر نہیں مضائقہ ہو مگر کاذن جمعہ کے جبکہ خطبہ جو شہر کی آبادی سے پہلے
 خطبہ جانے وقت ظہر کے کذا فی النامیۃ مگر عبارت نمبر ۱۰ اور اسکو سورہ دوسری کتابوں کی بلفظ دخول ہو عوض خروج کے یعنی آبادی سے
 خطبہ جانے پر شتر داخل ہونے وقت ظہر کے ہم سفری مراد ہو ایسی جگہ جانا جس کے باشندوں پر جمعہ واجب نہ ہو کذا فی الشامی وقال
 فی مشرح المنیۃ وللصیغۃ تکرر الشفوعہ اذوال قبل ان یصلیٰ لایکونہ قبل الزوال اور شرم منیہ میں کہا ہے کہ صمیم بھی ہو کہ سفر کا
 بعد زوال کے جمعہ پڑھنے سے پہلے کر وہ ہو اور زوال سے پیشتر کر وہ نہیں یعنی اسلئے کہ زوال کے پیشتر اور سپر جمعہ واجب نہیں ہم اس
 قول کو شامی نے نمبر ۱۰ کی تائید کے لئے بیان کیا اس پر غرض ہو کہ معلوم ہو جائے کہ خانیہ کا قول ضعیف ہو کذا فی طحاوی القدر کے اذا
 دخل الصلوة من ان فی المکت ثم دخل الیوم لزمته الجمعة والصلیٰ من ذلك الیوم قبل وقتا او بعدا لا یلزم مکت
 والله وان فی المکت من بعد لزمته هو الا لا وقت من المکت ان فی المکت الی وقت لزمته وقیل لا کانوا کافر بنی والا جب
 شہر میں جمعہ کے روز داخل ہوا اگر شہر میں اوسنی اس روز نیت ٹھہرنے کی کی تب تو اوپر جمعہ لازم ہوگا اور اگر اوسنی روز چلی جائے گی
 نیت کی جمعہ کو وقت سے پہلے یا پہچے تو جمعہ لازم ہوگا لیکن نہ الفائق میں ہے کہ اگر جانے کی نیت بعد جمعہ کی وقت کے کر لیا تو اوپر جمعہ لازم
 ہوگا اور نہیں تو لازم ہوگا اور شرم منیہ میں ہے کہ اگر ٹھہرنے کی نیت وقت جمعہ تک کر لیا تو جمعہ لازم ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ لازم ہوگا
 ہم شامی نے کہا کہ فردی بفتح فاء و سکون راء نسبت ہو فری کسب کا لا تلزم لوقد مر مسافر و یوم کسب عن لا یخرج یوم کسب و لا
 یوم کسب لایستلزم شہد جیسی جمعہ لازم نہیں اگر کوئی مسافر یا جمعہ کے دن شہر میں اس ارادہ سے کہ اس روز روانہ ہوگا اور پندرہ دن ٹھہرنے
 کی نیت کی یعنی اگر نیت اقامت کر لیا تو جمعہ واجب ہو جائیگا خطبہ لایمکن سیغہ فی بلد فقیہ کہ مکہ والا کلا کلا نام خطبہ پڑھے
 تلوار حامل کر کے اس شہر میں کہ تلوار سے فتح ہوا ہو جیسی کہ منظر ہو اور اگر تلوار سے فتح نہ ہوا ہو تو وہاں تلوار لیکر خطبہ پڑھی جیسی مدینہ منورہ
 سے فی الحکوی القدی کاذا فتح اللوحیون قاص الامام السیف فی یسارہ وهو مشکلی علیہ عادی قدسی میں ہے کہ جب موزن
 فارم ہو جائیں خطبہ کے سامنے اذان دینو تو خطبہ کہرا ہوا اور تلوار اپنی بائیں ہاتھ میں لیکر اوپر سہارا کر لے ہم طحاوی نے کہا کہ یہ
 قول مخالف ہو تحقیق بحوالہ ابن قسطلانی کہ یہ کہ اس میں تلوار کا حامل کرنا لکھا ہو لیکن صاحب نہ الفائق نے یہ نہ تو جیہ کی کہ تلوار کو حامل کر کے پھر شامی
 ترک زمین پر ٹھہرا کر اوپر ہاتھ کا سہارا دی تاکہ دونو بائیں حاصل ہو جائیں وہی خلاصہ ہے یکر ان یکن علی قوس او حصہ او خلاصہ
 میں ہے کہ مکہ وہ جو خطبہ کے سہارا لگا لگاں پر یا لاشی پر ہم علیہ میں خلاصہ پر عرض کیا کہ ابو داؤد کی حدیث سے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا خطبہ میں لاشی یا عصا پر سہارا دیکر پڑھنا ثابت ہے ہر مکہ وہ جیسی ہوگا بلکہ محیط میں ہے کہ جیسی کہ پڑھنا خطبہ میں سنت ہو

اسی طرح عساکر کا ایسا بھی سنون ہو کہ ان فی الشامی **فصل** مسائل متعلقات کے متعلق اللہ عزوجل نے ان کے خوف و خشیت سے
 ہونے کے لئے ایک شخص نے اذان پڑھنی اور وہ کہا کہ انا ہے تو کہنا ترک کر دی اگر خوف ہر جمعہ کے غنوی یا فرمن نماز کے فوت ہونے کا ترک
 کر دیا کہ اگر خوف ہو جماعت کے فوت ہو گیا کہ نہ ایسا کہنا جو کہ کسی کو باجی یا جسکی طرف آدمی کا دل مشاق ہو وہ خود ہی جماعت کے
 ترک کر دینا چاہئے گداز سننا فی سبیل اللہ والجمعة وحی فیہ ان منکم مقصد بالجمعة قالوا البسی الیہا وهذا فیما ان منک
 فی عبادتہ فالعبد للرحمہ یکرب ایک کا نود الا شہر کہ جلا جمعہ کے قصد ہی اور اپنی دوسری حاجات کے لئے اگر زیادہ تر مقصود اسکا جمعہ کا پڑھنا
 ہے تو اسکو جمعہ کی طرف مائل کا ثواب ملے گا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عبادت میں شرکت کرے یعنی دوسرا کوئی مطلب اور عین ملائے
 حاصل اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کرے تو اعتبار غالب ترک ہو گا مثلاً جم میں ارادہ تجارت کا کرے تو ثواب عبادت اور سبقت ہو گا کہ مقصود غالب ہو
 ہو کہ ان فی الشامی **الافضل** حقیقی الشہر قلم الطیف بعد ہر جمعہ بالون کا منہ دانا اور ناخن کا ترشوانا بعد نماز جمعہ کے ہم تارا خانہ میں
 کہا ہے کہ نماز جمعہ سے پیش بالون اور ناخن کا بنوانا اچھا نہیں کیونکہ جمعہ میں کیفیت جم کی سی ہو جس سے جم میں بعد فراغت جم کے ان کا بنوانا
 جائز ہو ایسی ہی جمعہ میں بعد نماز افضل ہے باقی بیان اس مسئلہ کا کتاب البحر والایات جلد چارم میں دیکھنا چاہئے **باب** فیما یجب من عبادت اللہ
 اور ہمارے فی الخطبہ ولہ فی حدیثنا ان لا یجوز الاخر جہ **الافضل** فیما یجب من عبادت اللہ من غیر ان مضائق نہیں گردن پر کو بھانڈنا بشرطیکہ اہم
 خطبہ شروع نہ کیا ہو اور بشرطیکہ کسی کو ایذا نہ ہو مگر یہ کہ اسکو سوار خالی جگہ کے انہو سامنے کوئی جگہ نہ ہو تو اس خالی جگہ کے برہنہ کو بھانڈنا جاو
 ضرورت کی وجہ سے ہم یعنی لوگوں سے بھانڈنا ایک محل میں تو خطبہ کی حالت میں جائز نہیں اسی طرح اور دنگو ایذا دینا درست نہیں کہ بھانڈنے
 میں کسی کا کپڑا یا دوسری چیز پر پورا نہ ہو اگر اگلی صف میں فرجہ چوٹا ہو اور اسکو ہرنیکے لئے کسی کو اس قسم کی ایذا دینی تو ضرورت کی
 وجہ سے درست ہو بشرطیکہ اور کوئی جگہ نہ ہو کہ ان فی الشامی **وکیفر** فیما یجب من عبادت اللہ من غیر ان مضائق نہیں گردن پر کو بھانڈنا جاو
 ہر حال میں یعنی خواہ ایذا کسی کو ہو یا نہ ہو مسجد میں سوال کرنے اور مسائل کے دینی میں اختلاف ہو کہ درست ہو یا نہیں نہر الفائق میں کہا کہ
 اگر مسائل نمازیوں کے سامنے کو گداز دینی اور نہ گردن کو بھانڈ دینی اور نہ اصرار کے ساتھ طلب کرے تب تو مانگنا اور اسکو دینا درست ہی ورنہ مکرر
 ہے کہ ان فی الزاویہ وسئل علیہ السلام عن ساعة لا یجوز فیها ما یجوز فی سائر الاوقات قال لا یجوز فیها ما یجوز فی سائر الاوقات قال لا یجوز فیها ما یجوز فی سائر الاوقات
 الیہ ذہب المسائل کما فی التنا خلیفہ اور حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا حال دعا کے قبول ہونے کی ساعت کا تو آپ نے فرمایا کہ وہ
 ساعت امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے لیکر اسوقت تک ہو کہ نماز کو پورا کر دیں یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ساعت عصر کا وقت ہے اور اس
 قول کی طرف گئی ہیں مشائخ چنانچہ تارا خانہ میں جو ہم معین میں ہے کہ جب تک اندر ایک ساعت ہو کہ جو مسلمان بندہ اس میں کھڑا ہو نماز پڑھ کر
 اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اسکو اللہ تعالیٰ وہ چیز عنایت ہی کرنا ہے اس ساعت میں اختلاف ہے کہ کونسی ہے اور سب احوال بالیس ہیں جن میں سے ہم
 قول صحیح ہیں ایک تو یہ کہ وہ ساعت خطبہ کیلئے بیٹھنے کی وقت ہے یا نماز کے پورا ہونے تک چنانچہ مسلم اور ابو داؤد نے حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے
 روایت کیا ہے تو اس قول کے بموجب دعا اپنی دل میں مانگی اسکو کہ خطبہ میں سکوت کا حکم ہو اور دوسرا قول یہ کہ ساعت مذکور جمعہ کی پہلی ساعت
 اسکو مالک اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے جابر اور ابن جریج اور ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور غالباً مشائخ کی مراد یہی صحت
 ہے جسکو شام نے وقت عصر سے تعبیر کیا ہے کہ ان فی الشامی **وکیفر** فیما یجب من عبادت اللہ من غیر ان مضائق نہیں گردن پر کو بھانڈنا جاو
 میں ہے کہ بعض فقہاء سوال ہوا کہ جمعہ کی رات بہتر ہے یا جمعہ کا دن تو انہوں نے فرمایا کہ جمعہ کا دن افضل ہے اسکو کہ رات کو فضیلت صرف
 نماز جمعہ کے باعث ہے اور نماز دن کو ہوتی ہے اور ذکر فی احکامات لا شہد انما اختص بہ یوم طہارۃ الکھف فیہ من جمیع عطفہ
 حل فیما یجب من عبادت اللہ من غیر ان مضائق نہیں گردن پر کو بھانڈنا جاو

کتابخانه

١٠

کجا ہو نہ بلا خدا اور نہ زوال تک تاخیر ہو نہ بعد زوال اور مسترد و سرور روز تک تاخیر درست ہو نہ اس کے پس وقت نماز عید کا وقت صحیح ہو نہ مثل اول
 کے جو اور دوسری روز نماز عید قضا ہوگی نہ ادا چنانچہ انجید میں مذکور ہو گا اور ہستانی نے دو قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ نماز و عید دونوں کی قضا ہوگی
 دوم یہ کہ ادا ہوگی اور شاید اسکا اختلاف ہو ورنہ ان کا کذا فی المطاوع و احکامہا احکامہا لکن ہذا فی تلخیص احوال مالک و ابو یوسف
 بلا حدیث مع الکرہۃ و یہ ای کے لئے بلکہ ہذا فی الکراہۃ فی الفطر للحدود و احکام علیہ فطر کے مثل حکم عید قربان کے ہیں نیز
 اور صفت اور شرط میں دونوں یکساں ہیں لیکن عید قربان کا تاخیر کرنا قربانی کے تیسرے دن تک یعنی بارہویں تاریخ کے زوال تک بدون عذر کو راست
 ساتھ درست ہے اور عذر کے ساتھ بلا کر راست تاخیر جائز ہے تو عید عید قربان میں کراہت کے دور کرنا مکروہ و طہری اور عید فطر میں نماز کی صحت کے
 لمی شرط ہے یعنی بدون عذر کے عید فطر کو دوسری روز پڑھنا درست نہیں و یکبر جہد التفاق فی اللہ فی قولہ للصلوۃ و علیہ علی الناس اللہ
 لاف الیست اور یکبر کے بعد آواز سے بالاتفاق رہتہ میں اور ایک قول یہ ہے کہ عید گاہ میں بھی تکبیر چھ سو کہی اور اس قول پر عمل ہو لوگوں کا آج یعنی
 عید گاہ میں تکبیر کہتے ہیں اور ایک روایت یہ ہے کہ عید گاہ میں تکبیر کے جب تک امام نماز نہ پڑھ چکے بعد نماز کے تکبیر کا کر کہ نہ تکبیر کیے کہ کے اندر
 یعنی سنون رہتہ میں یہ گہر میں اور بحر الرائق میں جو کہ وہ لکھا ہے تو کراہت کی وجہ کوئی معلوم نہیں ہوتی کذا فی المطاوع و یدبج تلخیص احوال
 وان لم یضرب فی الاصل ولو لکل لویکرا ای کے لئے کہ مستحب ہے کہ نماز عید صبح کے پہلے اگرچہ قربانی نہ کرے بھی تو قول میں اور اگر کہا لنگا تو
 اگر وہ بخیر ہو گا ہم یعنی جن چیزوں سے روزہ کا افطار ہوتا ہو اسے نماز کے بعد تک رکنا چاہیو کہ نہ صحابہ سے اخبار متواتر ہیں کہ عید قربان کی صبح
 کو لوگوں کو کھانا کھانے سے اور تیر خوار و کمود و ہر روز کہ تیر کھانے کذا فی المطاوع اور بخیر مانی قد جو شارحہ لکھائی تو اسکی مقتضی یہ کہ شاید کھانے میں
 کراہت تشریحی ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ بائع میں کہا ہے کہ اگر چاہو کھاؤ چاہو نہ کھاؤ مگر مستحب ہے کہ نماز ہو چلنے تک کھاؤ تاکہ قربانی میں کھانا
 ملے کذا فی الشامی و تعلیل الاضغیۃ و تکلیف التشریع و الخلیفۃ و تعلیم کہ خطیب قربانی اور تکبیر یا بد تشریق کو غلبہ میں ہم انجید میں ہمزہ اور
 کسر ہمزہ قربانی کو کہتے ہیں اور تشریق کے معنی گوشت کو دہوپ میں ڈالنے کے ہیں چونکہ ایام حج میں قربانی کا گوشت بہت سکھایا جاتا ہے اسلئے دہوپ
 تاریخ کے بعد نہیں دن یا تشریق کہتے ہیں مطاوع نے کہا کہ چونکہ تکبیر عرفہ کی فجر سے شروع ہوتی ہے اسلئے عرفہ سے پیشتر کے جمعہ میں اسکی احکام میں
 کہنے مناسب ہیں و وقوف لئیس بدو کسی فاقہ فی غیر ہا شہا بان اقلین لیس لشیء ہونکہ فی موضع الفی فتنہ اللہ مع العبادۃ من و ضی
 و واجد مستقیم یقید الاکاحۃ و قبل یسقط للکذا فی مسکین و قال الباقی لواجب من الشرف ذلک اللہ و لیس لہم العطل بل و وقوف
 کشفہ اس جان بلا کر اھو اتفاقاً اور ٹھہرا لوگوں کا عرفہ کے روز سوا عرفات کے و طوٹا بہت عرفات میں ٹھہرنا لوگوں کی کوئی عبادت نہیں شارح
 کہا کہ شئی نگہ ہر نفی کے نیچے تو عام ہو گا تبسوں عبادت یعنی فرض اور واجب اور مستحب کو بھی مجھے ٹھہرانا فرض ہے نہ واجب مستحب فائدہ و یکجا مباح ہو
 گا اور قول فصیح یہ ہے کہ یہ وقوف مستحب ہو ایسا ذکر کیا ہو ملاسکین نے اور باقانی نے کہا ہے کہ اگر لوگ جمع ہوں اس دن کی بزرگی اور عطف سخی
 کے لوہہ دن ٹھہر لے اور سر کو لوگوں کے تو درست ہے بلا کراہت بالاتفاق ہم شرح منہ میں کہا کہ عرفہ کے شام کو جو لوگ جامع مسجد و زمین شاہر کے باہر
 کسی مکان میں جمع ہوتے ہیں اہل عرفات کی مشابہت پیدا کرنے کو تو یہاں جماع کر دے ہاں اگر اس روز طلب باران یا اور کسی مطلب کی لڑجہ ہوں تو کو
 نہیں اور نعم القدر میں کہا کہ ادنیٰ یہ ہے کہ یہاں جماع اگرچہ بدون وقوف اور سر کو لوگوں کے جو تپ بھی کر دے ہوتا کہ عوام کے عقیدہ میں کوئی قربانی پیدا
 نہو اور دیر بخارجین اسکو کر دے لکھا ہے اور بحر الرائق میں کہا کہ ظاہر عبارت غایۃ السببان ہے جو کہ یہ فعل کر دے بخیر ہے اور نہ العائق میں ہے کہ
 عبادتین فقہا کی ناطق میں کہ کراہت کو ترجیح ہو اور دوسرا قول شاذ میں کذا فی الشامی و یجب تکلیف التشریع فی الاصل لایسبب ہمزہ و لان نماز
 علیہا لیکون قضا لا العید و واجب ہو تکبیر میں صبح تر قول میں ایسا ایسا سکھامور ہو چکے اور اگر زیادہ کہو ایک بار سے تو ہو گا جواب کہا ہے
 اور اسکو صبی نے ہم اصح کا مقابل ہے کہ تکبیر سنت ہے اور اگر تکبیر کا ایسی آیت میں ہو (وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ) یعنی ذکر و اللہ کا گنتی کے

کے یعنی اگر ایک پڑا دیکھا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور چلی جائی یہ بے ٹوٹی دشمن کے سامنے یعنی بعد دوسری سجدہ کے ایک رکعت پڑھنے کی صورت میں اور بعد النیات کے پڑھنے میں اور آدمی آٹھ ٹوٹی پس اونکو امام پڑھا دے باقی نماز یعنی جتنی نماز اسکو باقی ہو وہ اس ٹوٹی کے ساتھ پڑھ کر امام کیلئے سلام پھیرے بعد قعدہ اخیر کے پھر یہ آٹھ ٹوٹی دشمن کے سامنے جائی براہ استعجاب یعنی اگر بنائیں اور اسی جگہ بقیہ نماز تمام کر لیں تو درست ہو اور آدمی بے ٹوٹی اور اپنی نماز پوری کر بن بدو ن قرأت کے اسلام کو وہ لاحق میں اور لاحق کا حکم مقتدی کا سا ہو اور سلام پھیر میں پڑوہ آٹھ ٹوٹی آدمی اور اپنی بقیہ نماز تمام کرین قرأت کے ساتھ اسلام کو وہ مہسوق میں اور مہسوق اور مہسوق کا ایک حال ہو ہم صلوۃ خوف کی کیفیت میں علما کا اختلاف ہو اور مستحق میں ہے کہ جائزہ کیفیت سے ہو مگر اختلاف اس میں ہو کہ بہتر کونسی ہو اور قرآن مجید میں جو کیفیت مذکور ہے اس سے زیادہ تر قریب یہ صورت ہو جو باتن نے مذکور کی اور دو رکعت کی نماز میں سفر کی نماز بھی داخل ہے اور عید کی قید سے شارح نے آگاہ کیا کہ صلوۃ خوف مرتبہ فرعونین منحصر نہیں واجب میں بھی ہوتی ہو کذا فی الشامی مطاوی نے کہا کہ اگر دشمن بالغرض قبلہ کی طرف ہو تب بھی اس نماز میں کچھ فرق ہوگا اسطرطہ دشمن کے مقابل کی ٹوٹی اگر قبلہ کی طرف پشت کھو ہو تو کچھ عجز ہوگا اور دشمن کے مقابل جانا یا وہ مستر ہے اگر سوار ہو کر جائینگے تو نماز باطل ہو جائیگی دھذان متاذھن فی الصلوة خلفہ احیالاً فالاضل ان یرکع بکل طائفة امام اور یہ نماز اس کیفیت پر اور صورتیں ہو کہ مقتدی ایک ہی امام کے پچھو نماز پڑھنے میں جگہ اگر بن درہ افضل پھر ہو کہ ہر ٹوٹی طلحہ امام کے پچھو نماز پڑھو ہم یعنی ایک ٹوٹی دشمن کے مقابل رہو اور ایک امام کے ساتھ نماز پڑھے جب امام فارغ ہوئے تو یہ ٹوٹی دشمن کے سامنے چلی جائی اور دوسری ٹوٹی کے لئے امام کی اجازت نماز پڑھنے کی ہو کہ وہ انکو پڑھا دے اور وقت آتا ہو تو وہی صورت ہو جو اوپر مذکور ہوئی کذا فی الشامی وان اشتد خوفہم وغیرہن النزل فی الصلوة انما کان من یقاتل الامم فیہم الاقتداء بالامام الی حدیث قدیمہ للصلوات اور اگر زیادہ ہر خوف کو کو نکو اور عاجز ہوئے تو نماز پڑھیں حالت سواری میں تنہا رکوع اور سجدہ کو لکھو اشارہ کر کے جس طرف کو ان سے ہو سکے بسبب ضرورت کے شارح نے کہا کہ وہ شخص کہ امام کے پچھو سوار ہو ایک سوار ہی پر تو اسکا اقتداء امام کے پچھو صحیح ہوگا بسبب اتحاد مکان کے و حسنات جمعی غیرہم طاعت و سبق حدیث و کو مطلقاً و فی اکثر الاصل فی کرمیۃ مکیہ اور عید نماز فاسد ہو جائیگی یا وہ چلتی ہو دشمن کے سامنے صف باندھنے کے لئے ہو اور نہ بیوقوف ہو جو جانی کے سبب سے ہو اور فاسد ہوگی سوار ہوئے سے مطلق یعنی خواہ صف باندھنے کے لئے ہو یا دوسری مطلب کے لئے اور فاسد ہوگی بہت کشت و خون کر میں نہ تہوڑا لڑنے سے مثلاً ایک تیر چلانے سے فاسد ہوگی کیونکہ عمل قلیل ہو اور گہوڑی پر چڑھنا اور بہت لڑا چل کر تیر میں امن سے فاسد ہو جائیگی ہم مطاوی نے کہا کہ تیر چلانے کا عمل قلیل ہونا مسلم نہیں کیونکہ جو کوئی اسکو دیکھتا ہے جانتا کہ نماز نہیں پڑھتا و السلیح فی الحوائج امکنہ ان یرکع احضاراً مساعداً یأیدوا بالاعتقاد صلوۃ الماشی السائقین یصلون فی السجدۃ اور تیرنے والا دریا میں اگر اسکو ممکن ہو کہ اپنا عصا ڈھیلے کر دے مساحت بہر تو نماز پڑھے اشارہ سے درہ نماز صحیح ہوگی جب نماز زیادہ چلنے والی کی اور تلوار والی کی جبکہ تلوار سے مارنا ہو کہ انکی نماز بھی صحیح نہیں **فروع** مسائل لمحہ شارح کے الواکب راجح ان مطلقاً صلوۃ و ان کان طالباً لا لاعداء خوفہ سوار اگر مطلوب ہو یعنی اس کے پیچھے کوئی کھڑے کو آتا ہو تو اسکی نماز درست ہو سوا اگر پرا در اگر طالب ہو یعنی خود دوسری کو کھڑے جاتا ہو تو سواری پر اسکی نماز درست نہیں اسلام کو وہ اسکو کچھ خوف نہیں شرجی اشد و کتب العدل و لہجۃ الحوائج و عکسہ جائز کو کون نے نماز خوف شروع کی پھر دشمن چلا گیا تو انکا اپنی جگہ سے ٹلنا درست نہیں یعنی ہر ٹوٹی جہان کی تہاں نماز پڑوہ کذا فی الشامی اور اسکا کھس ہو تو درست ہو یعنی شروع کیوقت خوف تنہا پھر ہو گیا تو اس صورت میں اگر کچھ لوگ دشمن کے مقابل پہلے جائینگے تو یہ جانا نماز کا مکمل نہ ہوگا بسبب نہ کو کذا فی المطاوی لا شرج صلوۃ الخوف للناصر فی سفیر کافی الطہارۃ و علیہ فالاصح من البقاء مشرور نہیں نماز خوف پڑھ

نفس کے لئے جو اپنی سفر کی جہت ہو گناہگار ہو چنانچہ غیر یہ ہیں اور اس بنا پر نماز خوف باغیر نسی درست نہ ہوگی ہم یعنی جس شخص کا نفس سفر
محببت ہو جس پر رہنری اور بغاوت کے لئے سفر کرنا تو اس کی صلوٰۃ خوف جائز نہیں کذا فی الشامی علیہ الصلوٰۃ والسلام ص ۱۸۸
فی اس لم ذات الرقاق وبلین نخل الحصفان وذی قح ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف چار مقام پر پڑھی اول
غزوہ ذات الرقام میں دوم بلین نخل میں سوم غزوہ عسفان میں چہارم غزوہ ذی قرد میں ہم ذات الرقام کے معنی یونہی دن والا
اس غزوہ کا نام ذات الرقاق اسلئے ہوا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بخاری میں روایت ہے کہ میں نے غزوہ میں ہمارے پانچویں ہو گئے تھے اور انھوں
کو گئے تھے تو ہم پانچویں تھے تو اس سبب سے اسکو ذات الرقاق کہا یہ غزوہ تیسری سال ہجری میں غزوہ خندق سے پہلے ہوا تھا اور
بلین نخل ایک جگہ کا نام ہے اور عسفان بردن عثمان کے بعد وفضل البقیع تھا اور ذی قرد بقیع تھا وادال پہلہ ایک مقام ہے یہ
کے قریب اس غزوہ کو غزوہ غایہ بھی کہتے ہیں یہ غزوہ ہشتادویں ہجری میں ہوا مطاوعی لکھا کہ امداد الفتح میں حاوی سے منقول ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف چوبیس مرتبہ پڑھی اور شام چار مقام لکھا ہے تو یا یہ مراد ہے کہ چار بار غزوہ وغیرہ اتفاق ہوا اور میں
دوسرے مقاموں میں یا یہ کہ ان مقاموں میں چوبیس نماز خوف کی پڑھیں واللہ اعلم

باب ۱ صلوٰۃ الجنائۃ یہ باب ہو جنازہ کی نماز اور اسکو کواحق کے ذکر میں ہم مناسبت اسکی مانیں
یہ ہے کہ خوف و قتال کہی نوبت موت کی پہنچاتے ہیں اور اسکو بھی اسلئے یا لکھا کہ یہ نماز ہر صحت سے نماز نہیں کیونکہ ہر کوم اللہ سجدہ اور اذان
و تکبیر کے ہوتی ہے دوسری جگہ کہ یہ نماز آدمی کے آخر حال سے متعلق ہے کذا فی المطاوعی من اضافۃ الشیخ الی مسیکبہ نماز کی اضافت جنازہ
کی طرف جزیری کی اضافت ہے اپنی سبب کی طرف یعنی میت سبب ہو اس نماز کا دوسری بالفتح للیت بالکسر المجرى وقیل الجنائز اور جنازہ ہجرت
مردہ کو کہتے ہیں اور کسر ہیم چار بائی یا ناوت ہے جس پر مردہ ہوتا ہے اور جسکو نفس کہتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ہجرت اور کسر دو نومردہ کو
کہتے ہیں کذا فی الشامی والموثقتین مختلفتین مختلفتین مختلفتین وقیل حدیثاً در موت ایک کیفیت وجودی ہے پیدا ہوتی ہے زندگی کے
مقابل اور ایک قول یہ ہے کہ کیفیت عدمی ہے ہم موت میں اختلاف ہے کہ وجودی چیز ہے یا عدمی جو وجودی کہتے ہیں ادنی دلیل یہ ارشاد
خداوندی ہے خلق الموت والْحَیٰوۃ یعنی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو تو چونکہ پیدا کرنا ایک چیز کا موجود کرنا ہے اس سے معلوم ہوا
کہ موت وجودی چیز ہے اور اس میں اور حیات میں مقابلہ ضدین کا ہے کہ دو جمع نہیں ہو سکتیں اور جو لوگ عدمی کہتے ہیں ادنی دلیل یہ
ہو کہ زندہ چیز سے مراد حیات کو نیست کرنا ناموت ہے تو عدمی ہو اور ان میں مقابلہ عدم اور ملکہ کا ہے اور اگر تحقیق نے دوسری قول کو
یعنی عدمی ہونے کو اختیار کیا ہے اور آیت کے معنی یہ ہے کہ ہم قدر کیا موت اور حیات کو کذا فی الشامی فی وجہ الاختصاص ص ۱۸۸
استدلالاً قد مر فی ص ۱۸۸ والحقنا صغیرہ القبل علی عینہ فی السنتین پہر جاوی وہ شخص جو مرے ہو تو قبلہ کی طرف رہی
کر وٹ پر ادھر پہر نہ پہر اسنت ہے شارح نے کہا کہ علامت موت کے قریب ہونے کی یہ ہے کہ پانچواں اسکی ڈھیلے ہو جائیں لکھا کہ انسا ٹیرا ہو
اور کہ بیان اند کو دیکھائیں ہم مطاوعی نے کہا کہ مختصر بعینہ ہم مفعول ہے یعنی جس پر موت حاضر ہوئی یا فرشتہ موت کے آ موجود ہو
فوجا لا الاستغناء علی ظہرہ وقد ماہ اللہ ارجو للعنا د فی زعمائنا و لکن ہذا داسہ قلیل لا یتیح القبل وقیل یؤخضم کالیشک
الاخضر فی اللیت وان شق علیہ ذاک علی حال اللجیم لایجوزہ صراج اور جائز ہے جہت لانا پشت پر اور صورتیں کہ دو نو پانچواں اس کے
قبلہ کجانب ہوں اور یہی صورت رائج ہو ہمارے زمانہ میں لیکن اسکا سر تھوڑا سا ادبہار دیا جاوے تاکہ جانب قبلہ اسکا منہ ہو جاوے آسمان
کی طرف تر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے جطرم بن سکو صحیح قول کے بموجب یعنی داسہ کر وٹ پر ہو یا بائیں پر یا بچت
لٹانے سے اسو اسطرم منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے جو تخیم کی ہے اس قول کی مستثنیٰ میں اور اگر قبلہ رخ کر نہیں اسکو کلیت ہو تو اپنی حال پر چوڑ

بَابُ صَلَاةِ الْجَنَائِزِ

بہما یستحقان لو کان امرًا واجراً لا یفعل اور دہویا جاسی سراوسکا اور وارہی اوسکی گل خیر سو اگر میر ہو ورنہ صابن سو اور اوسکی مثل
یہے ملانی مٹی وغیرہ سو یہ حکم اور صورتیں جو کہ چہرہ اور سر پر بال ہوں یہاں تک کہ اگر وہ شخص پریشان ہو یا سر پر بال نہ رکھتا ہو تو پھر دہویا
جادوی شارج نے کہا کہ خطی ایک گھاس سے عراق میں اور ہندوستان میں گل خیر و کھانا جو دیکھیں علی کیا کہ لیتا ہے یہ فیض
حق تعالیٰ اللہ الی اللہ منہ ثمر علی عینہ و کذا لہ ثمر علی سبیل سئل بالبنک للمفعول الیہ و عینہ بطنہ و رقا و ما حیر منہ
میلہ فریدل تعادہ یقیمہ علی شقہ الا یسر و یفسل و ہذا مسئلہ ثالثہ لیحصل اللسن و یقیمہ علیہ اللہ عند کل انجاء ثلاثہ
لما مر ان نزاحلہا و تفق جازا ذالواجب سکرہ اور لٹا یا جادی مردہ اپنی بائیں کروٹ پر تاکہ پانی اول اوسکی داہنی جانب پر پڑے پھر
نہلا یا جاد یہاں تک کہ پانی بدن کے اُس حصہ پر پونچھ جو تھمہ سولاحی پیر داہنی کروٹ پر تاکہ اسطرح پانی ڈالا جادی کہ دوسری طرف تک
پونچھ جادی پیر مردہ کو ٹھلائے یعنی نہلا نیوالا اپنا سہارا دیکر اور سونے اوس کے پیٹ کو نرمی سے اور جو کچھ مردہ سو خارج ہو
نہلا نیوالا اوسکو دھو ڈالے پیر پٹھانیکے بعد اوسکو بائیں کروٹ پر تاکہ غسل دی اور بہت سیری بار کا غسل ہو تاکہ عدد سنون حاصل
ہو جادی یعنی تین بار نہلا ناست ہو وہ اس مرتبہ ہو جائیگا اور ہر لٹانے کی وقت مردہ پر تین بار پانی ڈالا جادی اوسکو جو جس کی گندی یعنی
سنون تین بار دھونا ہو اور اگر تین بار سے زیادہ ہر دفعہ میں پانی ڈالیا یا کم تب بھی غسل درست ہو گا اسلئے کہ واجب تو ایجا کر دینا
ہو تاکہ کھانہ کہ مسند البینہ میں جو شارج پہل لکھا نہا کہ اگر چہ شہید یا بانی ڈالنا چاہیے لیکن کھانہ کہ اول بائیں کروٹ پر تاکہ پانی ڈالنا چاہیے تو
پہلا بیان مجمل تھا اوسکی تفصیل بیان کر دی کہ اسطرح ڈالا جادی یعنی تریب دار اسطرح ہے کہ جب وضو سو فراغت ہو تو سر اور وارہی ہونی
جادی اور اب کے بعد بائیں کروٹ پر تاکہ وہ پانی جسمین بری کے پی جو ش دھو من ڈالا جادی کذا فی الشامی مختصراً لا یفادصلہ ولا
وضوہ بالخراج منہ لان غنہ لہما واجب لوضع الخنثی اقلانہ مالکوت بالفتیۃ کسائر الخیوان والحدود مویۃ الا ان للسلۃ
بالغسل کما لہ وقد حصل فی شعی عجم اور اوسکو غسل اور وضو کا اعادہ کیا جادی بسبب راجح کے اوسکے بدن سے یعنی اگر میت دبا
سو کوئی نجاست خارج ہو تو اس سے غسل یا وضو دوبارہ ضرور نہیں اسلئے کہ نہلا نامیت کا حدت کے دور کر نیکی لہو واجب نہیں ہو اگر نہلا
وہ تو موت کے باعث قائم ہو بلکہ اس سبب سے نہلا نا واجب ہو اس کی میت ناپاک ہو گیا ہو مثل دوسری حیوانون دھوی کے مگر یہ کہ مسلمان
پاک ہو جاتا ہو نہلانے سو اوسکی تعلیم کی جیت سو اور یہ ظہارت تو نہلانے سے ہر چکی کذا فی المحر و شرم مجہم یعنی مردہ کا نہلا نا اس غرض سے
ہو کہ مرنے سو ناپاک ہو جاتا ہو تو جب نہلا دیا اوسکی نجاست دور ہو گئی اب جو کوئی نجاست اوسکی بدن سے نکلیگی تو صرف وہی مقام دھو ڈالا جادی
سار می غسل کا اعادہ ضرور نہیں اور مردہ کا نہلا نا حدت کے دور کر نیکی لہو نہیں کیونکہ موت خود ایک حدت ہی جو در نہیں ہو سکتا
و یستشف فی ثوبہ یجعل الخنثی و یقیمہ علیہ العطر للربک من الاشیاء الطیبۃ خیر عفو ان و در من لکراہتہا للرجال یجعلہما ان
الکفر جمل علی اسہ و لہیتہ نذرا و لکافر علی مساجد کراہتہا اور نہلا نیکی بعد خشک کیا جادی کسی پاک کپڑے سے اور خنوط ملا باسے
اوسکو سر اور وارہی پر براہ استحاب اور کافر ملا جانی اوسکو سجدہ کی جگہوں میں یعنی جو مقام سجدہ میں زمین پر پڑتی ہیں اور وہ ماتھا
تاک اور تھیلیاں اور ٹھنڈی اور پانون میں ان پر کافر ملا جانی ان کی تعلیم کے لہو تاکہ جلد طوہاک نہوں شارج نے کہا کہ خنوط بفتح
حار جلد وضو نون عطر کب ہو خوشبودار چیزوں سے سو امی زعفران اور درس کے بسبب کر دہوئے ان دو نوجیزوں کے مرد و نکو اور
زعفران اور درس کو کفن میں رکھنا جالت ہو ولا یسرح ستورہ ایستہ لہ قنہ لایفعل علی اللکسولہ لا شکرہ ولا یجتن اور مرد
کے بالوں میں کنگھی نہ کیجاوی یعنی کنگھی کرنا کر دہوئے عمر میں ہے اور نہ کتری جائیں ناخن اوسکو سوای توئے ہوئی ناخن کے کہ وہ کتر کر سپیک دیا
جائی اور نہ بال کتری جائیں اور نہ خنہ کیجاوی ہم نہر الفان میں ہیں کہ بعد موت کے تزئین جائز نہیں اور اگر بال یا ناخن کاٹے جائیں تو

میں مرد کے ساتھ رکھ کر جو بائیں کدائے آہستہ کی دکان میں جملہ عقلی علیٰ سبکہ روئی نکالنے لگا۔ وہ قبلہ رو تھا۔ اور وضو کر کے
 نہیں روئی رکھنے کا مردہ کے چہرہ پر اور اسکو سر اور خون میں مشام باخا نہ اور شباہ اور کان اور منہ میں ہم شرمکا ہو نہیں روئی
 رکھ کر بعض علماء نے پسند نہیں کیا اور شارح لا باس کہہ کر اشارہ کیا کہ روئی کا نہ کرنا بہتر ہے کذا فی الشامی و یوضہم بدلاہ فی جامعہ کبیر
 حدیث لا یمس علی الکھنار ابن مالک اور کہو جائیں دو نو ماتہ مردہ کے اوسکے دو نو پہلو میں نہ اوسکی چاتی پر اسکو کہ چاتی پر ماتہ
 رکھنا کفار کا طریقہ ہے یعنی جو سر کا ذکر کیا ہے اوسکو بن ملک نے دینیم زوجہا من جنسہا اوسکا منظر الیہا علی الاصح
 منہ و قالت الاثمۃ الثلاثۃ یعنی لان علیا عسل فاحمہ دفعی اللہ عنہا قلنا کذا لعمولک لعلہ یقللہ فی حلیہ علیہ السلام کل سبک
 نسبیہ یقطع بالموت والاصبی و کسبی ہم آن بعض الصحابہ انکروا علیہ شرح الجمع للعینی اور منہم کیا جائی شوہر مردہ عورت کا حوت
 کے نہلانے اور ماتہ لگانے سے نہ اوسکی طرف نگاہ کرنے سے یہ قول کے بموجب کذا فی البینہ اور منہم امامون نے فرمایا کہ نہلانا جائز ہو
 اسلام کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا ہم اسکو جواب میں کہتے ہیں کہ یہ نہلانا حضرت مرتضیٰ کا معمول ہو زوجت کے فاسخ
 پر سبب فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سبب اور نسب جاتا رہتا ہو موت سے مگر میرا سبب اور نسب کہ وہ نہیں جاتا علاوہ
 اسکو بعض صحابہ نے اس نہلانے کا حضرت مرتضیٰ پر انکار کیا ایسا نہ کہ وہ یہی عینی کی شرح مجمع میں ہم غایہ میں ہی کہ اگر عورت کا محرم ہو تو
 وہ اوسکو اپنی ماتہ سے تیمم کرادی اور اگر اجنبی ہو تو اپنے ماتہ پر تھیلی چڑھا کر تیمم کرادی اور اوسکو ماتہ نہ دیکھی لیکن اگر اجنبی خاندان ہو
 تو اوسکو جائز ہے کہ ماتہ دیکھے اور یہ غالباً اس نظر سے کہ دیکھنا بہ نسبت ماتہ لگانے کے خفیف تر ہے اور حضرت فاطمہؓ کو غسل
 کو شرح مجمع میں جو خود مصنف مجہ کی بی بیون لکھا ہے کہ آپکو حضرت ام امین نے غسل دیا تھا اور حضرت مرتضیٰ کا کفرت جو منسوب ہوا تو اسکی
 وجہ یہ کہ اوسکی تمام سامان کے آپ مشکف ہوئے تھے اور اگر بالفرض آپ کا نہلانا ثابت ہو تو یہ آپکی خصوصیات میں سے ہی کہونکہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فاطمہؓ تمہاری زوجہ ہیں دنیا و آخرت میں اور حدیث جو شارح نے بیان کی وہ بھی دلیل خصوص سے
 سبب مراد اوس میں قرابت سببی جو جسی زوجت اور دامادی ہوا اور سبب مراد قرابت نسبی ہے کذا فی الشامی مختصر اوجی کا عنہم میں
 ذلک ولو ذمیۃ بشیخ بقاۃ الزوجۃ بخلاف ام الولد والذمیۃ والکاتبۃ فلا ینکحونہ ولا ینکحن علیہ المشہور رجحتہ اور عورت نہ
 منع کیجا وہ اپنے خاندان کے نہلانے سے اگرچہ ذمیہ یعنی کتابیہ ہو بشرط باقی رہی نکاح کے بخلاف ام ولد اور مدبرہ اور مکاتبہ کے کہ
 یہ بیہنوں نہ آقا کو نہلا دین اور نہ آقا کو نہلا دے روایت مشہور ہے بموجب کذا فی الجعفیہ ہم یعنی ام ولد اور مدبرہ میں بعد مرتبے
 ملک باقی نہیں رہتی جو موجب حلت وطی نھی اور بطرم مکاتبہ بعد ادا کرنے زر کتابت کے آزاد ہو جاتی ہے شامی نے کہا کہ نہیلونہ
 بعینہ جمع مذکر غلط ہے صحیح نفیلونہ بعینہ جمع مؤنث چاہیے والمعتبر فی الزوجۃ صلاحیتہا حالۃ الفسول حالۃ اللوث فہم من غسل
 لو بآنت قبل موتہ اور اذت بعد الاثمۃ اسکت او مسکت ابۃ بشہوۃ لوزال الذکر کلمہ اور معتبر زوجہ میں قابل ہونا اوسکا ہی غسل کیوقت
 نہ موت کیوقت تو منع کیجا دگی وہ عورت شوہر کے نہلانے سے جو بائیں ہوئی ہو شوہر کی موت سے پیشتر یا مرد ہوئی اوسکی موت کے بعد پھر
 مسلمان ہو گئی یا چولیا شوہر کے بیٹے کو شوہت سے سبب بن جائے ان عورتوں کے نکاح کے ہم یعنی پہلی صورتیں زوجت وقت موت
 کے باقی نہیں اور پہلی صورت تو نہیں موت کیوقت نکاح تھا پھر جاتا رہا مطاوی نے کہا کہ شارح نے فی الزوجۃ بار نسبت کھنا سبب
 یہ تھا کہ فی الزوجۃ بدو ن ہی کے کہتا و حجاز لہا غسلہ لو اسلم زہرہ لیسۃ فبات فاسکت بعد الخلق و متہا فحقتہا احسن لہا
 بحالہ الخیونہ اور جائز ہو جسی عورت کو نہلانا اپنی شوہر کا اگر وہ مسلمان ہو کر مر گیا پھر وہ مسلمان ہوئی بعد اوسکو سبب حلال ہوا لیکن
 ماتہ لگانے کے اس صورت میں حالت زندگی کا لحاظ کر کے ہم یعنی اگر شوہر مسلمان ہو کر زندہ رہتا اور اسکی مسلمان ہونیکے بعد انکی زوجہ

نفسہا حالہ

و مومن سو اسکو لکڑیا مانگین پھر اگر اس کپڑے پر کچھ باقی بچو تو حد قد و نیو والیکو و پس کر دین اگر معلوم ہو کہ نہ کچھ باقی رہے تو اس کو کھڑا کر دینا
 اور اگر معلوم نہ ہو یا وہ واپس نہ لے تو اس بانی کپڑے کو اس مرد کی طرح کسی اور مجلس کو کفن دین اور اگر نہ ہو اس مرد کو اس طرح کفن دینا
 کپڑے کو خیرات کر دین کذا فی الجہتے اور ثواب کہنے سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ رواف کا وہ نہ صرف کفن ضرورت کا مانگنا واجب ہے نہ کفن
 کفایت کا خطا دی ہے کہا کہ کفن دنیا فرض کفایہ ہے اگر وقت کا نہ ہو تو سب گناہ پر گنہگار ہو گا لو کان فی مکان لیس فیہ الا واحد لیس لہ الا ثوب واحد
 و لا یلزم تکلیفہ بیدار اگر مرد و بیسی جگہ جو حسین صرف ایک شخص ہو اور اس ایک کے پاس بھی سوا ایک کپڑے نہ ہو
 اور وہ سزا نہ ہو تو اس پر لازم نہیں کفن دنیا اس مرد کا اس کپڑے سے کہ کو تک زندہ زیادہ حاجت مند ہو و لا یخرج الکفن من طاعت التبرع اور کفن
 احسان کر نیوالے کی ملک سے خارج نہیں ہوتا تو اگر مرد کو مشک کوئی دندہ کہا جاوے تو اس کا کفن اہل مال کو پونچھا مرد و کا عادت نہیں
 پا سکتا کذا فی الشامی و الصلیح علیہ صنفان فرض کفایہ و لا یلزم تکلیفہ بیدار اگر وقت کا نہ ہو تو سب گناہ پر گنہگار ہو گا لو کان فی مکان لیس فیہ الا واحد لیس لہ الا ثوب واحد
 کفایہ اور جنازہ کی نماز کمال یہ ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے سبب جلع کے تو کافر ہو گا اس کا انکار کر نیوالا اسکو کہ اسنو انکار کیا اس امر کا جو
 اجماع سے ثابت ہو تو اگر مرد و جنازہ کا وہ کفن کرنا اور اس کا نہ ہونا اور سامان دنیا کہ یہ چیزیں بھی فرض کفایہ ہیں ہم شارح و اتان
 نے نماز کی صفت اور شرطین اور دکن اسنستین اور اسکی کیفیت اور اسکو لکڑیا زیادہ سختی سے کفایہ کیا مگر سبب وجوب اور وقت اور صفت
 کا ذکر نہیں کیا پس سبب نماز جنازہ کے واجب ہے جو کا مسلمان مرد ہے اور وقت اس نماز کا حاضر ہونا جنازہ کا ہے اور جو چیز اور نماز و کئی مقصد میں
 وہی اس نماز کی مقصد ہے بجز عورت کی برابری کے کہ وہ نماز جنازہ کی مقصد نہیں اور مرد و وقتوں میں یہ نماز مردہ ہے اور اگر امام اس میں
 بی وضو ہو جاوے تو اسکو غلیفہ کرنا درست ہے کذا فی الشامی و صنفان فرض کفایہ و لا یلزم تکلیفہ بیدار اگر وقت کا نہ ہو تو سبب گناہ پر گنہگار ہو گا لو کان فی مکان لیس فیہ الا واحد لیس لہ الا ثوب واحد
 بل غسل اخص علیہ الاکستفہا و شرطین نماز جنازہ کی جگہ میں اول مسلمان ہونا مردہ کا دوم اسکا پاک ہونا یعنی سکون اور کسب و
 ایکن کا پاک ہونا اور طہارت اسوقت تک شرط ہو کہ اسکو مٹی نہ چسائی اور مٹی دینے کے بعد اسکی قبر پر نماز پڑھی جائے بدون غسل کے اگر کسی
 بیشتر نماز پڑھی گئی ہو قبر پر نماز پڑھنا بوجہ تسخیر کے حرم و جہ تسخیر کی یہ ہے کہ اول نماز جو تکہ بدون طہارت ہوئی تھی باوجود قہر
 کے اسکو جائز نہ ہوئی اور اب دفن کر دینے کے سبب سے طہارت مستعد ہو اسکو قبر پر نماز درست ہوگی کذا فی الطحاوی و فی القنیۃ الطہارۃ
 من النجاسۃ فی ثوب و بدن و مکان و مسکن و غیرہ فی حق المیت و الامام جیسا قلوا ان بدلا طہارۃ و القوم جائعین و یبکون کلامہ و تنسیہ
 میں ہے کہ طہارت نجاست سے کپڑے اور بدن اور مکان کی اور چنانچہ برکتی کا شرط ہے میت اور امام دونوں کے حق میں پس اگر امام ہو بدن
 طہارت کے اور مقتدی طہارت کے ساتھ ہوں تو نماز پھر سے پڑھی جاوے اور اسکے مجلس میں یعنی مقتدی نے وضو ہوں اور امام وضو
 اعادہ کیا جائے اسکو کہ صرف امام کی نماز سے سبکے ذکر سے فرض ساقط ہو جائیگا اور پہلی صدقین امام کی نماز پر اور دکنی نماز مبنی ہے جب
 اسکی تہوئی تو کسی تہوئی ہم طہارت مکان و فرض چار پائی کا پاک ہونا ہے اگر مردہ چار پائی پر ہوا اگر زمین پر ہو تو زمین کا پاک ہونا مردہ
 اور کپڑے اور بدن ابتدا میں پاک ہونا شرط ہے تو اگر بعد کفن کے مردہ سے نجاست ٹھکرا کفن پاک ہو جائے یا بدن مردہ کا نجس ہو جائے تو دفع
 حرم کے لکھو یہ نجاست مانع نماز نہیں بان اگر پہلے سے پاک کپڑے کا کفن دیا جائیگا تو نماز درست نہ ہوگی کذا فی الطحاوی و کذا فی الوقت الامم
 و لو انما یسقط لہ فترہا بسوا لحدی جسے اگر امام ہوئی عورت نماز جنازہ میں اگرچہ نوڈی ہو تو نماز کا عادیہ نجاسات سے سبب ہو جائے
 فرض نماز کے ایک شخص سے یعنی نماز جنازہ و اگر مرد یا عورت کے پڑھو جو فرض ساقط ہو جائے تو اگر حدت امام ہوگی مرد کی تو مرد کی نماز نہیں
 اور عورت کی نماز سے فرض ساقط ہو جائیگا و جہ من الشرط و لایحی الامام تا ان لا یصلح لہ کفن و یتیمہ و کفی من الکفر لیس لہ الا ثوب واحد
 و کفی للقبائلہ باقی را شرط نہیں ہے بالغ ہونا امام کا اسکو سوچ لے یعنی یہ سبب سبب شرط ہو اور جو شرط موجود ہو مردہ کا ہے اور پانچ

مقدم ہونیکا حق نہ تھا اور ولی نے اسکی متابعت کی تو ولی اگر چاہے نماز دوبارہ پڑھ کر چھ او سکی قبر پر جو بسبب حق کے نہ واسطے
ساقط ہونے فرض کے یعنی فرض تو غیر کی نماز سے بھی ساقط ہو گیا اگر بالفرض ولی نماز نہ پڑھے تو کوئی گناہگار نہ ہو گا مگر ولی کو اجازت نماز
کی اس کے حق کی جہت سے مگر کذا فی المطاوعی اور اس پر یہ کہ یہ عادی حق ولی کی جہت سے فرض ساقط ہو نیکی ہم کہتی ہیں کہ جو شخص نماز
جنازہ پڑھے چکا ہو اسکو جائز نہیں کہ ولی کے ساتھ نماز کو پڑھے اسکو کہ کر پڑھنا اس نماز کا مشروع نہیں ہم مطاوعی کہتا
کہ بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز پیشتر پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو کر پڑھنا جائز نہیں اور یہ جو مردی جو کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر کر پڑھی تو مفتی ابو السعود نے کہا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہو کر الایمان والصلوٰۃ من لہ
حق التقدیم کے خاص فیثاویہ او امام حق العین لیس الحق التقدیم و تالیفہ الوفاء لایحیہ لا یموت علی بالصلوٰۃ منہا اگر صورت مذکورہ بالا ہو
یعنی نماز ایسے شخص نے پڑھی جسکو ولی سے مقدم ہونیکا حق ہو مثلاً تافسی یا اسکو نائب یا مسجد محلہ کے امام نے پڑھی خواہ اس شخص نے
پڑھی جسکو حق مقدم ولی پر نہیں مگر ولی نے اسکو پیچھے پڑھ لیا تو صورتیں ولی نماز دوبارہ نہ پڑھے اسکو کہ جسکو حق تقدیم کا حاصل ہو
ولی کی نسبت نماز پڑھنے کی کوئی بہتر نہیں ہم یہ تعلیل صرف اول صورت کی ہوئی اور دوسری صورت میں عدم اعادہ کو یہ بھی کہ ولی کا
پڑھنا پیچھے غیر شخص کے گویا اسکو اجازت دینا ہے نماز پڑھانے کی دان صلی اللہ علیہ وسلم بان لہ فی حق من مقدم علیہ علیہ جائز
والحق من لہ التقدیم لکن الحق اور اگر ولی نے نماز اپنی استحقاق کے بموجب پڑھی اس طرح کہ جو شخص اس پر مقدم تھا وہ نہ آیا تو اب
دوسرا شخص بعد ولی کی نماز کے اس پر نماز نہ پڑھے اگر چہ وہی آجادی جسکو ولی پر تقدیم ہو کیونکہ ولی کی نماز بموجب استحقاق کے ہو گئی
امالو صلی اللہ علیہ وسلم السلطان مثلاً اعادة السلطان کافی للجبتي حذیرہ اور اگر نماز پڑھی ولی نے سلطان کی موجودگی میں مثلاً تو
اعادہ کرے سلطان چنانچہ مجتہبی وغیرہ میں ہر وہ حکم صلوٰۃ من لا ولایۃ لہ کذلک الصلوٰۃ املا فی صلی علی قبر لہ ارشاد عالم
یقیناً اور مجتہبی میں ہے کہ حکم نماز اس شخص کا جسکو ولایت نہیں مانند نماز نہ پڑھنے کے ہر سرور سے تو ولی اسکی قبر پر نماز پڑھے اگر
چاہے جب تک مردہ پشیمان ہو علی نے کہا کہ اسکو یہ معنی ہیں کہ جب کسی شخص نے نماز پڑھی جسکو ولایت نہیں تو بلحاظ ولایت والیکے
گویا نماز سرور سے نہیں ہوئی اسکو اختیار ہے کہ مردہ اگر دفن ہو گیا ہو تو قبر پر نماز پڑھے شامی نے کہا کہ میں نے مجتہبی میں یہ
مسئلہ نہیں پایا وان دفن و اھل حلیہ للتراب بغیر صلوٰۃ او بھال الغسل و من لا ولایۃ لہ صلی علی قبر لہ استفساراً انما لہ یغلب علی الظن
تفتی من غیر تقدیر و اھل حلیہ کا انہ لو شافے تفسیر صلی علیہ لکن فی اللہ عن حجتہ لاکانہ تقدیراً لہ مسکنہ اور اگر مردہ بدون نماز
کے دفن کیا گیا اور اس پر مٹی دیدی گئی یا نماز پڑھی مگر بدون غسل کے یا ایسے شخص نے پڑھی جسکو ولایت نہ تھی تو نماز پڑھی جائے
اسکی قبر پر دلیل احسان جب تک کہ گمان غالب اسکو پھٹی کا نہ ہو بدون مقرر کرنے کسی مدت کے یہی مختار قول ہے اور بظاہر گمان غالب کی
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مردہ پھٹی میں شک ہو تو اس پر نماز پڑھی جاوے لیکن نہ الفائق میں امام محمد سے نقل کیا ہے کہ شک کی صورت میں نماز
نہ پڑھی جاوے تو غالباً یہ اسکو کہا کہ مانع کو ترجیح دی ہم شامی نے کہا کہ من لا ولایۃ لہ متعلق ہے مخدوف کے جو حال اقم ہے ضمیر یہاں
اور یہ مسئلہ مجتہبی کے مسئلہ کو ساتھ دوبارہ ہو گیا اور قبر پر نماز پڑھنا پہلی دو صورتوں میں جہت نماز دفن کیا ہوا نماز بدون غسل کی پڑھی ہو
موجب ہے اور تیسری صورت میں صرف ولی کو جائز ہو بسبب حق مگر اور قول اصح کا مقابل مدت تین روز کی ہے بعض کے نزدیک اور بعض نے دن دن
اور بعض نے ایک ہفتہ کہا ہے اور وہ اس کی یہ ہے کہ پشیمان متفاوت مدین ہوتا ہے بلحاظ موسم اور جگہ کی اسلئے مدت مقرر کرنی مناسب نہیں اور
کانہ کی خبر مخدوف ہے یعنی قال ذلک وترجمہ مانع کا یہ مطلب شک کے باعث دو صورتیں ہوں ہیں ایک پشیمان مردہ کا جو متعین ہو نماز کے
منع کا دوم پشیمان جو موجب نماز پڑھنا ہو مانع تھا اسکو ترجیح دیگی ولہذا فی الصلوٰۃ علیہ والکبار ولا فاعلہ بغیرہ استفساراً اور نہیں

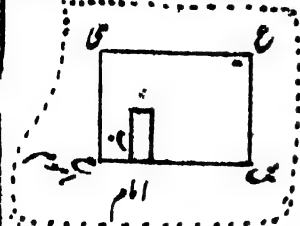
بلکہ اور حدیثوں سے اسکا خلاف ثابت ہو کہ حضرت ابن عباس مروہ کے بچہ کو کسی چیز ڈالی جاوی اور حضرت ابو موسیٰ فرمایا کہ میری
اور زمین کے درمیان کوئی چیز مت کرنا غرض کہ لقا اور تجھ اور چائی سب کا حکم ایک ہو کہ سب کا رکھنا سچا ہو کہ ان فی الشامی وہا من بائنا لدا جوت
ولون سحر احدیہ لہ عند الحاجۃ کما وہا لہ فی الارض و لیس فی ان فہو فی فی لہ لہ اب کہ کہہ مضائقہ نہیں حاجت کی وقت مروہ کیلئے نابوت بنائے گا
اگرچہ تیرا بوجہ کا ہو مثلاً زمین کی نرمی کی جہت سے اور سنوں سے کہ مسند و ق یا لحد میں مٹی بچھا دیکھا دی ہم شامی نے کہا کہ اگر حاجت کی سبب
مسند و ق بنایا جاوی تو چاہیے کہ اسکو کچھ مٹی بچھا دیں اور دامن اور بائیں ہلکی آئین کچی رکھیں اور ڈکنے کے اندر کچھ جانب پر مٹی پسین
تا کہ لحد کی صورت بنجامی اور بدون حاجت مسند و ق بنانا مکروہ ماک فی سفینہ غنیمت لکن وصلی علیہ والقی فی اللہ ان لہ لیکن فی بکرم
الوفیہ ایک شخص کشتی میں مر گیا تو غسل دیا جائی اور کفایا جائی اور ناز پر کہہ دیا میں والد با جائی اگر کشتی خشکی سے نزدیک نہ ہو کہ انی الغن
ولا یبغی ان یدل للیت فی الدلہ ولو کان صغیرا لخصاص ہذا السنۃ بالانبیاء علیہم السلام واقعات اور نہیں چاہیے کہ مروہ مکان میں
دفن کیا جائی اگرچہ یہ ہر اسطر خاص ہو اس طریق کے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کذا فی الواضعات ہم یعنی جس مکان میں مری اوس میں دفن
ہو یہ طریقہ مخصوص بہ انبیاء علیہم السلام سے اور دن کے لمبی نہیں چاہیے و یستحب ان یدخل من قبل القبۃ بان یوضو من جہتہ الخلیل
فیقول و ان یتوضو و یضع یدہ علی اللہ باللہ و علی اللہ رسول اللہ و یتوجہ الیہا جوبہا اور مستحب ہو کہ مروہ قبلہ کی جانب سے قبر میں آنا جائی کہ وہ سمت منظم ہو
اسطر کہ جنازہ اوس پر رکھا جائی پھر ادھا کر لحد میں آنا جائی اور مستحب ہو کہ لحد میں آنا زویا لامروہ کا یوں کہی بسم اللہ و باللہ علی
یلتی رسول اللہ اور قبلہ کی طرف اسکا منہ کر دیا جائی بطور جوب شامی نے کہا کہ تھمن مصرح ہو کہ قبلہ رخ کرنا مروہ کا سنت ہے و ینبغی
کو کہ علی شقہ الاکثر و لا یستحب لیو جہہ الیہا و دخل القبر لکلا ستغناء عنہا و لیس علیہ والقی علیہم السلام الطبیخ و الخشب لوجہ لہ لیت
خوفہ فار لکیرہ ذکرہ اب الملک اور مناسب ہونا مروہ کا دامن کر دے پر اور قبر نہ آدہیری جائی مروہ کے قبلہ رخ کر نیکی کو یعنی بعد مٹی
دینے کے اگر معلوم ہو کہ مروہ قبلہ رخ نہیں ہے تو قبر نہ آدہیری جائی اور لحد میں مروہ کے کفن کی گرہ کہولہ ہی جا بسبب پر دہر نیکی اس
یعنی کفن کے کھنڈ کے خوف سے گرہ تھی وہ خوف جاتا رہا اور رکھی جائی اور سپر بھی آئین اور نرکل نیکی آئین اور تھمہ اگر گردست کی ہو
لیکن اسکو اور پر تھمہ رکھنا مکروہ نہیں ذکر کیا ہے اسکو اب ملکت ہم کچی آئین اول کچھ مٹی پر کھڑی کچھ مٹی اور انکی درز و نرکل
ڈھیلے رکھ دی جائیں تھمہ نہ کہیں اور اگر ارٹانے پر تھمہ رکھا جاوی تو مکروہ نہیں **فائدہ** یہ ایک کام کی بات ہے حدیث لہ بات
لحد البقی صلی اللہ علیہ وسلم تسمیہ شہر کچی آئینون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد شریف کا قہر ذکر کیا ہے اسکو کہنہی نے
مطاردی نے کہا کہ کچی آئینون کے ساتھ نرکل کے مشہور ہے بجا اذک حوالہ باریخین خیر کا لہا جوت اور جائز ہو کی اینٹ اور تھمہ گردست
کے نرم زمین جیسے مسند و ق درست ہے و یستحب ان یتوضو و یضع یدہ علی اللہ باللہ و علی اللہ رسول اللہ و یتوجہ الیہا جوبہا اور رکھی جائی قبر عورت کی قبر میں آنا نرکل
وقت یہاں تک کہ لحد کا منہ بند کیا جائی اگرچہ مروہ خشی ہونہ ڈانہی جائی قبر مرد کی مگر کسی غدر سے مثلاً بارش کی جہت سے و یحال الذباب
علیہ و یدک الوادۃ علی ماکتہ من اللہ لانه بمنزلة البناء و یستحب تحفہ من قبل رأسہ ثلاثا و جلی من ساقہ بعد فہ لہا و
قراۃ بقدر ما یصل یورڈ یقوت لحدہ اور بعد لحد بند کرنے کے اوپر مٹی ڈالی جاوی اور مکروہ ہو زائد کرنا مٹی کا اس مقدار سے جو قبر میں سے نکلی ہو
اسلئے کہ زائد مٹی بجای عمارت کے ہے اور مستحب ہے مٹی دینا اسکو سر کچھاب سے تین بار یعنی دونوں ہاتھوں سے تین دفعہ مٹی دی اول دفعہ میں کہی
سبباً خلقا کم اور دسیر میں کہی و فیما فیہ کم اور تیسیر میں کہی و فیما فیہ کم تارۃ آخری چاہے ابن ماجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل
اسطر مردی ہو اور مستحب ہو بعد دفن مروہ کے ایک ساعت توقف کرنا دعا اور قراۃ کے لئے اسقدر کہ قربانی اونٹ کی ہو کر اسکا گوشت بٹھا کر
ہم قبر کی مٹی سے زائد مٹی ڈالنی اسلئے کہ مٹی کہ ابو داؤد کی حدیث میں اوس سے ماعت وارد ہو اور دفن کے بعد توقف کرنا بھی ابو داؤد میں

و یستحب ان یتوضو و یضع یدہ علی اللہ باللہ و علی اللہ رسول اللہ و یتوجہ الیہا جوبہا اور رکھی جائی قبر عورت کی قبر میں آنا نرکل وقت یہاں تک کہ لحد کا منہ بند کیا جائی اگرچہ مروہ خشی ہونہ ڈانہی جائی قبر مرد کی مگر کسی غدر سے مثلاً بارش کی جہت سے و یحال الذباب علیہ و یدک الوادۃ علی ماکتہ من اللہ لانه بمنزلة البناء و یستحب تحفہ من قبل رأسہ ثلاثا و جلی من ساقہ بعد فہ لہا و قراۃ بقدر ما یصل یورڈ یقوت لحدہ اور بعد لحد بند کرنے کے اوپر مٹی ڈالی جاوی اور مکروہ ہو زائد کرنا مٹی کا اس مقدار سے جو قبر میں سے نکلی ہو اسلئے کہ زائد مٹی بجای عمارت کے ہے اور مستحب ہے مٹی دینا اسکو سر کچھاب سے تین بار یعنی دونوں ہاتھوں سے تین دفعہ مٹی دی اول دفعہ میں کہی سبباً خلقا کم اور دسیر میں کہی و فیما فیہ کم اور تیسیر میں کہی و فیما فیہ کم تارۃ آخری چاہے ابن ماجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اسطر مردی ہو اور مستحب ہو بعد دفن مروہ کے ایک ساعت توقف کرنا دعا اور قراۃ کے لئے اسقدر کہ قربانی اونٹ کی ہو کر اسکا گوشت بٹھا کر ہم قبر کی مٹی سے زائد مٹی ڈالنی اسلئے کہ مٹی کہ ابو داؤد کی حدیث میں اوس سے ماعت وارد ہو اور دفن کے بعد توقف کرنا بھی ابو داؤد میں

مردی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مردہ دفن ہو چکا تو اس کی قبر پر کبڑی ہوتے اور فرماتے کہ اپنی بیائی کے لئے منفعت کی درخواست کرو اور ثابت رہی کہ دعا اس کی لئے کرو کہ اس سے اب سوال ہو گا اور حضرت ابن عمر بعد دفن کے قبر پر شروع سورہ بقرہ اور اس کی فاتحہ کا پڑھنا مستحب مانو خود کذا فی الشامی ولا یاس فی حق اللہ علیہ وسلم کذا فیہ عن الاندلسی اور کچھ مضائقہ نہیں پانی چھڑکنے کا قبر پر یہ اسطرح حالت مٹی کے اڑنے سے ہم بلکہ پانی چھڑکنے کو مستحب کہنا مناسب اسلام کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعید اور اپنی فرزند ابراہیم کی قبر پر چھڑکوا یا تھا چنانچہ ابن ماجہ میں اور ابو داؤد کے مراسیل میں مردی ہی ولا ینفخ اللہ عنہ وکذا فی الطہرۃ وجہا قد یسجد ولا ینفخ عنہ للہ عنہ اور قبر چورس نہ بنائی جائے بسبب نعت چورس کر نیچے اور اونچی کیجاوی مثل اونٹ کر کو ان کی براہ استحباب اور غمیرہ میں ہو کہ اونچا کرنا واجب ہے بقدر ایک بالشت کے اور گچہ کیجاوی قبر بسبب ہی کے گچہ کرنے سے ہم چورس کر نیچے مراد ہے کہ مٹی کو ہسٹا کر چورسہ کی شکل کیا جائے بلکہ نیچے میں کسی اونچی مثل کو ان کے کیجاوی امام محمد نے آثار میں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے چورس کر نیچے منع فرمایا اور مسلم میں مردی ہو کہ اپنے قبر پر گچہ کرنے اور اس پر عمارت بنانی منع فرمایا کذا فی الشامی ولا یطیق ولا ینفخ عنہ وکذا فیہ عن الاندلسی یہ دھو لختا کذا فی کذا فیہ عن الاندلسی اور نہ کھل کجاوی قبر پر اور نہ اس پر کوئی عمارت بنائی جائے اور ایک قول ہے کہ کھل کا کچھ مضائقہ نہیں اور یہی قول مختار ہے چنانچہ سراجیہ کی باب الکراہیہ میں یہی ہم شامی نے کہا نہ حنفیہ کو مناسب تھا کہ وقیل لا یاس الا کما کو بعد ولا یطیق کے بیان کرنا کیونکہ عبارت سراجیہ میں کھل کرنے کو مختار کہا ہے چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے ذکر فیہ عن ابی الفضل آق تطین القبر کردہ و اختار ان لا یکرہ یعنی ابو الفضل کی تجویز میں مذکور ہے کہ قبروں کا کھل کرنا مکروہ اور مختار ہے کہ مردہ نہیں اور اسی عبارت کو مستحب نہ لفظ میں سراجیہ کی طے منسوب کیا ہے مگر قبر پر عمارت کا جواز میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کو مختار کہا ہو جبکہ مانو کی ظاہر عبارت مفہوم ہوتا ہے اور مخطوطی نے کہا کہ شربلا یہ میں بران سے منقول ہے کہ عمارت بنانا قبر پر زینت کیو طے حرام ہے اور مضبوطی نے نئی بعد دفن کے مکروہ ہے لیکن یہی ہوئی عمارت میں دفن کرنا مکروہ نہیں وہی جہاں تھا وہاں لا یاس بالکتابۃ ان اختار الکتابۃ لا یحب الا ان لا یقیمت اور سراجیہ کے باب الجنائز میں ہو کہ کچھ مضائقہ نہیں کہنے کا قبر پر اگر اس کی ضرورت ہو اس پر غرض ہو کہ اس قبر کا نشان بجا رہے اور پامال نہ ہو ہم مسلم نے جابر سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں کے گچہ کرنے اور اونپر کہنے اور عمارت بنانے سے تو اس سے معلوم ہوا کہ مجھ حالت موت ہی کہ حاجت نہوا اور لا یاس کہی سے اشارہ ہوا کہ باوجود حاجت کے نہ لکھنا بہتر ہے اور فنادی حب میں ہو کہ قرآن کا لکھنا قبروں پر مکروہ ہے اس وجہ سے کہ بوسیدہ ہو کر کلمات پامال ہوں اور یہی حال ہو دوسرے کلمات واجب التعمیم کا ولا یقیمت منہ بعد اھالہ الا ان لا یقیمت ادنی کلمۃ من مضمون او اخذت تبشیر فی اللہ بین اسر لہ مسانۃ وانیہ بالارض کلما ذرۃ من اللہ علیہ اذا علی و ہذا کما ان ابانہ علی اور بعد مٹی دینے کے مردہ قبر سے باہر نہ نکالا جائے مگر کسی آدمی کے حق کیلئے مثلاً زمین غصب کی ہوئی ہو اور مالک مردہ کا رہنا پسند نہ کرے یا جس زمین میں دفن کیا وہ شفیع کے باعث دوسرے لئے لی اور وہ نہیں چاہتا کہ اس زمین میں مردہ رہے اور اختیار دیا جائے گا مالک مردہ کے نکالنے اور قبر کو زمین سے برابر کرنے میں یعنی مالک زمین کے ظاہر و باطن دونوں پر حق رکھتا ہے چاہے مردہ کو اندر ہنوی اور مردہ اور پس ہوا کر دی اور چاہے اندر بھی نہ ہنوی چاہے جائز ہو جو نا قبر کا اور اس پر عمارت بنانی جسکے مردہ پڑتا ہو کر مٹی ہو گیا ہو کذا فی الزلیلی حاصل فانت دلہا لکی یضطرب شق بطنہا من لا ینفخ لہ دلہا ولولہا لکس خیف لہ لہ تم قطع الخیمہ لوفیہا والا لکافی کذا فیہ عن الاندلسی اکیموت حاملہ مرگئی اور اسکا بچہ پیٹ میں زندہ حرکت کرنا ہو تو عورت کا پیٹ بائیں طرف سے چیر کر اسکو کچھ نکال لیا جائے اور اگر حاملہ بکس ہو یعنی بچہ مر گیا اور عورت زندہ ہو اور خوف ہو ان کے مر جانیکا تو اس بچہ کو کاٹ کر نکالا جائے اور اگر بچہ زندہ ہو تو کاٹ کر نہ نکالا جائے کیونکہ ما کا مر جانا وہی بات ہے تو زندہ بچہ کو قتل کرنا وہی امر کے لئے جائز نہیں کذا فی الشامی مخطوطی نے کہا کہ ہمارم کا لویا کہنا زائد ہے اسلام کو دلو

[illegible]

[illegible]



امام دروازہ کے سامنے کھڑے اور مقتدی نے رکن جبریل سے کہنے کے نیت کی تو اس وقت میں چونکہ گوشہ درشت رک و در فوط کا ہوتا ہے مقتدی کی جہت قبلہ دیوار ح ح اور ع ی دونوں میں لیکن اگر امام کی نسبت کعبہ سے قریب ہو جائیگا تو اس کی تاز درست نہ ہوگی اسلئے کہ ہر چند جانب ح ی بھی اس کی جہت ہو مگر چونکہ ح ح من بکطرف امام ہو تو نسبتاً طاسیمین ہو کہ اسی جہت کو مقتدی کی جہت ٹھہرائی جائے تو مقتدی کا کعبہ سے قریب ہونا ایسا ہوا کہ اتحاد جہت کی صورت میں اتنا امام سے آگے بڑ گیا اور ملحقہ نقطوں کا پہلے مسئلہ کی صورت بنا تا کہ امام کی طرف سے قطع مقام مقتدی کے ہیں جو امام کی نسبت کر کعبہ سے دور ہیں اور باقی تین طرفوں میں کعبہ سے قریب ہیں وگذا لکھا تھا واصل کعبہ با امام و فیہا والیبا جہت قریب کعبہ سے قریب ہونا ایسا ہو جیسا محراب میں کھڑا ہوتا ہے امام کا کعبہ کے اندر ہونا عام ہو اس کو مقتدی نہیں ہو سکتا کوئی اسکے ساتھ ہو یا نہیں اور یہ اقتدا کو درست ہو کر کرامت کے ساتھ اسلئے کہ امام کا قدام اوچھا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور دروازہ کے کھلنے ہونے کی قید اسلئے لگائی کہ امام کے رکوع بعد کا حال مقتدی دیکھ کر معلوم کر لیں پس اگر دروازہ بند ہو اور کوئی کبر امام کی اشد کبر کی آواز پہناتا جائے تو اقتدا جائز ہوتا ہے چنانچہ ان فی الطحاوی والشیخ اعلم و استغفر اللہ العظیم

کتاب الزکوۃ

الذیل دلیل علی کمال الاتصال بینہما ووضعت فی السورۃ الثانیۃ قبل ان یصل فی بعض النسخ متعلق بیان کرنا زکوۃ کا تیسرا سے ۸۲ جگہ قرآن شریف میں دلیل ہو دو تین کمال کے درجہ کے اتصال کی اور زکوۃ دوسری برس فرض ہوئی رمضان کے فرض ہونے سے پیشتر ہم یہ بیان مناسب ٹھانے کر دیا کہ ہر چند روزہ اور نماز عبادت بدنی میں دو نو پاس پاس ذکر مونی چاہئیں مگر چونکہ نماز زکوۃ میں اتصال شدت سے ہو اسلئے زکوۃ کو روزہ پر مقدم کیا گیا طحاوی نے کہا کہ شارح نے ۸۲ جگہ یہ نسبت صاحب نہر الفائق اور بحر الرائق کے لکھ دیا جنہوں نے اس شمار کو قیاس بزازہ کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ شمار غلط ہے صحیح یہ ہے کہ ۸۲ جگہ ایک ساتھ دو نو کا ذکر قرآن مجید میں ہو چنانچہ ہماری اوستاد نے اسکو شمار کیا ہے ولا یجوز علی الانبیاء اجماعاً اور زکوۃ واجب نہیں انبیاء علیہم السلام پر بالاتفاق ہم منتفی ابو السعد نے وجہ انبیاء علیہم السلام پر زکوۃ واجب نہ ہونے کی یہ لکھی ہے کہ یہ بزرگوار اپنے پاس کی چیز کو دینے سے باز رہتے تھے اور اسکو صرف کر ڈالتے تھے اور بیوقوف صرف کرنے سے اسکو روک کر خود دوسری چیز کہ زکوۃ طہارت ہے اس شخص کے حق میں جو آدمی گناہ ہو اور انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں کذا فی الطحاوی ہی لغۃ الطہارۃ والعلیۃ وشیخ التلیک خرج الا باخۃ فلا یجوز انما ویا الزکوۃ لا یجوز یہ الا اذا دفع الیہ المطعوم کما لو کساہ لبشر ان یعیل الفصیل الا اذا حکم علیہ بفقۃم مقرر فی التلانی بالاسرار زکوۃ لغت میں پاک ہونے اور بڑھنے کو کہتے ہیں اور شرعاً ایک کرنا ہی فقیر ہو اس حصہ مالی کا جسکو شارح نے معین کیا ہے شارح نے کہا کہ تلبک کی قید سے اباحت یعنی چیر کا مباح کر دینا نحل گیا تو اگر کسی غنیم کو یہ نیت ادا کرے کہ کوئی شخص کھانا کھلا دے تو کافی ہوگا سبب نہ ہونے تلبک کے مگر حکم کھانے کی چیز یہیم کو دینا الے تو کافی ہوگا جس کو کافی ہے اور ایسی زکوۃ کے لئے اگر کچھ اپنا دے تو یہیم کو بے شکر دے تب بھی چیر کو سپینک نہ دیتا ہو لیکن جس صدقہ میں کہ اس شخص پر یہیمون ہے نفقہ کا حکم ہو گیا ہو تو اب اسکو کچھ اپنا دے اور ایسی زکوۃ میں کافی ہوگا کذا فی الغصنات بحلاف ابو یوسف کے کذا فی البرزازی ہم چیز کے لئے کو سمجھا کھانے اور لباس دے تو سے متعلق ہے اور مسئلہ حکم نفقہ کی یہ صورت ہے کہ مثلاً خا غنی نے یہیمون کا نفقہ کیسے دے اس شخص کے ذمہ کیا اب اگر یہ شخص فقیر کی چیز کو زکوۃ میں شمار کر لیا تو زکوۃ سا قسط نہ ہوگی اسلئے کہ حکم فاضی کی تعمیل تو خود واجب ہو پس ایک واجب سے دوسرا واجب کیسے ادا ہوگا اور فقیر جمع کی نفقہ میں مناسب نہیں فقیر مفرد چاہی اسلئے کہ اسکا مرحہم یہیم بصیغہ مفرد نہ کر دے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اباحت

کتاب الزکوۃ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

میں اور صاحبین کے نزدیک واجب اور بحر الزمان میں ہے واجب گھبراہٹ کا لفظ ہے تاکہ
 یہ بات جو اونٹوں کی نکوۃ کے بیان میں ہم ملے کہ ان لفظ اب تین کے ساتھ ہے اور اس کی خبر محدث ہے تصانیف
 الاصلیٰ بکسر الباء وتکسیر الموحدة الواحد لاجل ما من لفظها والنسبۃ الیہا الیٰ کلمۃ الباء وحققت بہ لفظہا قبول علی لفظہا
 نصاب اونٹوں کے پانچ میں شارح نے کہا ابل ب کے کسر کے ساتھ اور کہی ساکن بھی کھاتی ہے موند مستعمل ہے اسکا
 اس لفظ سے نہیں آتا اور یہی نسبت لگانے سے ب کو فتح ہو جائے اور اونٹ کو ابل اسلئے کہتے ہیں کہ اونٹ پر غلاب کرنا جو
 ہم یعنی ابل اور بول میں اشتقاق کبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ اکثر حروف میں اشتراک ہوا اور اونٹ میں مناسب لفظ اوی ہے
 کہ ان کا نصاب الابل مبتدأ ہے اور خمس اس کی خبر خمس فیوض من کل شئ منہا الی خمس وعشرین بفتح جیم جمع یعنی وہ ہوا
 تیس کا منسوب الی تحت نظر لایہ اول من جمع بان العرب والجمع فاولد منہما اولاد فانی بفتح یاء اور اب شکوہ و ما
 بین النصابین عقی نصاب اونٹوں کی پانچ میں پس لیاوے ہر ایک پانچ پانچ سے پچیس تک ایک بکری خواہ اونٹ بنتی ہو
 یا عربی شارح نے کہا تحت جمع بنتی کی ہے اور بنتی دو کو ان والے اونٹ کو کہتے ہیں موند بنتی نمر کی طرف اسلئے کہ اہل
 اویسے عربی اور جمعی اونٹوں کو جمع کر کے نسل حاصل کی تھی اسلئے وہ بنتی نسل کہلائی اور ما بین ہر دو نصاب کے موند ہے موند
 پانچ پر ایک بکری ہے پچہ سات پر بھی وہی ایک بکری ہے تو کہ اور دس پر دو بکریاں تو پانچ سے زیادہ اور دس سے کم پر کچھ
 نکوۃ نہیں وہ سات میں وہاں ای لحسن وعشرین بنتی فحاجین وہی الی طعننت فی السنۃ الثانیۃ وحققت بہ لایہ
 امضا لایہ انکون محضاً ای حالاً (یا نحو) اور اس میں یعنی پچیس اونٹوں میں بنتی خاص ہے اور بنتی خاص وہ شتر مادہ جو
 جسکو دوسرا برس لگا ہو یہ اسکا نام اسلئے ہوا کہ خاص کے معنی عاملہ کے ہیں اور دوسرے برس اس کی ان اکثر عاملہ ہوتی ہے
 دوسرے بچہ کی وقی سیتہ وتلتین الی خمس واربعا بنٹ لیون وہی الی طعننت فی لثالثۃ لایہ انکون ذات لبن کو کھڑے
 غالباً اور پچیس اونٹوں میں پینتالیس تک بنت لیون ہے اور بنت لیون وہ اونٹنی ہے جسکو تیسرا برس لگا ہو اور اسکو افعلیٰ معنی میں
 دودھ والی کا بچہ اسلئے کہ اس کی ان اکثر اس مدت میں دوسرا بچہ جن کر دودھ والی ہوتی ہے وقی سیتہ واربعا بنٹ لیون حقیقۃ
 بالکسر وہی الی طعننت فی لاربعا وحقی رکویما اور چار لیس میں ساٹھ تک حقہ جو حاطی کے کسر سے اور حقہ وہ اونٹنی جو جسکو چوتھا
 برس شروع ہوا ہو اور لائی ہوتی ہو ساری کے وقی احد و سبتین الی خمس وسبعین جدعا بفتح الذال البجۃ وہی الی طعننت
 فی الخامسۃ لایہ انکون حقیقۃ لایہ انکون حقیقۃ لایہ انکون حقیقۃ لایہ انکون حقیقۃ لایہ انکون حقیقۃ لایہ انکون حقیقۃ
 اسکو افعلیٰ معنی میں تو غیر الی تو بجز اسلئے ہوا کہ دودھ کے دانت اس عمر میں توڑتی ہے وقی سیتہ واربعا بنٹ لیون الی طعننت
 لیون وقی احد و سبتین حقیقۃ الی مائۃ وعشرین کذا کتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر رضی اللہ عنہ اور
 چتر میں نو تک و بنت لیون اور کا نو سے میں دو حقہ ایک سو میں تک یہی ہے مکتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ کا م لفظ کتب مصدر مضاف علیہ بعض نسخوں میں الی ابی بکر ہے یعنی کتاب رسول اللہ کی جو پانچویں طرہ ابی بکر کے کیر کے کیر
 کا نام حضرت نے قریب وفات کے لکھا یا فہا اور جاری ہونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اس
 نام کے موافق ضرب ابو بکر نے تعمیل کی اور شارح نے اس علیہ کو بیان درج کیا آخر کلام میں نہیں لکھا اسکو کہ بعد کے روایت میں
 کچھ اختلاف ہوا اور ایک سو میں تک اتفاق ہے مگر وہ جو حضرت مرتضیٰ علی سے متوال ہے کہ پچیس پانچ بکریاں بھی جائز ہیں کہ فی النشانی
 فرستنا لک الفریضۃ عندنا فی غل فی کل خمس شاة ثم الحقتان ثانی فی کل مائۃ وخمس واربعا بنٹ فحاجین وجہان

غالب ہر اس کے یہ معلوم ہوا کہ جب چاندی نصاب کو پہنچے اور پھر نصاب تک کم ہوا تو حسین چاندی کی زکوٰۃ لازم آتا ہے الاطلاق نہیں بلکہ متعین ہے
خاص اس صورت میں کہ وہ سونا مخلوط قیمت میں کم نہ ہو چاندی سے نہیں تو کل کی زکوٰۃ سونے کی ہوگی واما العلم قائلہ الشامی اور اس نقشہ سے حال
ہر ایک کا معلوم ہوتا ہے مع اس کے حکم کے

نقشہ چاندی سونے کے احکام کا در صورت مخلوط ہونے کے کہ زکوٰۃ لازم یا نہیں

سونا غالب اور ہر یک بقدر نصاب حکم سونے کا ہوگا	چاندی غالب اور ہر ایک بقدر نصاب حکم سونے کا	دونوں برابر اور ہر ایک بقدر نصاب حکم سونے کا
سونا غالب اور فقط سونا بقدر نصاب حکم سونے کا	چاندی غالب اور فقط سونا بقدر نصاب حکم سونے کا	دونوں برابر اور فقط سونا بقدر نصاب حکم سونے کا
سونا غالب اور فقط چاندی بقدر نصاب ناممکن ہے	چاندی غالب اور فقط چاندی بقدر نصاب حکم چاندی کا	دونوں برابر اور فقط چاندی بقدر نصاب ناممکن
سونا غالب دونوں کوئی نصاب نہیں اس میں زکوٰۃ نہ ہوگی	چاندی غالب اور دونوں کوئی نصاب نہیں اس میں زکوٰۃ نہیں	دونوں برابر اور کوئی بقدر نصاب نہیں زکوٰۃ نہیں

جانا چاہئے کہ حسین سے وہ صورت خارج ہے کہ سونا چاندی و دو فلک پوری نصاب ہو جاوے تو یہ صورت میں آوے جوگی
وشرط کمال النصاب ولو سائمة فی ظرف الحول و لا ابتداء لانتفاء و فی الاثناء للوجوب فلا یصح نقض ما فیہما قلو و ہذا کلہ
بطل الحول و اما الدین فلا یقطع الحول بل مستغرقا و شرط کیا گیا ہے پورا ہونا نصاب کا سال کے اول تا خرین شروع میں انتفاء کے لئے اور آخر میں وجوب
لئے پس نقصان نصاب کا آثار محل میں مانع وجوب زکوٰۃ کا نہیں ہے اگر کل نصاب ہلاک ہو گئی تو برس کا حساب باطل ہو گیا یہاں تک کہ اگر دوسرے
مال اسی برس میں اس کو ملا تو اس کے واسطے نیا برس شروع ہوگا کہ انی الشامی اور دین برس کو نہیں توڑتا اگرچہ دین مستغرق ہو جس بقول
امام ابو یوسف کا ہے اور امام صاحب بھی یہی بقول ہے جیسا مجمع میں ذکر کیا ہے مگر شایع ہے شروع کتاب الزکوٰۃ میں بعد قول مصنف کے
قلا زکوٰۃ علی مکتب و مدیون للعبد الخ بیان کیا ہے کہ دین حاضر ہو جائے مثل ملاک نصاب کے شمار کیا جاتا ہے اسامی محمد کے نزدیک اور اسی
بحر میں ترجیح دی ہے کہ انی الشامی و فیما العرض للجارعة تضم الی الثمنین لا کل للجارعة و ضمنا و جلا و زکوٰۃ کے اور امین اس
تجارت کی قیمت نقدین کے ساتھ ملائی ہو اس لئے کہ سب مال تجارت کا ہے نقدین تو بحسب اصل وضع کے اور ہر باب تجارت تاجر کی نیت کر کے
سے و لکن الذہبی الی القضاة و حکم مجاہد الثمنین قیمة و قایا لاجزاء و اد ملا لیا جاوے سونا چاندی کے ساتھ یا چاندی سونے کے
ساتھ یا متباہر ہوئے کیونکہ دونوں میں شہیت پائی جاتی ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ ملا جو دین اجزا کے اعتبار سے جیسا کہ دس شامل ہیں

فلو صاعاً من تمرهم وعشرة دینار فیہا مائۃ دینار من نخل شیعة خضراء وخمسة عند ہما فافہم پس اگر کوئی کہیں سودر چارہ
موت مرید موجود ہوں کہ دیناروں کی قیمت ایک سو چالیس درہم ہوں تو چھ درہم امام صاحب نزدیک وجب ہوں گے اور پانچ صاحبین کے نزدیک
ہم یعنی نصف نصاب چاندی کی جو سودر میں اس کی زکوٰۃ ڈیڑھائی درہم ہوئی اور اس دینار جو نصف نصاب سونے کی ہے امام صاحب کے نزدیک
بجائے قیمت کے لائی جائیگی اور قیمت ادنیٰ ایک سو چالیس درہم مفروض میں جس کی زکوٰۃ ساڑھے تین درہم ہوتے ہیں کل زکوٰۃ چھ درہم ہوئی اور
صاحبین کے نزدیک اجزاء کے اعتبار سے جمع ہوگی یعنی نصف نصاب چاندی کی ہے اور نصف سونے کی تو ایک نصاب ہو گئی اور چونکہ ایک نصاب
دوسو درہم کی ہوتی ہے تو دوسو کی زکوٰۃ یعنی پانچ درہم لازم ہوں گے شامی نے کہا کہ جمعیت خبر الفائق شارح نے پانچ درہم کہے حالانکہ صورت
مفروضہ میں صاحبین کے نزدیک ہی چھ درہم ہوتے ہیں کیونکہ صاحبین کے نزدیک ہر نصف نصاب چاندی ان حصہ لازم ہے تو اس دینار کا
چالیسواں حصہ دینار کی چوتھائی ہے اور یہاں دینار چودہ درہم کا مفروض ہے تو اس کی چوتھائی ساڑھے تین درہم ہوتے ہیں جسکو سودر کی زکوٰۃ
میں لانے سے چھ درہم ہوتے ہیں اور شارح نے فافہم کہنے سے قول کافی کا بد کیا جو یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک وجب اجزائی کے
بعد ہونے سے جمعیت کا اعتبار نہیں چنانچہ اگر کسی کے پاس سودر اور تیل و زعفران و دیگر قیمتی سودر سے کم ہو تو زکوٰۃ وجب ہے حالانکہ
قیمت کے اعتبار سے دوسو درہم نہیں مگر اجزاء کے اعتبار سے نصف سونے کی اور نصف چاندی کی ملکر پوری نصاب ہو اور یہ قول کافی کا غلط ہے سہو
کہ وجب امام صاحب کے نزدیک قیمت ہی کی جوت ہے اور مثال بالامین جہد نصاب چاندی کی پوری نہیں اگر جب سودر کے دینار بجا جائیں
تو اس دینار کو کہہ کر بھیگا تو سونے کی نصاب پوری جائیگی غرض کہ امام صاحب کے نزدیک قیمت کے اعتبار سے یہ مراد نہیں کہ دونوں کی نصاب پوری
ہو سکے بلکہ یہ فرض ہے کہ دونوں میں سے کسی کی پوری ہو جائے کہ ان فی الطول والحق و لا یجوز الزکوٰۃ عندنا فی نصابیہ مستند ہے
مسائلۃ و مال تجارۃ اور نہیں وجب ہوتی زکوٰۃ ہمارے نزدیک نصاب مشترک میں خواہ ساتھ ہو یا مال تجارت ہم نصاب مشترک سے مراد یہ کہ جدا
جدا ہر شخص کا مال زکوٰۃ کے لائق نہیں بلکہ جب دونوں کا مال ملاوین تو نصاب ہو گئی ہے وان صحیحہ لطلطۃ فیہ ای فی النصاب بالحدادین
الامام مالک التبعہما او کس من یشفع ویبایہ فی شریح الجمع اگرچہ ملا درست ہو گیا ہو نصاب میں مستحب ہونے سے سببوں جرائی
کے جو عدو میں نہیں جس کی طرف ایما کرتے ہیں جملہ اوصاف من یشفع اور اس کا بیان شروح جمع میں ہے ہم غدا کے لفظ سے اشارہ ہر طرف خلاف
امام شافعی کے کہ اس کے نزدیک زکوٰۃ وجب ہے اور سبب استسقاء حقیقت میں شرط استسقاء میں مجازاً بشرط کو سبب کہا اور اوصاف من یشفع میں
ترجمہ اشارہ ہر طرف ایسا کہ یعنی دونوں شریک اہل ہوں وجب زکوٰۃ کے اور دو اشارہ ہے وجود اختلاف کی طرف شروع سال میں اور بعد
تعدد اختلاف کی طرف یعنی اختلاف اختیاری ہو اور ہم اتحاد و شریک کی طرف یعنی جانا و دونوں مواشی کا چراگا میں ایک جگہ سے اور دونوں شمار
انہو احد کی طرف یعنی دو جہن جہن درودہ دوا جاسے ایک ہواوری اتحاد و راعی کی طرف کہ دونوں کا چراغی والا ایک ہوا و تین اتحاد و شریک
کی طرف یعنی اپنی بیٹے کا کنو ان یا مال ایک ہوا و راعی اتحاد و راعی کی طرف یعنی ایک ہی فرد و نو پر پڑا ہوا اور میں اتحاد و راعی کی طرف یہ
شرطیں سوائے ان کے اختلاف کی ہیں اور شرط اختلاف کی مال تجارت میں کتب شافعیہ میں مذکور ہیں مجملہ اول کے یہ کہ دو گان اور جو کیدار
اور مکان حفاظت علی حدہ ہو کہ ان فی الشامی وان تعدد النصاب تجب بالجماع و یدرجع ان بالخصوص و بیانہ فی النصاب اور اگر
نصاب متعدد ہو تو بالاجام زکوٰۃ وجب ہے یعنی اگر قبل ملائیکے ہر ایک کا حصہ جدا جدا نصاب ہے تو زکوٰۃ دونوں وجب ہے ہر ایک کے مال
کی اور آپ میں ایک دوسرے سے پہر لیون بحساب حصہ اپنے مال کے اور اس کا بیان عادی میں ہے ہم فاضل خان نے عادی سے یہاں
بیان کیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ادن و دونوں کے پاس ایک سونے کی برائیں ہیں ایک کی دو تہائی اور ایک کی ایک تہائی پس زکوٰۃ
وجب ہر دو برائیں ہوں تو ہر ایک سے ایک ایک برائی مصدق ہے و ہر دو تہائی مال والا تہائی اور سبکی کی جو ایک تہائی دالے ہے

نصاب چاندی کی پوری ہونے سے

دی جو پیرانہ ایک تہائی مال دوتا تھا اسی بکری کی کہ دو ٹنٹ والے دے دینی ایک ٹنٹ ٹنٹ کے بدلہ میں پیرانہ لائی رہا ایک ٹنٹ میں ایک تہائی مال والا اس کا مطالبہ دوتا تھا والے سے کہو اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ تراجم جانبین سے سہے موافق اصل باب تعلق کے کذا فی الشامی غان بکلم نصیب احدھا نصیباً لکناہ دون ہاں پس اگر دو بچہ حصہ ایک کا اون دونوں میں سے مقدار نصیب کو تودہ بچہ حصہ کی زکوۃ دیوے نہ دوسرا اسکی صورت یہ ہو کہ آستی بکریاں دو شخصوں کی مشترک ہیں ایک کی ایک تہائی ایک کی دو تہائی مصدق نے انہیں سے ایک بکری لی یعنی دو تہائی والے کی زکوۃ تو ایک ٹنٹ والا دوسرے سے بکری لی تہائی قیمت پیرانہ سے کیونکہ تہائی والے پر زکوۃ نہیں کذا فی الشامی عن المحیط ولیدیتہ واین ثنائین دجالا کما انون شاکہ لا شئی علیہ ہاتہ ہاں لا یخیر لکنا فی السراج اور اگر ایک شخص کے اور آستی آدمیوں کی شرکت میں آستی بکریاں ہوں یعنی نصف نصف تو اس شخص پر کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ یہ مال مشترک اور محمول سے ہو کہ تقسیم نہیں ہو سکتا یعنی ہر بکری کا آوا نہیں ہو سکتا برخلاف قول امام ابو یوسف کذا فی السراج ہم تجنیس میں ہے کہ آستی بکریاں ہوں اور بیوں میں مشترک ہیں اس طرح کہ ایک شخص کی ہر بکری میں سے آدی ہے اور دوسرا نصف باقی لوگوں میں ہے تو اس چالیس پر زکوۃ نہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور یہی قول امام محمد کا ہے اور اگر وہی آدمی مشترک ہوتے تو دو نو پر زکوۃ واجب ہوتی اسلئے کہ اس حالت میں تقسیم ہو سکتی ہے اور پہلی صورت میں تقسیم نہیں ہو سکتی یعنی چونکہ ہر ایک بکری نصف نصف تو تقسیم نہیں ہو سکتی بدون اختلاف کے بخلاف اسکے کہ آستی کو دو آدمیوں میں دو ٹکڑے کرین کذا فی الشامی واعلم ان الدیون عند الامام ثلثۃ قوی ومتوسط وضعیف فقہر زکوۃ اذا تفرضا با وحال المحول لکن لا قوایل عند قبض اربعین درہما من الدین القوی کھن وبدالہ مال تجارتی فکما قبض اربعین درہما یلزم درہم اور جان لے کہ دیون امام صاحب کے نزدیک میں قسم کے ہیں ایک قوی دوسرا متوسط تیسرا ضعیف پس زکوۃ دیون واجب ہوتی ہے جب نصیب پوری ہو اور برس گزرا دے لیکن علی الفور نہیں بلکہ جب چالیس درہم ویر ہو تو ہی سے قبضہ کرے اور یہ قوی غرض مال تجارت کا بدل ہے سو ہر بار کہ چالیس درہم وصول کرے ایک درہم لازم آدینا یعنی پہلے چالیس پر ایک درہم ہر جب چالیس اور وصول ہوں تو دوسرا درہم علی ہذا القیاس ہر چالیس پر ایک درہم ہو گا کیونکہ امام کے نزدیک کسور معان ہیں عن الشامی وعند قبض مائین عنہ لغیرہا ای من بدل مال بغیر تجارتی وہو المتون نہ کھن سرائقہ وعبید خدہ ورفوھا ماہما مشغول بخواتجہ الاصلیۃ قطعاً وبقراۃ املاک اور لازم ہے زکوۃ وقت قبضہ دوسو درہم کے بدل مال سے جو تجارت کے لئے نہوا درہم دین متوسط جسے قیمت سائے کی یا خدمت کے غلام کی اور مثلاً کچھ چیز ان کی کہ خراج اصلی میں مشغول ہو جسے کہا نابینا املاک وغیرہ کی ہم املاک جمع ملک کی ہر معنی ملوک مطلق یہ عطف عام کا جو خاص پر اور عرف میں اراضی کو کہتے ہیں اس صورت میں یہ عطف مبائن کا جو عن الشامی ویعتبوا مصفی من المحول قبل القبض فی الاصلۃ اور لگایا دیں گے برس کو وہ ایام جو دین متوسط کے قبض سے پہلو گذر گئے اصم روایت میں مہینوں متوسط میں دو روایتیں ہیں روایت اصل میں کہ زکوۃ واجب ہو اور او لازم نہیں ہوتا تاک کہ قبض کرے دوسو درہم اور وقت زکوۃ ادا کرے اور اس سماع کی روایت میں امام ابو حنیفہ سے یہ ہے کہ اوسمین زکوۃ واجب نہیں ہوتا تاک کہ قبض کرے اور برس گزری ہو سوا کہ یہ مال زکوۃ کے قابل بعد قبض کے ہوتا ہو تو بمنزلہ اس مال کے ہے جو ایسی پیدا ہوا اور جو ظاہر الروایت کی یہ ہے کہ جب اوسنی حاجت کی چیز کی یہم پر اقدام کیا تو گویا مال تجارت کا یہم سے پہلو کر دیا حاصل یہم کہ مبنی اختلاف کا دین متوسط میں اسباب ہر کہ وہ مال زکوۃ کا بعد قبض کے ہوتا ہو یا قبل اسکے پہلی صورت میں ضرور ہو گذر برس کا بعد قبض نصیب کے اور دوسری صورت میں ابتدا رسال وقت قبض سے اور اصم ہی ہے اول بعض محشیوں سے اس علی خطا واقع ہوئی ہے اور دین قوی میں کچھ اختلاف روایات نہیں زکوۃ اوسمین اصل مال کے برس واجب ہو مگر ادا او وقت لازم ہے کہ چالیس وصول کرے کذا فی الشامی بقرن ومثلہ ماکو ورت دیناً علی جعل اور دین متوسط

کی خلیفہ اگر وارث ہو اور اس دین کا جو کشتی شخص کے ذمہ ہے جو ہم یعنی نصاب اس کی چھوٹ سے معتبر ہے اور بھی ظاہر اور بیت چھوٹ سے پہلے ہو کر
 ہو کہ دین قوی اور متوسطین اور ای زکوٰۃ نہیں واجب مگر بعد قبض کے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وراثت اگر بعد چند سال کے مگر کیا قبل قبض دین کے تو اس کو
 نوصیت اخراج زکوٰۃ کی قبضہ ہونے پر لازم نہیں ہے کیونکہ ادا اس کے ذمہ بھی لازم ہی نہیں ہوا اور نہ وراثت کے ذمہ زکوٰۃ لازم ہوگی کیونکہ اس کی
 ملکیت مانع سے پہلے تھی تو اس کا ابتدا و سال وقت موت سے ہو گا کذا فی الشامی وعند قبض ما قبل من مملوکان الحول بعد ای بعلال غیر
 من مدنی ضعیف وہو بدل غیر مال کھنر ویدایہ ویدل کتابہ وحلہم اور زکوٰۃ لازم ہے وقت قبضہ و مورد مکے دین ضعیف اور
 گند جانے سال تمام کے بعد قبض کے اور دین ضعیف وہ ہے کہ بدل مال کا نہ ہو یا ہر اور دین کتابت اور بدل غلہ ہے الا ان کان حلاً
 مال بقول اللکائن الضعیف کا ہو کہ جب اس کے پاس وہ مال ملا جو دین ضعیف کے ساتھ جیسا پہلے گذر چکا ہے یہ مستثنیٰ ہو شراط
 حلالان حل سے بعد قبض کے حاصل ہونے کے جب اس کو کہ حاصل ہو اور اس کے پاس پہلے سے نصاب کو قبضہ کو نصاب کے ساتھ ہا کہ زکوٰۃ
 ادا کرے اور قبضہ من کے واسطے بعد سال بعد قبض کے شرط نہیں و قولہ کا مکر اشارہ ہے المتفاوتی اثنا را حول النکاح کیرت اور مراد
 یہ ہے کہ بیان جو مذکور ہے وہ اس کی قاعدہ میں داخل ہے ورنہ کوئی تصریح پہلے بیان نہیں کی ولو ابتداءً رب الدین المدیون بعد
 الحول فلا زکوٰۃ سوا نکات الدین قویاً ولا خانیه ہوا اگر معاف کر دین کے والی نے دیوں کو بعد برس گذرنے کے تو زکوٰۃ نہیں
 برابر ہے کہ دین قوی ہو یا نہ کہ غانی الخانیہ و قیۃ فی المصطبہ المنصر ما لم یسرفوا ہستہلا فی غنایہم و محیطین عدم زکوٰۃ کو ابراہ
 داس کی صورت میں مقید کیا ہے دیون مفلس کے ساتھ اس صورت میں ابراہیم نے ہلاک کے ہوا لیکن اگر دیون مالدار ہے تو یہ نیز ہر قصداً
 ہلاک کرنے کے چوبی زکوٰۃ واجب ہوگی یا دیکھو کذا فی البحر قال فی النہر و هذا خطأ فی انہ نقضت للاطلاق و هو خبر صحیح فی
 الضعیف کما یستفہ من الفائق میں کہا اور یہ یعنی قول کو کا و قیہ الہ ظاہر ہے کہ اس میں کہ قول مذکور یعنی سوا نکات الدین قویاً و لا
 کہ دین کے تقاسم ثلثہ کو شامل ہے عام نہیں ہے بلکہ مقید ہے مفلس کے ساتھ اور یہ صحیح نہیں ہے دین ضعیف میں کیونکہ دین ضعیف
 میں زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی مگر بعد قبض نصاب کے اور گذرنے برس کے بعد قبض کے اس صورت میں اس کا بری کرنا مستہلک ہوا وجوب
 سے پہلے پس زکوٰۃ کا ضامن ہو گا اور بھی حال دین متوسطین میں ہے کذا فی الشامی و یجب علیہا ای حل المرأة زکوٰۃ نصف من
 نقد مرد و بعد مضی الحول من الف کانت قبضہا مہر ان زکات النصف لطلاق قبل الدخول فان زکات الکمل لما تقر من
 ان النقود لا تتعین فی العقود و الفسوخ اور وجوب عورت پر زکوٰۃ نصف مہر نقد کی کہ مٹایا گیا بعد برس روئے کے اور س ہزار میں
 کہ بیضہ مہر نہیں کیا ہوا یا اسباب طلاق قبل الدخول کے پس زکوٰۃ دیوی کل ہزار کی اس کو کہ مٹھا ہوا قاعدہ ہے کہ نقد یعنی سونا چاندی
 عقود میں یعنی بیع اور اجارہ اور کرایہ وغیرہ میں فسخ میں یعنی اقالہ اور طلع وغیرہ میں متعین نہیں ہیں مہر نقد کے لفظ سے احتراز جو ساتھ
 سے اور شارح نے جو من نقد یاد دہ کیا اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ من اللعین جو مصنف نے کہا ہے وہ اس طلب کے ادا کرنے کا فی
 ہے صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ کسی عورت سے نکاح کیا ہوا و مرد کے ہر پردہ ہزار یعنی کل مہر اس کو دیا اور ایک برس گذر گیا پھر شہر
 نے قبل الدخول طلاق دی عورت کو نصف مہر پیرا پڑا تو عورت پر اس نصف مرد و کی زکوٰۃ ہے مرد کے ذمہ نہیں کیونکہ عقود میں نقد معین
 نہیں ہوتے اس لئے جو قبض کیا تھا وہ اس کی ملک میں ہو گیا تھا اب جو مٹھا پڑا تو بعینہ وہ بالسنو مٹنے ضرور نہیں ہیں بلکہ اس کی جگہ
 اور پانچ سو اگر دیوے تو درست ہے اسی جہت سے زکوٰۃ اویس کے ذمہ لازم ہوئی اور دین کا ذمہ ہر مہر بعد سال گذرنے کے اتم زکوٰۃ نہیں کذا
 فی الشامی فلاح من الوارث و یسقط ان کو اتم من مہر بلکہ فی نصاب میں جو فیہ مطلقاً سوا زکات بقضاء او غیرہ بعد
 الحول و مرد الا سبب فاق علی جن الموهوب و ولدا لا زوج بعد ہلاکہ اور سابقہ ہوتی ہے زکوٰۃ مہر مہر لہ کے ذمہ ہوا

و فی النکاح و الفسوخ

درآمد حاصل از کار و تجارت و غیره

درآمد حاصل از کار و تجارت و غیره ایک قسم ظاہر کی ہے پس دوسرا باطن کہتا ہوا ہے باعتبار پہلے حال کے کہ اسکو کہ اموال باطنہ جو کہ
 میں ہیں اگر عاشر کو خبر بھی کہ سے تو ان میں سے نہیں لے سکتا جیسا کہ میں صبح سے اور باطنہ اور ظاہرہ کی تقسیم میں اشارہ دینا یہ وغیرہ کی
 روایت ہے کہ مراد اموال باطنہ ہیں کیونکہ اموال ظاہرہ یعنی سوائے ان میں عاشر کے باقی سب ان کی ضرورت نہیں بلکہ عاشر خود ہمارا وصول کردہ اور پیش
 اس طرح ہوا کہ یہ یعنی ہے عاشر اور سامی میں فرق نہ کر کے ہر مالانکہ ان دونوں میں فرق ہے جیسا کہ مذکور ہے کذا فی اشامی و ماوردی فی حکم العساکر
 محمول علی ما یفہم من ظاہر اور وہ جو حدیث شریف میں عاشر کی خدمت میں وارد ہوا ہے لا یقبل صاحب کسب الغنۃ و ماوردی و غیرہ میں
 نہ داخل ہوا عاشر لینے والا جنت میں سو یہ محمول ہے ظلم سے لینے پر فقیرانہ احوال اور احوال لہذا فی الفخار فی اوصل فی حق عیسیٰ علیہ السلام
 للنصاہر لا یقبل انکسار عاشر و هو الحق و یخرج لذلک المصلحت فی حق عاشر کی خبریں کی تمام کا ایک کہ میں
 نیت نہایت کی نہیں کی تاکہ کہ میری ضرورت میں چلے آئے اس قدر میں کہ بعد اس کے مال بمقدار نصاب نہیں رہتا شام نے کہا کہ میں کی تقسیم
 اسو اس طرح کہ عاشر جو لینا ہے بیفہم زکوۃ لینا ہے کذا فی المعراج اور یہی حق ہے کذا فی المعراج و یہی ہے صاحب کسب الغنۃ و ماوردی و غیرہ میں
 الی عاشر اسکو دکان عاشر کو چھٹا کہا کہ میں دوسرے عاشر کو دیکھا اور دوسرا عاشر صنف ہوا وقال ابی ثیبہ الی الفقراء فی البصر لا یقبل
 الطر و یہ لیا آتی کہا کہ میں ادا کر چکا فقیروں کو شہر میں نہ شہر سے بھوکے بعد کہ اسکی وجہ فقر یہ آویگی وحلف صلیق فی الکلی بلا
 اخر ابرہہ و آتی فی لا یقبل لا شہر میں نہ شہر سے بھوکے بعد کہ اسکی وجہ فقر یہ آویگی وحلف صلیق فی الکلی بلا
 کرنے چہی دوسری عاشر کے اسو اس طرح کہ خطوط مشتبہ ہو گئے ہیں اہم روایت میں اور یہی ظاہر الودیت ہو کذا فی الہدایہ حتی ثلوثی و ہا
 حل خلاف اس میں ذلک العاشر وحلف صلیق و حلف صلیق کہ عاشر کی روایات نام اس عاشر کے اور رسم کہا
 تو ما جادے اور چلی کا عدم شمار کیا و لو طہر کذا بعد سینان اختلف منہ اور اگر ظاہر ہو دعوہ و ہا مل و الیہ چند سال
 کے بعد زکوۃ لیا جادے اور اس سے الا فی الشواہد و الاموال الباطنہ بعد انہی اسما ہون البکلی یہ ہشتاد و ستیق سے یعنی قول
 ما جادے و لیکن سوائے ان میں اور اموال باطنہ میں بعد نکالنے کے شہر سے نام جادے و ہا لیا ہا اسخراج المصنعت ہا اموال الظاہرہ
 حکان المصنعت فیہا الامام فیکون الزکوۃ والا ولی یقبل نفلا اسکو کہ اموال مذکورہ کا لگو کی جہت سوا اموال ظاہرہ کے ساتھ
 الحق ہو گئے ہیں حق لینے زکوۃ کا انہیں امام کو ہو گا پس یہ اخذ زکوۃ ہو گا اور یہ لیا ہوا ہوا فعل و یا حن ہا منہ بقولہ لقول عمر بن الخطاب
 حل للناس محتاجون لکنہ یقبلہ اذا اتموا و لیس زکوۃ کو عاشر مال دیکھ سے بوجہ اسکو بایں کے کہ زکوۃ حضرت عمر نے فرمایا کہ
 نہ نفیش کہ لوگوں کی تمام کو لیکن مال دے لے کو عاشر قسم دیو اگر اسکو قسم جائے و کل ما یصلق غنیہ منہ ہا منہ صلیق فیہ
 ذہبی و ہا لیا اور ماوردی و ہا منہ میں سے جو لیا اسکو میں کہ انہیں سلمان کا قول لیا جاتا ہے کافر ذمی کا بھی قول انہیں مانا جاتا
 کیونکہ انکو لے وہ رعایت لیا ہے جو ہمارے لئے ہے الا فی قولہ انا الی فقیر لعدیم و لا یقبل ذلک کفر ذمی کا یہ قول کہ میں
 فقیر کو دیا مقبول ہو گا کیونکہ کافر کو اسکی ولایت نہیں ہے ہم اسو اس طرح کہ جو کہ اس سے لیا جاتا ہے جوہر ہے اور جزیرہ میں جب اور
 کا دعویٰ کہ سے تو نہیں مانا جاتا اسو جہ سے کہ اہل ذمہ کے فقرا اسکو معرفت نہیں اور کافر کو مستحق نہیں یعنی مسلمانوں پر صرف نیکی
 ولایت نہیں کذا فی الشامی لا یقبل فی شہی اور کافر ذمی کا قول کسی امر میں نہیں مانا جاتا یعنی اسکی طرف اتفاقات نہیں
 اگر مجاہدین ثابت کہ عہدہ کمال الا فی احوالہ کما اسکی ام ولد کے باب میں کہ اگر کسی باندی کو ام ولد ہو گیا اقرار کرے تو مانا جاتا ہے
 بخلاف اقرار مجاہدین کے کہ وہ مقبول نہیں ہوتے کہ وہ احزاب میں مدبر کا نصیب نہیں کذا فی الحدود قولہ لغیرہ لولہ مثلہ لمثلہ ہذا
 ولای لے اور اگر اس صورت میں کہ کسی غلام کہ کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ غلام ہوا کہ اس جیسا اس جیسے کا بیٹا ہو سکتا ہو یعنی

سے مستثنیٰ ہوئے ہیں ذکر کیا ہے اسکو سہمی ہے تاویل یہ کہ بیان ہوا اسی کے لئے جو کہ وہ حاجت مند ہے اور جس شخص میں ضرورت نہیں کہ شائع
مستثنیٰ ہے کا بطن فی المراءج میں الکافی ولا یؤخذ البضاع من علی فی بدینہ مطلقاً اور نہ لیا جاوے اور نہ مال سے جو گندہ دے دایک کے کہیں
سے مطلقاً یعنی خورہ سلطان جو روزی صلاحتی کے مال میں حال ضابطہ اور نہ لیا جاوے مال ضابطہ میں ضابطہ لغت میں ایک قطعہ مال کا ہے اور
اصطلاح میں معال جہ مالک کسی کو تجارت کے لئے سپرد کرے اس طرح کہ نفع سب مالک کا ہے اور مالک کو نہیں کذا فی المراءج اور اگر مصنف بضاعت کسی ملک
لانا کہتا ہے اسکا مصدر انشراح ہے کہا تو کافی ہوتا اور جو بایدہ مذکور ہیں ان کی ضرورت نہ ہوتی لہذا ان تکون شرط یہ کہ یہ مال بضاعت کسی ملک
تو عشر لیا جائیگا ولا من مال مضارب الا انکرہ المصلد فی غنیمت نصیبہ ان بلغ مضارباً اور کچھ نہ لیا جاوے مال مضارب سے مگر اس
صورت میں کہ مضارب کو نفع ہو پس مضارب کے حصہ کا عشر لیا جاوے اگر مضارب کی مقدار کو پونچھو ولا من کسب ما فون مایہ وشدین
محیط یا مالہ وورقبتہ اور نہ لیا جاوے عیدہ اذون کی کما سی سے کہ مہرین ہو مہر قرض کا کہ محیط ہو اس کے مال اور اس کی جان کو مہر یہ قید
ہستی بڑائی کیسیل محل خلافت امام صاحب اور صاحبین میں امام صاحب کے نزدیک نفوی غلام کی مقبوض چیز کا مالک نہیں ہے اور صاحبین کے
نزدیک اس کی کما سی کا مالک ہے جیسے اس کی جان کا بالاتفاق مالک ہے پس اگر عیدہ اذون کی کما سی میں کوئی غلام ہو اور اسکو مولیٰ آزاد کر دے
تو امام صاحب کے نزدیک عین جاری ہوگا اور صاحبین کے نزدیک جاری ہوگا سو اس حالت کا عیدہ اذون اگر حاضر ہو گندا تو اس سے
کچھ نہ لیا جاوے گا مگر اس کے ساتھ ہو یا نہ ہو امام صاحب کے نزدیک تو اس جہت کے مولیٰ کی ملک میں نہیں اور صاحبین کے نزدیک
بشر جہت سے کہ وہین سے فارغ نہیں اور اذون غیر مدین لکن لیس معہ مولیٰ یا عیدہ اذون قرضدار ہو لیکن افسکے ساتھ ہلکا
آقا نہیں تب ہی نہ لیا جاوے طبع سے لیا جاسا ہے عیدہ اذون کہ وہین اسکا محیط ہو دے اور جس صورت میں کہ آقا افسکے ساتھ ہو اور
اوس پر وہین نہیں دے لیکن محیط نہیں اس کے کسب کو جو زیادہ وہین سے ہے اگر بقدر مضارب ہو تو اسکا عشر لیا جاوے کذا فی المراءج
حلی الطحیم فی الشلۃ لعدم ملک ہر عشر نہ لیا جائے بنا برہوت صحیح کے مسائل ثلثہ مذکورہ میں واسطے مقروض ہونے ملک ابن نمون کے
یعنی مضارب اور بضاعت دالے اور غلام کے ہم معراج میں ہے کہ الضام میں مذکور ہے کہ لینے میں شرط ہے حاضر ہونا ملک اور مالک
دونوں کا پس اگر مالک بلا مال آوے تو نہ لیا جاوے اور اگر مال یا مالک آوے تب ہی نہ لیا جاوے ولذا لا یؤخذ الفس من القوا
اذا قال هذا مال الیتیم ولا من عبد ومکاتب اور سیلو یعنی جو نہ ہونے ملک کے نہیں لیا جاتا ہے عذر وحی سے جب بیان
کرے کہ یہ مال یتیم ہے اور نہ غلام سے جی گندہ چکا اور نہ مکاتب سے کیونکہ اس کی ملک تام نہیں حق حلی عائش الخوارزمی فقہ شرفہ
نور حق حلی عائش اهل العدل اخذ منه ناکمۃ التقصیر بحسب وہا یہو سود اگر گذرا باغیوں کے حاضر رہیں انہوں نے اوس سے
عقر لے لیا ہو گندا اہل حق کے حاضر کے پس تو اوس سے دوبارہ عشر لیا جاوے کیونکہ خوارزمی کے حاضر کے پس جابا یہ تصور ہیکہ
ہے بخلاف مالو خلیو اہل بلد ہلکا اور صورت کے کہ خوارزمی باغی تسلط کر لین بزرگ کسی شہر پر یعنی اس صورت میں اگر
وہ صفات وصول کر لین کے تو دوبارہ دینے نہ آوین گے کیونکہ اس صورت میں تصور امام کا ہے نہ مالدارون کا کذا فی العوالم
مسئلہ ثانیہ کہ مرنہ صا بطاب الفقارہ کظیم ونحوہ لا یغشیر لا حدک الام لا اذا کان عند العائش فتر اہ فیما اخذ الیتیم
کیونکہ اگر مرنہ بقدر ضابطہ تجارت کے ہو لیکر حاضر ہو گندا مثلاً بوز و فیہ تو امام صاحب کے نزدیک حاضر اسکا عشر نہ لیا جائے مگر اس
صورت میں کہ حاضر کے پاس فقرا موجود ہوں تو ملل دالے سے عشر لے تاکہ او کو دے ہم مطالب ہے مراد جو چیزیں سال بھر میں
شریک لیا ہیں کہ صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس مال تجارت تھا تاہم سال کے نزدیک اس کے بدلے بقولات میں
سے کچھ خرید لیا پس امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ نہیں لیکن مالک کو کہہ دیجئے کہ بنفسہ زکوٰۃ ادا کرے اور صاحبین کے نزدیک

اور اگر مالک اس کا مالک ہو

مال میں سے اسی جنس کی زکوٰۃ لینے کی ہے کیونکہ آخر حیات امام کی اسکو مشتمل ہے کذا فی البرکات اور امام کے قول کی دعوت میں کمال سے نکل
کیا ہے کہ اگر لگا تو یہ چیز بڑی ہوئی خراب ہو جائیگی اور عامل کے ساتھ فقر و رقت موجود نہیں ہوتے ان اگر عامل کے ساتھ فقر و رقت
لپٹے عملہ میں صرف کرے تو کہتا ہے تو اسکو اجازت ہے کذا فی الشامی جسے بھٹا یہ مذکور ہے ہر مطلق میں بطریق بحث کے ہم نہر کی غلطی
میں کوئی پلٹ نہیں کہ ولات کو بے بحث ہونے پر ملا وہ میں ذکر کیا ہے اسکو کمال سے جیسا گذر چکا اور کمال کے کلام میں بھی کوئی نقصان
بمختہ پر نہیں ہے معذرتاً جو کچھ کمال نے ذکر کیا ہے وہ شرح مشکوٰۃ میں مع زیادت مذکور ہے زیادتی یہ ہے کہ اگر مالک قیمت و دیگر ماضی پر
توقیت سے لے جائے اور غلیہ میں تلب العاشر میں یہ مذکور ہے کہ جب خیر ادا ہے یعنی سبزی و کاری بیکر ماضی پر گذرے اور ماضی فقر کے لئے
ادین سے بغیر ماضی لینا چاہے وہ صورت انکار کرنے والے کے اخطار قیمت سے تو نہیں لے سکتا اور فقر کے واسطے کی منہ سے اپنے قریب
لگائی کہ اگر اپنے عملہ کے لئے خیر ادا ہے بغیر لے لیوے تو جائز ہے اور اگر انکار کی غیب اس واسطے لگائی کہ اگر وہ قیمت دینے پر
راضی ہو تو اس کے جواز میں کچھ کلام نہیں فافسم و انتہا علم کذا فی الشامی باب ۱۱ — (۱) کا ذیہ باب ہے و فیہ کہ
امام میں الخلق بالکفا لکنہ من الوظائف للمالیۃ فقہائے زکا زکوٰۃ کے ساتھ ماضی لکھا کہ یہ بھی وظیفہ مال ہے
میں جو اب ہے اس سوال کا کہ اس باب کو کتاب الجہاد میں ذکر کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس کے مصارف و معارف قیمت کے ہیں اور اس
میں سے جو لیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ نہیں ہے کذا فی النہر اور اسکو عشر پر مقدم کیا اسلئے کہ رکاز محض قریب ہے اور عشر ایک مشق ہے
میں سے ملتی عرب کے میں کذا فی الطحاوی و لکن ای لاجتہاد بعض المکرر ذکر رکاز باعتبار لکت کا خود ہے رکوز سنی
تاریت کرنا اور بعضی مرکوز کے ہے ہم شامی نے کہا کہ بعضی المکرر ذکر ہے غیر ہے تو کی اور احتمال یہ ہے کہ حال جو رکوز سے یعنی
نکاد رکوز سے اخذ ہوتے در حالیکہ رکوز سے مراد اس مفہول جو معنی مرکوز اور یہ اسلئے کہ رکاز اسم جائد ہے فقہ
غنیہ و شرح عمال ہی کو دخلت ارجین اور شرح میں رکاز وہ مال ہے کہ جو وہ زمین کے نیچے ہم ظاہر عبارت و ولات کئی
ہے کہ یہ معنی لغوی نہیں ہیں اور رخ میں غریب سے منقول ہے کہ وہ معلوم ہے یا کنز یعنی کان یا ذیہ اسلئے کہ یہ دونوں مستقر
ہیں زمین میں اگر جہاد کے مختلف ہے الخ اور بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ استعمال رکاز کا معدن اور ذیہ دونوں حقیقی
ہے اور مشترک با مشترک معنوی اور ذیہ کے ساتھ خاص نہیں نہر القائلین میں کہا کہ اس تقدیر پر یہ کلی متواپی ہوگی اور یہی
مصنف کے باب کے عنوان کے مناسب ہے کذا فی الطحاوی سے آخر میں گوئی و اکتی الخالق والخلق الی عام ہے اس
کہ زمین کے اندر رکھنے والا اسکا خالق ہر مخلوق ہو فلدات ال معقدین خلق خلقہ اللہ تعالیٰ و من کنز ہی مال
مدفون دفنہ الکفان لایۃ الذی یخشی بطن بسبب ہسی عموم کے مصنف نے کہا کہ وہ عام ہے کان فلفی سے کہ اللہ تعالیٰ
نے اسکو زمین میں پیدا کیا ہے اور عام ہے کنز سے یعنی مال مدفون کہ زمین میں رکھا ہو کفار نے اسلئے کہ یہ ایک خمس لایا
ہے اگر مسلمان کا مال ہو گا تو اسکا حکم قطعہ کا ہے و حد حدیث میں آئے ہیں و لو قینا صغیرا لانی بائی کسی مسلمان
نے یا دمی نے اگرچہ مملوک صغیر عورت موہنی حکم عام ہے یا نوالا انہ و یا مملوک کبیر موہنی عورت یا عورت مسلمان جو یا نوالا
کذا فی النہر معقدین نفیل و نفیل حدید بائی کان ہونے یا جائدی یا نوالا کی یا اسکے مثل کی دھول کل جائد و نفیل
بالنار و ہنہ الزبج اور دمی کی مثل چیز نچوڑے کہ نرم ہو جاوے آگ سے اور پتھریں ہے یا ہم یہ قول امام محمد
کا اور امام صاحب کا آخر قول ہے اور قول اول یہ تھا کہ بارہ میں کچھ نہیں لازم آتا اور یہی قول آخر ہے امام ابو یوسف کا کیونکہ
بارہ بمنزلہ مال وغیرہ کے ہے اور ان میں خمس نہیں ہے بلکہ یہ ہے اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ بارہ چشمہ و فراہ

حکام

اور محمد میر سے کہا اجاتا ہے اور ڈھلتا ہے کسی دوسری چیز کے ساتھ مل کر پانڈی کی مانند ہوا یعنی پانڈی جیبت تک کسی دوسری چیز کے ساتھ مخلوط نہ ہونیں ڈھلتی کذا فی الخشیج اور معلوم ہے کہ خلاف اس بارہ میں ہے جو معدن میں سے حاصل کریں لیکن جو موجود کفار کے خزانوں وغیرہ میں ہے اوس میں بالاتفاق خمس لازم ہے کذا فی الشامی فخر حج الملائک کو غلط و قارہ وغیرہ المنظم کما عدل لا استجار پس کل کتین بقیہ چیزیں یعنی جامہ کی قید سے جیسے نفل اور مال اور محل گئی بیکس کی قید سے جو زم نہیں ہوتے جیسو کان پتھون کی یعنی فیروزہ و زرد و غیرہ کی ہم ہستانی میں ہے کہ کان میں قسم کی ہے ایک وہ سخت چیزیں کہ بچل جاتی ہیں آگ سے جیسے سونا چاندی رنگا نا جاسیتل و مادوم وہ سخت چیزیں جو آگ سے نرم نہیں ہوتیں جیسے چونا و زرد سرمدیاقوت وغیرہ سوم وہ چیزیں کہ جامہ نہیں جیسے بانی مال قطع وغیرہ کذا فی البسوط والتمہہ قطع ایک روغن ہے کہ بانی پر اجاتا ہے اور قارہ اور قیر اور زفت و جس سے کشتیوں کو روغن کرتے ہیں کذا فی الشامی فی ارضی حرا سینہ او حشر یا یخسج اللہ او لا المغانہ اللہ علیہ یا کما ذلی کان یا دفسینہ بار سے زمین خرابی یا عثری میں شایع ہے تھا کہ زمین کی قید سے نکل گیا گہرا اور نہیں خارج ہوا بچل کو کہ وہ بالاد سے داخل ہے ہم ہر د عثری اور خرابی سے یہ ہے کہ جبکہ وظیفہ عثری و یا خرابی ہو خواہ کسی کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو جب عثری و خرابی کے ہوتے خمس لیا جائیگا تو بچل جس میں نہ عثری نہ خرابی بطریق اولیٰ داخل خمس رہیگا کذا فی الطحاوی خمس غنما ای لحدک خمسہ لحدیث و فی الکاز الخمس وهو غیر المعدن کا حصہ سلمان یا ذمی کی باقی ہوتی کان خواہ دفسینہ سے یا نجران حصہ لیا جاتا ہے بموجب اس حدیث کے فی الکاز الخمس اور یہ شامل ہے معدن کو جیسے پہلے گذرا و باقیہ لکھا لکھان ملک اور فی کان یعنی چار خمس زمین کے مالک کے ہیں اگر وہ زمین کسی کی ملک ہو ہم حاشیہ ابو السودین کہا کہ ملوک سے مراد یہ ہے کہ غیر کی ملک ہو یا نبی الیٰ کی ہو کیونکہ بانید اسلے کی ملک ہوگی تو اوس میں خمس ہوگا جیسا مصنف آگے بیان کرتا ہے و لاشی فی اکثرہ شامی نے کہا کہ ہر کسی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جب بانید الا مالک زمین ہو تب تو خمس واجب ہو اور خود مالک ہو تو وہی ہو کیونکہ ملک واجب دو زمین ایک ہے وہ یہ کہ معدن تمام اجزا سے مالک کی ملک ہے تو مصنف کے کلام میں تعارض یقیناً ہے یہاں باقیہ لکھا کہتا ہے اور آگے لاشی فی ارضیہ کہا شیم رحمتی نے اس تعارض کو یوں دفع کیا کہ زمین ملوک کی معدن میں دو زمین میں روایت اصل یہ ہے کہ اوس میں خمس نہیں کل مالک کی ہے اور جامع صغیر کی روایت یہ ہے کہ اوس میں خمس ہے اور جامع مالک کے میں پس میان کا قول مطابق روایت جامع صغیر کے ہے اور قول آئندہ موافق روایت اصل کے کذا فی الشامی قطعاً و لا کسب و مغاناً فکلوا جسد اور اگر زمین رکاز کی کسی کی ملک ہو جیسے چارہ و بچل پس وہ چیز بانید اسلے کی ہے والمعدن لاشی فیہ الا جسد لانی دار کا کافی وہ اور معدن میں کچھ نہیں لازم آتا اگر باو سے اوس کو اپنے گہر میں اور اپنی کان میں ہم معدن کے لفظ میں احتراز ہے دفسینہ سے اسلے کہ اوس کا خمس لیا جاتا ہے اگرچہ کسی کی ملک زمین میں ہو یا ہو یا گہر میں ہو اسلے کہ وہ اجزا زمین میں نہیں ہے جیسا بدائع میں ہے اور گہرا اور ڈکان کی معدن میں کچھ نہ لازم آتا امام صاحب کے نزدیک ہے بر غلاؤل صاحبین کے کذا فی الشامی و انضیہ فی روایہ الا اصل و اختصار کما فی الکفر اور کچھ نہیں لازم آتا اگر باو سے معدن اپنی اراضی میں اصل کی روایت کے بموجب اور کسی کو خست یا رکیبہ کنز میں ہم غایۃ البیان میں کہا ہے کہ زمین ملوک میں امام صاحب سے دو روایتیں ہیں روایت اصل کے موافق ارضی اور دار میں کچھ فرق نہیں یعنی دو زمین کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ زمین جب اوس کی طرف منتقل ہوئی تو بالکل مع اپنے تمام اجزا کے منتقل ہوئی اور معدن بھی اوس زمین کی مٹی کی ہے تو خمس لازم نہ آیا جیسے غنیمت جب اوس کو امام کسی کے ہاتھ فروخت کر دے تو اور لوگوں کا حق اوس سے قطع

الکفر خمس و باقیہ لکمما لک اول الفتحہ اور جو دینہ ایسا ہو کہ اوس پر ملامت کفار کی ہو تو اوس میں سے خمس لیا جاوے
اور باقی اوس شخص کا ہے جو اول فتح اسلام میں اوسکا مالک ہو امام کی ملکیت سے ہم قاضی خان نے کہا کہ یہ خمس لینا باہفاق
ہے اسلئے کہ کنز اجزا اور دار سے نہیں ہے تو خمس مقرر کرنا اوس میں ہو سکتا ہے بخلاف معدن کے اولو انہ لو حقا و الا
فلبیت المال حل لا وجہ یا اصل مالک کے وارث کا ہے اگر وہ زندہ ہو اور نہیں تو بیت المال کا ہے اور یہ اوجہ
ہے ہم نہیں کہا ہے اگر ورنہ مالک اول کے معلوم نہ ہوں تو واقعی مالک زمین کا دوسرے وارث کا ہے اور ابو ایسر نے کہا کہ
بیت المال میں رکھا جاوے فتح القدر میں کہا ہے کہ یہ وجہ ہے مال کے بعد الخ اسلئے کہ جو زمین مذکور ہے کہ کنز دین میں
امانت ہے پس جب مالک اول زمین کا مالک ہو تو جو اوس میں رکھا ہے اوسکا بھی مالک ہو اور اگر زمین کو وہ عید سے تو فرخستہ
سے جو جز زمین کے اندر ولایت ہے اوسکی ملک سے نکل جاوے گی جیسے جہاں کے بیت میں موتی وہذا ان مملکت ارضہ
والا فلو اجل یہ اس صورت میں ہے کہ زمین اوسکی ملاوک ہو اور اگر ملاوک نہ ہو جیسے جنگل وغیرہ تو باقی مالے کا ہے ہم
یعنی خمس نکال کر کافی البعد اشارہ ہے باقیہ لکم مالک کی طرف اور یہ صاحبین کا قول ہے اور ہر ایہ وغیرہ اسے اسکی ترجمہ معلوم
ہوتی ہے لیکن سراج میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسف نے کہا کہ باقی باقی مالے کا ہے جیسا مال غیر ملوکہ زمین کا ہے اور اسی پر قوی
ہے شارح نے کہا کہ آجکل بھی مناسب ہے کیونکہ بیت المال کا انتظام نہیں ہے ولو ذمنا قتنا صغیرا اننی لا اثم من اھل
الغنیۃ اگرچہ باقیہ لازمی ہو غلام موہن وغیرہ عورت موہن کے سبب اہل غنیمت میں یعنی امام غنیمت میں سے کچھ بطور عطا اون کو
دیاکر اسے شامی من جنتی خلاصہ میں مستأمن خاتہ یسند ذمنا ما آخذ یعنی باقی مالے کا ہے سوا اچا کا فرجی ستامس کے
کہ دوا یا جاوے اوس سے جو اسنو لیا کیونکہ غنیمت میں اوسکا کچھ حق نہیں ہے اذ انھل فی المعاف و باذن الامام حل شرط
فلاہ المشروط کہ جب کہ کام کرے جنگوں میں امام کے اذن سے کسی شرط پر تو اوسکو شرط یعنی سترہ لیکھا ولو عھل بجلا
فی طلب الرکاز فهو للواحد اور اگر وہ شخص ملکہ کام کرین دینہ کی طلب میں تو وہ اوسکا ہوگا جسے باہم ظاہر اسکا ولایت
کرے کہ دوسرے کو کچھ نہ لیکھا اور یہ اوس صورت میں ہے کہ ایک نے کھودا چھوڑ دیا اور اسنے باقی رہا ہو اھو دا اور
نکھا لایکن اگر وہ دونو مشترک ہوں اوسکی طلب میں سوا باب الشکرۃ الفاسدہ میں آویگا کہ شرکت میں نہیں گھاس کھودنے اور
شکار کرنے اور باقی بہرنے اور باقی مباحات میں جیسا پہاڑوں میں سے میوہ چھنا اور طلب کرنا کان اور کھانا اینٹوں کا مباح
مٹی سے اسلئے کہ یہ شرکت متفق ہے وکالت کو اور وکیل کرنا مباح چیز کے لینے کے لئے جائز نہیں اور جو کچھ انھیں سے کسی
نے حاصل کیا وہ اوسکا ہوگا اور جو دونو نے حاصل کیا وہ نصف نصف ہوگا اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کتنا کتنا ہے اور جو کچھ
ایک ہر اچ کی مدد سے تو وہ اوسکا ہے اور ہر اچ کو اجر مثل لیکھا جسقدر ہو امام محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے
ز نزدیک اسقدر کہ اوس مشکو کی نصف شتر سے زیادہ نہ ہو کانا اجیرین فهو للمستأجر اور اگر وہ دونو مزدور ہوں
تو مال اوسکا ہوگا جسے انکو اجرت پر رکھا و ان خلاصہ ای العلامة او اشتباہ الضم فهو جاہل محل ظاہر
المذہب ذکرہ الزبیل لہ الغالب وقیل کالقطرہ اور اگر خالی ہو ملامت سے یا مشتبہ ہو سکے تو وہ جاری
ہے یعنی اسلام سے پہلے کا ظاہر مذہب پر ذکر کیا ہے اوسکو زبیلی نے کیونکہ غالب یہی ہے اسلئے کہ کفار حرا ہیں ہوتے ہیں
جمع اموال پر کذا فی الطحاوی اور ایک قول یہ ہے کہ مال مذکور لفظ کی مانند ہے ہم ہر ایہ میں ایک قول یہ ہے کہ اوسکو
مال اسلامی تصور کریں گے بہت زمانہ گزرنے کی جہت سے یعنی ظاہر یہ ہے کہ آثار جاہلیت سے کچھ باقی نہیں رہا اور ظاہر یہی

اور اگر زمین کو وہ عید سے تو فرخستہ سے جو جز زمین کے اندر ولایت ہے اوسکی ملک سے نکل جاوے گی جیسے جہاں کے بیت میں موتی وہذا ان مملکت ارضہ والہ فلو اجل یہ اس صورت میں ہے کہ زمین اوسکی ملاوک ہو اور اگر ملاوک نہ ہو جیسے جنگل وغیرہ تو باقی مالے کا ہے ہم

اعتبار ہے جب تک اس کا خلاصہ معلوم نہ ہو اور غنی یہ ہے کہ اس کا ظاہر ہوئے تو نہ مانیں بلکہ جاہلیت دینے اب تکہ شہرِ حرمین مکہ
 رہتے ہیں کذا فی فتح القدیر شامی نے کہا کہ اکثر فقہ و جنین علامت اہل حرب کی ہے اور اہل اسلام میں راجح میں ظاہر یہ ہے کہ وہ
 قسم شتب سے ہیں لیکن میں نے شرح نقایہ میں جو ملا علی قاری کی ہے دیکھا اور میں لکھا ہے کہ کفایہ کے درم سائلانوں کے ویران
 میں مخلوط ہوئی کی صورت میں جیسا فی زائنا روا ہے اسلامی ہی ہوئے جائیں وہاں خمس رکاز معدا کا کان اوکڑا و وحل
 فی صحرا مدار الحرب بل کلہ للواحد ولو مستأمناً و ما لہا نہ کا لکھتے ہیں اور نہ خمس لیا جاوے وہ کا ز کہ پایا جا
 و در الحرب کے جنگل میں خواہ معدن ہو یا دھینہ بلکہ کل با نیو اے کا ہے اگرچہ وہ دار الحرب میں امن لیکر گیا ہو اسو اسطے کہ وہ
 شخص جو رکی طرح ہے و لا الذخلہ جماعۃ کذا و منغیر و طیف و ایشی من کفر و ہر و معدن فقہ حنفی لکونہ غنیہ
 اور سپر اسطے اگر دار الحرب میں ایک جماعت شوکت والی داخل ہو اور کچھ خزانہ یا معدن او کو مستیاب ہو تو خمس یا جاوگا کیونکہ
 وہ غنیمت ہے یعنی غلبہ اور قہر سے حاصل ہوا ہے و ان و حیدہ ای الیہ کا و مستأمن فی ارض ہملوکیہ بعضہم و
 ال مالیکہ قہر راعن الغلاد اور اگر معدن یا دھینہ کسی مستأمن نے حربوں کی ملوکہ زمین میں سے پایا تو اسکو اسکو
 مالک کو مٹا دے غدر سے بچنے کے لئے ہم یعنی حربوں کے مال اوس شخص مستأمن پر بدون او کی رضامندی کے حرام
 میں تو بدون اجازت کے کسی مال کا رکھ لینا خیانت ہوگا فان لم یؤذک و اخر حہ منہا مالک و ملکاً خبیثاً سبیل
 الصدق و یس اگر نہ مٹایا اسکو اور دار الحرب سے نکال لایا تو اسکا مالک ہو جاوگا غنیمت ملک سے کہ اسکا تصدق کرنا
 وجب ہے فلویا حہ حق لقیام ملکہ لکن لا یطیب للمشتق سے پس اگر کسی دوسرے شخص کے ہاتھ بچید یا تو درست ہو
 کیونکہ اسکی ملک ثابت ہے لیکن مشتری کو اجا نہیں ہم بخلاف اوس صورت کے کہ کسی سے ایک چیز بشراہ فائدہ خریدی
 ہو کسی کے ہاتھ بچیدی تو مشتری ثانی کے واسطے کچھ خرابی نہیں ہے کیونکہ نسخہ مع اول کا اس صورت میں مستغنی ہو گیا کذا
 فی الجلی عن البور و لو و حیدہ ای الیہ کا ز خیرہ ای غیر مستأمن فیہا ای ارض مملوکیہ لہو حل لہ فلا یؤذک
 و خمس لما قر بلا فرق بین متاع و خیرہ اور اگر معدن یا دھینہ یا غیر مستأمن نے حربوں کی زمین ملک میں سے
 تو اسکو نکال دے پس نہ مٹا دے اور نہ اوس میں سے خمس لیا جاوے اور سید جہتہ کہ کذری یعنی وہ مثل خفیہ لیا یا اے
 کے ہے کذا فی الدرر بدون فرق کے و میان متاع اور غیر متاع کے ہم متاع کے معنوں میں فقہا کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے
 کہ متاع وہ ہے جس سے نفع لیا جاوے خواہ کبھی ہوں یا گھر کا اسباب یا کھانا یا برتن کذا فی الطحاوی و ما فی النقایۃ ص ۱۰۰
 ایہ کا ز متاع ارض لہ و ملک خمس سہمی اور جو کچھ نقایہ میں ہے کما ز زمین غیر ملوکہ کا خمس لیا جاوے وہ مستہ ہے
 ہ نقایہ کتاب سے صدر الشریعہ کی اور یہی ہے نقایہ میں جو اس کے واد اتمام الشریعہ کی کتاب سے در میں کہ اسے کہ
 یہ لیم نہیں ہے کیونکہ شراح ہدایہ نے اور علما نے تقریر کی ہے کہ خمس واجب ہوتا ہے اوس چیز میں کہ غنیمت کے معنوں
 میں ہو یعنی اہل حرب کے ہاتھ میں ہو پہر مسلمانوں کے پاس آجاوے قوت بازو سے اور نقایہ میں جو مذکور ہے وہ مطہر
 کی صورت نہیں ہے کیونکہ مستأمن مثل جو رکے ہے اور زمین دار الحرب کی مسلمانوں کے ہاتھ نہیں آئی طحاوی نے کہا
 کہ اضافت رکاز کی متاع کی طرف بائی ہے لہذا ان خمس علی متاعہم الموجود فی ارضہا لکن نہ کہ مراد لیا جاوے
 متاع سے جو حربوں کا متاع دار الاسلام میں موجود ہو فرق مسئلہ شارد کا لہو احدی ہفت و خمس لنفسہ و
 اصلہ و فرعہ و اجنبیہ بشرط فقر ہر با نیو اے کو جائز ہے خمس کا صرف کرنا اپنے نفس پر یا اپنی اصل یعنی باپ

ملاحظہ فرمائیں
 حاتم بن اسلم

ملاحظہ فرمائیں
 حاتم بن اسلم

جز اور باقی خرچ یعنی اولاد پر اور اجنبی پر بشرطیکہ محتاج ہوں معنی وہ خود اگر محتاج ہو اور چارچند میں اس کا کام نہیں نکلتا تو خود
 سب کا سب رکھ لے اگر نصاب سے کم ہو اور اگر نصاب کو پونہچی تو خمس کا خرچ کر لینا اور سکو جائز نہیں کذا فی البحر عن ابی النعمان
 ہون کہ اس میں گفتگو ہے کیونکہ بعض اوقات نصاب سے زیادہ بھی کافی نہیں ہوتا مثلاً جب کہ باغیہ الاقرضہ اور پس بہرہ ہے کہ حاجت
 نبی پر اقتدار کیا جاوے اور حاکم نے کافی میں کہا ہے کہ جسکو رکاز کا مال ملے اور سکو گنجائش ہے کہ صرف کرے خمس سکا لیں پرہر اگر
 امام کو اطلاع ہو تو اس کے کئے ہوئے کو قبول کرے اور اگر اسکو تمام مال کی ضرورت ہو تو گنجائش ہے کہ اپنے واسطے رہنوی سے
 اور یہ بھی گنجائش ہے کہ حاجت مند دن کو دے اگر چہ اس کا باپ و دادا یا اولاد ہو اور یہ مال بمنزلہ اس عشر کے نہیں ہے کہ زمین پر
 لازم ہوتا ہے کذا افادہ الشامی **باب العشر** یہ باب ہے وہ یکی کے احکام میں ہم عشر کہتے ہیں جس
 میں سے ایک نکرے کو اور یہاں مراد وہ ہے جو عشر کی طرف منسوب ہوتا کہ شامل موصفت الخ و ضعف العشر کو کذا فی مجموعی اور مکتونہ
 میں اسلئے ذکر کیا کہ اس کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا ہے **یجب العشر فی عسک و اقل و جب** جو دیوان حصہ شہد میں
 اگر چہ قلیل ہو ہم شامی میں کہا کہ عسل میں کسر سے متوین نہیں کیونکہ مضاف ہے ارض کی طر اور لفظ و اقل کی ضرورت نہیں
 اسلئے کہ مصنف کا قول بلا شرط نصاب اس سے معنی ہے ارض غیر الخرابہ ولو غیر غنشی یا بحسب و معاذ لا عشر واجب ہے
 اس شہد میں کہ غیر خراجی زمین کا ہو اگر چہ غیر عشری بھی جو عیسے بہاؤ و جنگل بخلاف الخراجیہ لکن لا یجتمہ العشر فی
 الخراجیہ بخلاف شہد زمین خراجی کے یعنی اس میں عشر نہیں تاکہ جمع ہو دیں عشر اور خراج ہم ارض غیر الخراج کے لفظ میں شامی
 نے کہ یہ شامل ہے زمین عشری اگر زمین کو کہ عشری ہو نہ خراجی عیسے بہاؤ و جنگل لیکن غانیہ میں ہے کہ بہاؤ عشری ہے یعنی اگر
 استعمال میں آوے تو عشری ہو کذا قالہ الشامی و کذا ایجب العشر خمس و جبک و مضافاً ان سماہ الا ما مل لا یتاہ مال مفصول
 اور ایسا ہی عشر واجب بہاؤ یا جنگلی پہلوں میں اگر امام نے اس کی حفاظت کی ہو اسلئے کہ وہ مال مقصود ہے ہم امام کو اس کی
 حفاظت اسلئے مقصود ہے کہ عشر واجب ہو کیونکہ اذ مال حفاظت ہی کی جیسے ہے تو یہ علت اشتراط کی ہے یا یہ کہ وہ اس خبر سے
 ہے کہ جس سے غلہ حاصل کرنا زمین کا مطلوب ہوتا ہے تو یہ علت وجوب کی ہوئی کذا فی الشامی لا ان لو یحکم لا یتاہ کالصحفین عشر
 وجب نہوگا اگر امام نے اس کی حفاظت نہیں کی جیسا نکار کہ اس میں بھی عشر نہیں و یجب فی مسقی سماء ای ہ ظہر و کسیتی
 کھڑ اور وجب ہے عشر اس زمین میں جو مینہ سے بانی نہی گئی ہو یا جاری بانی سے مشل نہر کے ہم مسیح بانی کے جاری
 ہونے کو کہتے ہیں زمین پر یعنی نہر کا بانی یا نالوں کا کذا فی مغرب بلا شرط نصاب راجع للکل بدون شرط نصاب کے
 یعنی کچھ ضرور نہیں کہ پیداوار بقدر نصاب ہو اگر کمتر ہو گا تب بھی عشر واجب ہو گا شامی نے کہا کہ نصاب کا یہ مناسب مذکور است کی طر
 ہے یعنی شہد وہل و غلہ و بلا شرط بقاء و حولان حول لان فیہ قطع المؤنۃ اور بدون شرط بانی رہنے تمام سال
 اور گزرنے برس کے اس واسطے کہ عشر میں معنی مؤنۃ الارض کے ہیں یعنی اجرت زمین کی تو یہ عشر عبادت محض نہوگا اگر پیداوار
 سال بہر میں کئی بار ہو تو ہر بار عشر واجب ہو گا اور ایسا ہی خراج مقاسمۃ یعنی بائیکا لیکن خراج موقوف جو فی جریب ایک صاع یا
 مثل اس کے سالانہ مقرر ہو اگر تارے تو وہ برس روز زمین ایک بار وجب ہوا کرتا ہے مگر نہیں ہوتا اگر چہ زمین کا پیداوار کئی بار
 ہو کذا فی الشامی ولذا کان لا امام اخذ لا جبراً و یؤخذ من الذرکۃ اور سیلئے امام کو گنجائش ہے کہ ان چیزوں کا
 عشر نہ لے اور ترکہ سے لینا جا سکتا ہے و یجب مع الذرکۃ و فی ارض غنشی و جھون و سکا لیں و مذکور و وقف
 اور وجب ہوتا ہے یہ عشر باوجود قرضداری کے اور ترکہ کے زمین میں اور جھون کے اور سکا لیں کی اور باذن کی و دروغی زمین

10

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

ہم زمین کی ملک وجوب عشر کے لئے شرط نہیں بلکہ پیداوار کی ملک شرط ہے اس لئے کہ مشربہ یا دار میں ہے زمین میں نہیں تو نہیں
 کا مالک ہونا اور نہ ہونا دو برابر ہیں اور زمین وقفی میں عشر اس صورت میں ہے کہ اہل وقت نے اسکو بویا ہو کہ انی الشامی
 مختصراً وسمعیہ ذکوۃ جواز اور عشر کو زکوۃ کہنا مجاز ہے کیا ہی مفہوم ہوتا ہے عنایہ سے اور زمین اسی کی تقویت کی ہے
 لیکن عنقریب اسباب میں کچھ گفتگو ہو چکی ہے کذا فی ما لا یقصد بہ استغلال الارض وحق اہل چیزوں میں عشر نہیں کہ زمین
 کے محاصل میں مقصود نہ ہوں نحو خطیب وقصیب فاد سے جیسے لکھی اور نے ہم قصب لغت میں ثابت سا قدر گرد والی کو کہتے
 زمین اور فارسی کے لفظ سے اقراض ہو گیا گئے اور قصب الذریعہ سے جبکو قصب السبل کہتے ہیں کیونکہ ان دونوں میں عشر ہے کافی الجوز
 اور معراج میں ہے کہ گئے کے رس میں خرچہ کرتے ہیں کذا فی الشرع البالیہ وحسن الشیخ وبنی اور جیسے گھاس ہرا اور سوکھا فتم میں کہا
 اگر اتنی بات ہے کہ اگر اسکو کاٹ لیا دانہ کے انعقاد سے چلے تو اس میں عشر واجب ہو کیونکہ وہی مقصود ہو گیا اور ایک روایت امام
 محمد سے ہے کہ سوکھی گھاس میں عشر ہے کذا فی الشامی وسعفیہ وصنع وقطران وخطیبی شتان اور جیسے کھجور کے پٹے
 اور جیسے گوند اور قطران جو ایک رخت کا عصا رہے اور خطیبی اور شتان وشیخ قطن وبادنجیان اور جیسے گھاس کا رخت
 اور بیگن کا رخت ہم یعنی ان دونوں کے رختوں میں عشر نہیں بلکہ خود گھاس اور بیگنوں میں عشر ہے کذا قال الطحاوی وکذا یطہر
 وقتاً واذویۃ ککبۃ وشتانیدز اور جیسے تربوز کے بیج اور گڑھی کے اور جیسے دو آئیاں مثل میثی اور کلو نجی کے کہ چونکہ غم
 سے مقصود نہ کار لین ہوتی ہیں اور ان میں عشر لازم آتا ہے خود غم مقصود نہیں بن غایہ میں ہے کہ دو داروں میں عشر نہیں ہے
 جیسے کیلہ اور ملیہ اور کندر میں کذا قال الشامی حتی لو اشغل ارضہ بھا یجب العشر بیان تک کہ اگر زمین کو انہیں چھوڑ
 میں لگا دیا تو عشر واجب ہو گا ہم یعنی اگر کوئی شخص زمین کو لے اور گھاس وغیرہ کے واسطے رکھتا ہو محاصل کے لئے اور اسکو
 کاٹتا ہو اور بچتا ہو تو اس میں عشر مرگ کذا فی غایۃ البیان والبدائع اور شرعیانی میں کہا کہ جیسا کہ شرط نہیں اس لئے فاضلان نے
 سطلن رکھا یعنی بیچنے کی قید نہیں لگائی کذا فی الشامی وجب لخصہ فی مستغنی عنہ ای دیو کبیر ود الیہ ای ذوالاب
 لکثرة المونہ اور نصف عشر یعنی بیواں حصہ واجب ہے اس زمین کی پیداوار میں جو جس سے بانی دی گئی ہو یا رشتہ سے سبب
 زیادتی محنت کے ہم یہ وجہ ہے نصف العشر لازم آنکی وفی کتب الشافعیۃ واستقلا بما فی اشتراک اور کتب شافعیہ میں مذکور
 ہے یا اس صورت میں کہ بانی مول لیکر دیا ہو اور یہ جاری تو امد کے مخالف نہیں ہے یعنی اس صورت میں خفیوں کے نزدیک بھی بیواں حصہ
 لیا جاوے گا کذا فی الشامی ولو سقی بسخا وباللہ اعتد الغالب اور اگر بانی دیا اسکو نہر سے اور کسی آہ سے یعنی جس وغیرہ سے تو
 اعتبار کیا جاوے گا اکثر ہم یعنی اگر اکثر جس سے بانی دیا ہو گا تو بیواں حصہ لیا جائیگا اور اگر باران سے یا نہر سے دیا ہو گا تو سواں حصہ کذا
 فی الزلیعی ولو استویا فینصفہ اور اگر دونوں طرح پانی دیا برابر ہو تو نصف عشر ہے کیونکہ زیادتی میں شک واقع ہوا اور شک سے لزوم
 نہیں ہوتا وقیل ثلثۃ ارباعہ اور ایک قول یہ ہے کہ تین بربع عشر کے اس صورت میں لازم ہے غایۃ البیان میں کہا کہ یہی قول ہے ائمہ
 ائمہ کا کہ نصف نصف دونوں فیرون کا لیا جاوے یعنی چونکہ ادبی زمین نہیں ہوتی تو دسویں حصہ کا آدا لازم ہوا اور آخری دولابی تو بیویں حصہ کا
 آدا لازم ہوا اس لئے تین بربع عشر کے ہونے اور زلیعی نے روایت اول یعنی لزوم نصف عشر کو ترجیح دی جو سواں ائمہ پر قیاس کے کہ جس
 صورت میں ادب جس گھر سے گھاس ملا ہو کذا فی الشامی بلا دفع موقوف ای کلف الذم ویلا اخرج البیہ فی شیعہ بالعشر
 فی کل الخارج عشر اور نصف عشر لیا جاوے جو اگر نے اخراجات کہیتی کے اور بغیر نکالنے بیج کے اسکو کہ عمار نے تصریح کی ہے عشر کی
 کل پیداوار سے ہم یعنی عشر اہل صورت میں اور نصف عشر دوسری صورت میں جو لازم ہو تو کل میں سے لازم ہو کہ یہاں کرنے مزدوری

کرمیہ و غیرہ کے اور یہاں کی کوہ وادی اور بڑی حد تک ان کے لئے زمین خریدی ہے۔
 لہذا اگر وہ جب سے عداوت میں رہے ہیں تو ان کے لئے زمین خریدی جائے گی۔
 حضرت عمرؓ سے مسلم یہاں پر عداوت میں رہے ہیں تو ان کے لئے زمین خریدی جائے گی۔
 وہ لوگ اس سے باہر دیکھ کر کہانی دے رہے ہیں اور یہ عقدا مسلم کا جواز ہے کہ مسلمانوں کی نسبت ان سے دو چار دیا جاوے۔
 میں نے ان کے لئے زمین خریدی اور ان کے لئے زمین خریدی اور ان کے لئے زمین خریدی۔
 اس سے ہم قنبلہ کے مسلمان ہو تو اس کے پاس جو زمین تھیں وہ وہاں کے طرفین کے نزدیک تھیں۔
 عسری ہو جاتی ہو اور بھی مال ہو جب خرید ہو اس سے کسی مسلمان نے اور اگر خرید قنبلہ نے عسری زمین کو کسی مسلم سے تو شیخین
 کے نزدیک تھیں جو خریدی اور امام محمد کے نزدیک عسری باقی رہی کہ ان کی اجلی اور اتباعا منہ مسلم اور بھی کہ ان کے تضعیف
 کا لکھا ہے فلا یتبدل یا خرید زمین کو قنبلہ سے کسی مسلمان نے یا ذمی نے اس جہت سے کہ تھیں خراج کی مانند ہے پس تبدل کی
 جہت سے جب تھیں زمین قنبلہ سے خریدی تو بالاتفاق تھیں رہتی ہے کہ ان کی اجلی اور شرا کا ذکر بارگشت ہو ورنہ سب اختلافات میں ہی
 حکم ہے ہمیں من العبدی اور عدم تبدل خراج بالاتفاق ہے اور تھیں میں امام ابو یوسف کا اس صورت میں خلافت ہو کہ قنبلہ مسلمان
 ہو جاوے تو اس سے کسی مسلمان نے خریدی ہو کیونکہ وہ عسری ہو جاتی ہے جیسا پہلے بیان کر چکے کہ ان کی اجلی و اخذ الشا می من
 ذمی غیر تھیں اشترى أرضا کثیرا من مسلم و قد ضاع منها للثانی اور لیا جاوے گا خراج اس ذمی سے جو قنبلہ ہو اور
 خرید ہو زمین عسری کو مسلمان ہو اور قبض کیا اس کو کیونکہ عسری میں اور کفر میں منافاة ہے ہم ذمی سے خراج لینا اس صورت میں مذہب
 شیخین کا جو امام محمد کے نزدیک عسری ہی رہی اور غیر قنبلہ کی قید اس واسطے لگائی کہ عسری اس پر مضاعف ہو جاتی ہے شیخین کے نزدیک
 اور قبضہ کی قید پہلے لگائی کہ خراج واجب نہیں ہوتا مگر زراعت کی قدرت سے اور زراعت پر قدرت نہیں حاصل ہو سکتی بدون قبضہ
 اور کفر منافی ہے عسری کے مسلم کے عسری میں معنی عبادت کے میں حاصل یہ ہے کہ زمین عسری ہوتی ہے یا خارجی یا تھیں اور عسری یا
 مسلم ہو گا یا ذمی یا قنبلہ پس جب مسلمان خریدی عسری یا خارجی کو تو بدستور بنو مال پر رہتی ہو یا خارجی ہو تھیں کو تب طرفین کے نزدیک
 بدستور رہتی ہے اور امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ عسری ہو جائیگی اور خراج خریدی خارجی کو تو خارجی رہیگی اور تھیں کو خریدے تو تھیں
 رہیگی اور اگر عسری کو کسی مسلمان سے خریدی تو تھیں ہو جائیگی شیخین کے نزدیک برخلاف قول امام محمد کے اور جب خریدے
 ذمی غیر قنبلہ خارجی یا تھیں کو تو بدستور رہیگی اور اگر عسری خریدے تو خارجی ہو جائیگی اگر تھیں اس کی ملک میں امام عظیم
 کے نزدیک کہ ان قال الشامی وأخذ العشر من مسلم أخذها منه ای من الذمی بشفعۃ لقتول الصفاة ای لکفر اور لیا جاوے گا
 عسری مسلمان سے کہ لیا ہو زمین عسری کو ذمی سے شفعہ کی وجہ سے اس کو تبدل عقد کے ذمی سے طرف مسلمان کے ہم یعنی گویا کہ مسلمان
 نے مسلمان سے لیا ذمی کا واسطہ بیچ میں سے اور تھیں گویا کہ ان فی البور وغیرہ اور ذکر حلیہ لفساد البیت وغیرہ میں لکھی مسلمان بیچ کر
 اس سے ہم ذمی سے شفعہ کی وجہ سے اس کو تبدل عقد کے ذمی سے طرف مسلمان کے ہم یعنی گویا کہ مسلمان نے مسلمان سے لیا ذمی کا
 بدستور ہو کر کہ ہے کہ رو اور ذمی کی جہت سے یہ کان لم یکن ہو گئی اس لئے کہ حق مسلمان کا یعنی بائع کا اس طرح کی بیع مستقطع نہیں ہوتا
 کہ ہمزہ استحقاق پر لیا ہو اس کو ثابت ہو اس لئے کہ اس کو ثابت ہو گئی ہو یا شرط کی جیسے ہم یعنی جس صورت میں کہ بائع کو اختیار تھا
 جیسا قاضی خان نے جامع صغیر کی شرح میں قید لگائی ہے پہلے کہ اختیار بائع کا منہ کرنا ہو ورنہ مال بائع کو فالہ الشامی اور ذمی تھیں
 یا رو کی گئی ہو یا خریدت ہو یا مال یعنی بدستور قاضی سے ہو یا غیر اس کے کہ ان فی الشامی اور حلیہ بعضہا یا رو کی گئی ہو یا خریدت ہو

مسلم بن عبد اللہ

کاشی کے حکم سے ہم ان پانچ صورتوں میں مسکن عشر یا جائیداد کو فقیر کی خدمت میں خریدا جائے یا اس کو مسکن عشر یا مسکن عشر
تہ بزرگی خرابی ہو سکے کہ یہ آقا محمد بن احمد یعنی آقا محمد بن عبد اللہ بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں خریدا جائے یا اس کو مسکن عشر
لان کانت لذاتہ مطلقاً اور یا عبادی و خراج کرے کہ بنا لیا ہو اور مسکن یا کسبت اگر وہ گمراہی کا مورث صورت میں کسی عسکر یا بیانی سے ہو سکے
ہو یا خراج کے بانی سے ہو کہ وہی خراج کے لائق ہے نہ عشر کے کہ انہی امور و مسکن و قد سقاها بملک و عتق و براءہ گمراہی کا مورث مسکن
اور مسکن بانی یا خراج کے بانی سے ہو کہ مسکن راضی ہو یا خراج کے ادب اس وجہ سے کہ اس کو خراج کا بانی یا کسبت کو وہی خراج کا بانی
وہ نہیں کہ عیسویوں نے کہو دی جیسے گنگا اور جٹا کی نہریں اور اوسکی مانند جو سیون و جیون و وطبہ و فرات بر خلاف قول امام جعفر کے اور مسکن
بانی میں نہ اد کو ان اور چشمہ اور وہ دریا جو کسی کے تحت میں نہ کہ انی الملتقی و شرعاً غنائی نے احوال کیا تھا کہ میان مسکن پر خراج کا بانی نہ
لازم نہ اسے شام نے اس کے جواب کی طرف اشارہ کیا کہ منعم ہے خراج بجز لگانا ابتداً مسلم پر اور میان مسکن نے جو کچھ خراجی دین سے
بانی یا خود خراج بہت سار کیا جیسا زمین موات کو امام کی اجانت سے ویت کرے اور بانی خراج کا وہی تو خراج واجب ہوتا ہے کہ اقل فی البحر
واخذ عشر من سقاھا المسلم عتقہ او بھا لکۃ اثنی عشر اور یا جاوید عشر اگر بانی یا زمین کو مسکن نے عشر کے بانی سے یا وہی
طرح کے بانی سے ہو کہ عشر لائق ہے مسکن کو کیونکہ حسین عبادت کے معنی باجوئے جانے میں ولا شئی فی دایرہ مقبرہ و لولہ فی اور
کچھ نہیں لازم نہیں اور مقبرہ میں اگر وہی کا جوہم کیونکہ حضرت عمر نے مسکن کو معاف کر دیا تھا اور مہسی پر اجماع ہے صحابہ کا دوسری وجہ یہ
ہے کہ وہی میں نمود اور زیادتی نہیں اور خراج کا وجوب نہ تو کی جہت سے ہے اور مہسی قیاس پر بقایا میں زلیلی اور اس بیان سے یہ ظاہر ہوا کہ
پڑائے اور نہی میں کچھ فرق نہیں لیکن علماء نے تفسیر کی جو کہ اگر کسی بانی دین کو معطل رکھے تو اس پر خراج لازم ہے غایہ میں جو اگر خراجی زمین
کو خرید کر کے گھونایا یا عمارت بنائی تو اس پر اس زمین کا خراج لازم ہوگا جیسا اس صورت میں کہ اس کو معطل رکھی اور ایسا ہی ذخیرہ
میں جو بہر کہا کہ فتاویٰ ابو الیثب میں ہے کہ جب کرین خراجی زمین کو مقبرہ یا زلیہ کے لئے یا نہ فقیر مل کے لئے تو خراج ساقط ہو جائے انتہا اور یہ
دوسری روایت شاید کہ مبنی ہو نہفت عامہ پر کہ آقا محمد بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں خریدا جائے یا اس کو مسکن عشر یا مسکن عشر
مسکن یعنی بڑی بڑی زمین ہے یعنی دین میں نہیں پیدا ہوتی بلکہ چشمہ ہے جو شرب و آب سے بانی کا چشمہ تو اس میں عشر اور خراج نہیں کہ انی
البحر و لفظی دھن یعلو الماء مطلقاً فی ارض عشر او خراج اور کچھ نہیں لفظ میں کہ ایک روغن و جو بانی پر آجائے جو کسی صورت
میں یعنی مال و غیرہ زمین عشری میں ہو یا خراجی میں و لکن فی سحر لیسما الصالح لیزراۃ من ارض الخیر خراجی یا خراجی میں کچھ نہ
گرد و نواہ میں جو صلاحیت کہیتی کی رکھتا ہو خراج لازم ہو یا فیما یلتحق الخیر بالتمکین من الزراۃ خراج نہیں خراج میں ہر مسئلے
کہ خراج متعلق ہے کہیتی کی قدرت پر ہم یہ علت جو الصالح کہا کی اور خراج موطن میں ہو سکتی ہے اور خراج متعاسم کا حکم فائدہ کہ خراج
ہے کہ آقا محمد بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں خریدا جائے یا اس کو مسکن عشر یا مسکن عشر و لا لکۃ لعلوہ بالخیر اور عشر واجب ہو عشری میں کہ
چشمہ کے گرد و نواہ میں بشرطیکہ گرد و نواہ میں کو نہیں لازم کیونکہ عشر پیدا ہوا مسکن متعلق ہو و قد أخذ العشر من حدی الامام حسن علیہ السلام
العمر و بدن و صلاحہا برہان و شرط فی الفہر من حدیہا اور لیا جاوید عشر امام صاحب کے نزدیک وقت ظاہر ہونے پہل کے
اور وقت ظاہر ہونے اس کی بدستی کے یعنی گندہ ہو سکے کہ انی البران اور نہ میں شرط کیا کہ نہ فساد و سامون ہو جاوید ہم جوہرہ میں کہا کہ خلاف
ہے عشر کے وقت میں جو کثرت اور پہلوں میں سے لیا جائے پس امام ابو حنیفہ اور فقیر کہتے ہیں کہ اس وقت لیا جائے کہ جب پہل ظاہر ہو اور
خرابی ہو موقوف ہو اگرچہ کھنے کے لائق نہ ہو یعنی اس درجہ کو بچھو کہ اس سے مسکن انتفاع ہو سکے اور امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ جب کھنے
لائق ہو امام امام کہتے ہیں کہ جب کھنے جاوید اور کھلا لیا جائے یا جو کہ انی الشامی و کھیل نصاب میں خراجی اکل خاتمہ

مسکن عشر یا مسکن عشر

کوئی وارث نہیں تو اسکو اپنے نفس پر یا جو کسی اور پر صرف کرنا جائز ہو اگر صرف ہوں ہم امام حنفی نے کہا جب کسی کا پس و پیش دیکھی ہو اور
 ولایت رکھوائی تھی یعنی مالک بلا وارث مر گیا ہو تو ولایت رکھو و الیکوا یعنی ذات پر خرچ کرنا فی زمانہ جائز ہو سکتے کہ اگر اسکو بیت المال میں دیدیگا
 تو ضائع ہوگی کہ بذیل المال واسلے مصارف میں صرف نہیں کرتے پس اگر یہ شخص مصروف زکوٰۃ ہو تو اپنی ذات پر صرف کرے اور اگر مصارف صدقہ
 سے نہیں تو اور کسی پر جو مصروف ہو صرف کرے کذا فی الشامی دفعہ الثانیۃ والظلم عن نفسه اولی الا اذا احتج بحکمہ باقیہ ہونے کرنا
 تاوان اور ظلم کا اپنے نفس سے بہتر ہو اگر اس صورت میں کہ اسکا حصہ باقی جماعت پر پڑے ہم ناسخہ وہ جو بادشاہ وغیرہ کی طرف سے لازم ہو تو یہ حق واجب
 فقیہ میں ہے منقول عن الزودی اور مراد یہاں وہ جو حواقیق ہو سپر اسطو ظلم کو بطور عطف تفسیر کیے ذکر کیا اور اسی میں یہ بھی ہے کہ شمس الانس
 خارجی سے منقول ہے کہ اگر کسی جماعت پر کوئی عینی نافع لگا جائے تو بعض کو اور نہیں سے پر نجات ہے کہ اپنی ذات پر سے اسکو دفع کرے جس
 صورت میں کہ اسکا حصہ باقیوں پر نہ لگا یا جاوے ورنہ بہتر یہ ہے کہ اپنی ذات پر سو نہ دفع کرے کذا قال الشامی و تصحیح الکھالۃ دہا اور انہی کی
 کفالت جائز ہے ہم ناسخہ کی دو قسمیں ہیں ایک حق ایک ناحق قسم اول جیسے ترکہ و انا عوام کی منفعات کے لئے اور محلہ کی جو کچھ اسکی اجرت اور
 لشکر کو سامان دینے کے لئے اموال جو مقرر کرنا ہے اور سلمان قیدی جو کفالت کے ہاتھ میں اسیر ہیں اور کچھ زمانہ اگر انشاکی ضرورت ہو اور بیت المال
 میں کوئی چیز اور لوگوں پر اسکو حصہ سے پہنٹا دیا جائے تو اس قسم کے ناسخہ کی کفالت بالاتفاق جائز ہے دوسری قسم جو ناحق ہے جیسے اس
 زمانہ کے آدان پس یہ بھی مطالبہ میں مانند اور دیون کے ہے اور صحت کفالت کے معنی ناسخہ ناحق میں یہ ہیں کہ قلیل نے جب اسکو امر سے
 کفالت کی اور روپیہ ریا تو مطالبہ اپنے روپیہ کا اس سے کر سکتا ہے نہ یہ کہ ظالم کو حق مطالبہ کا کفیل سمجھا جائے کذا قال الشامی و فی وجوب
 من قام بتوزیعہ بالعدل وان کان الاخذ باطلا اور ثواب ہوتا ہے وہ شخص جو ناسخہ کی تقسیم کر دے انصاف کی رو اگرچہ
 لینا باطل اور ناحق ہو ہم یعنی ہر ایک پر بقدر اسکی طاقت کے تقسیم کر دے مسئلہ کہ اگر اسکی تقسیم ظالم کے حوالہ ہوگی تو بہتر ہے غریب کے ذمہ
 پر طاقت سے زیادہ لگا لیا تو یہ ظلم نہ ظلم ہوگا اگر کوئی شخص انصاف سے اسکو تقسیم کر دے تو ظلم میں کمی ہو جائیگی سپر اسطو اسکو اجر ہوگا
 اور ایسا آدمی فی زمانہ شامل اسیر ہے قالہ الشامی و هذا یفرق و لا یعرف کفالتا ذوالظلم اور جیسے کہ مسکینا جاوے اور نہ بتلایا جاوے
 اسطو روکنے کا وہ فساد کے ہم شمار الیہ کلام میں مذکور نہیں اور اسکی اصل فقیہ میں ہی اسطرح کہ کہا ابو جعفر عینی نے جو لگاتار بادشاہیت
 پر اسکی مصلحت کے لئے نوجوانا سے بن وجب اور حق مستحق مثل خراج کے اور ہمارے مشائخ نے کہا کہ جو کچھ امام مقرر کر دے تو گنہگار مصلحت کے
 لئے دن سب کا یہی حکم ہے یہاں تک کہ محافظوں کو رستوں پر معین کرنا اور چوری کی ہند اس کے لئے جو کچھ امر مقرر کرنے اور یہاں تک کہ
 اور کو چہ بندی کرنے اور یہی باب معلوم کر لینا چاہئے اور بتلانا نہ چاہئے فتنہ کے خوف سے یعنی تاکہ حکام حرکت زیادہ متاثر نہ ہوں کہ
 کہ مسکین انہی قیام اور چاہئے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ بیت المال میں بقدر روپیہ نہ ہو کہ اس کام کے لئے کافی ہو یا باب الجہاد میں
 آوگا انشاء اللہ تعالیٰ کذا قالہ الشامی و یحییٰ ذلک لیس لیس المال لا العیش اور جائز ہو جو پڑو یا خراج کا مالک کو نہ عشر کا ہم ایجاب
 میں متن اور شرح میں مذکور ہے کہ اگر بادشاہ یا نائب اسکا خراج جو پڑو زمین دسلے کو یا بخش دے اگرچہ سفار مق ہی سے ہو تو جائز ہے
 ابو یوسف کے نزدیک اور مالک کو حلال ہے اگر مصروف ہو ورنہ اسکو تصدق کر دے اسی پر فتویٰ ہے اور حادی میں جو راجح کر کے
 بیان کیا ہے کہ اگر مصروف نہ ہو تب ہی حلال ہو ورنہ خلاف ہے اور اگر عشر کو چھوڑ دے تو بالاجماع نہیں جائز ہو اور خود اسکو فقیروں کو دیدیگا کذا فی السراج
 وسیع تمامہ مع بیان بیوت المال و مصارفہا فی الجھاد و نظمہا ابن الشنخلف فقال اور اسکا بیان مسہ بیت المال کے قسم
 اور مصارف کی کتاب الجہاد میں آوگا اور اسکو محمد بن شحونہ نے نظم کیا ہے اور کہلے بیوت المال اربعۃ کل کل مصارف
 یتکتمھا العالمون بیت المال چار قسم ہے ہر ایک کے لئے معرفت جداگانہ ہے کہ انکو علماء نے بیان کیا ہے ہم شرنبلالی نے اپنی رسالہ

میں ذکر کیا ہے کہ علماء نے کہا ہے کہ امام کو چاہئے کہ قسم کا بیت المال جدا کرے اور تین ایک دوسری کو نہ ملاوے اور جب امام کو کسی معرفت کی ضرورت ہو اور اس معرفت کے خزانہ میں اس قدر نہ ہو جو اس کام کو برار کر سکے تو دوسری بیت المال سے قرض لیکر کارروائی کرے ہر جب اس معرفت کا مال آجل سے تو جس جگہ سے وہ مال قرض لیا اوسکو ادا کرے مگر جس صورت میں کہ مال کا صدقہ ہو یا غنیمت کا خمس لہو لگر اوسکو خراج والوں پر معرفت کیا ہو اور دوسرے فقیر ہوں تو کچھ بٹانا چاہئے کیونکہ فقیر غریب کی جہت سود مستحق صدقہ کے ہیں کہ اقالہ الشاہ سے فاذا لہا انقضاء شوق الکثر ذہب کا بعد ہا المتصدقون قوت ہا قسومین کا پہلا بیت مال الفنا ثم والکنوز والکار ہے بعد اوسکو بیت مال الخمس والمعاون والکار کہتے ہیں اور کار زمین الف لام اور عاطف فردت شری کی جہت سے صنف کیا گیا اور بعد اوسکو بیت مال المتصدقین ہے یہ دوسرا بیت المال ہے اور برتر یہ تھا کہ بعد کہ کتا کہ اول کی طرف خمیر پہنچتی ہے مگر ہوں کہا جاوے کہ اول کا مضاف ایہ مؤخر ہے اس جہت سے گویا اول نے ثانیہ کا اکتساب مضاف ایہ سے کیا یا یہ کہ خمیر غنائم وغیرہ کی طرف پہنچا حاصل یہ کہ دوسرا بیت مال المتصدقین ہے یعنی زکوۃ سوائے کی اور اراضی کا عشر اور جو ماضی مسلمان تاجروں سے لیتا ہے کہ فی الشاہی نقل عن المذائج وثار لہا آخر الخ صم حشودہ وکذا لیس یلینا العاکلون اور تیسرا خراج ہے مع عشر بنی تغلب وغیرہم کے اور جزیرہ کہ متولی ہوتے ہیں اوسکے کارپردار حاکم کے ہم ہا الخ میں کہا کہ میسر زمینوں کا خراج اور جزیرہ جو کسی مقرر کیا جاتا ہے اور جو بنی نجران سے یزدون پر صلح واقع ہوئی تھی اور جو صدقہ مضاعف کہ بنی تغلب پر بصلح قرار پایا تھا اور وہ جو ماضی ذمی تاجروں سے لیتے ہیں یا عربی مسلمان سے اور شرنبلالی نے اپنے رسالہ میں زلیعی سے یہ زیادہ کیا ہے کہ یہ جزیروں کا اور جو اودن سے بغیر نکال کے لیا جاوے یا کچھ بسبب مصالحہ واسطے ترک قتال کے لیا جاوے پہلے اس سے کہ لشکر کی اونہ چیز نامی ہو پس معذور ہے اور وہ جو اعلیٰ ذمہ اور ستامنون سے لیا جاتا ہے اس قرینہ سے کہ خراج کے ساتھ ذکر کیا ہے اور وہ عشر جو مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اوسکا ذکر زکوۃ کے ساتھ میں آچکا دوسری قسم میں اور جالیہ اہل ذمہ میں کیونکہ حضرت عمرؓ نے اوسکو عرب سے جلا وطن کر دیا تھا پھر عرب میں جزیرہ کو کہنے لگے ودا بعلھا الطوائف مثل مالہ لیکون لہ اناسی وارثون اور چوتھا بیت المال منوال یعنی لغفلون کا ہے مانند اون اشیاء کے کہ ہوا و نکا کوئی وارث ہم ضائع جمع ضائعہ کی ہے یعنی نقطہ و قولہ مثل مالہ الخ یعنی مانند اوس ترکہ کے جکا کوئی وارث بالکل نہ ہو یا ولیکن اوپر رہنوسکتا ہو جیسو زمین میں سے کوئی ساہو اور ظاہر یہ ہو کہ مال کیون کو بحد حرف عطف معطوف کہیں منوال واقع ہو اوسکو کہ شرنبلالی نے دین متقول کی کہ اوسکا کوئی ولی نہ ہو یہی اسی قسم میں شامل کی ہے اور دین متقول کہ ہے اور یہی وہ سے اوسکا دین اوسین سے ادا کیا جاتا ہو کہ اقالہ الشاہی فصیرت الاقلین اقل بنصق وثار لہا حوالا متقاتلون ہیں معرفت دونوں پہلی قسموں کا منصوص ہے قرآن شریف میں معرفت الاولین میں حرکت ہمزہ کی فعل کر کے لام کو دی واسطو فردت وزن کے یعنی معرفت اول کا کہ بیت الخمس ہے مذکور جو آیہ و اعلو انما خمسہم من شیعہ میں اور اسکا بیان جہاد میں آوگا اور معرفت دوسری قسم کا یعنی بیت الصدقات کا مذکور ہے آیہ انما الصدقات للفقراء المحبین اور اسکا بیان صغریٰ آہو اور تیسری قسم یعنی خراج الاراضی وغیرہ لیتے ہیں اوسکو متقاتل سے ودا بعلھا انصاف فوجھا کد کسار وے النفع فیہا المسلمون اور چوتھی قسم کا معرفت وہ صورتیں ہیں جن میں نفع مجملاتون کو پہنچتا ہے ہم یہ ہوائی ہے اوسکو جو ابن ہبیار نے شرح غزنیہ میں بزودی سونقل کیا ہے یعنی یہ کہ معرفت کیا جاوے مسلمانوں کے نافع میں مثل تعمیر لجن اور رباط اور ساجد اور ثغور یعنی اعدا کے روکنے کے ذرہ اور قاضیوں اور علماء کے روزیئے اور مجاہدوں کی قوت اور ان سب کی اولاد کی قوت میں اور جو اسکے مشابہ ہوں لیکن مخالف ہے اوسکے جو ہدایہ اور زلیعی میں ہے یعنی ہدایہ اور اگر کتب میں یہ ہے کہ جو مصالح مسلمین میں مشر ہوتا ہے وہ تیسری قسم کا ہے اور چوتھے کا معرفت جو مشہور ہے وہ یہ ہو کہ قطع

اور اسکا بیان صغریٰ آہو اور تیسری قسم یعنی خراج الاراضی وغیرہ لیتے ہیں اوسکو متقاتل سے ودا بعلھا انصاف فوجھا کد کسار وے النفع فیہا المسلمون اور چوتھی قسم کا معرفت وہ صورتیں ہیں جن میں نفع مجملاتون کو پہنچتا ہے ہم یہ ہوائی ہے اوسکو جو ابن ہبیار نے شرح غزنیہ میں بزودی سونقل کیا ہے یعنی یہ کہ معرفت کیا جاوے مسلمانوں کے نافع میں مثل تعمیر لجن اور رباط اور ساجد اور ثغور یعنی اعدا کے روکنے کے ذرہ اور قاضیوں اور علماء کے روزیئے اور مجاہدوں کی قوت اور ان سب کی اولاد کی قوت میں اور جو اسکے مشابہ ہوں لیکن مخالف ہے اوسکے جو ہدایہ اور زلیعی میں ہے یعنی ہدایہ اور اگر کتب میں یہ ہے کہ جو مصالح مسلمین میں مشر ہوتا ہے وہ تیسری قسم کا ہے اور چوتھے کا معرفت جو مشہور ہے وہ یہ ہو کہ قطع

جو فقیر ہو اور اور فقیر جتنا کوئی ولی نہ ہو تو اس قسم سے اور کا اقتدار و دوا اور کفن اور جنایت کا عرصہ خرچ کیا جائے جیسا نہ ملے وغیرہ میں ہے حاصل یہ ہے کہ اس کا مصرف عاجز فقیر اپنی پس ماندہ رقم رابع کو مالیت کی جگہ رکھتا یعنی درابہا و عا جزون ثانیہا مصرفہ جہاں کہتا کہ اکثر کتابوں کے موافق ہوتا کہ اقلہ الشامی باب

المصرف

ای مصرف من الزکوٰۃ والعشیر یہ باب ہر مصرف زکوٰۃ اور عشر کے خرچ کے موافقوں کے بیان میں ہم سابق گذر چکا کہ عشر سے مراد منسوب الی العشر ہے یعنی عشر اور نصف عشر اور ربع العشر قسمانی میں ہے کہ جو مصرف عشر کہے وہی مصرف صدقہ فطر اور کفارہ اور زکوٰۃ اور وجب صدقہ من کا ہے و اما مستحق للعدل نفس فہ کا لفظ ثانیہ اور معدن کے نفس کا مصرف ماندہ قیمت کے ہے ہم یہ جملہ اقتدار زکوٰۃ و عشر کی وجہ کی طرف اشارہ ہے یعنی نفس معدن کا ذکر کرنا اس جگہ مناسب نہیں اگر یہ عنایہ اور معراج میں ذکر کیا ہے اور اسے یہ تھا کہ شایع نفس الزکاۃ کہتا کہ کفر کو بھی شامل ہوتا کہ مصرف میں کفر بھی شامل معدن کے ہے کذا فی الشامی ہو فقیر ہوں لہذا آتی تھی ایک مصرف زکوٰۃ و عشر کا فقیر ہے اور فقیر وہ ہے جس کے پاس نہ ہو مال ہے ہم فقیر کو مقدم کیا آیت شریفہ کے اطلاق سے اور پہلے کہ فقر شرط ہے جمیع اقسام میں سوا عامل اور مکاتب اور مسافر کے اور شے سے مراد نصاب نامی ہے اور ادنیٰ سے مراد اس سے کہ او ظاہر یہ تھا کہ کہتا لایستلک نصابا یا یسا لیکن چونکہ تمیز فقیر اور مسکین میں مقصود ہے نہ ضمنی میں اور فقیر میں اور مسکین کے معنی یہ ہیں کہ اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اس کے مقابلہ کی جہت سے فقیر کے یہ معنی ہوتے کہ اس کے پاس کچھ نہ ہو کہ فی الشامی فقیر اتبعہ ای دون نصابا و قدر نصابا غیر نام مستغرق فی الحاحۃ یعنی کہ مراد نصاب نامی سے یا غیر نامی نصاب کی برابر ہو اور حاجت میں مشغول ہو ہم حاجت میں مشغول جیسے مرنے کا گھر اور خدمت کا غلام اور پہننے کے کپڑے اور اپنے پیشہ کے آلات اور کتات جیسو او کی ضرورت ہو پڑھنے میں یا یاد کرنے میں یا تعلیم میں جیسا زکوٰۃ کے خرچہ میں بیان اس کا گذر ابس اگر یہ چیزیں مستغرق ہوں تو مالک کو مصلح ہے زکوٰۃ کا لینا نہیں تو حرام ہے بلکہ اس شخص پر زکوٰۃ کے سوا اور حقوق لازم ہوں گے یعنی صدقۃ الفطر اور قربانی اور اپنے قریب محرم کا نفقہ کذا فی البحر وغیرہ و مسکین من کل شئ لہ حل الذہب دوسرا مصرف زکوٰۃ و عشر کا مسکین ہے یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو بنا بر مذہب صحیح ہم یعنی مذہب یہ ہے کہ مسکین زیادہ تنگ حال ہے فقیر سے اور بعض نے اس کے برعکس کہا ہے لیکن پہلا اصم ہے کذا فی البحر اور یہی قول ہے اکثر سلف کا اور عطف سے مفہوم ہوا کہ فقیر اور مسکین دو صفتیں ہیں مصارف کی اور یہی امام صاحب کا قول ہے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ یہ دونو ایک ہی صنف میں کذا فی الشامی عن النہر لقولہ لکنا او مسکینا ذلک لکیون لہ دلیل قول حق سبحانہ کے یا مسکین مالک میں ملاہم یعنی اپنی جلد میں کراہا کہو در جہاں کہی جو کہ قائم مقام آثار کے ہوتا آثار نمونہ کی جہت سے یا انہو بیت کو زمین سے لگا رکھا ہے بہو کی شدت سے اور آیت شریفہ سے ہستہ لالہا ہبات ہو موقوف ہے کہ ذامترہ صفت کا شفعہ ہے احترازی نہیں ہے اور اکثر کے مخالف میں باقی فتح القدیر میں مذکور ہے وایہ المستغنیۃ للذخیرہ آیت سفینہ میں مسکین کا اطلاق واسطے رحم کے ہے ہم جو لوگ فقیر کو زیادہ تنگ حال کہتے ہیں وہ آیہ انما السیفۃ نکاتہ لیساکین یعلمون فی الجہر سے ہستہ لالہ کرتے ہیں کہ ان کی کشتی تھی بہر او کو مسکین فرمایا اسکا جواب دیا کہ او کو مسکین ترھا کہا ہے اور دوسرا جواب یہی دیا گیا ہے کہ وہ کشتی او کی ملک تھی بلکہ وہ مزدور تھے یا عبارت تھی کذا فی الفتح اس صورت میں لام واسطے انقصا ص کے ہوا نہ واسطے مالک کے کذا قالہ الشامی و عامل و العاشر و العاشر تیسری صنف مصرف کی عامل مراد یہ عام ہے سامی اور عاشر کو سامی وہ کہ قبائل میں سوا ائم کا صدقہ لینے کو عاشرہ جو امام نے عشر وغیرہ لینے کو سرک پر معین کیا ہو فیعطی لو لو غنیہا لکھا شہادۃ فرغ نفسه لہذا العمل فیہا لہم الکنایۃ والنفیۃ لایعلمن من تناولہا عند الحاجة کاب السبیل بحر عن البدلہ سو عامل کو زکوٰۃ کے مال میں سے دیا جاوے اگر جو فنی ہو لیکن ہاشمی ہو اسلئے کہ اوسنے اپنی ذات کو ہسکھو میں لگا دیا پس اسکو

مصرف

یعنی مال مستحق

و اما مستحق للعدل

نفس فہ

نفس فہ

نفس فہ

نفس فہ

مذہب خرم کی کہ اسکو کافی ہوا وغنی کو ضرورت کے وقت اسکی ممانعت نہیں ہے جسے مسافر کذا فی البحر والعمیقین البذلک ہم یعنی عامل اپنے
 عمل کی اجرت لیتا ہے مسیلتے اگر زکوٰۃ ادا کرنے والے امام کو خود ادا کرین تو عامل کو کچھ نہیں لے لیا اور اگر مالک ہو جائے گا مال عامل کا جمع کیا جائے
 تب بھی عامل کو کچھ نہ لے لیا لیکن اس میں مشبہ صدقہ ہونے کا ہے بدلیل ملاحظہ ہونے زکوٰۃ کے مال والوں کے ذمہ سے سو اس جہت عامل ہاشمی کو لینا
 حلال نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو میل کے مشبہ سے بھی بچا جائے اور غنی کو حلال ہے کیونکہ غنی ہاشمی کے رتبہ کو شرافہ میں
 نہیں پونچتا اور اسکے حق میں مشبہ بہ بنو اذلیعی علاوہ برین عامل ہاشمی کو لینے سے ممانعت صریح حدیث میں موجود ہے اور نہ ہی میں
 ہے کہ اگر عامل ہاشمی صدقات کے لینے کے واسطے مقرر کیا جاوے اور اسکو حسین سے روزینہ دیوین تو اسکو لینا نہیں جائز ہے اور
 اگر وہ یہ کام کرے اور روزینہ دوسری جگہ سے دیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں بحر میں کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اسکو اس کام پر
 مقرر کرنا درست ہے اور اسکو اجرت صدقات سے لینا مکروہ ہے نہ حرام انہم فرما دیکھتے تحریم ہے کیونکہ علماء اسکو لایحکام سے تعبیر کرتے
 میں کذا قالہ الشامی وھذا التعلیل یقوے مانسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکوٰۃ ولو خفیٰ اذ فوض
 نفسه لفائدة العلم واستفادۃ لھجۃ عن الکسب والحاجۃ داعیۃ الی ہذا لکن کذا ذکرہ المصنف۔ اس تفسیر کے
 بیان سے قوی ہوتی ہے وہ روایت جو منسوب ہے واقعات کی طرف کہ علم شرعی کے طالب کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اگر غنی موجب اپنے
 آپ کو لگاوے پڑنے پڑانے میں کیونکہ شغلی کی جہت سے وہ کسب عاجز ہے اور حاجت، ضروریات کی طرف ہوتی ہے یہی ذکر کیا
 مصنف نے ہم یعنی انسان کو بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اگر زکوٰۃ لینا اسکو جائز نہ ہو اور کسب کی فرصت نہیں تو جو اس کے
 پاس سے وہ فنا ہو جائیگا ہر وہ محتاج ہو جائیگا اور تعلیم اور تعلم سے باز رہیگا ہر زمین سست ہو جائیگا اور یہ خاص مسئلہ مخالف ہے اسکے
 جو علماء نے غنی کو زکوٰۃ لینا مطلقاً حرام کہا ہے اور اس مسئلہ پر کسی نے اعتماد نہیں کیا ہے کذا قالہ الطحاوی و شامی نے کہا کہ قول طحاوی
 کا ٹھیک ہے اور بہتر ہے کہ غالب علم کو فقیر کی قیست سے متنبہ کریں اور طالب علم فقیر کو مال زکوٰۃ وغیرہ کے سوال کے لئے اجازت
 و رخصت دیکھاوے اگرچہ وہ شخص کس پر تادیر ہو بقولہ سئل ما یلغیہ و اعوانہ بالوسط یعنی عامل کو اجرت دیکھاوے ہذا
 عمل کے موافق اس قدر کہ اسکو اور اسکے علم کو کفایت کرے اور سطر تیرہم مسئلے کے خواہش نفسانی کا اتباع کما فیہ میں
 حرام ہے کیونکہ اسراف ہے اور امام کے ذمہ ہے کہ ایسے آدمی کو یہی کہ جو اس پر راضی ہووے لکن لا یزاد علی انصف البیض
 لیکن زکوٰۃ فقیر کے آدھے سے زیادہ نہ دیاوے ہم یعنی اگر تدرک کفایت تمام مال زکوٰۃ کو مستغرق ہو تو نصف سے زیادہ نہ دیاوے
 مسئلے کے نصف میں انصاف ہے کذا فی البحر و حکامک تغیر ہائے شیعہ جو تہا صرف زکوٰۃ کا مکاتب ہے کہ ہاشمی کا مکاتب نہ ہم
 کیونکہ جب ہاشمی کے آزاد کئے ہوئے غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا درست نہیں تو مکاتب میں تو کچھ عبادت باقی ہے اسکو بطریق اولیٰ
 دینا جائز نہیں اور مکاتب کو زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے اگرچہ غنی کا مکاتب ہو یا مکاتب کے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہو کہ اسکی
 بدل کتابت کے سوا جو زائد ہو وہ نصاب کو پونچھے کذا فی الشامی ولو یجوز حل لمولاہ ولو خفیٰ اور اگر مکاتب عاجز ہو جائے
 تو مال زکوٰۃ کا جو مکاتب کے پاس ہے اس کے موئے کو حلال ہے اگرچہ موئے غنی ہو ہم مسئلے کے مولیٰ کی ملک میں جب آیا کہ پہلے مکاتب
 کی ملک میں آچکا ہو اسکو مکاتب کو تصرف آزادانہ حاصل ہے اور ملک کے تبدیل سے احکام بدل جاتے ہیں حضرت نے فرمایا لہا
 صدقہ و لنا ہدیۃ کذا فی الشامی کفقیر استغنی و ابن السبیل و صلی لہا لہ بطرح حلال ہے فقیر کو کہ غنی ہو جاوے یا مسافر کو
 کہ اپنے مال تک پونچھ جاوے ہم یعنی اگر فقیر کے پاس مال زکوٰۃ کا باقی ہو اور پیرا اسکو غنا حاصل ہو تو جو مال اس کے پاس موجود ہو
 اسکو حلال ہے کیونکہ اعتبار فقر و غنا کا ادا کے وقت ہے اور وقت ادا کے وہ فقیر تھا اور ابیسا ہی مسافر کذا فی الشامی و یکت

اس مسئلہ پر
 کے حق میں صدقہ
 ہے اور جاری ہوتی
 ہے یہ اجرت و نصاب
 کے لئے ہے اور اگر
 کتب و کتابت کے
 لئے ہے

عن المؤلفة قلوبهم لسقوط طهر ایا زوال الذلّة اور سکوت کیا مصطفیٰ مؤلفۃ القلوب کے حال سے کیونکہ وہ مساقطہ ہو گئے حضرت ابو بکر کی فتا
 میں اجماع صحابہ یا تو اس جہت سے کہ وہ ازکی و یوکی نری ہی ہم مؤلفۃ القلوب وہ لوگ کہ انکی نظرداری سے مال صدقہ او کو ملتا تھا اور وہ تین قسم تھے ایک قسم
 کفار تھے حضرت او کو اسوجہ سے عطا فرماتے تھے تاکہ ایمان لے آویں اور ایک قسم ایسے تھے کہ دفع ایذا کے لئے او کو دیتے تھے اور ایک قسم
 اسلام لائے تھے لیکن ضعیف الایمان تھے حضرت او کو اسلئے دیتے تھے کہ ایمان پر ثبات رہیں غرضکہ ان لوگوں کو دینا اسلام کی عزت و غلبہ
 کے لئے تھا تو جب ایمان رفتہ رفتہ زور پکڑ گیا او کو دینے کی حاجت بھی نری کہذانی الشامی او کسے بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لمعاذ بن
 انجر الا صر حذّھا من اغنیاءہم و ذکرکھا فی فقرائہم اس جہت سے کہ مؤلفۃ القلوب کو دینا نسخہ ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے سے معاذ بن جبل کو آخر عمر میں کہ لے صدقہ اون کے اغنیاء سے اور دوسے اون کے فقیروں کو ہم الفاظ اس حدیث شریف کے
 جیساقیہ میں صحاح ستہ سے منقول میں یہ ہیں قائلین انک العزائم علیہم صدقہ تؤخذ من اغنیاءہم فقر و علی فقرائہم انعم اور من
 انظون سے کہ شام نے بہ بیعت ہدایہ نقل کیا ہے سوا عطاء ابن حجر نے کہا ہے کہ میں نے کسی مسند میں نہیں دیکھا الحاصل جو کہ فقیر فقرائہم
 کی سلسل کی طرف پہنچی ہے تو مؤلفۃ القلوب میں سے کفار کو یا اغنیاء کو نہ دینا چاہئے اور یہ حدیث اجماع کی سند ہے پس نسخ حضرت کی جیا
 میں حدیث مذکور سے ہوا جسکو اہل اجماع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاثو اسکا ثبوت صحابہ کی ثبت قطعی ہوا کہ کتاب اللہ کے
 نسخہ ہو سکے اور بحر میں اجماع کی سند اس آیت کو لکھا ہے جسکو حضرت عمرؓ نے وقت انعقاد اجماع کے پیش کیا تھا (قل الحق فی
 الذی بکونہم شفاء قلبی و من شفاء قلبی کفر) اور اجماع کو نسخ نہیں ٹھہرایا اسواسطی کہ بموجب صحیح مذہب کے نسخ نہیں ہوتا
 مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اور اجماع نہیں ہوتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب مصنف اسکو نسخ میں ذکر کیا
 ہے قالہ الشامی و مدیون لا یملک نصابا فاضلاھن کثیرہ بانچوان مصرف ذکوۃ کا مدیون ہے کہ اس کے پاس دین کی مقدار سے زیادہ
 اسقدر مال ہو کہ نصاب کو پونے چھ شامی نے لکھا کہ آیت شریف میں جو غارم کا ذکر ہے اس سے مراد مدیون ہے و فی الظہیر ثلث الدفتر
 للمدیون اولیٰ منہ للفقیر اور یہ یہ میں ہے کہ مدیون کو دینا فقیر کی نسبت زیادہ مناسب ہے کیونکہ اسکو احتیاج زیادہ ہے و فی سبیل
 اللہ و هو منقطع العزائم و صرف زکوۃ کا خدا کی راہ میں صرف کرنا یعنی جو غازی لشکر اسلام سے نہیں مل سکتے فقر کی جہت سے
 یا فقہ جاتے رہنے سے یا ساری وغیرہ کے ہونے سے تو اذکو صدقہ لینا حلال ہے اگرچہ وہ کسب کر سکتے ہوں اسلئے کہ اگر کسب میں
 مشغول ہوں گے تو بھروسہ رہ جائیں گے کہذانی قربتانی وقیل للملجئہ اور ایک قول یہ ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد منقطع الحاج ہے
 یعنی جو لوگ کسی وجہ سے قافلہ میں نہیں مل سکتے اور حاج اگرچہ مغرب ہے لیکن بمعنی حاج ہے اور یہ قول امام محمدؒ کا ہے اور یہ قول امام
 ابو یوسفؒ کا اور مصنف اسکو اختیار کیا ہے کفر کے اتہام سے غلیۃ البیان میں ہے کہ یہی اطر ہے اور سنجابی نے کہا کہ یہی صحیح ہے
 وقیل طلبۃ العلم اور کہا گیا ہے کہ مراد فی سبیل اللہ سے طالب علم میں کہذانی الظہیرۃ والمرغینانی و فتنہ فی الملک (ثم جمیعہم فقر
 اور بدائع میں فی سبیل اللہ کی تفسیر کی ہے کل تقربات اور خیرات سود اخل ہے اس میں ہر شخص کہ خدا تعالیٰ کی طاعت میں اور سبیل اللہ
 میں سعی کرے بشرطیکہ محتاج ہو کہذانی الشامی و محسّ ثلث اختلاف فی نحوہا و تفاوت اور اختلاف کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے اوقات وغیرہ
 میں ہم یعنی اختلاف حکم میں نہیں اسلئے کہ بشرط احتیاج ان سب کو دینا جائز ہے خواہ غازی ہوں خواہ حاجی خواہ طالب علم مگر
 اختلاف لفظی ہے کہ اگر کوئی وقت کرے فی سبیل اللہ یا وصیت کرے یا ذکر کرے تو کیا مراد ہونی چاہئے کہذانی قالہ الشامی تبصر
 وابن السبیل و هو کل من لا مال لا معہ سوا تو ان مصرف مسافر ہے یعنی وہ شخص کہ اسکی ملک میں مال ہے لیکن اس کے
 ساتھ نہیں ہم یعنی وہ شخص مسافر ہو یا اپنے وطن میں اطر مگر وہ اسکا قرضہ لوگوں کے ذمہ ہو اور اس کے لینے پر قادر نہ ہو نا فی الفقر

وہ شخص کہ اسکی ملک میں مال ہے لیکن اس کے ساتھ نہیں ہم یعنی وہ شخص مسافر ہو یا اپنے وطن میں اطر مگر وہ اسکا قرضہ لوگوں کے ذمہ ہو اور اس کے لینے پر قادر نہ ہو نا فی الفقر

وہ شخص کہ اسکی ملک میں مال ہے لیکن اس کے ساتھ نہیں ہم یعنی وہ شخص مسافر ہو یا اپنے وطن میں اطر مگر وہ اسکا قرضہ لوگوں کے ذمہ ہو اور اس کے لینے پر قادر نہ ہو نا فی الفقر

عن الفقہاء اور فہم القدر میں کہا ہے کہ ابن اسبیل کو قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز نہیں اور ازلے میں ہے کہ قرض سلسلے اگر قدرت ہو لیکن لازم نہیں اور نہ بچے ہوئے کا صدقہ کثرت واجب ہے جب اس کو اپنے مال پر قدرت ہو بخلاف فقیر کے کہ اس کو حاجت سے زیادہ لینا بھی درست ہے قالہ الشامی ومنہ مالوکان مالہ مؤخرًا وعلی غائبہ او معنیس او جاحلًا ولولہ بیئۃ فی الاصلہ اور اسی قسم میں شامل ہوا اگر ہو اور اسکے پاس مال اور اگر کسی شخص غائب کے ذمہ یعنی اگرچہ نقد ہی ہو یا مفلس یا مبتکر یا اگرچہ اسکے پاس گواہ بھی ہوں اصح روایت پر ہم یعنی اگر مال موجب ہو اور اس کے نفقہ کی ضرورت ہو تو بقدر کفایت اس مدت مقرر کے لئے زکوٰۃ کا لینا جائز ہے کذا فی النہر عن الخانیہ اور اگر مفلس ہو اس کا دین اتنا ہے تو اصح احوال میں زکوٰۃ لینا جائز ہے کیونکہ بمنزلہ مسافر کو دیوں اور اگر کرے تو اگرچہ وہ نہیں جائز کافی الخانیہ اور فتح القدر میں ہے کہ اگر کسی عورت فقیرہ کو کہ اس کا مراد اسکے خاوند کے ذمہ بقدر نصاب اتنا ہے اور خاوند مالدار ہے اس طرح کہ اگر عورت مانگے تو دیر سے تو عورت کو زکوٰۃ یعنی جائز نہیں اور اگر جانے کہ مانگنے پر نہ دیکھا تو جائز ہے بحر میں کہا کہ میرے مراد وہ محل ہے اور اخذ زکوٰۃ سے مانع نہیں کذا قالہ الشامی والباقی فیہ یخص من المزنی الکملہ او الی بعضہ و لودا جاحلًا من اعیان صنفہ کان زکوٰۃ دینے والے کو نہت یا وہ کہ زکوٰۃ ان سب اقسام میں صرف کرے یا بعض میں اگرچہ ایک ہی شخص ہو کسی قسم کا کلاں الخانیہ شکیل الجمعۃ اسلئے کہ الف لام حبسی جم کے معنوں کو کہہ دیتا ہے ہم جلی نے کہا کہ یہ صنف ہے ایک فرد پر اقتصار کر نیکی اقسام سبعہ تھیں میں سے لیکن جمیع اقسام سے بعض اقسام پر اقتصار کر نیکی وجہ یہ ہے کہ مراد آیت شریف میں بیان ادن اصناف کا ہے جس کو دینا جائز ہے نہ ان کی تعیین کذا فی البحر و شرط الشافعی ثلثۃ من کل صنف اور امام شافعی نے شرط کیا ہے کہ فرقی ہر قسم میں سے تین تین شخصوں کو دیے و بشرط ان یکون الصنف تملیکًا لا ابلۃ کامرہ اور شرط ہے کہ دینا زکوٰۃ کا بطور تملیک کے ہو بطور اباحت کے جیسا کہ اول کتاب الزکوٰۃ میں اور فرق تملیک و اباحت میں مترجم نے اس جگہ بیان کیا ہے لا یخصف الی بناء نحو مسجدی خرج مکر سے زکوٰۃ مسجد وغیرہ کی بنا میں ہم مثل مسجد سے مراد بل اور سبیل اور سڑک اور نہاد رج اور جہاد اور جو اس قسم کی چیزیں ہوں کہ جس میں تملیک ہو کذا قالہ الشامی عن الزلیعی و لا الی کفن میت اور نہ خرج کرے میت کے کفن میں ہم سنو کہ میت میں معنوں تملیک کا نہیں بن سکتا اس واسطے اگر میت کو کوئی زندہ کہا جاوے تو کفن کفن دینے والا کا ہو گا نہ ولایت کا کذا فی النہر و قضاء دینہ اور میت کے دین کے ادا کرنے میں نہ صرف کرے ہم اس واسطے کہ زندہ کا دین ادا کرنا مدیون کی تملیک کو مقتضی نہیں مثلاً اگر اسپین دائن اور مدیون مان لیون کہ دین ذمہ پر نہیں تو ادا کرنا والا اپنے دیا مواد اُن سے بنا سکتا ہے اور مدیون اس کو نہیں لے سکتا جب زندہ کا دین ادا کرنا تملیک ہو تو مردہ کا بطریق اولیٰ نہ ہو گا کذا فی الشامی اما دین الخی الفقیر فیجوز لوبا حرک لیکن دین زندہ محتاج کی طرف سے ادا کرنا جائز ہے مال زکوٰۃ سے اگر اس کی اجازت ہو ہم یعنی ہو جس سے کہ دینے والے نے فقیر کو مالک کر دیا اور دائن نے فقیر کی طرف نیابت قبض کر لیا ہر لپنے دین میں مجر کر لیا کذا فی الفہم ولو اذن فتمادت فاطلاق کتاب بفساد علم الحوائز و ہولاء کجہ و خور اور اگر فقیر اجازت دیکر مر گیا تو طلاق کتاب قدوری کا مفید ہے عدم جواز کو اور یہی وجہ ہے کذا فی النہر کتاب سے ہم وہ دیا یہ باقدوری کیونکہ وہ دونوں دین میت کو مطلق رکھا یعنی امر کی قیہ نہیں لگائی اور اصل بحث ابن ہمام کی ہے ہدایہ کی شرح میں کہ کہا ہے کہ اگر زکوٰۃ کے قصد سے کسی زندہ کا دین ادا کرے یا مردہ کا اسکے امر سے تو جائز ہے اور ظاہر غایہ کا بھی اسکے موافق ہے لیکن ظاہر اطلاق کتاب کا مفید ہے عدم جواز کو میت میں ہر حال میں اور خلاصہ سے بھی ظاہر ابھی معلوم ہوتا ہے کہ اسپین کہا ہے اگر ادا کرین دین زندہ کا یا مردہ کا بغیر اذن زندہ کے تو نہیں جائز ہے پس زندہ کو مقید رکھا اور مردہ کو مطلق اور دوا لا وجہ سے یہ غرض کہ زکوٰۃ میں

وہ جو فقیر کو دینا جائز ہے وہ جو فقیر کو دینا جائز ہے وہ جو فقیر کو دینا جائز ہے

تملیک فردری رہے اور عرف اور کسے سے تملیک نہیں ہوتی کیونکہ مامور نے قبضہ کیا اور وقت دیوں مردہ سے تملک کے لائق نہیں جانا کہ
 مامور کے قبضہ کے وقت اس کا تملک کے لائق ہونا چاہئے کذا ذکرہ الشامی ولا ھل تمنع ما ی فی لقیق اور نہیں جائز صرف کرنا کوکو کا
 قیمت میں اس غلام کی جو آزاد ہو گا ہم یعنی زکوۃ کے مال سے غلام خرید کر آزاد کرے تو زکوۃ ادا نہ ہوگی یا اسے باپ کو شلار زکوۃ کی نیت
 سے خریدے تب بھی زکوۃ ادا نہ ہوگی لَعَلَّ التملیک وهو الکر سبب نہ رہے تملیک کے اور یہی جزو اعظم ہے یہ علت ہے سبب
 مسائل مذکورہ کی قائلہ الشامی وقد منان الحیلۃ ان یتصلق علی الفقیر فیرا ھو بفعل ھذا لا یشاء اور ہم پہلے بیان
 کر چکے کہ حیلہ زکوۃ کی درستگی کے لئے یہ ہے کہ کسی فقیر کو زکوۃ دے اور یہ کہ کسی کے امورات مذکورہ ہیں اپنی طرف سے صرف
 کر دے کہ اس شخص کو زکوۃ کا ثواب ہوگا اور فقیر کو ثواب اس خیرات میں مستر کرنے کا کذا فی البہر و ھل لہ ان یخالف لیس
 لہ ارۃ والظاہر یغیر رہی یہ بات کہ فقیر کو زکوۃ دینے والے کے امر کی مخالفت جائز ہے یا نہیں میں نے اس مسئلہ کو کہیں نہیں
 دیکھا اور ظاہر یہ ہے کہ مخالفت پونہجی ہے اسلئے کہ فقیر کو جب مال ہو گیا تو اپنی ملک میں جو چاہے سو کرے کذا فی البہر ولا الی
 من بیہم ولا ذرۃ اور اس شخص کو زکوۃ دینا جائز ہے کہ اس میں اور دینے والے میں قرابت تو والد کی مہم اسلئے کہ
 منافع الماک کے آپس میں ملے جملے میں تو تملیک پوری پوری نہ ہوگی کذا فی البہر ایہ اور ولا شامل ہے سبب اصولی کو یعنی مان باپ ادا
 دادی ناما نانی وغیرہم اور شامل ہے سبب فروغ کو یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی خواں خواہی وغیرہم کو خواہ اولاد کا ہم جو یا نہ ہو اور یہاں
 ہر صدقہ وجہ جیسے فقرہ نذر کفارہ لیکن صدقہ نفل جائز ہے بلکہ مستحب ہے کذا فی البہر مان باپ کے لئے حیلہ کرنا اس طرح کہ زکوۃ
 کا مال کسی فقیر کو دے اور کہے کہ اوپر مستر کر دے مکر وہ ہے کافی القنیہ اور شرح و بہانہ میں ہے کہ یہ مسئلہ مشہور ہے
 اور اکثر کتابوں میں مذکور و لو محلو کا لفقیر اگرچہ ولاد و الاملوک کسی فقیر کا ہو یعنی اس کو زکوۃ دینا تب بھی ناجائز ہے اور یہ ہلکا
 زوجیت و لو حیوانۃ یا دینے والے اور لینے والے میں رشتہ زوجیت کا ہو اگرچہ زوجہ الگ کی ہوئی ہو یعنی عدت میں ہو اگرچہ میں
 طلاق کی عدت ہو کذا فی الشرح معراج الدرایہ وقال الذہبی لفرجھا لزوجھا اور صاحبین کہتے ہیں کہ عورت دیکھتی ہے اپنے خاوند
 کو بسبب فرمائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابن مسعود کی زوجہ کو جب انہوں نے اپنا دیور دینا چاہا کہ شیرا خاوند اور
 اولاد زیادہ مستحب ہیں کذا فی الطحاوی ولا الی محلوک المزن اور نہیں جائز زکوۃ دینا اپنے ملوک کو ہم یا ایسے ناموالے
 کے ملوک کو جن میں قرابت و لا دایز وجیت کی کہیں کہ بھر اور فتم میں کہا ہے کہ اپنے بیٹے کے مکاتب کو دینا جائز نہیں جب اپنے
 بیٹے کو نہیں جائز شرملا لہ و لو مکاتبا او مدبرا اگرچہ ملوک مکاتب ہو یا مدبر ہم یعنی اس وجہ سے کہ عبد اور مدبر میں تو تملیک
 نہیں کی کہ وہ لیاقت مالک ہو سکی نہیں رکھتے اور مکاتب کے کسب میں مومنے کا حق ہے کذا فی الزلمی ولا الی عبد اختوت
 المزن بعضہ اور نہیں جائز زکوۃ دینا اس غلام کو کہ مرنے والے کے بعض کو یعنی نصف یا چوتھائی وغیرہ کو آزاد کیا ہو مومن
 کان کلہ لہ او بیئہ و بیع ابنہ فاعتق لہ یا بیع ظہ مغیر لایذ فقر لہ لانه مکاتبہ او مکاتب ابنہ برابر
 کہ ہو دے غلام تباہ مرنے کا یا مشترک ہو اس میں اور اس کے بیٹے میں ہر آزاد کیا باپ نے اپنا حصہ بھالت مغلسی مومن کی
 ایسے غلام کو زکوۃ نہیں دیکھنا اسلئے کہ وہ یا اس کا خود کا مکاتب ہے یا اس کے بیٹے کا ہم کیونکہ جب غلام تباہ و سکا ہے
 یا اس میں اور اس کے بیٹے میں مشترک ہے اور باپ تو اگر ہے اور بیٹے نے اپنے حصہ کی قیمت کا ضمان باپ سے ہر لیا اور بیٹے
 نے غلام سے تو غلام باپ کا مکاتب ہو کہ جب اس قدر راد اگر دے تو آزاد ہو اور اگر باپ مغلس ہے یا تو اگر لیکن بیٹے نے
 غلام سے سلی کرنا اختیار کیا تو وہ مکاتب بیٹو کا ہو اور بیٹے کے مکاتب کو بھی زکوۃ دینا درست نہیں اور چنے جو تقریر کی اس سے

نواضع ہو کہ لفظ مصر کا قید اعتراضی نہیں ہے پر شام نے اس غلام کا نام مکاتب رکھا اس جہت سے کہ سہی کرنے میں مشابہ مکاتب کے ہے
 قالہ الشامی واما المشترا فبیتہ وبنی الخ **جواب** فقہاء حنفیہ نے کہا کہ غلام مشترک درمیان فرقی کے اور کسی اجنبی کے ہو
 تو اس کا حکم معلوم ہو ابیان گذشتہ سے ہم تحریر میں ہو کہ اگر غلام مشترک دو شخصوں اجنبیوں میں ہو پس آزاد کیا ایک نے اپنا حصہ اور وہ
 مفلس ہے اور شریک ساکت نے سہی کرانی اختیار کی تو مفتق اس کو زکوۃ دیکتا ہے کیونکہ یہ مکاتب اسکے شریک کا ہوا اور ساکت کو بھی
 نہیں پہنچتا کہ اس کو زکوۃ دے کیونکہ اس کا مکاتب ہے اور اگر مفتق تو انگر ہو اور ساکت نے مفتق سے ضمان لینا اختیار کیا تو ساکت
 غلام کو زکوۃ دیکتا ہے اسلئے کہ یہ اجنبی ہے اور مفتق زکوۃ نہیں دیکتا جب اختیار کرے ضمان دینے کے بعد غلام سے سہی کرانا کیونکہ
 اس صورت میں وہ ہیکہ مکاتب ہے کہ قالہ الشامی لکنہ اما مکاتب فغیرہ او غیرہ اسلئے کہ وہ غلام یا مکاتب اس کا خود کا ہے
 یا غیر کا ہم اسکی توضیح بیان گذشتہ سے معلوم ہو سکتی ہے و قالہ یجوز مطلقاً اور صاحبین کہتے ہیں کہ جائز ہے ہر صورت میں ہم ہنی
 مفتق والد اور ہوا مفلس اور غلام تمامہ اس کا ہو یا مشترک درمیان اس کے اور اس کے بیٹے کے یا اجنبی کے ہو کہ قالہ الشامی لا یجوز
 کلہ او محرمدیون فافہو مسئلے کہ وہ غلام آزاد ہے تمامہ یا آزاد ہے اور قرضدار اس کو سہی لے ہم تمامہ آزاد ہے یعنی فیہ ہنی
 جب کہ کل عبد مفتق کا ہو یا بیض اس کا ہو گر مفتق تو انگر ہو اور شریک اس سے ضمان لے چکا ہو اور حرمدیون اس صورت میں کہ مفتق مفلس ہو
 اسلئے کہ غلام شریک کے واسطو روپیہ کا دیکھا آزاد ہو کر واضح ہو کہ یہ مسئلے اس پر مبنی ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک شریک ساکت
 کو اختیار ہے چاہے یا چاہے آزاد کرے چاہے مدبر یا مکاتب کے ہلے غلام سے اپنے حصہ کا روپیہ کو اسلئے بشرطیکہ آزاد کر نیوالا مفلس ہو
 اور اگر وہ مالدار ہو تو شریک مذکور اس سے تاوان بھی لے سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک مفلس کی صورت میں بجز غلام سے
 کو اسلئے کہ اور مالدار کی صورت میں بجز آزاد کنندہ سے ضمان لینے کے اور کچھ اختیار نہیں رکھتا چنانچہ کتاب العتق میں آدیا اور
 فافہم کا اشارہ اس طرف سے کہ معنی تحریر مطلب کی اس طرح کی کہ جو اعتراض درمیان ہدایہ کی عبارت پر وارد کیا ہے یہاں نہیں وارد ہوتا
 اگرچہ شراح نے تلفظ کر کے تاویلین کی ہیں جیسا ملاحظہ کتب ہدایہ و در سے واضح ہے کہ زانی الشامی وکالای عتقی علیک قد
 نصاہ فی فادغ عن حاجتہ الا صلیت من ای مالک کان اور نہیں جائز زکوۃ دینا غنی کو کہ مالک ایسے نصاب کا ہو جو حاجت اصلی
 سے زائد ہو اگرچہ کسی مال کی جو ہم واضح ہو کہ نصابین تین ہیں ایک نامی کہ دین سے زائد ہو اور حاجات سے فارغ وہ تو سب
 مالی چیزوں کی وجہ کر نیوالی ہے مثل زکوۃ وکفارات وغیرہ کے دوسری نصاب غیر نامی کہ دین اور حاجتوں سے زائد ہو اسکے اثبات
 قربانی اور فطرہ اور محتاج قریبون کا نفقہ واجب ہوتا ہے اور زکوۃ کا لینا ایسے نصاب کے مالک کو بھی حرام ہے جیسے مال کی نصاب
 نامی کے مالک کو حرام ہے اور ایک نصاب وہ ہے جس کے ہوتے سوال کرنا حرام ہے وہ غذا ایک روز کی ہے اس کو نصاب کہنا
 مجاز شرعی ہے کہ زانی الطحاوی اور تارخانہ میں سفر سے منقول ہے کہ ایک شخص کے پاس گھر ہے کہ اوسمین رہتا ہے لیکن تنگی
 قدر حاجت سے زیادہ ہے کہ سب مکان رہنے میں مشغول نہیں تو اس کو لینا صدقہ کا صمیم روایت میں حلال ہے اور اس میں ہم
 ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہے کہ اس کو ہوتا ہے یا دکان کہ اس کا کہہ بکھانے یا مکان ہے کہ کہ یہ تنگ
 عین ہزار ہیں اور اس کے اور اس کی حسیال کے نفقہ کو برس دن کے لئے کفایت نہیں کرتا تو اس کو زکوۃ کا لینا حلال ہے اگرچہ
 اس کی قیمت نفقہ کو دنا کرتی ہو اور ہسی پر فتوے ہے اور شیخین کے نزدیک حلال کہ قالہ الشامی کمن لہ نصاباً بشانہ
 لا یستلزم ما یحتاجہ من غیر ما یجزم بہ فی اللہ والنہر وافرہ المصنف قائلہ وہ یظہر ضعفہ مافی الوہاب نیۃ وشرحہا
 من انہ یحیل لہ الزکاۃ وکلزہ الزکاۃ الخ جیسا زکوۃ دینا جائز نہیں اس شخص کو کہ اس کے پاس سوائہم کی نصاب ہو

کہ وہ جو ہم کی قیمت کو نہ پونجی پر چنانچہ کسی پر بحر و نہ زمین جزم کیا ہے اور یہ کیونکہ نہ سنے نہ بت رکھا ہوں ٹھیک کہ اس سے ظاہر ہو گیا
ضعف اسکا جو وہابیہ اور اسکی شرح میں مذکور ہے یعنی اسکو زکوٰۃ لینا حلال ہے اور اس کے اوپر زکوٰۃ دینا لازم ہے ائمہ مجربین
کہا ہے کہ نصاب نامی میں داخل ہے پانچ اونٹ پس اگر پانچ اونٹ کا مالک ہو یا کسی اور نصاب کا سو ائمہ میں سے کسی مال میں سے جو
تو اسکو زکوٰۃ میں سے دینا جائز نہیں برابر ہے کہ دوسو درہم کو اسکی قیمت پونچھ یا نہ پونچھے اور ہر ایک کے شارحون نے اسکی
تقریم کی ہے کہ قالہ الشامی ولكن احتمد في الشرع بلا لية مافي الوهبانية وحذر وجزم بان مافي البحر فہم کلکین شریک
میں وہابیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے اور جزم کیا ہے کہ بحر میں جو مذکور ہے وہ وہم ہے ہم شرعاً لایہ میں کہا ہے کہ جو بحر میں ہے
خلاف مذکور ہے سو وہ وہم ہے پس اس سے متنبہ رہو حالانکہ صاحب بحر نے اسکے مخالف ہشباہ و نظائر کے اعجاز میں ذکر کیا
ہے پس اپنے قول کا آپ ہی خلاف کیا اور میں نے کسی کو نہیں لکھا ہادیہ کے شارحون میں سے کہ بحر کے موافق تقریم کی ہو ملکبہ انکی
عبادت سے اسکے برخلاف معلوم ہوتا ہے اور اکثر کتابوں میں اسکی تقریم کی ہے کہ اعتبار سو ائمہ کی قیمت کا ہے ہشباہ اور
سراج اور وہابیہ اور اسکی دونوں شارحون اور ذخائر اشرفیہ اور جوہرہ میں مذکور ہے کہ مرغینانی نے لکھا کہ جب کسی شخص کے
پاس پانچ اونٹ ہوں کہ انکی قیمت دوسو درہم سے کم ہو تو اسکو زکوٰۃ لینا حلال ہے اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب بھی ہے اور اس
ظاہر ہوا کہ مقبر نصاب نقد کی ہے کسی مال سے ہو وہ مال اپنی جنس کے اعتبار سے نصاب کو پونچھ یا نہ پونچھے اسنے قالہ المرغبین
یہ شرعاً لایہ کے کلام غلامہ بیان کیا جو شامی میں اسکو زیادہ بطن سے بیان کیا ہے اور بحر کے کلام میں اور حسین تطبیق کی ہے جو جامع
و مان ملاحظہ کرے ولا الی مملوکہ ای الغنی ولو قد کرا اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا غنی کے ملوک کو اگرچہ مدبر وہم اس سے تمام
ہو کہ فقیر کے ملوک کو دینا جائز ہے کافی مسنیہ المغنی اور مدبر کے حکم میں ام ولد ہے قالہ الشامی عن البحر و ذکرنا لیس فی خیال
مولانا اذ کان مولانا غایتاً علی المذہب اگرچہ ملوک اباجہم اپنے مولے کی عیال میں ہو یا مولے اسکا غائب ہو تب بھی اسکو
زکوٰۃ دینا درست نہیں تا بر نمب بھیج کے ہم ذخیرہ میں کہا کہ روایت ہے ابو یوسف سے کہ اسکو زکوٰۃ دینا جائز ہے فہم القدر میں کہا
کہ حسین نظر ہے کیونکہ وجہ انتفاع کی ہو ہے کہ زکوٰۃ عب کی ملک نہیں ہوتی بلکہ مولیٰ کی ملک ہوتی ہے اور وہ غنی ہے اور اسکا جو
اسطرح دیا جاسکتا ہے کہ جس صورت میں کہ مولے مائب ہے اور ملوک کسب پر قادر نہیں تو ابن لہجیل کے درجہ سے مذکور نہیں ہے
کہ جسکو زکوٰۃ لینا جائز ہے کہ ان فی الشامی لان المایع وقوع الملک لمولانا اسو اسے زکوٰۃ کا عدم جواز اس جہت سے صحیح
کہ جو عبد کو دیا جاتا ہے وہ اسکو مولے کی ملک ہو جاتا ہے غیری المکاتب والمأذون المدیون یجوز غنی کو غلام
کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں سو اسے مکاتب کے ارادہ تین کی وجہ سے نہیں اتنا ہو کہ اس کے رقیہ اور کسب کو محیط ہو سو اسکو زکوٰۃ دینا
جائز ہے ہم مکاتب کی وجہ پہلے مذکور کی اور اذون لہ اس جہت سے کہ اس کے کسب کا مالک امام صاحب کے نزدیک مولے نہیں
ہوتا اس صورت میں بخلاف صاحبین کے قول کے قالہ فی البحر ولا الی طفله بخلاف ولا الی الکبیر اور زکوٰۃ دینا جائز نہیں
عینی کے لڑکے نابالغ کو بخلاف بالغہ کے ہم یعنی بالغ ہو اگرچہ اباجہم موافقہ کے مقرر ہونے سے پہلے زکوٰۃ کا دینا بالاجماع جائز
ہے اور بعد تقریر کے امام مہر کے نزدیک جائز ہے برخلاف امام ابو یوسف کے اور مسی قیاس میں باقی قدر بزرگ اور غنی کی دختر خاوند
والی میں اختلاف ہے اور یہی قول طرفین کا ہے اور ایک روایت امام ابو یوسف سے کہ ان فی البحر و ان فی البحر
اعانتہ العفراء و طفله لایہ بھی برابر ہوتا ہے لہذا ائمہ اور مجدد غنی نے باپ کے اور اسکی بی بی کے بشرط فقیر ہونے
کے اور بچہ مالدار ہونے کے لڑکے کے یعنی اگرچہ باپ نابالغ ہو کہ ان فی البحر سو ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ورنہ صحیح نہیں ہے

کتاب الصلوة

کتاب الصلوة

مانع ہے ہم یہ سب کی علت ہے یعنی چوہا لڑکا غنی گناہا ہے اپنے باپ کی غنا سے بھلاں بڑے لڑکے کے اور باپ اور زوجہ کے اور
 سبط لڑکا اپنی ماں کے مالہ اور بونے سے غنی نہیں شمار کیا جاتا ہے جلی عن البحر ولا الی بنی ہاشم اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا بنی
 ہاشم کو ہم جانا چاہئے کہ عبد مناف جو جو تہی نشت کا دادا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اسکے چار بیٹے تھے ہاشم مطلب نوفل
 عبد شمس ہر ہاشم کے چار بیٹے ہوئے جنہیں سے ایک عبد المطلب بن باقر کی نسل منقطع ہو گئی عبد المطلب کے بارہ ہوئے سو زکوٰۃ
 ان سب کو دیا جاسکتی ہے بشرطیکہ مسلمان اور عاقل ہوں مگر اولاد حضرت عباس کی اور عارضہ کی اور اولاد ابو طالب کی یعنی حضرت
 علی و جعفر و عقیل کذا فی التستافی اور اس سے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کو بطور اطلاق بیان کرنا نہ چاہئے اسلئے کہ تمام بنی ہاشم پر زکوٰۃ حرام
 نہیں ہے بلکہ بعض پر حرام ہے کذا فی الشامی الا من اقبل النضل قرابتا وہم بنو کعب فحق لمن اسلم منہم کا حق لیسے
 للمطلب مگر اسکو جائز ہے کہ جسکی قرابت بنس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منقطع ہو گئی اور وہ ابو لیب کی اولاد ہیں پس جو انہیں
 سے اسلام لے آیا اسکو زکوٰۃ جائز ہے جیسا ملائکہ مطلب یعنی ہاشم کو کہا تھی کہ اولاد کو ہم نفس سے مراد قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا لاقرآنہ یعنی دین آبی کہ آپ فائز علینا الا فخرین اور بعض نسخ میں بنو ابی لیب سے اور یہی درست ہے کذا قالہ الشامی قرظا ہر
 المذہب اطلاق المنع وقول العینے بنحو ذلہ دفع زکوٰۃ لہم لا یجوز لہ لا یجوز لہم ہر ظاہر مذہب یہ ہے کہ بنی ہاشم
 کو مطلقاً منوم ہے یعنی خواہ بنی ہاشم بنی ہاشم کو دے یا کوئی غیر دے اور ہر زمانہ میں منوم ہے اور عینی نے جو کہا ہے کہ جائز
 ہے ہاشمی کو کہ زکوٰۃ دیوے اپنے مثل یعنی ہاشمی کو تو صمیم عبارت یہ ہے چاہئے کہ نہیں جائز ہے کذا فی النہرہم ابو عاصم نے امام سے
 روایت کی ہے کہ فی زمانہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اسلئے کہ زکوٰۃ کا مرض یعنی بنو ہاشم حصہ کا خمس جو بنی ہاشم کا حق تھا وہ
 انکو نہیں پہنچا کیونکہ غنیمت کے باب میں اور اسکو مستحق ہیں نہ ہونے کے لئے میں لوگ تغافل کرتے ہیں اور جب عرض اداں کو
 نہ پہنچا تو اصل کی طرف رجوع کیا کذا فی البحر اور نہ میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف نے جائز رکھا ہے کہ ہاشمی ہاشمی کو دے
 اور یہ امام صاحب سے بھی منقول ہے یعنی میں جو یہ کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک درست ہے کہ ایک ہاشمی دوسرے کو زکوٰۃ
 دے بے بھلائی امام ابو یوسف کے تو اس میں معیم لفظ لا یجوز جی چاہئے یعنی امام صاحب کے نزدیک ہاشمی کا دوسرے ہاشمی کو
 دینا کافی ہو گا کیونکہ امام ابو یوسف تو جواز کے قائل ہیں پھر درست ہونے کی صورت میں ان کے خلاف کے کیا معنی ہو گا
 اور شارح کے مختصر میں ابہام ہے قالہ الشامی عن الجلی ولا الی موالہم اے عتقا یقوم فارقا یقوم اولی اور نہیں
 جائز زکوٰۃ دینا بنی ہاشم کے آزاد کئے ہوئے غلاموں کو اور جب آزاد کئے ہوئے ان کو نہیں جائز تو غلاموں کو بطریق اولیٰ
 نہیں جائز کیونکہ غلام کی ملک مولیٰ کی موتی ہے حدیث مولیٰ القوم منہم بنی ہاشم کے مولیٰ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں بسبب
 اس حدیث شریف کے کہ آزاد کیا ہو کسی قوم کا وہ انہیں میں سے موتی ہے ہم اسکو روایت کیا ہے ابو داؤد و ترمذی اور
 نسائی نے بلفظ موتی القوم من القسیم وانا لا یجوز لنا الصلۃ فیہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ حکم صحت کی
 حرمت و حلت کے باب میں ہے جمیع وجوہ میں کیونکہ مولیٰ اپنے مشق کا کو نہیں موتا اور جب آزاد کیا ہو کسی مسلمان کا کافر
 ہو تو جزیرین جات ہے اور تغلی کے آزاد کئے ہوئے سے وجہ نہیں لیا جاتا کذا فی النہر قالہ الشامی وھل کانت لھل
 لساثر الانبیاء و خلافہ و اعتقاد فی النہر جملھا لا فی بارہم لا لھم اور باقی انبیاء علی نبینا وعلینہم الصلوٰۃ و السلام
 کے لئے صحتہ طلال تھا یا نہیں اس میں خلاف ہے اور نہ میں ملت کو معتد کہا ہے ان کے کہ اعراب کے لئے نہ اس کے خود کے
 لئے و جائزہ المطوحات من الصلۃ قات و خاۃ الاوقاف لھم لب بنی ہاشم سوائہم لھا واقعہ و لا

کتاب الصلوة
 جلد ۱
 باب ۱۰
 فی زکوٰۃ بنی ہاشم

کتاب الصلوة
 جلد ۱
 باب ۱۰
 فی زکوٰۃ بنی ہاشم

ما هو الحق كما حقه في القية اور جائز ہے نفل صدقہ اور آمدنی اوقات کی بنی باشم کو برابر ہے کہ وقف کرنا اس نے اور کما نام لیا ہو یا نہ لیا ہو یہی حق ہے جیسا فقہ القدر میں اسکو تحقیق کیا ہے ہم شامی نے کہا کہ جو میں متعدد کتابوں سے نقل کیا ہے کہ نفل صدقہ اور نہ جائز ہے بالاجاب اور ذکر کیا ہے کہ بھی مذہب ہے اور یہ کہ تقویم اور وقف میں فرق نہیں ہے جیسا محیط اور کافی میں ہے لیکن ذیلی میں اسکے خلاف ہے یعنی صدقہ نفل اور کو بالکل حرام ہے اور فقہ میں اسکی تقویت کی ہے اور کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ وقف کو بجائے نفل کے سمجھنا چاہئے اور جلی نے اسکی عبارت طویل نقل کی ہے جکا حاصل یہ ہے کہ وقف بھی بنی باشم کو موع بہ نفل نفل کے اور اس سے معلوم ہوتا ہے مگر کلام شارح کا کیونکہ شارح کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ فتح القدر کا کلام صرف وقف میں ہے اور وقف اور کو حلال ہے لیکن جلی نے جس نسخہ درالمختار سے لکھا ہے اوسمیں علی ابو احنی سے پہلے وقف زیادہ ہے وقیل لا مطلقا تو اس زیادتی سے البتہ عبارت درست ہو جاتی ہے اور بعض نسخوں میں یہ زیادتی بعد کے ولا نفم الی ذمتی تک ساقط ہے انتہی اقالہ الشامی لکے فی السیرا یہ وغیرہ ان سناہم جاز ولاہلا قلت وقد جعلہ محشی لا مشباو محمل القولین لیکن سراج وغیرہ میں ہے کہ اگر بنی باشم کا نام واقف نے لیا ہے تو جائز ہے نہیں تو نہیں جائز میں کہنا ہون کہ شباہ کے محشی یعنی صالح غری مصنف کو بیجو شارح پیری نے سراج کی عبارت کو رد و نقول کا محمل ٹھہرایا ہے ہم یعنی جس صورت میں نام لیا ہو تو جائز اور نہ نام لیا ہو تو ناجائز اور وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس صورت میں نام نہیں لیا تو وجہ سے صدقہ ہوا بشیون کو جائز نہوا اور جب اور کما نام لیا یا تو تبرع اور صلہ ہوا صدقہ نہوا جیسا کہ وقف کیا جماعت انبیاء پر فقر اور قالہ الشامی شکر نقل عن صاحب البحر من المبسوط وهل یحل الخ الصدقة کسائر الانبیاء قبل الغزو وھذا خصوصیتہ لنبینا صلہ اللہ علیہ وسلم وقیل لا بل یحل لقرابتہ فھو فی خصوصیتہ لقرابة نبینا اکراما و اظھار الفضیلۃ صلہ اللہ علیہ وسلم فی حفظ پر محشی مذکور نے بحر الرائق سے اور اوسنے مبسوط سے نقل کیا آیا حلال ہے صدقہ باقی انبیاء کے لئے تو ایک فتح ایچ ہے کہ ان جائز ہے اور یہ خصوصیت ہے ہمارے نبی صلہ اللہ علیہ وسلم کے لئے کہ اوکو نہیں جائز اور ایک قول یہ ہے کہ انبیاء کو حلال نہیں بلکہ ان کے اقربا کو حلال ہے تو خصوصیت ہوتی ہمارے نبی صلہ اللہ علیہ وسلم کے اقربا کے لئے بہت اکرام اور فضیلت حضرت صلہ اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہے ہم یہ کہہ کر یہ سابق اسکا مذکور ہو چکا تو اسکا حذف کرنا مناسب ہے اقالہ الشامی ولا تدفع الی ذمی الحدیث معاذہ اور نہیں جائز دینا زکوۃ کا ذمی کو واسطے حدیث معاذہ رہنے کے ہم یعنی ذمہ ریض جو جسکو شارح نے ایضا خدا من انشیا سم الخ بیان کیا ہے اسلئے کہ انشیا سم کی ضمیر مسلمانوں کی طرف پہرتی ہے تو فقر اسم کی ضمیر بھی اوسی طرف پہرتی چاہئے اور کا فرق نہ دینی چاہئے کہ انی المعراج و جاز دفع غیرھا وغیر العشر و الخیرام الیک اے الذمی اور جائز ہے صدقہ دینا سوائی زکوۃ کے اور سوائی عشر اور خیرام کے ذمی کو ہم عشر دکوۃ کے ساتھ ملحق ہے لیکن خیرام اور صدقات میں نہیں ہے جکا ذکر ہے کیونکہ اسکا معنی صلحت عامہ سلیں ہے جیسا پہلے بیان ہوا اور پہلے کنز اور ہذایہ میں اسکا پہلا نہیں کیا قالہ الشامی ولو واجبا کذا وکذا مرقۃ و فطرۃ و خیرا قال اللہ انی اگرچہ صدقہ واجب ہو جیسے نذر اور کفارہ اور نذرہ بخلاف قول امام ابو یوسف کے ہم یعنی وہ کہتے ہیں کہ کسی صدقہ واجب کا دینا ذمی کو جائز نہیں اور ہدایہ وغیرہ میں تصویر کی ہے کہ یہ ایک روایت ہے ابو یوسف سے اور اس عبارت کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ قول مشہور امام ابو یوسف کا مشنل طریقہ کے ہے ویقولہ یقفے حاوئے العقل اور امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے کہ انی ماوی القدری ہم لیکن ہرچہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قول طرفین کا راجح ہے اور کسی پر متون منعہ میں کذا انی الشامی واما الخیر و لو مستأجرا فمستأجر

بجائز اور نہ نام لیا ہو تو ناجائز اور وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس صورت میں نام نہیں لیا تو وجہ سے صدقہ ہوا بشیون کو جائز نہوا اور جب اور کما نام لیا یا تو تبرع اور صلہ ہوا صدقہ نہوا جیسا کہ وقف کیا جماعت انبیاء پر فقر اور قالہ الشامی شکر نقل عن صاحب البحر من المبسوط وهل یحل الخ الصدقة کسائر الانبیاء قبل الغزو وھذا خصوصیتہ لنبینا صلہ اللہ علیہ وسلم وقیل لا بل یحل لقرابتہ فھو فی خصوصیتہ لقرابة نبینا اکراما و اظھار الفضیلۃ صلہ اللہ علیہ وسلم فی حفظ پر محشی مذکور نے بحر الرائق سے اور اوسنے مبسوط سے نقل کیا آیا حلال ہے صدقہ باقی انبیاء کے لئے تو ایک فتح ایچ ہے کہ ان جائز ہے اور یہ خصوصیت ہے ہمارے نبی صلہ اللہ علیہ وسلم کے لئے کہ اوکو نہیں جائز اور ایک قول یہ ہے کہ انبیاء کو حلال نہیں بلکہ ان کے اقربا کو حلال ہے تو خصوصیت ہوتی ہمارے نبی صلہ اللہ علیہ وسلم کے اقربا کے لئے بہت اکرام اور فضیلت حضرت صلہ اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہے ہم یہ کہہ کر یہ سابق اسکا مذکور ہو چکا تو اسکا حذف کرنا مناسب ہے اقالہ الشامی ولا تدفع الی ذمی الحدیث معاذہ اور نہیں جائز دینا زکوۃ کا ذمی کو واسطے حدیث معاذہ رہنے کے ہم یعنی ذمہ ریض جو جسکو شارح نے ایضا خدا من انشیا سم الخ بیان کیا ہے اسلئے کہ انشیا سم کی ضمیر مسلمانوں کی طرف پہرتی ہے تو فقر اسم کی ضمیر بھی اوسی طرف پہرتی چاہئے اور کا فرق نہ دینی چاہئے کہ انی المعراج و جاز دفع غیرھا وغیر العشر و الخیرام الیک اے الذمی اور جائز ہے صدقہ دینا سوائی زکوۃ کے اور سوائی عشر اور خیرام کے ذمی کو ہم عشر دکوۃ کے ساتھ ملحق ہے لیکن خیرام اور صدقات میں نہیں ہے جکا ذکر ہے کیونکہ اسکا معنی صلحت عامہ سلیں ہے جیسا پہلے بیان ہوا اور پہلے کنز اور ہذایہ میں اسکا پہلا نہیں کیا قالہ الشامی ولو واجبا کذا وکذا مرقۃ و فطرۃ و خیرا قال اللہ انی اگرچہ صدقہ واجب ہو جیسے نذر اور کفارہ اور نذرہ بخلاف قول امام ابو یوسف کے ہم یعنی وہ کہتے ہیں کہ کسی صدقہ واجب کا دینا ذمی کو جائز نہیں اور ہدایہ وغیرہ میں تصویر کی ہے کہ یہ ایک روایت ہے ابو یوسف سے اور اس عبارت کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ قول مشہور امام ابو یوسف کا مشنل طریقہ کے ہے ویقولہ یقفے حاوئے العقل اور امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے کہ انی ماوی القدری ہم لیکن ہرچہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قول طرفین کا راجح ہے اور کسی پر متون منعہ میں کذا انی الشامی واما الخیر و لو مستأجرا فمستأجر

پہر اوکھی اولاد پر مرنے کا چچا اور پوپھی ہر امون اور خالہ ہر ذوی الارحام ہر پڑوسی ہر اوسکے کو جو واسلے ہر شہر واسلے او استخیر
 او اصغر او اوسم و انعم للمسلمین او من دار الحرب الى دار الاسلام اول قبل کرنا کر دہ نہیں طرف زیادہ احتیاج واسلے
 یا زیادہ نیکوئی یا زیادہ پوپھیز گار کے یا اوس شخص کے جو مسلمانوں کے نفع پر نچا دے یا دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہم کو نہ
 دارالاسلام کے فقراء مسلمان دارالحرب کے فقرا سے افضل میں کذا فی البحرین کہنا زون کہ مسلمان قیدیوں کو ہتھکڑا کرنا جائز
 جب کہ ان لوگوں کے دینے میں اعانت موقید سے چوڑا نے بلکہ آقاہ الشامی اوالی طالب حل و فی المعراج التصدیق
 حل العالم الفقیر افضل اوالی الزهاد و کانت معجزة قبل غلام الحول فلا یکره خلاصہ اور کر دہ نہیں نقل کرنا زکوٰۃ
 کا طرف طالب علم کے اور معراج میں ہے کہ صدقہ کرنا عالم فقیر پر افضل ہے حامل فقیر سے اور کر دہ نہیں نقل طرف زاہد و ن کے
 یا یہ کہ کوہ پیشگی ہو پہلے سال تمام ہونیکے تو نقل کرنا کر دہ نہیں کذا فی الخلاصہ ولا یجوز حصص فقہا لاهل البیت کا لکھنا
 اور نہیں جائز اسکا صرف کرنا اہل بیت پر جسے کہ امیہ ہم عبارت برزازیہ کی یہ ہے کہ نہیں جائز صرف کرنا کہ امیہ کی طرف ہر
 مراد بیت سے وہ ہے جو کفایت تک نوبت پر نچا دے تاہل اور کہ امیہ ایک مشتبہ فرقہ ہے منسوب عبداللہ بن محمد بن کرام
 کی طرف وہ قائل ہے کہ حق تعالیٰ عرش پر مستقر ہے اور اس جو ہر کا اوس پر اطلاق ہو سکتا ہے کذا فی المغرب لا فہم مشتبہ
 فی ذاتہ اللہ تعالیٰ وکن المشتبہ فی الصفات فی المختار اسلئے کہ فرقہ کہ امیہ تشبیہ کا قائل ہے خداوند تعالیٰ کی ذات
 میں اوس بھی حکم ہے اوس فرقہ کا جو صفات میں تشبیہ کے قائل ہیں مذہب مختار میں ہم یہ وہ فرقہ ہے کہ قیام حوادث کا خدا
 تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جائز رکھتے ہیں تو بعض صفات کو حادث کہتے ہیں جسے اور حوادث کی صفات میں کذا فی الخطوط
 لان معقولات المعرفۃ من جهة الصفات علی تحقیق المستعرف من جهة الذات جمع القائلین اسو سئل کہ فوت
 کر نبی الا معرفت عن سببانہ کا صفات میں یعنی نہ جاننے والا صفات کا لاحق کیا گیا ہے اوسکے ساتھ جسے فوت کر دی معرفت
 نوبت کی یعنی تشبیہ ذات اور تشبیہ صفات ایک حکم رکھتے ہیں کذا فی جمع الفوائد کا لایحی زکوٰۃ الزانی لولیدہ
 عنہ آی من الزنی وکن الذنۃ کفایہ احسن کیا گاہیا نہیں جائز ہے زانی کو زکوٰۃ دینا انجوشے کو جو زنا سے ہوا ہے
 اوسکو جسکو نفی کر چکا ہے خواہ ام ولد کا لو کا جسکو نفی کیا یا ملائعہ کا لو کا نفی کیا ہوا اور یہی عدم جواز ہر اوجہ شیطانی الا احدا
 کان الولد من ذات زوج معروف فصولین کہ اس صورت میں کہ لڑکا ہو ایسی عورت کا جسکے خاوند کو لوگ جانتے
 ہیں کذا فی جامع الفصولین ہم عادیہ میں اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ چونکہ نسب نامہ سے ثابت ہوتا ہے تو یہ شرعیات نامہ کا ہوا
 اور میر فیہ سے اسکے خلاف ایک روایت شامی نے نقل کی ہے والکل فی لا شکیا اور سب فروغ لایجوز صرف لامل البدن
 سے یہاں تک مشابہہ میں مذکور میں ولا یجوز ان یسأل انشیاء من القوت من له قوت یوہ بالفعل او بالقول کا صحیح
 الملکشیب اور نہیں حلال کہ مانگے کہہ قوت وہ شخص کہ اوسکے پاس اوس روز کا قوت موجود ہو بالفعل یا بالقول موجود
 ہو مثلاً تند رست کہ کاٹی بر قادر ہو ہم شیاء من القوت ہلے کہا کہ اگر حاجت کی چیز جیسے کپڑا وغیرہ سوال کرے تو جائز
 قالہ الشامی ویأثم غطیہ ان علیہ لہ لاحتہ حلی الطرح اور گنہگار ہوگا اوسکو و جو والا اگر اوسکا حال جائز ہو کہ وہ
 حرام چیز پر اعانت کرنا ہے ہم اکل نے شرم مشاق میں کہا ہے کہ اس جیسے شخص کو دینا اگرچہ از روی قیاس گناہ معلوم ہوتا ہو
 لیکن اگر اوسکو میر کہیں تو گنہگار نہ ہوگا مقدسی نے اپنی شرح میں کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد علما کی اوس سے یہ ہے کہ اسکی
 شخص کو دینا آمادہ کرنا ہے سوال پر اس میں سے اور نہ دینے سے ہو سکتا ہے کہ ایسی باتوں سے تو بہ کرے کذا فی الشامی

دفعہ ۱

۴
 کتاب الزکوٰۃ
 جلد ۱

ولو سأل للكنس ولا اشتغاله عن الكسب بالجہاد او طلب العلم جازاً لاحتجاً اور اگر سوال کیا کہ میرے کسب و کما میں کیا ہے اس جہت سے کہ جہاد میں یا طلب علم میں مشغول ہونے سے کما میں کسکتا تو جائز ہے اگر محتاج ہو یعنی اگر جو قوی اور کسب پر قادر ہو ذکر فی البورق و سائل منہ شام کے میڈل ہے دفعہ ما یغنیہ یومہ عن السؤل مستحب ہو مقدار دینا کہ اس روز کو سائل کی ضرورت نہ ہو احتیاجاً من حاجۃ و حیالہ بہ تبرعاً حال تسکناً لاجل مال و مال جو مستحق ہو کہ خیر کا مال ملے اور کیا دیکھا اعتبار کیا اور جانتا ہو کہ یہ مثلاً دین اور بیل اور گہرا کر ایہ وغیرہ کافی فتم العیور و المعتد فی الزکوۃ فقرامکان المال اور مستبر زکوۃ میں دین کے فقیر ہیں جہاں مال ہو یعنی اگر مال والا دوسرے شہر میں ہو لیکن زکوۃ اس شہر کے فقیروں کو دیکھاوے جہاں مال ہے قالہ ابن کمال یعنی جمیع روایات میں یہی ہے کذا فی البحر و فی الوصیۃ مکان الموصی اور وصیت میں مقبرے مکان وصیت کرنے والے کا ہم یہاں ہی جو ہر میں منقول ہے فتاویٰ سے لیکن شرح و بیانہ کے مطابق میں خلاصہ سے منقول ہے کہ وصیت کیا کہ میرا مال فقرا پر تقصیر کیا جاوے تو افضل بھی ہے کہ انہیں پورے کر دین اور اگر اور دن کو دین تب بھی جائز ہے اور یہ قول ابو یوسف کا ہے اور یہی ہے فتویٰ سے فقہاء ائمہ محمدیہ کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے کذا فی الشامی و فی الفطرۃ مکان المودی عند محمدی و ہوا لا حق لہا نہ فقہاء تہذیبیہ ہر فقرہ میں مکان اور اگر نیوالے کا یعنی مکان اور لوگوں کا جنگی طرف سے اور اگر اسے امام محمد کے نزدیک اور بھی اصح ہے اسلئے کہ جن لوگوں کی طرف سے دیتا ہے وہ اگر نیوالے کے تابع میں ہم بلکہ نہایہ اور غنایہ میں کہہاے کہ یہی ظاہر ہے جیسا شرعیہ میں ہے اور یہی مذہب ہے جیسا بحر میں ہے کذا فی الشامی دفعہ الزکوۃ الی صبیان اقلیدہ بوسمہ عیالہ ادا الی حبشہ او مہذب الباکورۃ جاز زکوۃ دی اپنے اقارب کے لڑکوں یعنی غفلت کو عیب کی تقریب سے یا غنیمت کی ستائش کے لے کر یا اس شخص کو جو نیا پہل بدیہ لایا تو جائز ہے الا اذا نفل علی اللعویض لرجلہ تصریح کر دی معاوضہ کی توجاہ نہ ہوگی ولو دفعہا لا خیرہ ولہا علیہ وجہا من کسبہ نصاباً و ہوا من مقررہ ولو طلبت لایستقیم عن الہدایۃ لایحی من ولا جاز اور دمی زکوۃ اپنی بہن کو اور اسکو فائدہ کے ذمہ ہرے جو نصاب کو جو پنجہ ہے اور وہ شخص تو اگر ہے کہ عورت کے طلب کرنے پر نکاح کرے تو اسکا زکوۃ جائز نہیں اور جو ہوا حال نہ ہو جائز ہے اور یہ مسئلہ پہلے گذر چکا ہے ولو دفعہا المعلوم لخلیقہ ان کان بحیث یصل لہ ولو لعلیہ حق و الا لا اور اگر دمی زکوۃ معلوم نے اپنے خلیفہ کو اگر وہ اس طرح کام کرتا ہے کہ اگر معلوم نہایت ہی اوسکا کام کرتا تو درست ہو ورنہ نہیں درست ہم اسلئے کہ دیا ہوا بمنزلہ عوض کے ہو جاتا ہے اور انہیں یہ خدشہ ہے کہ انعام سے پہلے لایہ اسلئے کا ایسا ہی ہو تو وہ ان ہی نیت کا اعتبار چاہئے قالہ الشامی ولو وضعہا حل کفہ فانہما فی الفلح اعجاز ہو اگر رکھا زکوۃ کو اپنے نام پر اور لوٹ لیا اسکو فقیروں نے تو جائز ہے ہم اور یہ فقیرانہ فقر کی تملیک ہوئی اور زکوۃ کی نیت پہلے سے نکالتے وقت ہو چکی تھی اور یہی حکم ہے جب کہ نیت پہلے سے نہ ہو اور اگر کے بعد نیت کرے اور مال فقیروں کے پاس ہو جو ہر قالہ الشامی ولو سقط مال ففقد فقیر فوضی بہ جازان کات یعرفہ والمال قلہ خلاصہ اور اگر مال ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اسکو اٹھ لیا ہر مالک راضی ہو گیا تو جائز ہے اگر حکم ہو جائتا ہو اور مال ہی قائم ہے کذا فی اخلاصہ ہم چھاننے کی قید اسو اسلئے لگائی تاکہ تملیک مجمل شخص کی ہو کیونکہ جب اسکو نہ چاہا ہو اس طرح کہ مالک جب مال کے پاس آیا تو مال کو لایا اور کسی شخص نے اسکو کہا کہ فقیر اسکو اٹھالے گیا جسکو مالک نہیں چاہتا اور مالک راضی ہو گیا تو درست نہ ہو گا کیونکہ یہاں بابت ہوئی اور زکوۃ میں تملیک شرط ہے اور مال کے قائم ہونے کی اسو اسلئے شرط لگائی کہ اگر مالک بعد ہلاک نہ ہوئے مال کے راضی ہو اتوفیت صحیح ہوگی جان لو کہ صدقہ مستحب ہے جو فاضل ہو اپنی قدر کفایت اور اپنی

میرا ہوا فقیرانہ فقر کی تملیک ہوئی اور زکوۃ کی نیت پہلے سے نکالتے وقت ہو چکی تھی اور یہی حکم ہے جب کہ نیت پہلے سے نہ ہو اور اگر کے بعد نیت کرے اور مال فقیروں کے پاس ہو جو ہر قالہ الشامی ولو سقط مال ففقد فقیر فوضی بہ جازان کات یعرفہ والمال قلہ خلاصہ اور اگر مال ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اسکو اٹھ لیا ہر مالک راضی ہو گیا تو جائز ہے اگر حکم ہو جائتا ہو اور مال ہی قائم ہے کذا فی اخلاصہ ہم چھاننے کی قید اسو اسلئے لگائی تاکہ تملیک مجمل شخص کی ہو کیونکہ جب اسکو نہ چاہا ہو اس طرح کہ مالک جب مال کے پاس آیا تو مال کو لایا اور کسی شخص نے اسکو کہا کہ فقیر اسکو اٹھالے گیا جسکو مالک نہیں چاہتا اور مالک راضی ہو گیا تو درست نہ ہو گا کیونکہ یہاں بابت ہوئی اور زکوۃ میں تملیک شرط ہے اور مال کے قائم ہونے کی اسو اسلئے شرط لگائی کہ اگر مالک بعد ہلاک نہ ہوئے مال کے راضی ہو اتوفیت صحیح ہوگی جان لو کہ صدقہ مستحب ہے جو فاضل ہو اپنی قدر کفایت اور اپنی

عیال کی قدر کفایت سے اور اگر اس طرح صدقہ دے کہ خدا روں کے حق میں کوتاہی ہو تو گنہگار ہوگا اور جو شخص کہنگی پر مبنی کر سکے اور سکوا پنا نفقہ لگد لگا پھٹا تھکے کم کرنا کر دے کذا فی شرح در البحار اور تار فانیہ میں محیط سے منقول جو کہ جو شخص نفل صدقہ دے تو افضل ہے کہ جو عیال مومنین و مومنات کی ایت کرے کیونکہ انکو ذاب و بویگا اور اسکے اجر میں سے کچھ کم نہوگا و اللہ اعلم

باب ۲ صدقۃ الفطر یہ بیسے صدقہ فطر کے احکام میں اسکی مناسبت زکوۃ سے یہ ہے کہ دونو وظیفہ مالہ میں میں اور مبسوط میں بعد صوم کے بیان کیا ہے کیونکہ صوم کے بعد صدقہ فطر ہوتا ہے اور فطر سے مراد فطر کا دن ہے نہ لغوی معنی کیونکہ اس طرح تو ہر شام کو رمضان میں افطار ہوتا ہے اور اسکو صدقہ اس جمعیت سے کہتے ہیں کہ دینے والے کا صدق اور اخلاص ظاہر کرتا ہے کہ انی المراج من اضافۃ الحکمہ لشروطہ اضافت صدقہ کی فطر کی طرف اضافت حکم کی ہے شرط کی طرف ہم حکم سے مراد تو صدقہ ہے اسلئے کہ حکم شرعی وجوب ہے تو یہاں حذف مضاف کا ہے اور وجوب سے مراد وجوب الادا ہے اس طرح کہ وجوب الادا کی شرط فطر ہے نہ نفس وجوب کی کیونکہ وجوب کا مدار سبب کے موجود ہونے پر ہے اور سبب اس لئے ہے قالہ الجلی والی فطر لفظ اسلئے الفطر ہوگا بل قبل تحقق اور فطر اصطلاح اسلام والوں کی ہے اور فطرہ ساختہ ہو بلکہ کہتے ہیں کہ غلط ہے ہم ظاہر یہ ہے کہ شارع کی مراد یہ ہے کہ لفظ فطر جو مضاف الیہ صدقہ کا ہے اور نام روز مخصوص کا ہے یہ لفظ شرعی ہے یعنی اطلاق اسکا اور اس خاص روز پر اصطلاح شرعی ہے کیونکہ فطر جو صدقہ صوم کی ہے لغوی و شرعی سے پہلے مستعمل ہے اور اسکی لفظ فطرہ کا ہے یعنی فطرہ کہ جس سے صدقہ مراد ہو لغوی نہیں ہے اسلئے کہ ان معنوں میں نہیں آیا اور وہ جو قاموس میں مذکور ہے کہ فطرہ بالکسر صدقۃ الفطر تو قاموس کے غلط ہیں شار کیا گیا ہے اور ذوی نے تحریر میں کہا ہے کہ اسم ہو گیا ہے اور غالباً ماخوذ ہے فطرہ سے جو بمعنی غلظہ کے ہے یعنی گویا کہ یہ زکوۃ ہے بدن کی قالہ الشامی و اوس دہا فی الشک فی فیہا رمضان قبل الزکوۃ اور حکم کیا گیا اور ای صدقہ فطر کا جس برس کی رمضان فرض ہوا زکوۃ سے پہلے ہم روزے رمضان کے فرض ہوئے شعبان میں بعد تحویل قبلہ کے کہ یہ کی طرف اور حکم نبی صلی علیہ وسلم کا صدقہ فطر کے لئے عید سے دو روز پہلے ہوا اور یہ زکوۃ کی فرضیت سے پہلے ہی صحیح ہے قالہ الشامی و کان حلیۃ الشک فی فطر قبل الفطر بیو مین یا سراجہا ذکر الشافعی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پر ہوتے تو عید سے دو روز پہلے حکم فرماتے صدقہ کا لٹی کا ذکر کیا اور سکو شمنی نے ہم عبد الرزاق نے سند صحیح سے تحریر کیا ہے عبد اللہ بن قعبہ سے کہ خطبہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الفطر سے ایک روز یا دو روز پہلے ہر فرمایا ادا کرو ایک صلہ صائمین دو آدمین میں یا ایک صلہ کبیر یا جو ہر شخص کی طرف سے آزاد ہو یا غلام جو ہا ہو یا بڑا کنذا فی الفتح عجیب و حدیث و فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر معناه فکد للإجماع حل آن منکر کھا لایکفر وجوب صدقہ الفطر اور وہ حدیث جس میں مذکور ہے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کو ہر کے معنی یہ ہیں کہ مقرر کیا اسوجہ سے کہ اجتماع ہے یہاں پر کہ منکر اسکا فرض نہیں ہے ہم امام شافعی کے نزدیک صدقہ الفطر فرض ہے اور کھا استدلال حدیث مذکور و شارح نے ہستہ لال جواب کی طرف اشارہ کیا موشعاف العی عند اصحابنا و هو الصحیح بحر عن الہک انہم جعلوا لآیات الامار باد انہما مطلق کالکون فی قولی وجوب صدقہ الفطر اس طرح کہ مدۃ العمر میں اور انکی گنجائش میں ہمارے مومنین و مومنات کے نزدیک بھی صحیح ہے ذکر کیا اسکو بحرمین بدائع سے اور وجہ یہ بیان کی کہ امر صدقہ الفطر کی ادائیں مطلق ہو یعنی وقت کی قید نہیں سودۃ العمر میں جب ادا کر گیا تو اداری ہوگا قضا نہوگا ان البتہ عید گاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے کہ ہذا البدائع ماخذ زکوۃ کے کہ اسکا وجوب بھی موشعاف ہی ایک قول چہا پہلے گند چکا ولو مات فادھا و انہما جاز اور اگر مر گیا

باب صدقۃ الفطر

اس لفظ فطر

یوم الفطر سے دو روز پہلے

میں سے جو مال
میں سے جو مال

پہلے اس کے لئے صدقۃ الفطر اور اس کی طرف سے اور کیا تو جائز ہے ہم جو ہر وہ چیز جس شخص کے ذمہ زکوۃ یا صدقۃ الفطر کا کفارہ یا نذر ہو
اور وہ عباد سے نذر دے سکے تو کہ سے نہ لیا جاوے کہ یہ کہ وہ تبرع کرین اور ورنہ اگر تبرع کے بھی ہوں اور پھر کیا جاوے اور ہر اور
اگر خود وصیت کر کے مرا تو ثلث میں وصیت جاری ہوگی قالہ الشامی وقیل مضافاً فی یوم الفطر حیثاً اور کہا گیا ہے کہ ادا اور اس کا مقید
ہے خاص عید کے روز ہم یہ قول حسن بن زیاد کا ہے کہ اور کرنا اور سکایوم الفطر میں ہے اصل سے آخر تک اگر اس کو نہ ادا کیا کہ عید کا دن
گزر گیا تو ساقط ہو جائیگا مثل قربانی کے کذا فی البدایع وشرح البدایہ وفیہ ما اور ابن ہمام نے اپنی تحریر میں ترجمہ دی ہے کہ یہ مطلق نہیں
ہے بلکہ مقید باوقت ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا اَقْتَرُوا نَفْسَکُمْ فِیْ ذِی الْیَوْمِ مِنَ الْمَسَائِلِ تو بعد اس روز کے قضاء ہوگا اور ابن نجیم نے بھی یہی
اقام کیا ہے جو میں لیکن اس نے اپنی شرح میں جو منار پر جو کہا ہے کہ یہ ترجمہ مقابل میں ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تیسرا قول جو مذہب ہے
خارج اسو اسلو کہ عید کا دن گزرنے کے بعد صدقہ کا قضا واقع ہونا منافی اس قول کے ہے کہ عید کا دن گزرنے سے ساقط ہو جاتا جو اور
علامہ مقدسی نے اس کو رد کیا ہے کہ حضرت کے وقت میں صحابہ صدقۃ الفطر پیشگی دیدیا کرتے تھے اور یہ بات حضرت کی اجازت سے تھی
جیسا خود ابن ہمام نے کہا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ مقید یوم الفطر تھا اس واسطے کہ اگر خاص اس روز کے ساتھ مقید تھا تو اس سے
پہلے اور انہو مثل قربانی اور غلہ روزہ کے اور امر ازہم اہم محمول ہے استحباب پر کذا فی الشامی فیعد لا ینکون قضاء واختارہ
الکمال فی شرحہ ویکفہ فی تغویر البصائر میں بعد یوم العید کے ہو گیا قضا اور اس کو سخت یاد کیا جو کمال نے اپنی تحریر میں اور ترجمہ
دی اس کو تنویر البصائر میں ہم پہلے معلوم ہو چکا کہ معین کرنا عید کے دن کا ایک تیسرا قول ہے کہ سوا ابن ہمام کے کسی اور نے نہیں
کہا اور ابن ہمام جو کہہ رہے وہ بھی واضح ہو چکا اس میں اس میں نیزہم نظر ہو قالہ الشامی علی کل نحو مسلک ولو صغیراً او مجتہداً جب سے
صدقۃ الفطر آزاد مسلمان پر اگرچہ صغیر یا مجنون ہو ہم حر کے لفظ سے معلوم ہوا کہ غلام پر لازم نہیں اور مسلمان کی قید سے معلوم
ہوا کہ کافر کے ذمہ نہیں اگرچہ اس کا غلام یا یتیم مسلمان ہو کذا فی البحر اور بعض نسخوں میں و مجتہداً او کے ساتھ واقع ہو اور یہی
اس صورت میں ہے کہ ادا و دون یعنی صغیر اور مجنون کے پاس مال ہو یا اللع میں کہا ہے کہ عقل اور بلوغ وجوب کی شرائط میں نہیں
ہے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک یہاں تک کہ اگر مجنون و صغیر کے پاس مال ہو تو ان کا ولی صدقہ نکالے اس کے مال میں سے اور امام محمد اور
ابو زفر کہتے ہیں کہ نہیں وجہ ہے پس اگر ولی صدقہ ادا کے مال میں سے دیگا تو ضامن ہوگا قالہ الشامی حتی لو لو یخفی جہا
ولیکما وجب الا بعد البیاض یہاں تک کہ اگر نہ نکالے صدقۃ الفطر مجنون اور صغیر کا ولی تو بعد بلوغ کے اور بعد افاقہ کے
ادا واجب ہوگا ذی نصاب فاضل عن حاجۃ الاصلیۃ کدینیہ وحوالہ حیالہ وان لو یکتفر کامش یعنی صدقۃ الفطر واجب ہے
پر آزاد مسلمان پر کہ نصاب لا ہو اور وہ فقہان زیادہ یہاں اس کی حاجت اصلی سے جیادین اور زیادہ ہر عیال کی حاجات سے اگرچہ نصاب
نامی جیسا پہلے گذر چکا وہ ایہذا النصاب یخرج الصدقۃ کامر وحب الاصلیۃ ونفقۃ المحلوم حل الرابع اور اسی
نصاب کی جہت سے حرام ہو کہ صدقہ وجہ جیسا گذر چکا اور وجہ ہوتی ہے قربانی اور نفقہ محارم کا بنا بر قول راجح کے ہم یعنی ان
فقہاء وکسب ما یزیدون یا عورتیں فقیر ہوں اور محارم کی قسیر مان باجہ نکالنے کو کیونکہ مان باجہ جب فقیر ہوں تو مختار یہ کہ کہہ لو کہ انکو
اپنے نفقہ میں شامل رکھے اگر کسب کرنا ہو یا غنا لولہ لیشترط التمثیل وجوباً یقدر مملکتہ اور شوکی شرط جو نہیں لگا ہی ہے
اسی جہت سے کہ وجوب صدقۃ الفطر کا قدرت ممکنہ کی جہت سے جو ہو یا حب و محبت التمكن من الفعل فلا یشترط بقاءھا
لبقاء الموضوع بہا تھا شرط محض قدرت ممکنہ کا ف مشد کے کسر سے وہ جو وجوب ہو بقدرت کے فعل پر پس نہیں شرط
باقی رہنا اس قدرت کا وجوب کے باقی رہنے کے واسطو اسلو کہ وہ صرف شرط ہے ہم واضح کہ قدرت جس سے آدمی مامورہ ادا کرے

صلح مصلحت کی قیمت نہیں لگائی اس واسطے کہ اگر نصف صلح خراب بھی ادا کر گیا تو جائز ہے اور اگر ادا کیا ہو اور یا عیب ارتداد کا
یقینان ہی ہو اور اگر دوسری قیمت دی تو جو زیادتی باقی رہ گئی وہ بھی ادا کر دے کذا فی الظہیرۃ اور اگر گھوڑوں جو میں مخلوط ہوں پس
اگر جو غالب ہوں تو ایک صاع اور اگر گھوڑوں غالب ہوں تو نصف صاع قالا الشامی و مالو کیصل حلیہ کا وزن و تخمینہ و غیرہ و القیہ
اور جو غلبہ و غیرہ کہ ضمیمہ علیہ وسلم سے اوس میں تصریح ہے و لکن نہیں ہوتی اوس میں معتبر قیمت ہے جیسے جید اور دوسری صاع یا کم میں کہا
کہ منصرح علیہ میں بعض کو بعض کی بلکہ قیمت کے اعتبار سے دینا جائز نہیں برابر ہے کہ جس چیز کے دو وزن دیے وہ اوسکی جنس سے جیسا
خلات جنس ہو مثلاً گھوڑوں دینا گھوڑوں کے بدلے قیمت کے اعتبار سے یعنی اطرح کہ نصف صاع اچھو گھوڑوں کے بدلے ایک صاع متوسط گھوڑوں
سے جائز نہیں یا دوسرا غلبہ گھوڑوں کے بدلے قیمت کے اعتبار سے دینا بھی جائز نہیں جیسے نصف کچھ جو قیمت میں نصف صاع
گھوڑوں کی برابر ہو بدلے نصف صاع گھوڑوں کے ادا کر کے بلکہ بجا نصف صاع کچھ کے شمار کیا جائیگا اور اوسکے ذریعہ باقی کا پورا کرنا لازم ہوگا
کیونکہ قیمت مخصوص میں معتبر نہیں کہ قالا الشامی و هو الصالح المعتبر بما یستعمل الفنا و اربعین و درہما من مائین اق
حکما میں اور صاع جو بشرع معتبر ہے وہ طرف سے جبین ایک ہزار چالیس درم کے وزن کے مائین یا مسوسا دین صاع جاری
ہوگا تو اسے اور تہ و درطل کا اور رطل نصف من کا اور من درہم سے دوسوا سوا درہم کا اور ستار سے چالیس ستار کا
اور ستار کبیر ہمزہ در اہم کے وزن سے ساڑھے چار مثقال کا کذا فی شرح درلیمار پس ہذا در من دو وزن برابر ہیں یعنی ہر ایک
در رطل عراقی اور صاع کا جو تھامی اور رطل ایک سو تیس درم کا اور زلیعی اور فسج القدر میں ہے کہ صاع میں اختلاف ہے
امام ابو حنیفہ اور محمد نے کہا ہے کہ آٹھ رطل عراقی کا ہے اور امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ پانچ رطل اور تھامی رطل کا
اور کہا گیا ہے کہ اختلاف نہیں ہے بلکہ تعبیر کا فرق ہے اسلئے کہ ابو یوسف نے اندازہ مدینہ شریف کے رطل سے کیا
ہے جو تیس ستار کا ہے اور عراقی تیس ستار کا ہے اور جب مقابلہ کیا جاوے آٹھ رطل عراقی کا ۵ رطل
مدنی کے ساتھ تو وہ برابر ہیں کیونکہ میں ستار کو آٹھ میں ضرب دینے سے ایک سو ساٹھ ستار ہوتے ہیں اور پانچ کو تیس میں ضرب دینے
سے ڈیڑھ سو ہوتے ہیں اور تھامی تیس کے مثل ہونے تو یہ بھی ایک سو ساٹھ ستار ہو گئے اور یہی مشابہ بصواب ہے کیونکہ امام محمد
نے خلافت ابو یوسف کا نہیں ذکر کیا اگر ہوتا تو بیشک ذکر کرتے چہر جاننا چاہئے کہ درہم شرعی جو وہ قیراط کا ہوتا ہے اور جواب
شعارف ہے وہ سولہ قیراط کا ہے جب صاع ایک ہزار چالیس درم شرعی کا ہوا تو شعارف در اہم کے وزن سے نو
سودس کی برابر ہوا کہ قالا الشامی قاضی ثناء اللہ بانی پتی نے لکھا ہے کہ رطل میں ستار کا ہوتا ہے ہر ستار
۱۰ مثقال کا پس وزن رطل کا برابر چھ تیس روپیہ دہلی کے ہے یعنی جو روپیہ کہ سوا گیارہ ماشہ کا ہے حاصل
۱۰۴۰ درم = ۳۷۰ تولہ دہلی = ۲۸۲ روپیہ چہرہ شاہی کچھ کم = ۳۰۰ ماور
۵۰ روپیہ زائد دہلی کے سیر سے جو ہستی روپیہ ہر کا ہے اور قریب ۳۰۰ چٹانک کے سہارنپور کے سیر
۳۰۰ سے جو اٹھاشی روپیہ ہر کا ہے انشا اللہ تعالیٰ و بعضا کلتا و بعضا کلا و وزن مائین اور عدس کے ساتھ اندازہ ہوگا
مقرر کیا گیا کہ یہ کیل اور وزن میں برابر ہوتے ہیں یعنی بعضے پہلے اور بعضے ٹھوس نہیں ہوتے پس جب ایک برتن کو ایک قسم
کے مائین یا عدس سے پیمائیں کہ بمقدار ۱۰۴۰ درم کچھ ہوں پھر اوسکو نکال کر دوسرے مائین یا عدس اوس میں پھرین
تو ملے یا برابر ہی نہ ہوں گے بلکہ پیچھے کے برابر ہوں گے بخلاف گھوڑوں اور جو کہ اوق میں بعض ہلندی اور بعض
لکھ بھٹہ میں تولہ و سکہ کیل اور وزن میں اختلاف ہو سکتا ہے پس عدس اور مائین کو کیا یا اسلئے مقرر کیا گیا جو مختلف ہوں

جواز یا کہ امر استحباب کے لئے جو نہ تقدیم و تاخیر جائز ہو تو اور تقدیم و تاخیر کے جواز پر دلیل سابق میں مذکور ہو چکی تو جب امر استحباب کے لئے ہو
 تو اسکا خلاف کردہ تحریمی ہوگا بلکہ تنزیہی ہوگا اس جواب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا فطرہ متعدد کو دینا کر وہ تنزیہی ہی جیسا کہ فطرہ
 سے تاخیر کرنا مان کر بھیہ کہ فرق اسطر میں بیان کیا جاوے کہ اگر لوگ یوم السب سے تاخیر کریں تو غنم بالکل حاصل ہوگا بخلاف اسکو کہ متفرق
 دین کیونکہ مجموعہ سے اخلا حاصل ہو جاتا ہے جس پر غنی سے یہ علت بیان کی ہو قالہ الشامی کما جازد فخر جہا فقہ حاکم المسکین احادیث
 بخلاف تنزیہ جیسا جائز ہو دینا متعدد و شخص کا فطرہ ایک مسکین کو بغیر ایسی اختلاف کی کہ لائق اعتبار کے ہو ہم بعد یہ سے مصنف کے کلام کی
 تصحیح کی ہو یعنی مراد لفظی خاص خلاف کے ہو کیونکہ مراد اب الرحمن میں دو مسکینین خلاف کی تصریح کی ہو کہ جائز ہو لینا ایک شخص کا جماعت
 اور دینا ایک کا جماعت کو بنا بر قول مجہد کے اس سے معلوم ہوا کہ قول مجہد عدم جواز سے میں کہتا ہوں کہ محل خلاف ہجرت شادیہ و موت
 ہو کہ چند آدمیوں نے اپنی فطرہ جمع کر کے ملا دی اور ایک شخص کو دیدی لیکن جبکہ ہر شخص نے جدا جدا ایک ہی شخص کو دیا تو خلاف کا جواز
 ہونا جواز و عدم جواز میں بعد ہر قالہ الشامی خلطت علی ما فی کتابنا و سبنا بادیہ ظلہ حضرتہ عن خطبہ بغیر ان الزوج و دفعہ عن خطبہ
 حضرتہ کہ غنم کسی عورت کو اسکو خاوند نے فطرہ کے ادا کا حکم دیا اسکو بلا اجازت خاوند کے اس کے گیسوں اپنی گیسو دین میں ملائے اور
 کسی غیر کو دیدی تو عورت کی طرف سے جائز ہے مرد کی طرف سے جائز ہے اسکو کہ مرد نے اسکو اپنی مال میں سے دیدی کی اجازت دی تھی
 جب عورت نے مرد کا فطرہ اپنی فطرہ میں ملا لیا تو امام صاحب کے نزدیک غلط کی جہت سے مستہلک ہو گیا تو اسکی مالک عورت ہو گئی
 اور عورت کے ذمہ ادائیگہ نام کا ضمان لازم آوے گا قالہ الشامی فی تاملات الخ لا یجوز لامام استعمالہ فی قطع حق صاحبہ و عندہ لا یستعمل
 فی غیر ذلک بجواز اللی فخر طہرہ اس سے یہ کہ سابق میں مذکور ہوئی یعنی غلط ہونا استعمال ہو امام صاحب کے نزدیک کہ مالک کے حق کو اس میں
 سے قطع کر دیا ہو اور صاحبین کے نزدیک نہیں قطع کرتا تو فطرہ جائز ہوگا اگر زوجہ نے اجازت دی کہ ان فی الطہرۃ ہم یعنی زوج کی
 طرف سے بھی جائز ہوگا ولو بالکس فی فطرہ کس آید اور اگر صورت مسئلہ کی بالکس ہو (یعنی عورت نے مرد کو کہا کہ میرا فطرہ ادا کر دو
 اور مرد نے عورت کا غلہ اپنی غلہ میں ملا لیا اور فطرہ دیا) تو نہ میں کہا ہو کہ میں نے اسکو کہ نہیں دیکھا و مقتضی ما فی جواز قطعہا بلا
 اجازت تھا اور جو سابق میں مذکور ہوا (یعنی ولو آدمی غنم بلا اذن آجزا) وہ مقتضی ہو کہ خاوند از یہی دو دو کی طرف سے جائز ہو ورنہ
 عورت کی اجازت کے بھی کافیست کہ امام علی صدقہ الفطر علی صاحبہا لایستعمل فی غیر ذلک بدائع اور نہ بھی امام صدقہ الفطر یعنی کے
 لئے کسی سامی کو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کیا کہ ان فی البدائم ہم یعنی یہ ثابت نہیں ہوا کہ کسی کو اپنے مقدر کیا ہو
 کہ وہ گشت کر کے صدقہ فطر وصول کر لے دی قالہ الشامی و صدقہ الفطر علی کل ذی ذیہ و الصدقۃ فی کل حال اور فطرہ مصارف کے باب
 میں ناند زکوۃ کی ہے سب حالات میں ہم فی کل حال سے تعمیم احوال مطلقا اور ہر وجہ سے مراد نہیں ہو کیونکہ ہر ایک کے لئے تعبدی جمعی
 شرطین ہیں جو دوسری کے لئے نہیں ہیں مثلاً زکوۃ میں شرط حال اور لصائبی اور عقل اور بلوغ اور فطرہ میں ایک ہی شرط نہیں ہے
 بلکہ بیان مراد تعمیم احوال کی جو مصارف میں خرچ کرنے کے لحاظ سے یعنی بیت شرط ہونا اور تخلیک یہاں تک کہ صرف اباحت کا فی ہونگی
 کہ ان فی البدائم - یہ توجیہ وہ ہے جو مجہد ظاہر ہوئی قالہ الشامی الا فی جواز الدفع للامدی عدم سقوطی لایستعمل فی غیر ذلک زکوۃ
 اور فطرہ میں اتنا فرق ہو کہ فطرہ ذمی کو دینا جائز ہے اور مال کے ہلاک ہونے سے قطع نہیں ہوتا اور دونوں مسئلہ سابق گند چکا ایک
 باب المصروف میں دوسرا اسی باب میں غانیہ میں ہو کہ ذمی کو فطرہ دینا جائز ہوا اور مکروہ ہو نزدیک امام شافعی کے اور ایک روایت
 میں امام ابو یوسف سے جائز ہی نہیں اور عادی میں ہو کہ فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہو قالہ الشامی ولو دفعہ جہا فقہ حاکم المسکین احادیث
 مذکورہ تصدیق جاز و انکلت فقہ حاکم علیہ و صدقہ الفطر علی کل ذی ذیہ اور دیا اپنا فطرہ اپنی غلام کی بیوی کو تو جائز ہو اگرچہ کسی بیوی کا

نقطة مولیٰ ہی کے ذمہ ہو کر انے عمدۃ الفوائد الشہید ہم یعنی نفقہ عہد کی بی بی کا مالک کے ذمہ تفرعاً جو کہ اسنو اپنی ذمہ کر کہا ہے اور اسکو
 منجملہ عیال سمجھ لیا ہے ورنہ اسکا نفقہ عہد کے ذمہ ہی سہیل کی نفقہ کے عوض میں بی بی اسکو کو اسکتی ہے قالہ الشامی **خاتمہ** و لیس
 اسلام سببہ الفطری و نفقہ ذی رحمہ و تر اخصیہ و غیرہ ابویہ والی آقا لڑ و جملہ اہل خاتمہ اسلام کے واجبات
 سات ہیں نظرہ اور ذورحم کا نفقہ اور وتر اور قربانی اور عمرہ اور ان باب کی خدمت اور عورت کے حق میں اپنی خاندان کی خدمت
 کے ذمہ فی الدادی ہم صاحب جوہرہ نے اسکو امام مجہولی کی طے نسبت کیا ہے اور اصول میں ثابت ہے کہ اعداد کے لکھ مفہوم مخالف نہیں
 ہے یا یوں کہا جاوے کہ واجبات غیر مقدم ہیں اور سببہ ابتدا موخر اور منی اس طرح کہ یہ سات جو مذکور ہوئی منجملہ واجبات اسلام میں اور
 شاید انکو کوئی خصوصیت ہو کہ اس میں یہ شریک ہوں سو اور واجبات کے پس نہیں وارد ہوتا جو طحاوی نے کہا ہے کہ اگر واجبات
 مشہورہ مراد ہیں تو غیر مسلم ہی کیونکہ صلوة عید بن اور جماعت وغیرہ کہیں اور اگر مطلق واجبات مراد ہیں تو نماز میں اور حج وغیرہ میں مشہورہ
 واجبات ہیں۔ اور واجب سو مراد وہ ہے کہ شامل ہو واجب دیناً کو جس کی خدمت عورت کی اپنے خاندان کی اسلو اور شامل ہو فرض علی کو
 جس کو تراور عمرہ کو واجبات میں گننا اس قول کے بموجب ہی خلع نزدیک عمرہ واجب ہے اور اختلاف تعیم کا اس باب میں لکھ

مذکور ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم بالاثار

کتاب الصوم

اور شرم نہیں کا مضبوط قانون ہے اسی سے نفس آمارہ منسوب ہوتا ہے اور یہ مرکب ہے دو چیزوں سے ایک عمل قلبی دوم کہا ہے
 پینے جامع سے باز رہنا تمام روز اور یہ بڑی اچھی خصلت ہے مگر نفس البتہ دشوار ہے پس حکمت الہی اسکو مقنعی ہوئی کہ مکلف
 کو پہلے خفیف تکلیف دیجاوے یعنی نماز پر متوسط یعنی زکوٰۃ پر جو زیادہ دشوار ہو یعنی روزہ اور اسی ترتیب کی طرف اشارہ فرمایا
 قرآن مجید میں (الْحَاشِيَةُ وَالْمُتَشَاتَاتِ وَالْمُتَمَسِّكَةِ قِيَمٌ وَالْمُتَمَسِّكَةِ قِيَمٌ وَالْمُتَمَسِّكَةِ قِيَمٌ وَالْمُتَمَسِّكَةِ قِيَمٌ) اور مابانی اسلام کے پانچ بیان فرماتے
 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقام الصلوٰۃ و ایتا الزکوٰۃ و صوم شہر رمضان اسلمی ائمہ شریعت نے اپنی حقیقتات میں
 یہی ترتیب رکھی کذا فی شرم ابن کثیر قبل کلامہ العیام لکان فی لما فی الطہارۃ و قال اللہ جل جلالہ صوم لکم لعلکم تتقون و لو قالوا صیام لکم لعلکم تتقون
 ایاہم کافی قولہ فقہاء فہذا من صیام کہا گیا ہے یعنی صاحب بحر نے کہا کہ اگر مصنف بکامے کتاب الصوم کے کتاب الصیام کہتا تو
 بہتر ہوتا کیونکہ ظہیرہ میں کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے تو اس میں اور ایک روزہ لازم ہوگا اور اگر صیام
 کہا تو تین روزے لازم ہو گئے جیسا قرآن شریف میں وارد ہے فقہانہ من صیام او صدقہ او فک یعنی بیکار روزے یا خیرات
 یا فک کرنا ہم وہ شہادت کی ہے کہ یہ فرع جو حیرت میں حیرت کرتی ہے کہ لفظ صیام جمع ہے اور جمع کا اطلاق اقل حد میں پر بھی
 جیسا بت شریف میں ہے پس لفظ صیام سے تعبیر کرنا بہتر تھا کہ فرض واجب فعل کو شامل ہوتا قالہ الشامی و تعقب فی الصوم لہ اطلاق
 اور اس قول پر اعتراض کیا گیا ہے یعنی صاحب بحر نے کہا ہے کہ صوم کے انواع متعدد ہیں ہم یعنی صوم ہم جنس ہے اور ہم جنس کا
 اطلاق اپنے انواع سے گنا مذکورہ پر بھی خواہ اسکو صوم سے تعبیر کر دیا صیام سے کیونکہ یہ دو نومصدقہ میں صام صوام صیام اور صوم
 اور صیام میں ہرگز تعدد و بدلت نہیں ہے اور اسلمی فاضل بیضا لکھتے آیت شریف کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ بیان ہے جنس فدب کا اور اس
 روز و نکی کتب کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے ان صیام البتہ جمع صائم کی مستعمل ہے لیکن وہ بیان مراد نہیں ہو سکتی اور نہ آیت شریف
 میں یہ معنی مراد ہو سکتے ہیں علی ان آل شہل معنی الجوع علاوہ برین الف دلام جمع کے معنی کو باطل کر دیتا ہے ہم یعنی اگر تسلیم کیا جاوے کہ
 صیام افراد صوم کی جمع ہے یہ بھی اولویۃ الصیام کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی کیونکہ جب الف لام جمعیت کے معنی جاتے رہے تو صوم

اور شرم نہیں کا مضبوط قانون ہے اسی سے نفس آمارہ منسوب ہوتا ہے اور یہ مرکب ہے دو چیزوں سے ایک عمل قلبی دوم کہا ہے پینے جامع سے باز رہنا تمام روز اور یہ بڑی اچھی خصلت ہے مگر نفس البتہ دشوار ہے پس حکمت الہی اسکو مقنعی ہوئی کہ مکلف کو پہلے خفیف تکلیف دیجاوے یعنی نماز پر متوسط یعنی زکوٰۃ پر جو زیادہ دشوار ہو یعنی روزہ اور اسی ترتیب کی طرف اشارہ فرمایا قرآن مجید میں (الْحَاشِيَةُ وَالْمُتَشَاتَاتِ وَالْمُتَمَسِّكَةِ قِيَمٌ وَالْمُتَمَسِّكَةِ قِيَمٌ وَالْمُتَمَسِّكَةِ قِيَمٌ وَالْمُتَمَسِّكَةِ قِيَمٌ) اور مابانی اسلام کے پانچ بیان فرماتے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقام الصلوٰۃ و ایتا الزکوٰۃ و صوم شہر رمضان اسلمی ائمہ شریعت نے اپنی حقیقتات میں یہی ترتیب رکھی کذا فی شرم ابن کثیر قبل کلامہ العیام لکان فی لما فی الطہارۃ و قال اللہ جل جلالہ صوم لکم لعلکم تتقون و لو قالوا صیام لکم لعلکم تتقون ایاہم کافی قولہ فقہاء فہذا من صیام کہا گیا ہے یعنی صاحب بحر نے کہا کہ اگر مصنف بکامے کتاب الصوم کے کتاب الصیام کہتا تو بہتر ہوتا کیونکہ ظہیرہ میں کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے تو اس میں اور ایک روزہ لازم ہوگا اور اگر صیام کہا تو تین روزے لازم ہو گئے جیسا قرآن شریف میں وارد ہے فقہانہ من صیام او صدقہ او فک یعنی بیکار روزے یا خیرات یا فک کرنا ہم وہ شہادت کی ہے کہ یہ فرع جو حیرت میں حیرت کرتی ہے کہ لفظ صیام جمع ہے اور جمع کا اطلاق اقل حد میں پر بھی جیسا بت شریف میں ہے پس لفظ صیام سے تعبیر کرنا بہتر تھا کہ فرض واجب فعل کو شامل ہوتا قالہ الشامی و تعقب فی الصوم لہ اطلاق اور اس قول پر اعتراض کیا گیا گیا ہے یعنی صاحب بحر نے کہا ہے کہ صوم کے انواع متعدد ہیں ہم یعنی صوم ہم جنس ہے اور ہم جنس کا اطلاق اپنے انواع سے گنا مذکورہ پر بھی خواہ اسکو صوم سے تعبیر کر دیا صیام سے کیونکہ یہ دو نومصدقہ میں صام صوام صیام اور صوم اور صیام میں ہرگز تعدد و بدلت نہیں ہے اور اسلمی فاضل بیضا لکھتے آیت شریف کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ بیان ہے جنس فدب کا اور اس روز و نکی کتب کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے ان صیام البتہ جمع صائم کی مستعمل ہے لیکن وہ بیان مراد نہیں ہو سکتی اور نہ آیت شریف میں یہ معنی مراد ہو سکتے ہیں علی ان آل شہل معنی الجوع علاوہ برین الف دلام جمع کے معنی کو باطل کر دیتا ہے ہم یعنی اگر تسلیم کیا جاوے کہ صیام افراد صوم کی جمع ہے یہ بھی اولویۃ الصیام کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی کیونکہ جب الف لام جمعیت کے معنی جاتے رہے تو صوم

کتاب الصوم

بہتر ہوتا کیونکہ ظہیرہ میں کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے تو اس میں اور ایک روزہ لازم ہوگا اور اگر صیام کہا تو تین روزے لازم ہو گئے جیسا قرآن شریف میں وارد ہے فقہانہ من صیام او صدقہ او فک یعنی بیکار روزے یا خیرات یا فک کرنا ہم وہ شہادت کی ہے کہ یہ فرع جو حیرت میں حیرت کرتی ہے کہ لفظ صیام جمع ہے اور جمع کا اطلاق اقل حد میں پر بھی جیسا بت شریف میں ہے پس لفظ صیام سے تعبیر کرنا بہتر تھا کہ فرض واجب فعل کو شامل ہوتا قالہ الشامی و تعقب فی الصوم لہ اطلاق اور اس قول پر اعتراض کیا گیا گیا ہے یعنی صاحب بحر نے کہا ہے کہ صوم کے انواع متعدد ہیں ہم یعنی صوم ہم جنس ہے اور ہم جنس کا اطلاق اپنے انواع سے گنا مذکورہ پر بھی خواہ اسکو صوم سے تعبیر کر دیا صیام سے کیونکہ یہ دو نومصدقہ میں صام صوام صیام اور صوم اور صیام میں ہرگز تعدد و بدلت نہیں ہے اور اسلمی فاضل بیضا لکھتے آیت شریف کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ بیان ہے جنس فدب کا اور اس روز و نکی کتب کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے ان صیام البتہ جمع صائم کی مستعمل ہے لیکن وہ بیان مراد نہیں ہو سکتی اور نہ آیت شریف میں یہ معنی مراد ہو سکتے ہیں علی ان آل شہل معنی الجوع علاوہ برین الف دلام جمع کے معنی کو باطل کر دیتا ہے ہم یعنی اگر تسلیم کیا جاوے کہ صیام افراد صوم کی جمع ہے یہ بھی اولویۃ الصیام کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی کیونکہ جب الف لام جمعیت کے معنی جاتے رہے تو صوم

لیلة الشک میں نہیں کو جاتے مگر ثبوت رمضان کے لیے قالہ الشامی واقف علیہ باب احیاء عدلین مع العلة للضیعی اور انظار کریں دو عدل کے خبر دینے سے اگر آسمان میں غبار وغیرہ ہو واسطی ضرورت کے ہم یعنی اسوجہ سے ضرورت ہو کہ کوئی حاکم موجود نہیں جسکو سامنی شہادت ادا کیا جاسکے اور ہم العلة بتعلق ہی صاموا اور انظار و ادونون کے ساتھ قالہ الشامی ولولا ان الحاکم وحده صحیح الصواب لکن نصیب شہادین میں ہم بالصوم خلاف العید کافی الجوامہ اور اگر اکیلے حاکم نے چاند دیکھا ہو تو روزہ کے چاند میں شکوہ بہ اختیار ہو کہ کوئی شاہد اپنی قول پر مقرر کرے یا گوگو کو روزہ کا حکم دیں نہ وقت عید کے چاند کے کہ اوسمیں ایک آدمی کافی نہیں جو کذا نے البوہرہ ہم نصیب بدسی بہ غرض کہ اپنی شہادت پر دو سر شاہد معین کرے تاکہ دوسرا شخص شہادت پر شہادت ادا کرے اخادہ الجلی لیکن جوہرہ کی عبارت آن ینصب من یشہد عنہ الفم اور اسکے معنی ظاہر یہ ہیں کہ حاکم اپنی طرف سے کوئی نائب مقرر کرے تاکہ اُس نائب کے سامنی شہادت گذری جیسا علماء نے خصوصیت کی باہین کہا ہے اگر حاکم کو کسی کے ساتھ خصوصیت واقف ہو تو ایک نائب مقرر کرے کہ اوسکو روبرو مقدمہ پیش ہو کیونکہ حاکم کا حکم اپنے اوپر درست نہیں اور جو یہ معنی کہوا اسکی دلیل یہ ہے کہ بعض نسخوں در مختار میں نصیب نائب ہو بلکہ نصیب شاہد کے قالہ الشامی ولا یجوز قبل التوقیف ولو جاز لا یحل المذہب در نہین اعتبار بخیر مومن کا اگر ہم عادل ہوں بنا بر مذہب صحیح ہم یعنی وجوب صوم کے باہین سراج میں کہا ہے کہ ان کو کوئی قول بالا جا مستبر نہیں اور خود منجم کو نہیں جائز ہے کہ اپنے صاحب پر عمل کرے اور نہ میں ہے کہ منجم کے قول پر کہ غلطی تاریخ چاند دکھائی دیکھا روزہ لازم نہیں اگر یہ منجم عدول ہوں صحیح روایت پر کذا فی الشامی قال فی تلویحہ کیونکہ فی التوقیف لیس بموجب وقیل یقول والبعض ان کان ینکث وہبانیہ میں کہا ہے کہ قول اوقات ضبط کرنا لو کاروزہ رکھنے کا موجب نہیں اور کہا گیا ہے کہ ان اور بعض کا قول ہے اگر کثیر ہوں ہم یہ عبارت یعنی قبل نسیم صوم سے اسکو کہ وہ قول یہ کہ عمل کو موجب ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ خلاف صحت جواز اعتبار میں ہے اور نہ میں ینمون قول نقل کے ہیں پس پہلے قاضی عبدالجبار و صاحب جمیع العلوم سے نقل کیا ہے کہ منجموں کے قول کے اعتبار کرنے میں کچھ نقصان نہیں اور ان متقابل سے نقل کیا ہے کہ وہ انس و چاکر تو خود انکو قول کا اعتبار کرنا بشرطیکہ اولی جاعت متفق ہوتی تھی پھر شرح خرسنی سے نقل کیا ہے کہ صیب ہے اور شمس الامہ ملائی سے کہ وجوب صوم اور انظار کی شرط رویت ہی ہے اور منجموں کا قول یا خود نہیں پھر مدالامہ ترجمانی سے نقل کیا کہ اصحاب ابو حنیفہ سوائے شاذ و زناد کے اور شافعیہ سب متفق ہیں کہ منجموں کے قول کا اعتبار نہیں کذا قالہ الشامی وقیل بل لا یحل جہم خطیب قریع العلم الشرعی ومن غلبہ الظن فبحسب ما اور قبول کیا جاد ہی جب آسمان صاف ہو تو قول جاعت عظیم کا کہ حاصل ہو علم شرعی نہیں غلطی اور انکی خبر سے ہم یعنی جب مطلع صاف ہو تو خبر ایک شخص کی مستبر نہیں کیونکہ ایک شخص کو نظر آنا اور ایک غلط کو نظر نہ آنا باوجودیکہ سب کی کیرٹ متوجہ ہیں اور کوئی مانع نہیں اور سبکی بیانی درست ہے اگرچہ بعض تیز نظر ہوں اور سبکی غلطی کی دلیل دیکھنے والے البھر ملی نے کہا کہ جاعت میں اسلام اور عدالت شرط نہیں جیسا امداد الفلاح میں ہے اور نہ حریت اور نہ دھوی جیسا فہستانی میں ہے میں کہتا ہوں جو امداد کیرٹ نسبت کیا جو سونے نے اوسمیں لافظ کیا وہ ان نہیں پایا اکتلام شرط نہیں ہے بنظر ہی کیونکہ جمیع عظیم و بیان یہ مراد نہیں ہے کہ وہ نواز کو پوسنے جس سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے کہ اوسمیں اسلام شرط نہیں بلکہ ملا وہ یہ ہے کہ غلبہ ظن کو مفید ہو اور اوسمیں اسلام شرط نہ ہونا اسکو کوئی فرق نقل چلیے قالہ الشامی اور علم شرعی سے مراد مطلق اصولیوں کی ہے جو موجب عمل کا ہوتا ہے نہ وہ علم جو عقیدے کے متون میں ہے اور پرنس کی ہے منافع اور غایۃ البیان اور کچھ میں فلاح من الفتح اور صدر الشریعہ نے جو علم یعنی یقین لیا ہے ابن کمال نے اسکو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خطا ہے صدر الشریعہ سے قالہ الشامی دھوی حق من لای راہی الامام من غیر قبیحی اجابہ علی المذہب لہ روہ امام کی راہ پر مقروض ہے جو غیر متعین ہے دسکے بنا بر مذہب صحیح کے ہم سراج میں کہا ہے اس جماعت کی تعداد ظاہر الہدایت میں ہے میں نہیں ہے اور ایک روایت میں ابو یوسف سے ہے مرد میں اور بعض کے نزدیک اکثر اہل محلہ اور بعض کے نزدیک مسجد میں سے ایک یا دو اور بعض میں ابوبکر گنا ہے کہ وہ بلکہ میں قلیل

اور ان سب میں سے صحیح بھی ہے کہ امام کی راسی پر غوغا ہو اگر اپنے دل میں اور کئی دیکھتی اور محنت سمجھ تو صوم کا حکم دی اور موہب میں سب کو
 صحیح کہا ہے اور شریعتی نے اسکا اتمام کیا جو اور بحرین فتح سے نقل کیا ہے کہ حق وہ ہے جو محمد و ابو یوسف سے روایت کیا گیا ہے کہ
 اعتبار خبر متواتر آنیکے سے ہر طرف سے اور نہرین کہا ہے کہ یہ تفسیر سراج کے موافق ہے قالہ الشامی عن الامامی انہ یکنے بشاہدین اختارہ
 فی البحر اور ایک روایت امام صاحب سے یہ ہے کہ اتفاقاً جادو دو گواہوں پر اور بحرین اسکو اختیار کیا ہے ہم بحرین کہا ہے کہ اس
 زمانہ میں چاہیے کہ حل اسی روایت پر ہو اس واسطے کہ لوگ چاند دیکھنے سے کابل کرتے ہیں پس علم نے جو لکھا ہے کہ جم غفیر ہلال کے طالب ہیں
 یہ متغنی ہو گیا پس دیکھنے والے کی غلطی کا احتمال غیر ظاہر ہے پھر اسکی تائید کی کہ دلوا بھیر اور ظہیرہ ظاہر ادالات کرتی ہیں کہ ظاہر الروایت
 صرف اشتراط عدد و حرز جمع عظیم اور عدد و دہر بھی صادق آئے اور اسکو صادق رکھا ہے نہرین اور نہم میں قالہ الشامی دھت
 فی الاختیار والاکتفاء بل حدیث جراح اللہ اور کان علی مکان متغیر واختلاف طہار اللہ اور اقفیہ میں (جو ایک تالیف نام ہے)
 تصحیح کی ہے کہ ایک شخص کفایت کرتا ہے اگر شہر کے باہر سے آیا ہو یا کسی اونچے مکان پر ہو اور اسکو ظہیر الدین نے اختیار کیا ہے ہم اور فادے
 صغریٰ میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور یہی قول طحاوی کا ہے اور امام محمد نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے اصل کی کتاب الاحتمان میں مگر ظاہر
 میں کہا ہے کہ ظاہر الروایت یہ ہے کہ شہر اور خارجہ شہر میں فرق نہیں ہو کہ نہ لے اہرام وغیرہ میں کہتا ہوں کہ نہایہ میں کہا ہے کہ مبسوط میں
 کہ امام اسکی مشہدات جب رد کرے کہ آسمان صاف ہو اور وہ شخص شہر والا ہو پس اگر آسمان میں ابر ہو یا وہ باہر سے آویزا اور چو مقام پر
 ہو تو ہمارے نزدیک مقبول ہوگی پس لفظ عندنا دلالت کرتا ہے کہ ہمارے لئے ثبوت کا یہی قول ہے اور محیط میں اسی پر جزم کیا ہے اور اس کے
 مقابل کو بلفظ قبل بیان کیا ہے پھر ذکر کیا ہے کہ وہ ظاہر الروایت کی بیہ ہو کہ روایت مختلف ہوتی ہے باعتبار ہوا کی صفائی و کدھت کے
 اور باعتبار مکان کے نیچے اور اونچے ہونے کے کہ کبھی بکھل کی ہوا صاف ہوتی ہے شہر کی نسبت اور کبھی ہلال اونچے مکان سے نظر آتا ہے
 تو اس شخص کا قہر خلاف ظاہر ہو بلکہ ظاہر کے موافق ہو انہ سو اس کلام میں تصریح ہے کہ یہ ظاہر الزوایہ اور حقیقت میں ایسا ہی ہو کہ
 مبسوط بھی کتب ظاہر الزوایہ سے جو نس معلوم ہوا کہ دونوں میں ظاہر الزوایہ میں کہ انے الشامی و طریقی ثبوت رمضان العیدان میں کہ
 معلقہ بدخلہ یقتضی علی العاصم فی الدین والکمالہ وینکر الدخول فہذا الشہد ببقیۃ الہلال فیقتضی علیہ بالیقین دخول الشہر فی
 العید و یقتضی انہ لہ رمضان اور عید کے اثبات کا طریق یہ ہے کہ کوئی شخص کسی حاضر پر کسی غائب کے دین کے قبضہ کرنیکی و کالت کا ذکر
 کرے جو مشروط ہے رمضان یا عید کے آنے پر پھر یہ شخص حاضر دین اور و کالت کا اقرار کرے اور رمضان یا عید کے آجانے سے انکار کرے پھر
 رویت خال پر تو اسی دین پس حکم لگایا جاوے اور دین کا شخص حاضر پر عید ہیے کا داخل ہونا ضمانت ہو گیا کیونکہ ہینا زیر حکم داخل نہیں
 ہم یہی مجہول ہے یا معلوم ہے اور فاعل غیر مدعی کی جو بیان عبارت سے مفہوم ہو یعنی مدعی مدعی کرے کسی شخص ضرور کہ ظاہر شخص
 کے تیرے ذمہ اس قدر دراہم ہیں اور بھگو اسنو کہد یا ہو کہ جب رمضان داخل ہو تو تو وکیل ہو دین کے قبضہ کرنیکے لہو اور ہینا زیر حکم
 داخل نہیں اسکا مطلب یہ کہ رمضان کا روزہ بغیر ثبوت بھی واجب ہو سکتا ہو یعنی صرف خبر سے کیونکہ وہ دینیات میں ہی ہے اور وجہ ہم
 سے ثبوت رمضان لازم نہیں آتا اور اسوقت میں فائدہ رمضان کے اثبات کا بطریق مذکور یہ ہے کہ جماعت عظیم برقوق نہریکا اگر
 آسمان صاف ہو کہ یہ شہادت ثبوت و کالت پر ہے بروقت دخول رمضان کے نہ رویت ہلال پر اور و کالت دو گواہوں کے ثبوت
 ہو سکتی ہے حق عید ہو نیکی جیت سے اور و کالت ثابت نہیں ہوتی جبکہ رمضان کا دخول ہو اور جب دخول ضمانت ہو تو روزہ روز
 ہوا قالہ الشامی شہدوا انہ شہدوا قاضی میں کہ شہادت ببقیۃ الہلال فیقتضی علیہ بالیقین دخول الشہر فی العید و یقتضی انہ لہ رمضان اور عید کے اثبات کا بطریق مذکور یہ ہے کہ جماعت عظیم برقوق نہریکا اگر
 قاضی نے جارا لہا القاضی میں کہ شہادت ببقیۃ الہلال فیقتضی علیہ بالیقین دخول الشہر فی العید و یقتضی انہ لہ رمضان اور عید کے اثبات کا بطریق مذکور یہ ہے کہ جماعت عظیم برقوق نہریکا اگر

منہ

[illegible]

مجموعه کتب خطی

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

[illegible]

عمراد صوم ہو جس پر ایام اور لیالی کہنا خواہ ضمناً جو جبہ ثلثین یوماً کہتا اور تثنیہ کی صورت میں اعتکاف دو روز کا سہ دو روز تو نون کے طرفین کے نزدیک لازم ہو اور ایام ابو یوسف کے نزدیک پہلی رات اوس میں داخل نہیں قالہ الشافعی فلو غشی فی سائر الايام والیہا خاصۃ حقیقت نیت لنتیۃ الحقیقۃ پس اگر نذر کیے ایام اور نیت کی خاص نیت کی جیسے نذر کیے تو اسکی نیت صحیح ہو کیونکہ اس نے حقیقت لغوی کی نیت کی گو عرف میں یوم آیت پر کو یعنی مجروح شب و روز کو کہتے ہیں اور جبکہ لفظ کو سہ حقیقت لغوی جو اور حقیقت عرفی ہی ہو تو اطلاق کے وقت حقیقت عرفی کے طرف مصروف ہوتا ہو اسی جہت سے یہاں نیت کی ضرورت ہوئی اور جب اسکی نیت صرف نہار میں درست ہوئی تو اسکو اعتکاف ایام کا لازم ہو گا نیز رات کے اور قبل طلوع فجر کے مسجد میں داخل ہو کر سے اور بعد غروب شمس کے مکمل قالہ الشافعی و ان موانع ہا اسی جائز ایام والیہا لایل یوم تکمل اور اگر نیت کی ایام سے لیائی کی تو بہر نیت صحیح نہیں ہے بلکہ لازم ہون گے رات اور دن دو نوام کیونکہ ایسی نیت کی جو کلام کی محض نہیں ہے کہ نہ انہی العباد حاصل یہ کہ یا لفظ مفرد ہے یا تثنیہ یا جمع اور ہر ایک ان میں سے یوم ہو یا لیل اور ہر ایک میں ان دونوں میں سے یا حقیقت کی نیت ہو یا مجازی کی یا دونوں کی یا بالکل نیت نہ ہو جو بیس صورتیں ہوں اور اگر اور مجموع کا حکم مہ اوں کی انعام کے مذکور ہو چکا مفرد جاتے رہا پس اگر ایک یوم کے اعتکاف کی نذر کی تو فقط یوم ہی لازم ہو گا نیت اسکی کرے یا نکرے اور اگر اسکے ساتھ رات کی بھی نیت کی ہے تو دونوں لازم ہوں گے اور اگر اعتکاف لیل کی نیت کی ہو تو دن لازم ہو گا جب تک اس میں نیت یوم کی نہ ہو کہ انہی العباد قالہ الشافعی کما لو نذر اعتکاف شہر فی النہر خاصۃ شہر کے لیل خاصۃ قالہ نعم نیتہ لان الشہر اسم مفرد یکتمل بالایام والالیہا فلا یجوز ما ذکرناہ جیسو اگر نذر کیا اعتکاف ایک جیسو کا اور نیت کی دنوں کی خاص کر یا نیت کی ایک عکس یعنی راتوں کی صرف تو اسی نیت صحیح نہ ہو گی کیونکہ ہر مینی جینا نام ہر ایک مقدار میں جو مشغل ہو ایام و لیالی کو پس اوس میں کمتر بر اطلاق کا احتمال نہیں ہے صحیح یہ ہو کہ بلفظ شہر تعبیر کرے اور اگر ثلثین یوماً ہو گا تو اوس کا حال سابق مرقوم ہو چکا قالہ الشافعی الا ان یستثنی الیہا فی خفض یا لشہر مگر اس صورت میں کہ ہشتادوی راتوں کا پس خاص ہو جا دیگا اعتکاف دنوں ہی کا مہ نہ ہر ہر قسم جمع ہے نہار کی دنوں استثنیہ لایا کہ جمع دلائل علیہ لاکر اور اگر دنوں کو ہشتادویا تو استثنیہ صحیح ہو اور ہر کہ لازم ہو گا چنانچہ مذکور ہو چکا مہیہ باب اول میں کہ رات محل صوم نہیں حاصل یہ کہ جب ایام کا مینی دنوں کا ہستہ اگر لیا تو باقی صرف راتیں رہیں اور میں اعتکاف مذکور صحیح نہیں ہے کیونکہ رات کو اعتکاف فی شرط ہے صوم کے ساتھ منافات ہو قالہ الشافعی واعلم ان الیہا تابعۃ لایام الالیہا عرفۃ و لکیل فی النہر فنتبع الشہر المسکوب و ذلک بالانکس کما فی صحیۃ الولی الجبۃ ہذا اور جان لو کہ راتیں تابع ہیں ایام کے مگر غرض کی رات اور قسہ بانی کی راتیں سو یہ تابع ہیں گذشتہ روز کے لوگوں کی سہولت کے لیے جینا ولو الجبۃ احمیہ میں مذکور ہو سکو یا ذکر لوہر یعنی ہر شعبہ تابع ہے اس روز کی جو اسکے بعد ہے چنانچہ تراویح رمضان کی لیل شعب میں پڑھی جاتی ہیں نہ شوال کی داخل شعب میں تو اس تقدیر پر جب ذکر کرے نذر میں تثنیہ یا جمع کو تو مسجد میں داخل ہو قبل غروب کے اور نکلے مذہبوری چوڑے کے دن غروب کے بعد چنانچہ غانیہ میں اسکی تصریح کی ہو اور یہ بھی تصریح کی ہو کہ جب یا ابو یوسف کے شروع کر دیں داخل ہو مسجد میں طلوع فجر سے پہلے الخ سو اس تقدیر پر لیل داخل نہ ہو گی ایام کی نذر میں کہ جب کہ ایام کے عدد معین ذکر کرے کہ نہ لے لیمہ اور غرض کی رات تابع ہے یوم الخ و جب کے اور سب کی رات تابع ہے عرفیہ کے یہاں تک کہ دسویں رات کو دن عرفات جائز ہے و لیکن افضل ذالحدیث نے رمضان انفاق الا انھا تنفذ و رتبا خذ خلا قالہ الشافعی اور شب قدر رمضان میں دائر ہے

لے ایک ذی الحلی
بارہویں تا بیست
بعد کی رات داخل
سکے تابع نہیں اسی
دست پر ہون پر
میں ایام کے نزدیک
ذاتی نماز نہیں
نکاح کے
اور لیس ہون پر
رات میں حشر بانی
جسرا ہے

بالاتفاق ہر امام صاحب سے کہ جو یکن رمضان کی تاریخوں میں مختلف ہوئی رہتی ہے بخلاف صاحبین کے کہ ان میں
 نزدیک تاریخ میں سے مقدم موخر نہیں ہوتی وشمس تہ فہمین قال بعد ایلو منہ انت حرم و انت طالع
 لیلة القدر فعد لا یقع حجتیک لکم شہر رمضان الا لے بلو لے کے کو یہ کہنے کا قول ہے الا قولی
 و فی الاخر فی الاخذ لا و قال یقع اذا مضی مثل ذلک اللیل فی الاخری و لا خلاف انہ لو قال قبل دسویا
 رمضان و قد مضیہ اور نیچہ اس خلاف کا ظاہر ہوتا ہے اوس صورت میں کہ کسی شخص نے رمضان کی پہلی
 تاریخ کے بعد اپنے غلام کو کہا کہ تو آزاد ہے یا بی بی کو کہا کہ تجھ کو طلاق ہے شب قدر میں تو امام غفر کے نزدیک
 حق و طلاق واقع ہون کے جب تک کہ دوسرا رمضان نہ آئے ہو مگر جادو سے کیونکہ جو سکنائے کہ اس
 رمضان کی شب قدر پہلی تاریخ جو چکی ہو اور دوسرے کی شب قدر تیسری تاریخ میں ہو اور صاحبین کہتے ہیں
 کہ اس رمضان کی جس تاریخ یہ قول کہا ہے جب وہی تاریخ دوسری رمضان کی گذر گئی تو حق و طلاق وہاں
 ہو گئے اور اگر رمضان کے شروع سے پہلے یہ قول کہا ہے تو بالاتفاق اسی رمضان کے گذرنے
 پر حق و طلاق واقع ہون کے قال فی محیط الفتاوی علی قول الامام لکن فی ذلک
 بقا الحالف فیمایسیر اختلاف و لا لے لیلة الشک و فی شہر
 و الله اعلم کو محیط میں کہا ہے کہ فسوے امام صاحب کے قول پر ہے لیکن صاحب محیط نے قول امام پر غور کو مفید
 کیا ہے اس بات کو کہ جس نے حق و طلاق کو شب قدر پر معلق کیا ہو وہ فقیہ ہو اور اختلاف کو جانتا ہو اور اگر شخص مذکور عوام
 میں سے ہو تو شب قدر ستائیسویں جو ہم کہو کہ اول تو عوام شکیو شب قدر کہتے ہیں دوسری ایک قول احوال میں سو یہ بھی ممکن
 کہ ستائیسویں رات کو شب قدر ہوتی ہے اور احادیث کشیدہ اس پر دلالت کرتی ہیں امام صاحب نے یہ جواب دیا کہ
 کہ اوس برس اسی تاریخ میں تھی اور یہ جو شایع ہے ذکر کیا کہ شب قدر رمضان میں دائر ہو گئے پیچھے ہوتی رہتی ہو
 یہ ایک قول ہے امام کا اور بحرین غائبہ سے منقول ہے کہ شہر قول امام صاحب کا یہ ہے کہ تمام سال میں دائر ہے
 کبھی رمضان میں ہوتی ہے کبھی غیر چینیہ میں کہتا ہوں کہ ہسی کا مؤدے وہ قول جو شیخ عی الدین ابن عربی نے
 فتوحات مکہ میں ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے لیلة القدر کی تاریخ میں خلاف کیا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تمام سال میں دائر ہے
 اور میں بھی کہتا ہوں کہ میں نے اوسکو کبھی شعبان میں دیکھا اور کبھی ماہ ربیع الاول میں اور اکثر رمضان
 کے عشرہ اخیرہ میں اور ایک بار عشرہ واسط میں اور کبھی جنت راتوں میں کبھی طاق میں سو مجھ کو یقین ہے
 کہ وہ سال بہر میں دائر ہو چینیہ کی جنت رات ہو یا طاق انتہ اور اس باب میں علماء اور اوقالیہ جو شمار میں چہا بیس کو پہنچتے ہیں

۱۰ بیچ صاحب
 لیلة القدر کی کو جو
 زجیر سال میں جو
 ختم ہوا ہو دسویں
 لیلة القدر ستائیسویں
 کو ہوتا ہے

حاشیہ

اور جو کہ لیلة القدر بڑے مرتبہ کی رات ہو اسکی طلب مستحب ہے اور وہ برس میں فضل شب ہے قرآن مجید میں اوسکو
 پڑاؤ چینیہ سے فضل فرمایا ہے ہر عمل غیر اوس میں برابر کے برابر ہے ہنسبت دوسری اوقات میں کہ نیکو سلاو
 میں جسکو خدا کا پوریہ دولت نصیب ہے تاہو اور جو شخص شب کو دیکر چاہو کہ چاہو اور غلام سے یہ مالک و اللہ انکالک الاخر فی القول و
 القول بحسن الحاکم عند انشاء الاجل و انشاء علم فالاشامی و الحمد لله اولاً و الاخر اولاً و الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و علیہم السلام
 یہاں تک ترجمہ مترجم ثلثے کا تمام ہوا و اللہ محمد

کھانا کال نے ادبی ہے اور نفقہ حلال کی طلب میں نہایت کوشش کرے اور اس سفر میں ضروری رفیق صلح کی صحبت کہ غفلت کہ وقت میں ہوتا ہے
 کر دے اور بصیری اور ناشکیبائی کیمالت میں صبر کی تعلیم کرے اور جب یہ عاجز ہو تو وہ اعانت کرے اور حج کرے جو مناسب ہو کہ گزایہ
 والیکو اپنا اسباب دکھلا دے اور بددن اسکی اجازت کے زیادہ سواری پر نہ لادے اور بعد اجازت کے بھی جانفہ کی طاقت سے زیادہ بوجھ
 نہ لے اور خرچ میں بہتر سہ ہو کہ تجارت کی نیت ہو اگرچہ تجارت سے ثواب کم نہیں ہوتا مانند غازی کی اور لازم ہے کہ اس سفر میں رہا اور سہو
 اور فحاشی سے آگے بچا دے اور لذت حاصل کی سواری سے ملنے ملانے نہ کرے جانی سے انتہائی انتہا فحاشی اور فحاشی میں ہر کہ تحصیل نفقہ حلال
 میں کوشش ملین لازم ہے اسو اسکو کہ حرام نفقہ سوچے مقبول نہیں ہوتا اگرچہ فرض ماقط ہو جانا ہو اور سقوط حج اور صوم قبول حج میں کچھ طاقت
 نہیں عدم قبول کی یہ معنی کہ ثواب حاصل نہیں ہوتا اور سقوط کا یہ مطلب کہ آخرت میں عذاب نہیں جیسا کہ تارکین حج کو ہو گا اور فحاشی و فحاشی
 میں ہو کہ جب آدمی کے پاس حلال مال ہو اور اس میں کچھ شبہ ہو حرمت کا تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ نفقہ حج کیو اسکو فرض ہے اور اپنی اس مالی پوزیشن
 کو ادر کرے اور نیامع میں ہو کہ حلال کا خرچہ دیا دے اور خوش خرم سفر کرے اور راہ میں تقوی اختیار کرے اور ذکر اللہ کی کثرت کرے اور
 بد خلقی اور غضب سے پرہیز کرے اور لوگوں کی بد خلقی اور غصہ سہا کرے علم اور بردباری کرنا ہو کہ ذاتی عالم گیریت اور سفر کی دعائیں حسن میں
 وغیرہ کتب احادیث سے یاد کرے یا لکھ لے تاکہ ادنیٰ اپنی موقع پر پڑا کرے ہم یہ سخبات اور آداب سفر سے جو بقدر ضرورت ذکر کیا ہو جو آب
 سنن اور منوعات حج کو دریافت کرنا چاہیے طواف القدوم اور طواف میں رکنا یعنی اکڑنا اور صفا مردہ کے اندر دست مبارک رکھنے و میان
 شتاب چلنا اور ایام بخاری راتوں میں مٹا میں رہنا اور عرس کے دن بعد طلوع آفتاب کے مناسی عرفات کو جانا اور مزدلفہ سے مناکبہ چلنا
 قبل طلوع آفتاب کے سنت ہو کہ نہ نئے فہم القدیر اور مزدلفہ میں رات کو رہنا سنت ہو اور حجرات ثلاثہ کی رحمی میں ترتیب سنت ہو کہ ذاتی عالم گیریت میں پھر
 اور منوعات حج دو قسم ہیں ایک وہ جو انسان اپنی ذات پر کرے وہ چہ طرح ہو تمام کرنا اور شہر زندانا اور تاجن کاٹنا اور خوشبو لگانا اور شہر
 اور چہرے کو دھونا اور سیا کرنا پھینا اور دوسری قسم وہ ہے جو آدمی اپنی ذات کے سوا غیر میں کرے جیسو شکار کرنا حل اور حرم میں اور حرم کے
 درخت کو کاٹنا کہ ذاتی عالم گیریت و اشہرہ شوال و ذوالقعدة یعنی الفاف و تکسیر و عتق و ذی الحجۃ و بکسر الحاء و تقیم عند شافعی
 لیس منہا کیوم الفی عند طواف ذوالحجۃ کلہ عملاً بالایۃ فلنا اسمہ المجمع بشرک فیہ ما وراہ الواحد اور حج کے مہینہ شوال اور ذوال
 اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں اور امام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک قربانی کا دن ہے کہ مہینہ نہیں نہیں اور امام مالک کے نزدیک تمام ہی
 حج کے مہینوں میں داخل ہے بدلیل آیت قرآنی کے حق تعالیٰ نے فرمایا **الْحَجَّ مَحَلًّا** یعنی حج کے مہینہ معلوم اور مشہور ہیں لفظ شہر جمع
 ہے اور اقل جمع تین ہو شام کہنا ہے ہم جو بدیہ میں امام مالک کے استدلال کا کہ مہینہ جمع میں ماورای واحد بھی مشترک ہے یعنی دو اور دوسرو
 زیادہ پر بھی اطلاق جمع کا قرآن مجید میں ثابت ہے حق تعالیٰ نے فرمایا **(فَصَعَفَتْ قُلُوبُكُمَا)** یعنی تم دونوں کے دل مائل ہو گئے قلوب جمع ہو
 اور مردہ دشتی ہو یعنی دو چنانچہ زمخشری نے اسکو مصرح کیا ہے نوجب جمع کا اطلاق دو پر ہوا تو اشرہ کا اطلاق دو مہینوں اور بعض ثالث پر طواف
 اولی صبح ہو گا کہ ذاتی ماحشہ الطحاوی اگر کوئی کہے کہ ثمرہ ائمہ ثلاثہ کے اختلاف کا کیا شارح نے اسکا جواب قول آئندہ میں دیا **وَفَاكِدَةً**
الْعَاقِبَتِ اِنَّهٗ لَوْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ اَفْعَالِ الْحَجِّ خَارِجًا لَا يَجُزِيْهِ اور فائدہ اس توفیت اور تفسیر کا یہ ہے کہ اگر افعال حج میں کسی کوئی
 فعل میں مدت سے باہر کرے تو کفایت نہ کرے یعنی مثلاً اگر شتمتے اور فارن تین روزی کہیں شوال سے پہلے تو جائز نہیں یا کوئی سعی کرے بعد طواف القدوم
 کے اشرہ حج سے پہلے تو صحیح نہیں اور احرام باندھنا اشرہ حج میں کردہ نہیں اور ایسے قبل جائز ہو مع الکرہت جبکہ یہ معلوم ہوا تو دریافت کرنا
 چاہیے کہ شارح کو لازم تھا کہ ہجری لایجزیہ کے لایجزل کہنا تاکہ احرام قبل اشرہ الحج کا شامل رہتا اسو اسکو کہ احرام قبل اشرہ حج کے کفایت
 کرنا ہو مگر حلال نہیں تہستانی نے کہا کہ رمی اور طواف الزیارت بعد اشرہ حج کے کفایت کرتے ہیں لیکن حلال نہیں بلکہ حرام ہیں کہ ذاتی

مستحکم کرنا چاہیے کہ شاہنشاہ علی الاطلاق نے کعبہ منظرہ کو زبردستی دینی اور سکون بارگاہ قدسی قرار دیا اور مسجد الحرام کو لوسکا جلوئے عاتق بنایا اور
شہر مکہ کو مسجد الحرام کا احاطہ کیا اور حرم کو شہر کا پیشکام ٹھہرایا اور مواخیت کو حرم کا جواگاہ قرار دیا اور وہاں سے احرام باندھنا واجب
کیا اور بقعہ مبارکہ کے اطہار شرف کیوہو تو اس میں سب نامہدین مکہ داخل ہیں خواہ بہ نیت جم یا عمرہ جاذبین خواہ بہ نیت سکونت و حیرت
خواہ بہ نیت تجارت بہر صورت احرام واجب ہو و والحلیفۃ یضربونہم مکان علی سبۃ اعیال من کل مینۃ و غشی و ارجل من کل مینۃ
العراق اذ علی رضی اللہ عنہ یزعمون انہ قتل الحیرۃ فی بعض ماہو کذب ایک میقات ذوالحلیفہ سے بضم عا و فتح لام وہ مکان جیسہ
کوس پر ہی مدینہ طیبہ سے اور دس منزل سے کہ منظرہ سے دیکھنے کو نہ نکو حرام عرب ابار علی کہتے ہیں اور نکاگان یہ کہ علی مرتضیٰ شہ جتوٹ سے
قتال کیا وہاں کے کسی کو نہیں مین اور ملائکہ جہ جوت ہی کہیں ثابت نہیں یہ میقات ہواہل مدینہ کا سب مواخیت سے یہ میقات دور ہی کہ منظرہ سے
و ذات عرق بکسر فسکون علی وحلین صریحہ اور ذات عرق بکسر میں سکون ثانی یہ میقات کہ منظرہ سے دو منزل پر ہی جانب مشرق کا
دخفہ علی ثلث و ارجل بقوبہ ایضاً اور دخفہ بضم جیم سکون عاکہ سے تین منزل پر ہی قریب رابع کے اور بالفعل حرام اور سکون رابع کہتے ہیں کذا فی
النہر اور یہ قریب ہی کہ سے مغرب اور شمال کے درمیان شام کی راہ پر اور یہ میقات ہواہل مصر اور مغرب اور شام کا کذا فی النہر دخفہ کا بالفعل ثانی
باقی نہیں رہا لہذا رابع سے احرام کرنے میں کذا فی حاشیہ المطالعہ و قن علی حلیفین من مکہ و فتح الی خطا و سبۃ اولیس الیہ خطا
خطا و قرن بضم فاف و سکون ثانی پہاڑ کا نام ہے عرفات سے نظر آتا ہے کہ سے دو منزل پر ہی اور قرن کو فتحمہ راکبنا خطا ہی جو سری کی اور اولیس
کی نسبت کرنا اسکی وجہ دوسری خطا ہی اسوا سکو کہ اولیس قرنی اس قبیلہ کی طرف منسوب ہیں جو کو قرن کہتے ہیں کذا فی النہر و یلکم جبل علی
و حلیفین ایضاً اور یلکم بضم مشتاہ تھانی و دلام ملک یہاں پہاڑ سے جہ بھی دو منزل پر ہی کہ منظرہ سے جانب جہرب للعدنی و العراقی دور
میقات ہواہل مدینہ کا اور ذات عرق میقات ہواہل عراق کا اور اس ملک کا نام جو حسین بغداد اور کوفہ اور بصرہ اور نجف اور کرکلا ہی اور اہل
خراسان اور اہل انہر بھی یہی میقات ہے و السبۃ ای القید المالح المینۃ یقویۃ ما یاتی اور دخفہ میقات ہے اس شامی کا جو مدینہ میں ہو کر مکہ میں
نہیں آیا جہ تہ شارم نے تقریرہ آیندہ لکھی و القید المالح المینۃ یقویۃ ما یاتی اور قرن میقات ہواہل نجد کا اور یلکم میقات ہواہل بین اور
اہل نجد کا مصنف نے مواخیت اور بلاد کو بطریق نشر و ترتیب کے ذکر کیا و اسطرخمار کے و یجمعھا قولہ عرق العراق یلکم الیہ و یجمعھا
الحلیفۃ یضربونہم مکان علی حلیفین ان صورت ہوا و لاہل یضربونہم مکان علی حلیفین یہ کیا ہے مواخیت اور اہل مواخیت کو شامی نے انہ قول ہی کہ
خفہ آسان ہو یعنی ذات عرق عراق کا میقات ہے اور یلکم یعنی کا اور ذوالحلیفہ سے مدنی حرام باندھنا ہے اور اسطرخمار کے جہ ہی اگر گزری
تو امی شامی جہ کی طرف سے اور اہل نجد کیوہو اسطرخمار میقات ہے و کذا ہی لحن جو یہاں غیر اہل ہا کا شامی یہی میقات ہے العدنی
فھو میقاتہ فاللہ النعمۃ الشافعی و غیرہ اور اسطرخمار یہ مکانات اسکو اسطرخمار میقات ہیں جو ان مکانات کی طرف ہو کر کھلے دو سر بطریق والا
چنانچہ شام کارہی والا اہل مدینہ کی میقات پر ہو کر کھلے تو وہی اسکا میقات ہو جاوگا یعنی شامی کا میقات دخفہ تھا سو وہ اوہر گیا ذوالحلیفہ میں
ہو کر کھلا تو اب یہیں سے اسکو احرام باندھنا چاہیے جہ کی طرف جانا اس پر ضرور نہیں امام نووی شافعی وغیرہ نے اسطرخمار ذکر کیا ہے ہم شارم نے
اشارہ کیا کہ یہ مسئلہ اتفاقی سے خفی شافعی مالکی حنبلی کا اس میں اختلاف نہیں و فالو الو حلیفین فاسو ایہ من الاہل افضل و لو اخر
الی الثانی لاشی علیہ علی المذہب اور علمائے کہا ہے کہ اگر کوئی آدمی دو میقات پر گزرا تو اسکا احرام باندھنا اس میقات سے افضل ہے جو
کہ منظرہ سے دور تر ہو اور اگر ناخیر کر گیا احرام باندھنے میں دوسری میقات تک تو اس پر کہہ گناہ اور کفارہ نہیں بنا بر فوی مذہب و عبادۃ
اللباب سقطنہ اللہم اور لباب کی عبارت یہ ہے کہ سا فطہ گیا اس پر سو ذمہ کرنا یعنی میقات اول سے احرام گزرنے سے ذمہ کرنا کہ اوہر
لازم ہو گیا تھا جب دوسری میقات پر اسکو احرام باندھا تو اس پر سو ذمہ کرنا سا فطہ ہو گیا و لو لہ فیہا تحوٹ و احرم ذلکنا علیہا و

وہو حلی طہارت اور شہ غسل کی اسطے حاصل ہونے ثواب سنت کے بعد جو کہ احرام باندھو غسل کی طہارت پر تو اگر غسل کے بعد وضو تو
 پر احرام باندھنا اور وضو کرنا تو اس فضیلت سے محدود رہیگا کہ اسے النہر من البناۃ وکن ایضاً باندھنا احرام اذالہ ظفیرہ وستانہ
 وعانہ وحلق رأسہ ان اعتادہ والا فیسستی حہ وغسل کئی طرح مستحب ہو آزاد کرنے والیکو اپنی ناخن کا دور کرنا اور موچون کا کترانا
 زیر ناف کے بالوں کا صاف کرنا اور اپنا سر منڈانا اگر منڈانے کی عادت ہو اور اگر سر پر بال ہوں تو انہیں کنگھی کرے ہم بدن اور بالوں کا گرد
 غبار اور میل چھڑانا غلطی اور شہان وغیرہ مستحب ہو کہ انے ماشہ طحاوی وجماعہ شریعتہ واجارینہ لومعہ ولا مانع منہ کی ضرورت
 مستحب بلکہ سنت ہے اپنی زود بیا اپنی نوڈھی سو جماع کر لینا قبل احرام کے اگر اسکو پہرا ہو اور کوئی حلق کا مانع نہ ہو چنانچہ حیض والی
 اذاریہ من السنۃ الی الکبۃ اور ازادار پہنے یعنی تہ بند باندھے ناف سے زونک ویرد اعلیٰ ظہرہ ولیسین ان یدخل خلاتہ یمیزہ بلباقہ
 علی کتفہ الا یتس فان نزلہ او خللہ او عطلہ اساء ولادم علیہ اور چادر کو اپنی تہ پر ڈالے اور سنون بھجو کہ چادر کو شہ پر ڈال کر
 دامنے ہاتھ کیٹش قبل کے نیچے کر کے اپنے بائیں نوڈھے پر ڈالے سر اگر چادر میں گھنٹی لگائی یا اسکو کاٹھے سے لٹکایا اگر وہ لگائی ہو
 برا کیا لیکن یہ ایسا قصور نہیں کہ دہم کرنا اسکو لازم آوے جلد بدایت او غیبیلین طہرین بیضیکان کفین الکافیۃ وھذا بیان السنۃ
 والا فستل المودۃ کاف تہ بند اور چادر نہی ہوں یا دونوں پر انہیں دوہرین پاک سفید ہوں جیسا کہ کفن کفایت کا ہوتا ہے اور بھ جو نہ کور ہوتا ہے
 اور چادر کا سویان سے سنت کا والا حرام کیو اسطے سر عورت کافی ہے و طیب بدانتہ ان کان عندہ لا یتوبجا یبقی عینہ ہوا کھٹھ اور
 غسل اور لباس کے اور قبل احرام کے اپنے بدن میں خوشبو لگا دی اگر اسکو پاس ہو اور نہ تو کسی سے طلب نہ کری اور اپنی کپڑے میں ایسی خوشبو
 لگا دی جکا نشان باقی رہو اور نظر آدمی بھی تول میخترے دوسری قول سے ہم بدن میں خوشبو لگانا ہر طرح درست ہے ظاہر الزداتین
 خواہ اسکی ذات باقی رہی جیسی مشک اور غالیہ یا نہ باقی رہی مہم سلم من عائشہ صدیقہ سے روایت ہو کہ احرام کیوقت رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سر مبارک پر مینے مشک لگایا اور اسکی چمک نظر آتی تھی لیکن نقول اسم کپڑے میں ایسی خوشبو لگانا درست نہیں جو نمودار ہو و
 صلی اللہ علیہ وسلم ذلک سقفا بینی رکعتین فی غیر وقت مکروہ و فیہ المکتوبہ اور بعد اسکو نماز دو گنا مستحب پڑھی اسوقت میں مکروہ
 نہیں اور کافی ہو اسکو نماز فرض یا نہ تہیۃ السجود کے وقال المفرد بالحق باسارہ ملہا بقا لجنایہ اللہ منی لیرید الخ فیسوۃ لی لمشتقہ
 وطول مدتہ و متقبلہ منی لقول ابراہیم واسحق علیہما السلام یتقبل منکما در نقطہ جم کا کر نیوالا اپنی زبان سے موافق اپنی دل کے ہر
 کرے اللہ تعالیٰ مدید الحج تہیۃ لی و تقبلہ منی یعنی خداوند امین جم کا ارادہ کرنا ہوں سوا اسکو میری دھڑی آسان کر دی اور اسکو قبول کر دی
 جانب سے آسانی کی وہ عاسو اسطے کہ جم میں شقت زیادہ ہو اور مدت دراز اسکو ادا کرنے میں لگتی ہو تو اس میں درخواست آسانی کی مناسب ہو اور
 قبول ہونے کی خوشی کی قید بافتادہ و عار ابراہیم اور اسحق علیہما السلام کے کہ وہ دونوں حضرات نے فرمایا کہ اے ہمارے رب قبول کر جم کو ہماری
 جانب سے بلا شک تو سمیع اور علیم ہے وکذا المعتمی والفار لکجلافت الصلوۃ لان مدتها یسیرۃ کذا فی الہدایۃ مدہا سی طرح عمرہ
 کر نیوالا اور تران کر نیوالا آسانی ملنے کے بنجال مشقت کے بخلاف نماز کے کہ کو میں آسانی کی د عافرو نہیں اسوا اسطے کہ نماز پڑھنے کی مدت طویل
 ہوتی ہے بلا شقت کذا فی الہدایۃ وقیل یقول کذلک فی الصلوۃ و عمتہ لایلی فی کل عبادۃ و علی الہدایۃ اولی اور مجھے علم ہے
 صاحب تحفہ اور فنیہ نے محمد سر روایت کی کہ نماز میں بھی بطور جم کے آسانی کی درخواست کر دی اور مذ میں ہر عبادت میں اسکو عام کہا ہو اور
 جو ہر ایہ میں ہو وہی بہتر ہے نہ لئی ذکر صلوات ناویا ہا بالعلیۃ الحج بیان للاکمل والا فیمت الحج تبطلق التیۃ ولو بقلیہ و لکن بہت
 متاثر ہوتا ہے کہ تہاد بہ التعلیم کتبیم و لیل لوبالفا دسیہ وان احسن العوبۃ قہر دو گنا احرام کے بعد تہیۃ کر دی یعنی لبیک ہو
 اور لبیک کہنی ہو جم کی نیت کر دی یہ بیان ہر شروم جم کا بطریق کا مکرر الا جم تو مطلق نیت ہو بھی صحیح ہو مگر یہ دل ہی میں نیت جم کی کرنے کا

اور قبل شروع انحال کے اسکو اختیار سے تفسیر کیا جائے اس احرام کو جو کبھی اسطو شہرادی جاوے عمری کبھی اسطو کذا نے کشتہ الطحاوی وولی الطلاق
ذیۃ الحجۃ کے لغزش و لوعین نفل افضل وان لم یکن حج الفرض شوبلا لیه عن العقیقہ اور اگر نیت حج کی مطلق کی یعنی حج فرض یا حج نفل
کی تفسیر کی تو فرض حج کی طرقت پیری یعنی فرض حج اور اس احرام سے اور اگر عمری اور اگر اسطو نفل حج کو معین کر لیا تو نفل حج میں ہوگا اگرچہ اس میں نیز فرض
جج کیا ہو کذا نے اشربلانیہ عن نعم القدر و لو استقر حال حج سناھا الا ینسب لہا بنی من اجل او بعینھا بالمتعۃ و قرآن و کلمۃ طبعھا کما صر
او قلہ سناھا لایکون حجھا عدم اختصا بہ بالنسبہ اور اگر ادب میں اشعار کیا بیٹے کو ان کی بایں طرف ہلکا سا زخم کر دیا تاکہ نبی کا نشان
ہو جاوے یا اسکی پیٹھ پر جھول ڈالی یا اسکو روانہ کیا بہ نیت تمت یا قرآن کے اور اسکو جا کر نہ مل گیا چنانچہ بھانے کا مسئلہ مذکور ہو چکا یا بہرہ
کی گردن میں پٹا والا تو ایسی انحال سے محرم نہ ہوگا اسو اسطو کہ یہ کام حج یا عمری کبھی اسطو مخصوص نہیں ہم اشعار یعنی قربانی کے ادب کا کو ان چرنا
امام اعظم کے نزدیک کر دے اسو اسطو کہ حیوان کی تعذیب ہو اور صاحبین کے نزدیک خوب ہو اور امام شافعی کے نزدیک منبت ہو اسو اسطو کہ رسول
علیہ السلام اور اصحاب کا فعل ہے ابو جعفر طحاوی نے کہا کہ اصل اشعار ابو ضیفہ کے نزدیک کر دے نہیں اور کبوتر کر دے ہو اور حالانکہ احادیث
مشہور سے ثابت ہو اور امام نے کر دے نہیں کہا مگر اس اشعار کو جو امام کے اہل زمانہ کرتے تھے اسو اسطو کہ امام نے اوکو دیکھا کہ نہایت زخم کاری
لگاتے تھے جس سے ہلاکی کا خوف تھا تو سد باب کیو اسطو ادبکی اس فعل کو کر دے کہا اور اگر اس طرح زخم لگا دے کہ کھال کٹو نہ گوشت تو جائز ہے اور
مدانے کہا کہ تقدیم اشعار کی تعلیم پر امام کے نزدیک کر دے ہو جسے تقدیم تخلع کتابیہ کے تمام مسئلہ پر کر دے ہو کذا فی العینی شرح الکفر و بعدہ
اے الاحرام بلا مصلہ یتقی الوقت اے جماع النساء اذ ذکرۃ جھضۃ النساء والعسفی لے المخریج علی طاعة الله والحبدال
فانہ من المحرم استنہم اور بعد احرام باندہ بنو کے فوراً جناب کری اور دو رہا کے عورتوں کے جماع سے یا عورتوں کے سامنے جماع کی بات
بیت سے اور پر پیر کری فسوق سے یعنی نافرائی اور اطاعت الہی کے چھوٹنے سے اور لڑائی جھگڑی سے اسو اسطو کہ محرم کے حق میں یہ زیادہ ترقیم سے یعنی
خادون اور رشتہ دار کرایہ دار دن سے فرختم نکرسے بلکہ اونکی سخت گوئی اور زبان درازی کا تحمل کرے کہ یہ امور نص قرآنی سے منوم ہیں
فرا یلا ردت ولا فسوق ولا جلد فی الحج ولا قتل حیۃ الذی لا یجوز الاشارة الیہ فی الحاضر والذلالہ علیہ فی الغائب وحمل
حقنہا ما ذلہ لعلہ الحکم اما اذا علم فلا فی الاصحہ اور پر پیر کرے محرم خشکی کے شکار سے نہ دریا کے شکار سے اسو اسطو کہ دریا کا شکار
محرم کو درست ہو بوجب آیت قرآنی کے اور پر پیر کرے موجود شکار کی طر اشارہ کرنے سے اور غائب شکار کے بنا دیو سے اور اشارہ کرنا اور بنا
شکار کا دمان حرام ہو جب دوسرا محرم شکار کے جانور کو بھانسا ہو اور اگر جاننا ہو تو اشارہ کر نہوالے اور بنا نیوالے محرم پر کچھ جرم نہیں قول اصح
مین والتطیب وان لم یجد ماء ویکو شتمہ اور بعد احرام کے بچے خوشبو لگانے سے اگرچہ بلا قصد ہو نہ بد نہیں خوشبو لگانا سے نہ کپڑی میں نہ
کر دے جو سو نکھنا خوشبو کا اور اسطو کہ بھول درمیو کا سو نکھنا کر دے جو کذا فی حاشیۃ الطحاوی و قلک الطھر وسائر الجھۃ کلاہ و بعضہ
کھنکھتہ نعم فی الخانیۃ لا باس بقصم ید علی آفہ اور پر پیر کرے محرم ناخن کاٹنے اور چہرہ ڈھکنے سے نہ سب چہرہ چپا دی نہ تھوڑا
چنانچہ پائنتہ اور ٹھنڈی بھی کپڑے سے نہ چپا دی مان غایہ میں ہو کہ کچھ مضائقہ نہیں اپنی ناک پر ہاتھ رکھو سے والیں لایا لای التبت
وبقیۃ البدن اور پر پیر کری سر ڈھکنے سے بغلاف میت کے اور باقی بدن کے یعنی محرم اگر مر جاوے تو اسکا سر اور چہرہ ڈھکنا منوم نہیں
اور اسطو کہ سوا نہ محرم کو باقی بدن کا کپڑی سے لپیٹنا اگرچہ سجاوٹ ہو منوم نہیں لیکن اس حالت میں کر دے جو کذا فی النہم و وحمل
علی برئۃ ثیا باکان تقطیعہ لاجل عدل و طبق مالہ لعلہ یدو و لیلہ فتلزہ صاۃ اور اگر محرم نے اپنی سر پر کپڑو لٹکوا دھا یا تو
سر کا ڈھکنا ثابت ہوا اور گھری اور طبق کے ادمھانے سے ڈھکنا ثابت نہ ہوگا جب تک کہ ایک دن یا ایک رات سر پر نہ لٹو ہو اور اگر اسقدر لٹو گیا
تو اس پر مدہ و نیل لقم ہوگا غایہ میں جو کہ جس غیر کو آدمی پیٹو میں بعد حادث کو اسکو سر پر رکھو سے محرم لایں قرار دیا جائیگا اور جس غیر کی

[illegible]

[illegible]

وہی ہے جو کہ ہم نے پہلے ہی میں دیکھا تھا۔

فہرست کے تحت درج کیے ہوئے ہیں۔

کہ جس نے پڑھنا شروع کیا وہ اس کی سزا ہوگی اور اگر وہ ایک ہی صفت دیا تو پھر بھی محسب بنم اور دفع و ثانیہ و ثانیہ اس مکان کا نام ہو جو کہ
 اور نہ اس کے درمیان ہیں جو اس میں نہر یا کنرت سے ہیں اور اس کو اہل اور بھلا اور خصا بھی کہتے ہیں اور کہ کہ فرستادن بجا جو کہ نام جو محسب میں داخل
 نہیں ہم محسب ہیں اگر اس وقت میں اس نے نہر سے ہو کہ ساعت بہر ٹھہرے اور اعلیٰ رہے یہ ہو کہ لہر اور مصر اور ضرب اور شاد و ہن پر ہی اور ایک نہیں
 لیکر کہ مسخر میں آویں کہ اسے انھیں رائج بھی بخاری میں انس سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب عشاء پر ہی اور محسب میں ہی
 پڑھنا ہی پر سوا ہر کہ بیت اللہ کا طواف کیا امام شافعی نے کہا کہ نزل محسب کا اتفاقی تہا سنت ہو کہ وہ نہیں اور امام اہل علم کے نزدیک سنت ہو کہ وہ
 ہو اس کو کہ نزل نصی تہا اتفاقی ہو کہ مسجید بنی ہاشم میں اور یہ کہ روایت ہو کہ جب یہ نماز میں تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا
 کو کل ہر نبی کا نہ کہ خیف میں اور تین کے نبی محسب ہیں کذا فی البران فیہ اذ ادا الشفوطا للصدوقا للو جہ سبعۃ اشواط اولہا
 تہتہ ہوا جب کا علی اہل مکہ دہر فی شہرہ فیہ ایک ایک گھنٹہ ہر گھنٹہ میں کہ سفر ہو سفر کا ارادہ کری تو طواف الصدوق یعنی طواف النوا
 یعنی پہلے اندر محنت ہو نیک طواف کری سات شوط بدون رمل اور بدون سعی کے اور یہ طواف الوداع واجب ہو کہ رمل کہ پر اور جو اہل مکہ کی برابر
 رمل کریں یعنی ہوا بیت کے اندر والے لوگ سوا نہر طواف الوداع واجب نہیں بلکہ مستحب ہو چنانچہ اس سفر آفاقی پرست ہو جو حج کے بعد وہاں رہ گیا
 ہم امام مالک کے نزدیک طواف الوداع سنت ہو مثل طواف القدوم کی اور سہری دلیل صحیحہ کی حدیث ابن عباس نے کہا کہ لوگوں کو حکم ہوا کہ اگر
 آخر حال میں بیت اللہ کا طواف کریں اور مسلم بن یونس کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی کہ حج کرے بدون طواف کے کذا فی البران
 حدیثیہ للطحاوی شوطا فلوطا ہذا یا اوطا لیا یعنی ہر دریا ت کرنا چاہی کہ طواف کی اس طریقت شرط ہو سو اگر کوئی شخص بدون بیت طواف کے
 بیت اللہ کے گرد گھومے کسی شخص سے یہاں کر یا کیے کہ نہ کرنا جائز نہر مالک کہ لکھے اصلہا فلو طواف بعد اذ ادا الشفوطا فی الشفوط
 بقرآن من الصدوق کا لوطا بیتہا الشفوط فی ایام الفرض و غیرہ عن الخضر لیکن طواف بن اصل بیت کھایت کرنی ہو یعنی طواف کی نیت میں بیت
 فریبت اور وجوب نہر نہیں سو اگر ایک شخص نے طواف کیا بعد ارادہ سفر کے اور نیت کی نفل طواف کی تو طواف الوداع واجب ہو چنانچہ اگر طواف
 کیا نفل کی نیت سو ایام تحریم میں تو طواف فرض ادا ہو جاوے گا یعنی طواف الزیارہ و غیرہ بعد کعبہ سے جس کو دھرم پر طواف الوداع کے دو گانہ
 نماز کے بعد زمرم کا پانی پینے کا روایت ہے حدیث مرفوعہ روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ زمرم کا پانی جس نیت سے پیے جائے
 اگر تو نے شفا کی نیت سے پی یا تو اللہ تجھ کو شفا دے گا اور اگر تو نے آسودگی کی ہوس پی یا تو اللہ تجھ کو آسودہ کرے گا اور اگر تو نے شفا کی ہوس پی یا تو حق تعالیٰ
 تسکین دے گا اور یہ زمرم جبریل علیہ السلام کا کھانا ہوا ہے جبریل علیہ السلام کے پیو کہ طواف کذا فی البران اور طریقہ زمرم کے پانی پینے کا بحر الرائق میں ہے
 ہے کہ زمرم کے پاس آدھی اور خود پانی کھائے اور وہ قبلہ کھڑے ہو کر خوب پیٹ پیٹ کر پینے میں بار میں پیے اور ہر بار آگاہ ہو شکر بیت اللہ کو کہ بہا ہو
 اور نہ اور ہر اور بدین کو اس کا پانی پیو اور اگر ملے ہو تو ایک ڈول اپنا و پر ڈالو حق زمرم کا ۶۶ ہاتھ ہو اور اگر عرض چار ہاتھ ہو کھانا
 فی ماشیہ الطحاوی اور حاکم نے مسند میں روایت کی کہ عبد اللہ بن عباس زمرم کا پانی پیکر بیدار کرتے تھے واللہ اعلم بالصواب و انما انا بشر
 و ایتعا و منفعاء من کل داعی کذا فی تمہ القدر و قبل القبتہ فطما للکعبۃ و وضع صدقۃ و وجہہ علی المذکر و نشبت بالاسماء و سکا
 و کسختہم ہا و بیت اللہ کے آستانہ خیف میں یا نہ کو جو کہ بعد سب کی تعظیم کیو اسطو اور اپنا سینہ اور منہ زمرم پر رکھو اور بیت اللہ کے خلاف کو ایک
 ہر کوئی ہر بعد در خواہت شفاعت کے کہہ سفر سے اسطو کہ کسی انسان کی عیبت یعنی ہوتا ہو تو اس کا پرا کرنا ہر منہ زمرم اس مکان کا نام ہے جو بحر اسود اور
 دروازہ بیت اللہ کے درمیان میں ہو چار ہاتھ کی ہوسکی مسافت ہو جب زمرم کو لپٹو تو دھنا تھہر تھہر کہہ پر کہہ یہ ہے لسان علیہ السلام لیسنا
 من فضائل و منفعاتہ و ہر کہ شفا دے گا ایک سے عت لپٹا کر روٹا ہو کذا فی ماشیہ الطحاوی و لو لم یلوا کجتم یدہا ہر کہ اسے
 مہر کہتے ہیں علیہ السلام و الشوق بالحداد و حاجتہا و یسبکی اویتا کی اور اگر غلاف کہہ کو نہا ہو تو وہ دون ہاتھ اپنی ہر ہر کر کر

و اگر کسی نے زمرم کا پانی پیا تو اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے گا اور اگر کسی نے زمرم کا پانی پیا تو اللہ تعالیٰ اس کو آسودہ کرے گا اور اگر کسی نے زمرم کا پانی پیا تو اللہ تعالیٰ اس کو تسکین دے گا

خیر

سفید کرنا چاہئے قبل اڑانہ کے یعنی اڑانے سے پہلے دیکھنا چاہئے کہ جو اسکو پڑے وہ اسکا مالک ہو کہ انی اللہ فی کراہیۃ قتلہ
 التوازل مستحبہ و آیتہ فاخذھا أخری و اصلکھا خلا سبیل اللہ علیہا البتہ قال عند تسمیۃ ما هو من اخذہا کو ایسی حالت
 لا حاجۃ لی بہا فسلہ اخذھا والقولہ بعینہ اختص اور مختارات التوازل کی کتاب الکراہیۃ میں ہے کہ ایک شخص نے
 جو پایا چوڑا یا سود و سرخ شخص نے اسکو پکڑ لیا اور اسکو آدھا سمیٹ گیا تو مالک اول کو اسپر اختیار نہیں بشرطیکہ چوڑے وقت اسنیو یہ کہا کہ
 اسکا یہ جو اسکو لےو اور اگر چوڑے وقت یوں کہنا ہرگز جگہ اسکی کہہ حاجت نہیں تو مالک اول کو اسکا لینا جائز ہو اور مالک ہی کا قول اسہین
 قسم کے ساتھ منبر ہو گا انھو کلامہ لا یجب ان کان الصبیۃ فی یتیمہ لعلہ یکان العادیۃ الفاحشۃ بعد ان یصححہ من حیثہا انھو سہوڑا واجب
 نہیں اگر صید محرم کے گھر میں چلیجیب جاری رہی تو عادت ظاہرہ کے اسہین اور جربان عادت دلائی شریعہ میں سے ایک دلیل ہی کو بھی صحابہ کبار
 احرام باندہ تہنہ اور انکو گھروں میں صید اور واجن موجود رہی تو خود اور اسو منقول ضہین کہ وہ چوڑا دینی ہوں تو مجھ اجماع فعلی ہوا اور اجماع
 محنت شرعی ہے واجن اس جا تو رکھنی ہیں کہ جو مکان سے مالوت ہو اصل اسکی وحشی ہو یا لا نوس چنانچہ ہرن ابد کو تر اور بکری کذا فی التفسیر
 والنسخ ہم جربان عادت قرون ثلثہ یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کی البتہ محنت ہو کہ ادنی حق میں غیر القرون وارد ہو اور یہ مطلب نہیں کہ
 ہر قرن کی جربان عادت محنت شرعی ہے واللہ اعلم بالحقائق و لوالفقی فی بدایہ دلیل اخذ اللھ فی خلافۃ للھد ثبوت با صید غیر
 میں جو تو بھی اسکا چوڑا دینا واجب نہیں اگرچہ پھر محرم کے ہاتھ میں ہو دلیل اپنے معصیت کے ساتھ فلاں کے محدث کو یعنی کسی بیوقوف کو معصیت کا
 ہاتھ میں لینا جائز نہیں لیکن اگر جردان میں ہو تو لینا اسکا درست ہے بشرط محرم کو صید کا ہاتھ میں لینا جائز نہیں لیکن اگر وہ پجری میں ہو تو پجری
 کا ہاتھ میں لینا درست ہے اسکو کہ صید پجری میں ہونے کا ہاتھ میں اور معصون نے کہا کہ پجری میں لینا ہاتھ میں لینے کی برابری اس دلیل سے کہ جو
 پجری کو نصب کرے وہ صید کا فاصب شمار ہو گا کذا فی النہر ولا یخیرہم الصبیۃ عن ولکھ ہذا الا لاسلی غلامہ مالک فی الخلل فہ اخذہ من
 انسان اخذہ منہ لاسلی غلامہ صبیۃ اخذہ اور صید اس چوڑا دینو سے محرم یا حلال کی ملک سے نہ نکل جاوے گا تو اسکو بعد فراغت احرام کے صید کا پکڑ لینا
 حل میں جائز ہو اور اسکو لینا صید کا اس آدمی سے جائز ہے جس نے صید کو اس سے لے لیا تھا اسو اسکو کہ اسکا چوڑا دینا اختیار سے نہ تھا بلکہ مجبوری جسمام
 یا بضرورت دخول محرم تھا خلق کان جارحاً کذا فی مسئلۃ حکام کلمہ فلا یحق علیہما وجب علیہ پیر اگر صید پھاڑ نیولا ہو چنانچہ باز سود و محرم کے
 کبوتر کو ماری تو چوڑا دینو والے پر کچھ خیر لازم نہیں اسکو کہ اسکو وہ کیا جو اسپر واجب تھا یعنی محرم پر صید کا چوڑا دینا واجب تھا سو اسنیو چوڑا یا آب
 اگر وہ کسی جانور کو ماری تو اسکا کیا قصور فلو باعہ رد البیۃ از سقے والاھلیہ الخ لا لان حوصۃ الحرم والاھلہ منتم بیم الصبیۃ اسو اگر صید
 بجا تو بیع کو پسری اگر صید باقی ہو اسکو کہ بیع فاسد ہو اور اگر صید مر گیا ہو یا مشتری نہ ملتا ہو تو باقیہ پر جزا واجب ہے اسو اسکو کہ حرم اور احرام
 باندہ بنی کی صید کے پھیر کی مانع ہو اور اگر مالک اور مشتری حرم میں ہوں اور صید حل میں ہو تو بیعین کے نزدیک بیع جائز ہے کذا فی السنہ ولو اخذ حلال صید
 فاسق من صبیۃ من یدہ الخلیۃ اتفاقاً فمن الحق بقیۃ عند خلافاً لھا وحق لھا استحقاقاً فی اللہ ان لہا اور اگر غیر محرم نے حرم کا صید پکڑا
 پیر احرام باندہ ہا تر ضمان دیکھا اسکا چوڑا دینو والا اسکو ملے ہاتھ سے اتفاق امام اور صاحبین کے یعنی اگر گھر میں سے یا پجری سے کوئی شخص اس صید کو
 چوڑا دیکھا تو اسکو بالاتفاق ضمان دینا ہو گا اور اگر اسکو حقیقی ہاتھ سے کوئی چوڑا دیکھا تو امام اعظم کے نزدیک اسپر ضمان لازم ہو گا نہ ضمان
 کے نزدیک اور صاحبین کا قول ثابت ہو دلیل ضمان کے کافی البران احسان ہے کہ چھوڑ دینا لےنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دماغی کھچھو
 من سبیل حبس و خلاف شرم باجن کے توڑنے میں ضمان نہیں صاحب نے پھر کہا کہ صاحبین کا قول اتقوا نوری کے ہے چنانچہ آلات لہو کے توڑنے میں ضمان
 قول سنتی ہے کہ انی النسخ ولو اخذہ من غیر صبیۃ اتفاقاً لان الحرم کا لیکھ و حیثہ عند خلا یا اخذہ من اخذہ اما اگر محرم کا صید محرم نے پکڑا
 تو اسکی چوڑا دینو والے پر ضمان لازم ہو گا بالاتفاق اسو اسکو کہ محرم اسکا مالک ہی نہیں ہوتا ماند غر اور غریزہ کے طور اسوقت میں یعنی جبکہ محرم

[illegible]

[illegible]

اگر کسی کے دین کو یہ نیت کی ہو تو بھی صحیح ہے۔ عبادات مالی میں نیابت اسو اسطو جائز ہے کہ عبادات مالیہ میں از مالش مالدار اور بدفع حاجت محتاج متصور
 حاصل سے سوچ کر اخراج کے فعل میں ہی حاصل سے اور چہ عبادت بدو نیت کے صحیح نہیں اور کا فرضی اول نیت کا نہیں لیکن جب منیب کی نیت مستبر
 شری نہ نائب کی تو مسلم اور فرضی نیابت میں دو برابر ہو گئے اور منیب کو اختیار ہے نائب کے دین کو یہ نیت کرے یا جب نائب محتاج کو دینو گے تو نیت
 نیت کرے یا وہاں میں اداسی عبادت کی نیت کرے کہ ان فی المسج والصلو والہیرو والبدایہ کہ صلوات و صلوات لا تقبلھا مطلقاً اور عبادت بدی
 جیسے نماز اور روزہ اور احکام اور تراویح اور اذکار نیابت کو نہیں قبول کرتے ہر طرح سے نہ قدرت میں نہ مجرمین اسو اسطو کہ عبادت بدی میں
 فرض اصلی یہ ہو کہ افعال مخصوصہ مدوح اور بدن پر حجت و مشقت پر ہو تاکہ فرض کو جو حضا فی اور قرب الہی حاصل ہو تو یہ امر حاصل نہیں ہو سکتا نائب کے
 فعل سے جب تک خود کو عہدہ اس میں مطلقاً نیابت جائز نہ ہوئی نہ قدرت میں نہ مجرمین اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ لا یضم أحد من احمیہ ولا یصل احد
 من تحمید اخر یہ الساعی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کوئی روزہ نہ کرے کیسی طرف سے اور نماز نہ پڑھے کیسی طرف سے یعنی نیابت صوم اور صلوة سے زمین
 ساقط نہیں ہوتا غرض سے ان فعل کا ثواب موقع ہے چنانچہ اس حدیث میں مصرح ہے کہ مملدہ بنو الدین کیو اسطو نماز پڑھو اور روزہ کیو دالمسکبہ منہما
 کجما الفرمین قبل النیابۃ عند الحج فقط اور جو عبادت کہ مال اور بدن مرکب ہو جیسے فرض حج سو نیابت کو قبول کرتی ہو عاجز ہونے کے وقت فقط
 ہر چند کہ حج کی حقیقت میں مال کو داخل نہیں اسو اسطو کہ حج عبادت ہو وقوف اور طواف کیلیکن چونکہ حجہ امر غلبا بدو ن زوال اور راحلہ کے حاصل نہیں ہوتا تو
 گویا حج مال کا جز ہو گیا کہ ان فی الصلو والصلو حج میں عجز کے وقت نیابت جائز ہوئی مال کی جہت سے اور قدرت میں نیابت جائز نہ ہوئی بدن کی جہت سے کہ ان فی الصلو
 لکن بشرط دوام الحج الی الموت لانه فوض العمرۃ تلیم الی اداء بقوال العباد عاجز ہیں نیابت حج کی جائز ہو بشرطیکہ موت تک حج پیش
 برابر ہو اور اگر عجز دائمی نہیں تو نیابت صحیح نہیں اسو اسطو کہ حج تمام عمر میں ایک بار فرض ہو یا تک کہ عارہ لازم ہو زوال قدر سے یعنی ایک شخص حج
 کرنے سے عاجز ہو اور اس نے مال دیکر نائب ہے اپنی و اسطو حج کو یا بعد اسکے عاجز ہو کا عذر جائز اتوا و سبب وجہ ہے کہ خود و وسراج کرے
 اسو اسطو کہ موت تک عجز دائمی نہ ہو بشرطیکہ الحج عنہ ای عن الیہ فیقول استؤمٹ عن فلان ولکنیت عن فلان ولکنیت اسمہ
 فتؤی عن الیہ صرحہ وتکفی نية القلب اور اس شرط سو نیابت جائز ہو کہ نائب بنو منیب اگر کی طرف سے حج کرے سو یوں کہے احرام کی نیت کہ میں نے
 احرام بجا فلانہ شفع کی طرف سے اور میں نے لبیک کہا فلان کی طرف سے اور اگر منیب کا نام بہل جاوے اور امر کر نیو ایک طرف سے نیت کرے تو صحیح ہے اور
 دل کی نیت کافی ہو تو تفریح بعد ضرور نہیں لہذا ای اشتراط دوام الحج الی الموت اذ اکان الحج کا الحسب والمرض یعنی زوالہ و ان
 لہو لکن کذلک کا لغوی الزمانہ سقط الفرض لیس الغیر عنہ فلا احادۃ مطلقاً سواء استقر ذلک العذر ام لا یہ یعنی مشروط ہوتا
 دوام عجز کا موت تک اور وقت تک ہو کہ عاجز ہو یا نہ تہید اور جاری کے زوال پذیر ہو اور اگر ایسی نہ ہو یعنی ایسا عجز ہو کہ اسکو زوال کی امید نہ ہو
 جیسے اندامنا اور لولہا نہ اتوا و اسکی طرف سے غیر کے حج کرنے سے فرض ساقط ہو جاوے گا تو اس حالت میں اعادہ حج کا مطلقاً لازم نہیں خواہ یہ عذر
 عدم بصارت وغیرہ کا ہمیشہ جاری ہو یا نہ ہو اسو اسطو کہ عجز لازمی بجای موت ہو کہ ان فی الصلو کثرہ غیر متون میں مرض زوال پذیر اور عدم زوال پذیر کا
 کچھ فرق مذکور نہیں لیکن متن اشارت ہے بابتہ اسی صاحب بکرمہ تفصیل محیط اور فتاویٰ فاضل خان اور سبوط سونقل کی اور کہا ہے کہ یہی حق ہو اور
 احکم کہ ان فی الصلو ولو آجہ وهو صحیح و فرجوا استقر لہ فی الفقہ شرطہ اور اگر ایک شخص نے حج کر دیا اپنی طرف سے و حالت صحت میں پھر وہ بعد
 زہمت ہونے نائب کے حج سے عاجز ہو گیا اور ہمیشہ عاجز رہا تا موت تک تو وہ حج مستوط فرض میں کافی ہو گا بسبب اپنی جانے شرط کے یعنی نائب کے حج کی نیت
 وقت قیام جزئی تا حج فعل کا قرب نائب کہ حاصل ہو گا کہ ان فی الصلو بشرط الاثر یہ ای بالحق عنہ فلا یجوز الحج بغير ذلک اذا
 حج او آجہ او اذک عن موثرہ لوجہ الامر لالۃ اور جائز ہو یا نہ بشرطیکہ امر کو منیب نائب کو اپنی طرف سے فرضی حج کر دیا تو جائز نہیں
 حج فردن کا نائب کی طرف سے ہونے اجازت ہے کہ جو جبکہ وارث خود حج کرے یا غیر ہو حج کرے اور بنو نرث کی طرف سے و البتہ جائز ہی سبب پاسو جانے

قرن اولیٰ تا ثانیات عدم رجوع بھی جائز ہے خلاف حج کے اس مسئلہ کو مابین کی طرف سے حج کرنا بدوہن اس کو اس کے جائز نہیں بلکہ قرآن اور احکام میں
 جائز ہے کہ ان فی المنع من التنبیس ومن تنجس کل من ایتہ وقم حنہ وحقن العساکاۃ خالفہما ولا یعدو حل کجھ من کسبہما بعد حج
 الاولیٰ ثانیۃ اور جس نے حج کیا وہ امر کرنا بدوہن کے واسطے ایک حج میں بدوہن کو شریک کیا تو وہ حج مابین کی طرف سے نفل و اتع ہوگا اور اگر بدوہن
 ماضیہ حج کیا تو بدوہن کے مال کی ضمانت دینا اس مسئلہ کو ادنیٰ مخالفت کی کہ ہر ایک کو بلا شرکت حج مقصر تھا اور ماضیہ ماضیہ حج کو ایک کی طرف سے
 بحسبہم ترجیح کے وینبغی حتیٰ التعمین لو اطلقوا السلام اولیٰ یمن ہر کہ تمہیں صبح ہو اگر احرام کو مطلق کیا ہو یعنی امر کا ذکر کیا ہو احرام
 کی طرف سے بطور تعین نہ بطور ابہام بلو انقبضہ فان حیث احدهما قبل الطواف والوقوف جائز اما اگر کو سیم ذکر کیا یعنی یمن کی طرف سے
 بسبب کہتا یمن ایک امر کی طرف سے ہر بعد کے اگر دو میں سے ایک کو سیم کر لیا قبل طواف اور وقوف کے تو جائز ہے ماضیہ کے نزدیک کہ ان فی الطواف
 بخلاف مالو اهل یمن آئوہ اوخیر ہا من لا کسب ایل کونہ متبرعاً فعین بعد الذہب جائز لاہ متبرعاً بالذہب لاہ جعلہما کل
 اولہما و فی الحدیث من یحج من آئوہ فقد قضی عنہ حجۃ وکان لا فضل عنہ حج و یحج و یحج من لاہ و یحج من لاہ و یحج من لاہ و یحج من لاہ
 شخص نے حج کیا اپنی والدین کی طرف سے یا والدین کے سر اور انہی شخصوں کے واسطے حج کیا بطور حسان یعنی بلا وصیت اور بدوہن اور ان کی مال کے حج کیا ہر
 بعد اس کو سیم کر لیا ایک کو تو جائز ہو اس مسئلہ کو یہ شخص قراب کا بدوہن والا ہو بلا عمن اور حج تو فقط فاعل کی طرف سے و اتع ہوگا تو اس کو اختیار ہو جائے
 ایک کو قراب و بی جا ہو دو کو دو اور حدیث میں وارد ہے کہ حج کر کے اپنے والدین کی طرف سے تو اس کو سیم پانچ ادا کیا اور ہوگی اس کو واسطہ نفل و
 و تل حج کی اور یہ شخص قیامت میں نیکیوں میں سموت ہوگا یا جیسے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا باپ اور اپنی
 ماں کی طرف سے حج کرے تو اس کو سیم پانچ ادا کیا اور اس کو کوئی حج کی زیادتی ہوگی آؤ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ جب سیم کرے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا تو قبول ہوگا اس کی طرف سے اور اس کو والدین کی طرف سے اور ان دو کوئی رو میں خوش ہوگی اور خدا کے نزدیک
 یہ شخص نیکیوں کا لکھا جائیگا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کرے یا والدین کی طرف سے
 اور اگر کوئی قیامت کے دن نیکیوں کے ساتھ رہے شخص اور ثابا جاویدگان احادیث مثلاً کہ دارقطنی نے ذکر کیا ہے یہ جو تین اور شامہ ذکر کیا تو
 نفل حج کا ذکر تھا اور اگر والدین میں سے کسی پر فرض حج ہو اس کی دو صورتیں ہیں کہ حج کی وصیت اس کو کسی یا نہیں اگر وصیت کی اور وارث فرماں
 حج کیا مورث کی طرف سے بطور حسان کے تو مورث کے دعوے سے حج ساقط ہوگا اندا اگر اس کو وصیت نہیں کی حج کی اور وارث نے اپنی خوشی اس کی طرف
 سے حج کیا یا غیبت کروا یا تو امام غزالی نے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو فرض ساقط ہو جائیگا کہ ان فی فتح القدر وقم لا یخصم ولا یخیر حل لا یفرط الیہ و
 لو میتا قبل من الثلث وقیل من الکلی قرآن فانیہ لتعصیرہ حقیقہ ان پانچ سو سالہ و اولہما کا خون اگر پر واجب ہو اس کو مال میں
 اس مسئلہ کو امر کے امین چاہتا تو اسی پر چڑھتا ہی لازم ہو اگر ہر امریت ہو امر سے مراد وہ جو کسی طرف سے حج کیا جاوے تو سیم میت بھی نفل
 ہے کہ ان فی المنع بعضوں نے کہا کہ میت کے ثلث مال سے ہم کرنا چاہتے اور بعضوں نے کہا کہ کل مال سے اور خمار کے سوا کوئی خون امر پر لازم نہیں ہر اگر حج
 فوت ہو گیا ماضیہ کی تعمیر یعنی اپنی کسی کام میں ایسا مشغول ہو گیا کہ موسم حج کا گزر گیا تو مال کا ضامن ہوگا اور اگر اس کی اتت حسیبہ درمنی یا جس کے
 یا ساری کے مرغانیہ سوا کر ایہ دار کے ہمارے سے حج فوت ہو گیا تو امر پر ضمان لازم نہیں کہ ان فی القدر وقم لا یخصم ولا یخیر حل لا یفرط الیہ و
 الا اذا آتوہ لا یفرط الیہ ولا یخصم ولا یخیر حل لا یفرط الیہ و اور نہ ان اور تمسح اور جنایات کا عوق حج کر کے اسے ہر جب ہوا آمد پر لیکن جب
 امر نے اس کو قرآن اور تمسح کر لیا تو امر پر واجب ہوگا اور اگر قرآن اور تمسح کا امر نے اذن نہیں دیا تو قرآن کرے سے ماضیہ ماضیہ ہوگا
 کا تو امر پر ہی خاص ہوگا و حق للنفقة ان حاکم قبل وقوفہ فیغیر مالہ بنفسہ وان بعدہ فلا یحصل المقصود و امر خاص ہوگا نفقہ کا
 اگر اس نے حج کیا قبل وقوف عوفات کے اس مسئلہ کو جب خاص ہو گیا تو دوسرے سال امر حج کو دوبارہ کرنا اپنی ذمت کے لیے ہے اور اگر بعد وقوف عرفات

بہر حج کرنا

بجای

مگر یہ کہ کوئی ظاہر امر اسکو صدق کا شاہد ہو مثلاً راہ میں ناچوں کا ناخاندان یا بڑا مدت تک مینہ کی جڑی لگ گئی تو ایسا اسکی تصدیق ہوگی کذا فی المطہار
 ولوقال یحییٰ وکذا بواحدین بھینہ لا اذکان مایون المیت وقد ایتوا لا نفاتی اور اگر امر وہ تھا کہ من حج کا جو من میت کی طرف سے اور
 وارڈن نے اسکی گدی کی خواہش کی تصدیق کیا وہی جسم کے ساتھ گراؤ وقت تصدیق نہیں کی جیسا کہ امر و رضہ اور میت کا اور اسکو تو من میں سے
 راہ خرچ کر لیا امر ہر امر و لا تقبل بئسہ ہوانہ کان یوم الفجر باللیلہ اذا برکھوا علی الارض انہ یوم الفجر اور مقبول ہونے کے وارڈن کے گواہ اس
 بات پر کہ امر یوم الفجر کو اس شخص میں پہنچا کر کہ نفی پر اگر اسی مقبول نہیں اسکو کہ مقصود اس قول سے وارڈن کو یہ ہے کہ حج کی نفی پر جاکر وہ قول
 ظاہر میں اثبات ہو لیکن دہر و نفی ہو مگر جب وارڈن گواہ گذارےں امر کے اس اقرار پر کہ میں نے چھپن کیا تو البتہ اگر اسی مقبول ہوگی اسکو کہ لفظ کذا ہا
 کا ان الفاظ کو اثبات ہے نہ نفی کذا فی المطہار **باب** **الحد** **ہو فی اللغز والمشرع ما یصل الی اللہ من اللغز** **فیہ**
 یہ باب ہر ہی کے احکام میں ہی لغت اور شریعت میں اسکو کہتے ہیں جو ہم حرم میں جو باقی ملال جانور کا لحمہ کذا جاوہر تاکہ اسکو ذبح کر لے حرم میں
 حق تعالیٰ کا قرب اور رضا مندی حاصل ہو کذا مشافہ ہی کا ادنیٰ رتبہ پیش کر ہی دھوا بل اے ایچ خمس سنین وبقراہ سنین وحقان سنین اور
 ہر ہی کی اعلیٰ قسم یا پھر جس کا اونٹ ہو اور اوسط قسم میں کی گا بول ہو اور ادنیٰ قسم ایک برس کی بھیڑ بھی رہے ہو لا یجب تعریف بل میں فی دھو
 الشکر اور جب نہیں ہر ہی کو عرفات میں لیا یا یا پھر گردن میں ڈال کر کوٹان کی کمال چیر کر مشہور کرنا بلکہ شکر کے خون میں ہشتاد سو چھ یعنی قرآن
 بعد تمتع اور نفل کے ہر ہی میں ہشتاد سو چھ اور جنایات کے ہر ہی میں انعامنا سے جسے قصا کی نماز کو چھانا افضل ہے کذا فی المنہ و لا یجوز شہ
 القدا یا ہا ما جاز فی الضحایا کا سے ہے فحیۃ اشترک فی سنیۃ فی ذبۃ شریب لقرۃ وان اختلف اجناسہا اور جائز نہیں ہر ہی میں مگر جو
 جانور کہ معیم سالم جائز ہو قرآن میں چنانچہ اسکی تفسیر کتاب الاضعیۃ میں آئی گی تو معیم ہر شریک کر لینا ایک شخص کا چہ شہد ہو اونس اور گاو
 میں جو بہ نیت قربت کے خرید ہوئی ہو اگر وہ اجناس ذبیت سے مختلف ہوں چنانچہ قرآن اور تمتع اور احصار اور جزا و صید وغیرہ ہر ایک لیکن قربت کا
 مستحکم نہیں نہ مستحب ہے کذا فی المنہ و یجوز النشاء فی الحج فی کل منجی الا فی طواف الکریم جنبا و حیضا و بعد الوقت قبل الحلق کلمہ
 اور جائز ہو پیش کر لیا ذبح کرنا حج کی ہر شئی میں مگر طواف الزبیرت کو جنایات یا حیض یا نفاس کی حالت میں کرنے سے اور بعد عرفات قبل ملنے کے
 دلی کر نہیں پیش کر ہی کا فی نہیں بلکہ اونٹ یا گاو کا ذبح کرنا بیان وجہ ہو چنانچہ باب الجنایات میں مذکور ہو چکا و یجوز اکلہ بل میں بکلا ضحیۃ
 میں قتل الطیر اذ ابلغ الحرم والمتعبہ والقران فقط ولو اکل من غیرہا صحیح ما اکل اور جائز ہو کمانا ہر ہی کا بلکہ قربانی کی مانند مستحب ہے
 کمانا نفل کے ہر ہی کا جب کہ وہ حرم تک پہنچے ہو اور تمتع اور قرآن کے ہر ہی کو کمانا جائز ہو فقط اور سوا نفل اور تمتع اور قرآن کے اور ہر ہی کو
 اگر کمانا ہو گا تو بقدر کمانی کے قیمت دینا لازم ہو گا اگر نفل کے ہر ہی کو قبل حرم کے پہنچنے کے ذبح کیا تو اسکا کمانا جائز نہیں کہ وہ صدقہ ہی ہی نہیں
 تو اسکا کمانا ہی جائز نہیں کذا فی المنہ و یتبعان یوم الفرائی وقتہ وہی الا یام الثلثۃ کذا فی المتعبۃ والقران فقط طویۃ قبلہ بل بعدہ
 و حلقہ دم اور فقط تمتع اور قرآن کے ہر ہی کے ذبح کر نیے دھو یوم النحر میں ہے لفظ یوم کا بیان مطلق قربت ہو تو جس وقت اوقات مکرر داخل ہو گا اور وہ
 تین دن میں یعنی دسویں گیا دسویں بار ہونے تو تمتع اور قرآن کے ہر ہی کو ذبح کرنا قبل یوم النحر کے بالاجماع جائز نہیں بلکہ بعد بار ہونے کے ہر ہی کا فی
 سے لیکن ترک وجہ ہوا کہ ایام نحر ہر ہی لحدہ او سپر دوسرا خون وجہ ہوا امام کے نزدیک صاحبین کے نزدیک اور سوا تمتع اور قرآن کے
 جنایات اور نہ راہ احصار اور نفل کے ہر ہی کا ذبح کرنا ایام نحر میں نہیں کذا فی المطہار و یتبعان الطیر اذ ابلغ الحرم لکل الفجر لکل الفجر
 اور سب قسم کے ہر ہی کے ذبح کر نیے دھو یوم النحر میں ہے سنا کی کچھ خصوصیت نہیں بقول معیم اور تصدیق ہر ہی کے گوشت کا حرم کے محتاج ہو کہ جو خصوصیت
 نہیں بار وجہ لیکن حرم کا محتاج افضل ہے غیرہ تصدیق لیلہ و خطا و ای زبا و اور ہر ہی کی جمل اور کلیل کو غیرت کر دھو اسکو کہ
 صحاح ستہ میں علی مرتضیٰ سے روایت ہو کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ کما لہون اور کما لہون کے تصدیق کر لیا محتاج

[illegible]

[illegible]

بن عمر جب داخل ہوئے تو دروازہ کعبہ کو پس پشت ڈال کر سیدھے چلے جاتے ہیں بیان تک کہ سامنے کی دیوار سے تین ہاتھ کا فاصلہ رہتا تھا پھر وہاں غزوہ بدر ہوئی
اور لائق ہو کہ متباہ ہو سکے ظاہر اور باطن سے وہاں با ادب رہی اور تباہ نہ ہوا اس دیوار پر کہ جسے جبر حضرت نے نماز پڑھی ہو اور حق تعالیٰ سے مغفرت مانگا اور جو
الہی بجا لادے پھر چاروں طرف کوئی طرف آدمی اور تملیل اور تسمیم اور کھیر کے اور جو چاہی سو وہاں مانگا اور انہوں نے کعبہ کی طرف نہ اٹھا دیکھو کہ ادب کے خلاف ہو کہ ا
فی النہر صحیحین میں عبد العبد بن عمر سے روایت ہے کہ فتح مکہ میں حضرت بیت العبدین داخل ہوئے اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ابی طلحہ نے اندر سے دروازہ بند
کر لیا پھر دیکھ کے بعد کہ لا عبد العبد بن عمر نے کہا میں سب سے پہلے وہاں پہنچا تو بلال کو دروازہ پر پایا میں نے پوچھا کہ حضرت نے کہاں نماز پڑھی بلال نے کہا
وہ وہاں سے ستر فون کے اندر اور دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت بیت العبدین چار ستون تھے جو حضرت نے تین ستون کو پس پشت کیا اور ایک ستون بائیں
طرف اور دوسروں کو وہ اپنی طرف کو کے نماز پڑھی اور تباہ نہ ہوئے کہ میں مذکور ہو کہ معاویہ بن ابی سفیان عبد العبد بن عمر سے پوچھا کہ حضرت نے کہاں نماز پڑھی
کہا کہ دیوار سے دو تین ہاتھ کرنا نہ پڑھنا چاہیو کہ ان فی شیعہ سفر السعادة وما یقولہ العوام من القدرۃ الوفقۃ والیسما والکاف فی وہاں یہ شیعہ
الذنیلا افضل لہ اور یہ جو عوام وہاں کے حلقہ کو عروۃ الوثقی کہتے ہیں اور اس کی کچھ دیر بیان ہے ہر زمانہ ونا وین سبکی اصل جو وہاں بیٹھ
شیراء الکسوف من غشیہ بل من الامام اذناشیہ اور جائز نہیں خرید کر کہ کعبہ کا خلاف بنی شیعہ ہے جنکو اس کعبہ کی کجی رہتی ہے بلکہ! وہاں
نائب سے خرید کرنا جائز ہو کہ بالفعل یون واقع ہوا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ جب خلاف کعبہ بنایا جاوے در پڑنا خلاف بنی شیعہ کو یا عبادی اور بادشاہ
کو اس کا اختیار ہو اور ہمارے علم ہے اس واسطے اس کی بیع سے منع کیا تھا وہ بیت المال کا مال ہو اور بلاشبہ بیت المال میں بادشاہ کا تصرف ہے ہر جب
بادشاہ نے کسی کو دیڈ الا تو اس سے خرید کرنا جائز ہے اور کسی قبل کو امام کو دی شافعی نے شیعہ مذہب میں پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ بادشاہ کو اختیار ہے
کہ خلاف کو عمارت بیت العبدین حضرت کو خواہ بیع سو خواہ عطیہ سو اس طرح کہ از قریب روایت کیا ہے کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر سال خلاف کو
بے لے تھم اور پڑانا حاجیوں کو تقسیم کر دیتے تھے اور اگر دوسمین نقد نہ جائز ہو تو بعد مدت مدد تک ہوتا ہے وہ کوئی حاشیہ الطحاوی وہاں لکھتا ہے
ولو یحسبنا او حاشا لہ او جو خلاف کو خرید کرے اس کو پسنا جائز ہے جناب اور حین کی حالت میں بھی لا یقتل فی الحرم الا اذا قتل فیہ ولو قتل فی
البیت لا یقتل فیہ خون کا بدلہ نہ لیا جاوے حرم میں مگر اس وقت بدل لاینا جائز ہے جب کسی نے حرم میں خون کیا ہو اور بیت اللہ کے اندر خون کیا
تو اس کا قصاص اندر نہ ہو گا اگر کسی نے ہر حرم کے خون کیا اور حرم میں چاہا تو اس کا قصاص حرم میں نہ ہو گا بلکہ خرید فروخت اس سے ہرگز نہ کیا جائے
اور کہا نا اس کو نہ لیا جاوے تاکہ وہ مضطر ہو کہ حرم سے نکلیں جب ہر حرم کو قصاص لیا جاوے اور اگر جان نہ رہا بلکہ انہیں پوڑی یا ماتہ کا ماتر ہکا
بدلا حرم کے اندر لیا جاوے گا بھی قول ہو امام اور صاحبین کا اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک حرم میں قصاص لینا ہر طرح درست ہے اور امام کے نزدیک
سارق کا ہاتھ حرم میں نہ لانا جاوے خلاف صاحبین کے اور اگر کافر حرم میں داخل ہو تو اس سے قرض کرنا بھی ہو بلکہ اس کا گناہ اور پانی بند
کرنا چاہیو تاکہ محل بہانے کہانی المنع عن مناسک الطراہیسی بلکہ لا یستنجی بماء زمزم لا یغتسل کر وہ جو ہر ہر حرم کے پانی سے اور
غسل کرنا کر وہ نہیں اور وضو کرنا بھی جائز ہے اور حرم کی کنکریاں اودھنی اور سطح بیت اللہ کی مٹی بہ نیت تبرک حل میں لانا جائز ہے بشرطیکہ قدر قلیل ہو
اور تحویب عمارت کا موجب نہ ہو جیسے زمزم کا پانی باہر لیجانا جائز ہے زمین میں ہر کام بھی جائز ہے لیکن عمارت کا اور گناہ کا چھینا جائز ہے کہ ان فی المنع لا یصح لکذا
معدنا نہ کہ یہ اس طرح حرم نہیں ہے ہرگز نہ کہ میں شکار کرنا اور دشت کا شکار حرم ہو ویسا مدینہ میں حرام نہیں اور اگر مدینہ کا حرم
کہ کی مانند ہوتا تو بدون احرام باندہ وہاں کا جانا جائز ہوتا حالانکہ حضرت سواہر اصحاب احرام باندہ داخل مدینہ کیا سلطانیت نہیں! فی تفصیل
اس مسئلہ کی کتب مسطور میں ہے وہ اسلم وکلاً افضل منہا اقل الایحرام ما تفرع اعضاہ الشریفۃ علی اللہ علیہ وسلم فانہ افضل مطلقاً
حتی من الکعبۃ والقرین والکنسۃ اور کہ منظمہ افضل جو مدینہ طیبہ ہو قبل ہجرت جبرئیل بن پاک سید کائنات کے اعضاء شریفہ مقدمہ سے ملی ہوئی
ہے فاضل حیا نے اجماع نقل کیا ہے کہ موضع قبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل بقاع ارضی ہے بلکہ مطلقاً افضل ہے بیان تک کہ کعبہ اور عرش اور کرسی

سے بھی افضل ہو امام عظیم اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک کعبہ افضل ہو مدینہ سو اور امام مالک کے نزدیک مدینہ افضل ہو کذا فی المنہ و زیارۃ قبر الشہداء
مندوبہ بل قیل واجبہ لہ مسعۃ اور زیارت کرنا قبر شریف مصطفوی کا مستحب ہے بلکہ بعض علماء نے اسکو واجب کہا جو جسکو مقدور اور طاقت ہو نماز
تعالیٰ عنقریب لڑتے زیارت کا تبصیل تمام خاتم حج میں مذکور کیا جاوے گا اور اسطر انتفاع مسلمین شائقین کے ویکدا بالحق لو فرضنا ویکھو لہ نفعاً مالو غیرہ
علیہ الصلوۃ والسلام فی تبدل بنظرہ لا محالہ ولینویعہ زیارۃ مسجد الشریف فقد آخبرنا الصلوۃ فیہ خیر من ألف صلوة
فی غیرہ الا المسجد الحرام وکذا بقیۃ القرب اور پہلے حج ادا کرے اگر فرض حج ہو اور اگر نفل حج ہو تو اس میں مختار ہے چاہے پہلے زیارت کرے یا حج لیکن
نفیل حج میں اختیار اور سوغت تک ہے جب تک مدینہ میں ہو کر نہیں بچلا اور اگر حج کیو پہلو مدینہ میں ہو کر چلا تو زیارت کرنا ضرور ہے خواہ حج فرض ہو یا نفل اور قبر شریف
کی زیارت کے ساتھ چاہے کہ حضرت کی مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت کرے سو اسکو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبریدی ہو کہ ادنیٰ ایک نماز ہزار
نماز سے افضل ہو ادنیٰ غیر مسجد میں سو اسکو مسجد الحرام کے اور اسطرح باقی عبادت اماند اعتکاف اور عبادت کثی کے کہ اسکا ثواب سو اسکو مسجد الحرام کے اور
ساجد سے زیادہ تر ہے محمد احمد اور صمیم ابن خزیمہ اور ابن جہان میں عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز میری
اس سے سی میں اور ساجد کی ہزار نماز سے افضل ہو سو اسکو مسجد الحرام کے اور ایک نماز مسجد الحرام میں افضل ہو اسکی سو نمازوں سے یعنی مسجد مدینہ سے ابن عباس
فتح القدیر میں لکھا کہ عبد الصغیر کے نزدیک بہتر ہے کہ سفر مدینہ میں فقط قبر شریف کی زیارت کہو اسطرح کہ کو خالص کے فرید اجلال اور تعلیم سید العالمین ہو کہ
تختی ہے اور تاکہ ظاہر حدیث و اربعین کی سوانح ہو عبادت کو جسکو کوئی حاجت نہ ہو سو اسکو میری زیارت کو اسکا میں شفیع ہو گا قیامت کے دن و کذا
الحجۃ بالمدینۃ وکذا بجلۃ لمن یشق بنفسہ اور کردہ نہیں ہند مدینہ کا اور اسطرح کہ کا اور اس شخص کو جسکو اپنی نفس پر اعتماد ہو حفظ ادب حرم
شریفین کام عبادہ کہ منظر میں اختلاف ہو علماء کا بعض شافعیہ نے مذکور کیا کہ مجاورت کہ مستحب ہے اگر جب وقوم امر منہوم کا ظن غالب ہو اور بھی نہیں
ساحین کا اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک کردہ ہو سو اسکو کہ انسان کی غالب عبادت یہ ہے کہ کہ معیشت میں خلاف خواہش نفسانی سے نکلا
اور افسردہ خاطر ہو جائے اور کثرت مشاہدات جو سب سے تعلیم اور توقیر چاہے دینی باقی نہیں رہتی غالباً اور یہ بھی ہو کہ انسان خطاس محفوظ نہیں اور
حرم میں تضاعف معاصی کا خوف ہو چنانچہ ابن سعد و سوری ہو اگر یہ روایت صمیم ہو الا اس میں تو شک نہیں کہ وقوم معاصی حرم میں زیادہ ترقیم
اور خوفناک تر ہو و لہذا عبد اللہ بن عباس نے طائف کا رہنا اختیار کیا تھا اور فرماتے تھے کہ اگر میں پچاس گناہ طائف میں کر دوں تو میرے نزدیک
محبوب تر ہیں کہ میں ایک گناہ کرنے سے اور ابن سعد و سوری روایت ہے کہ کسی شہر میں سو اسکو کہ کہ ہمت پر نفل عمل کے مخدہ نہیں سو اسکو کہ حق تعالیٰ نے
فرمایا (مَنْ یُؤْتِیْہِ بِلَیْلِہِ یُؤْتِیْہِ نَزْلًا مِّنْ سَمٰوٰتِہِ) یعنی جو حرم میں کبھوئی ظلم کا ارادہ کر گیا اسکو عذاب دردناک دیکھا دیں گے اور
عمر فاروق سے روایت ہے کہ اگر مجھے ایک گناہ کہ میں عبادت ہو وہ غالب تر ہو اور شہر کے شریک ہوں گا ان بعض خواص جہان کے جو کشاکش متفقہ
طبیعت انسانی ہو یا کہ میں وہ اہل میں اس سعادت عظمیٰ کے کہ وہ تضاعف حسنات نصیب ہل کہ ہو آج ماہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کہ میں رمضان پایا سورہہ رکھا اور قیام شب کیا جتنا کہ ہو سکا تو اسکو دس گنا لاکھ رمضان لکھو عبادتیں گے اور
حق تعالیٰ ہر دن میں ایک گروں آزاد کرے اور ہر رات میں ایک گروں آزاد کرے اور نیکو ثواب لکھیں گے اور ہر دن فی سبیل اللہ گھوڑا دیں گا اور نیکو ثواب ہو گا اور
ہر چند مدینہ میں تضاعف سیئات کا خوف نہیں لیکن افسردگی اور قلت ادب کا خوف ہو کہ وہ مخالف ہو احترام اور توقیر کے تو دامن کی مجاورت کرنا
سے خالی نہیں اگر اہل صبر اور اہل ادب کیو اسطرح دامن کا رہنا اور دامن کا فرامدہ وسیلہ ہو نجات کا جسم سلم میں حدیث مرفوعہ ہو کہ جو تخلیف اور
شدت یہ نہ بر صبر لکھا میری امت میں سے ہو گا میں اسکا شفیع ہو گا قیامت کے دن یا شاہ ہو گا اور ترمذی وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہو کہ مدینہ کا فرادہ دامن مرے کہ میں مقرر شفاعت کر دوں گا دامن کے مرے لکھا کذا فی فتح القدیر اور مناسک
طرابلسی میں ہے کہ کہ امام ابو حنیفہ اور جامعہ محتاطین خوف ملال اور قلت ادب اور حق قلب بکھنوسے مجاورت کہ کہ کہ ہمت کے فاکل میں اور ابو یوسف

[illegible]

يا خَيْرَ الْخَلْقِ اَجْمَعُونَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِينَ السَّلَامُ
 اسے بہترین مہمان کے سلام تمہارے سردار بہترین کے اور ختم کرنے والے کے سلام تمہارے اسے بہترین کے سلام
 عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْعُرَى الْمُجَلِّينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيْهَا الْمُبْعُوْثُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمُؤْمِنِيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 تمہارے چوڑے ہاتھ والے کے سلام تمہارے اسے بھیجے ہوئے دہلوانے والے کے سلام تمہارے سفارش کرنے والے کے سلام تمہارے
 يَا حَبِيبَ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبْنَاءَ الْهَادِيْنَ اِلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ
 اے حبیب اللہ کے سلام تمہارے اے پسند کے ہونے والے کے سلام تمہارے اے برگزیدہ کے سلام تمہارے اے ائمہ ہدایت والے کے سلام
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللهُ بِغَوْلٍ وَلَئِكَ لَعَلَّ خُلُقِيْ عَلَيْهِمْ رِبْعِيْ وَبِغَوْلٍ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَوْحِيْ وَتَحْلِيْمُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 سلام تمہارے اے وہ کہ تمہارا وصف کیا اللہ نے بغول کہ تم پیدا ہوئے بغول میں اور اس میں جو کہ ایمان والوں پر شفقت کرنے والے ہو تمہارے سلام
 يَا مَنْ سَبَّحَ الْحَقُّ فِيْ يَدَيْهِ وَحَقَّ الْحُجْدُ اِلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَمَرَنا اللهُ بِطَاعَتِهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَلْحَمْدُ
 اے وہ کہ تسبیح پر ہی تھکے دن نے انکو اتوں میں اور خالق پرستوں میں انکی طرف سلام تمہارے اے وہ کہ حکم کیا خدا کی طاعت کا اور دوسروں پر نیکی اور سلام
 عَلَيْكَ وَعَلَى سُلَاطِنِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى ذُرِّيَّتِكَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اَمَّا هَٰذِهِ الْمُرْسَلَةُ اَحْمَدُ
 تمہارے سلام انبیا اور مرسلین پر اور آپ کی اولاد پاک پر اور آپ کی بیویوں پاک سلاموں کی یہ اور آپ کی عورتوں
 اَجْمَعِيْنَ كَثِيْرًا اَدْنٰى اَيْدِيْكَ اَيُّهَا الْحَبِيْبُ رَضِيَ عَنْكَ اللهُ حَسْبُكَ مَا جَزَيْتَنِيْهِ رَسُوْلًا عَنْ اَمْنِيْهِ اَسْتَعِيْذُ
 بہت سا سلام ہمیشہ ہم کو جیسا کہ پسند کرے اور بے شمار اور خوش ہوئے خدا جزا دے جو ہم کو جس کے جزا دے جو کسی رسول کی عین کی عین
 اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاشْهَدُ اَنْكَ حَبْلُهُ وَرَسُوْلُهُ وَخَيْرُهُ مِنْ خَلْقِهِ اَسْهَدُ اَنْكَ
 کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ ایک ہی اور کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ انکو بندہ اور رسول اور بہترین انکی خلق کے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے
 قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ اَمَانَةَ وَتَصَدَّقْتَ بِالْحَقِّ وَكَشَفْتَ الْعَمَةَ وَاَقَمْتَ الْحَقَّ وَاَوْصَحْتَ الْحَقَّ وَجَلَّوْا
 رسالت کو پہنچایا اور امانت کو ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی اور ہدایت کی کو دیا کیا اور حجت کو قائم کیا اور راہ کو واضح کیا اور ہدایت کی آپ
 فِي اللهِ حَقَّ جَمَادِيْهِ وَقَاتَلْتَ عَنْ دِيْنِ اللهِ حَتَّى اَشْكَّ الْيَقِيْنَ فَصَلَّى اللهُ عَلَى رُوحِكَ وَجَسَدِكَ وَقَبْرِكَ
 اللہ کے نام میں حق اور سچا ہوا اور آپ راہ اللہ کے دین کی طرف جیانت کی کہ آپ کو وفات آئی پس حجت کو اللہ آپ کی روح اور آپ کی بدن اور آپ کی قبر پر
 اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ وَاَزْكٰى مَا نَغْنٰى صَلَوةً دَائِمَةً اِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ يَا مَرْسُوْلَ اللهِ تَحْنُ وَفْدُكَ وَرُوْدُ قَبْرِكَ حَسْبُكَ
 افضل اور کامل تر اور زیادہ مستوری اور بہت بڑا ہمیشہ کو قیامت تک اے رسول اللہ کے ہم آپ کی پاس آئیں میں اور آپ کی قبر کی زیارت کرنے والے ہوں
 مِنْ يَلَادِيْ شَيْعَةٍ وَتَوْ اِسْنٰى بَعِيْدَةٍ فَاَصِدِّقْ فَضْلًا حَقِيْقًا وَالنَّظَرَ اِلَى تَاْخِرَةِ وَالشَّيْءُ مِنْ زِيَارَتِكَ لَا يَسْتَفْنٰى
 بہت مسافت کے مشروں اور دور کے مکوں سے قصد کر کے آپ کی حق پر اگر نیک اور دیکھنے کو آپ کی نشانیات اور برکت لیں کو آپ کی زیارت سے اور سفارش چاہوں کہ
 بِرُحْمَتِكَ مَا كَانَ لِحُطَايَا قَدْ قَصَمَتْ ظُهُوْرَنَا وَلَا وَرَا قَدْ اَنْفَلَتْ كَوَاھِلُنَا وَاَنْتَ الشَّاكِرُ الْمُسْتَقْبَلُ
 تمہارے رحمت کے خطا کرنے والے کو ماری مگر میں توڑ دی میں اور گناہ ہمارے بڑے ہوں پر بعد میں پر گنہگار میں اور تم سفارش کرنے والے کو قبول کرنے والے ہوں
 بِالْشُّفَاعَةِ وَالْمَقَامِ الْحَمْدُ وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنْتُمْ اَذْخَلْتُمْ اَنْفُسَكُمْ جَاوِدًا فَاسْتَغْفِرُاْ اللهَ
 شفاعت کرنے والے مقام الحمد اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگ جب بڑے گناہگار ہوں اور پر آئے تیرے پاس اور بخشوا تے اللہ سے اور
 اَسْتَغْفِرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَتُوبُ اِلَيْكَ وَتَوَابًا رَّجِيْمًا وَقَدْ جِئْتُكَ هَلِيْلًا لَا نَفْسِيْ اَسْتَغْفِرُكَ لِيْذُنِيْ اَفَا شَفَعْتَ لَنَا
 بخشو اور تیرے رسول توبہ کرنے والے کو توبہ قبول کرنے والے اور ہم تیرے دربار میں ہوں جانوں ہم بخشاؤ اور ہم کو پسند کرنے والے ہوں

[illegible][illegible]

لَكَ رَحْمَةً أَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ كُنَّا نَخَوْنَهُ الَّذِينَ سَبَقُونَا بِآيَاتِهِ

پس رحمت تو بزرگوارتر است از رحمت پدر و مادر و اقربا و خویشاوندان من و تو را که پیش از ما آیات خود را فرستادی می ترسانیدیم.

قُلُوْبِنَا خَلَا لِلّٰہِ اَمَّا نَدْبُلَا لَمْ نَكُ دُوْفٌ دَجِیْلُوْہِ سَلَامٌ بِجہَادِہِ اِیْمَانِہِ جِسْمِہِ حَقِیْقِہِ کُوسَلَامٌ کُتِبَ اِیْمَانِہِ سَلَامٌ
 جَارِو دِلِیْنِ مِیْنِ کِنَہِ اِنِیْنِ لُوْگُوْنِ اِیْمَانِہِ اِیْمَانِہِ سَلَامٌ کُتِبَ اِیْمَانِہِ سَلَامٌ

علیہ السلام یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اپنی دنیا کی ہر شے سے سب سے پہلے چھوڑ دیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

ہماری دعا ہے کہ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو۔ اور ان کے رفیق سفرون میں سلام تہجد

[illegible]

اور ان کے غریب اور محتاج اہل خانہ تم لوگوں سے فرعون اور جہت و ملوک سے اور تم نے مسیحی کی اسلام کی اور ملوک و خزانوں کو تم جیسے مسیحی

قَالُوا الْحَيُّ وَنَا مَرًّا لَا مَلِيكَ حَتَّىٰ أَتَاكَ الْيَقِينُ فَالْسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اللَّهُمَّ آمِنَّا عَلَىٰ خِيَابِهِ وَلا تُخَيِّبْ

کائنات کے تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیں نصیب ہو۔ آمین

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُمْ فِيهَا وَأَنزَلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَاءَ الْغَيْرَ الْحَالِقَ

[illegible][illegible][illegible]

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

حکیم الط

عراق

احقر العباد محمد حسن صدیقی عرض کرتا ہے کہ میری زبان کو قوت یہ قلم کو طاقت کہ مشکوٰۃ شریف حقیقی کا کہوں یا لکھوں جسے محض اپنے کرم و فضل سے اس کتاب عالی جناب کو میری تصحیح اور تکمیل اور تحشیہ سے اتمام کو پہنچایا اور مجھ کو اس سے فراغت پانچا شرف عطا فرمایا۔
 رجب المرجب ۱۲۸۷ ہجری میں دیکھا یا میں نے سنیے الوسیع اسکی تصحیح میں بہت خون جگر کھایا ہے اگر کسی پر بھی کہیں غلطی ناظرین
 ملاحظہ فرمادیں تو بمقتضای علم معنی اصلاح فرما کر اس عاجز کو دعاوی نصیب یاد کریں یہ جو میں گزشتہ ہی رسی و طعنہ فرمایا کہ
 بیچ نفس بشر غالی از خطا نہ بود و الحمد للہ اگر آقا و ائمہ اہل بیت علیہم السلام و ائمہ حق علیہم السلام و ائمہ حق علیہم السلام و ائمہ حق علیہم السلام و ائمہ حق علیہم السلام
 عیب و زنا بعب و آفت و کمال انوار اللہین

اشتہار

اس کتاب کے متعلق بموجب قانون لایسنس مکتبہ مہم کے محفوظ کر لئے گئے مگر میں کوئی صاحب بد دن اجازت تحریر میں احقر البرید کے تصدیق

التماس

جس مسئلہ پر محمد طغرائی احقر ناظرین ناپائین ۱۱ دسکو سرور کے قصیدہ شیرا نغمہ امین •

تنبیہ

دراستہ سند اسبات کے کہ یہ کتاب مطبوع مطبع صدیقی سے مطر عنوان لوح متقن مادہ تازیج لکھی گئی •



